

فہرست نفس کتاب ترجمہ رشحات اردو

خلاصہ مضمون	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
ذکر امیر بزرگ اور امیر خرد۔	۳۵	ذکر خواجہ غریب۔	۲۲	ذکر خواجہ بہا۔	۲
ذکر بابا شیخ مبارک بخاری۔	۳۶	ذکر خواجہ اولیا پارسا۔	۲۳	ذکر خواجہ بہدائی۔	۴
ذکر امیر شاہ۔	۳۷	ذکر خواجہ حسن شادی۔	۲۴	ذکر خواجہ عبد اللہ برقی۔	۵
ذکر امیر عمر۔	۳۸	ذکر خواجہ اوکتمان۔	۲۵	ذکر خواجہ حسن اندائی۔	۶
ذکر مولانا عارف ویک کرانی۔	۳۹	ذکر خواجہ اولیا غریب۔	۲۶	ذکر خواجہ احمد سیوی۔	۷
ذکر مولانا امیر اشرف بخاری۔	۴۰	ذکر خواجہ سلیمان کوٹینی۔	۲۷	ذکر منصور اتا۔	۸
ذکر امیر امتیاز الدین ویک کرانی۔	۴۱	ذکر خواجہ محمد شاہ بخاری۔	۲۸	ذکر عبد الملک خواجہ۔	۹
ذکر یادگار کسر وئی۔	۴۲	ذکر شیخ سعد الدین غجدانی۔	۲۹	ذکر تاج خواجہ۔	۱۰
ذکر شیخ جواد الدین وہبانی۔	۴۳	ذکر شیخ ابو سعید بخاری۔	۳۰	ذکر سعید اتا۔	۱۱
ذکر شیخ محمد خلیفہ۔	۴۴	ذکر خواجہ عارف ریوگری۔	۳۱	ذکر صوفی محمد دشتمند۔	۱۲
ذکر امیر کلان دوشی۔	۴۵	ذکر خواجہ محمود انجرفنوی۔	۳۲	ذکر حکیم اتا۔	۱۳
ذکر شیخ شمس الدین کللال۔	۴۶	ذکر امیر خسرو دکنی۔	۳۳	ذکر زنگی اتا۔	۱۴
ذکر مولانا علاء الدین کن سرون۔	۴۷	ذکر خواجہ علی ارغندانی۔	۳۴	ذکر اوذبون اتا۔	۱۵
ذکر مولانا بہا الدین قفلاقی۔	۴۸	ذکر خواجہ علی راستینی۔	۳۵	ذکر سید اتا۔	۱۶
ذکر خواجہ بہا الدین میر نقشبند۔	۴۹	ذکر خواجہ خرد۔	۳۶	ذکر اسماعیل اتا۔	۱۷
ذکر وفات و تاریخ انتقال حضرت خواجہ۔	۵۰	ذکر خواجہ ابراہیم۔	۳۷	ذکر اسحاق اتا۔	۱۸
ذکر خواجہ محمد پارسا۔	۵۱	ذکر خواجہ محمد کلا دور۔	۳۸	ذکر صدر اتا و بدر اتا۔	۱۹
ذکر خواجہ ابو نصر پارسا۔	۵۲	ذکر خواجہ محمد حلاج۔	۳۹	ذکر المین بابا۔	۲۰
ذکر خواجہ محمد فقار تری۔	۵۳	ذکر خواجہ محمد یاد روی۔	۴۰	ذکر شیخ علی شیخ۔	۲۱
ذکر خواجہ مسافر خوارزمی۔	۵۴	ذکر خواجہ محمد بابا ساسی۔	۴۱	ذکر مودود شیخ۔	۲۲
ذکر مولانا یعقوب چرخ۔	۵۵	ذکر خواجہ محمد صوفی سوخاری۔	۴۲	ذکر کمال شیخ۔	۲۳
ذکر مولانا ناصر الدین عبید اللہ۔	۵۶	ذکر خواجہ محمود ساسی۔	۴۳	ذکر خادم شیخ۔	۲۴
ذکر خواجہ علاء الدین نیردانی۔	۵۷	ذکر مولانا دشتمند علی۔	۴۴	ذکر خواجہ عبد الحامد غجدانی۔	۲۵
ذکر شیخ کللال پریمی۔	۵۸	ذکر سید امیر کللال۔	۴۵	ذکر خواجہ احمد صدیق۔	۲۶
ذکر مولانا سیف الدین مناری۔	۵۹	ذکر امیر برہان۔	۴۶	ذکر خواجہ اولیا و کبیر۔	۲۷
ذکر خواجہ علاء الدین عطار۔	۶۰	ذکر امیر حمزہ۔	۴۷	ذکر خواجہ دہقان قلٹی۔	۲۸
ذکر مرض و وفات حضرت خواجہ۔	۶۱	ذکر مولانا حسام الدین ساشی بخاری۔	۴۸	ذکر خواجہ زکی خدا بادی۔	۲۹
علاء الدین۔	۶۲	ذکر مولانا کمال الدین میدانی۔	۴۹	ذکر خواجہ سوکمان۔	۳۰

ردیف	خلاصه مضمون	ردیف	خلاصه مضمون	ردیف	خلاصه مضمون
۶۹	ذکر خواجہ حسن عطار -	۱۷۷	ذکر زواج ابراهیم شاشی -	۲۷۳	نقل - موم اندران کرامات کر اولاد
۷۱	ذکر شیخ عبدالرزاق -	۱۷۸	ذکر خواب: حماد الملک -	۲۷۴	و اصحاب کامل از حضرت شاد فطرت
۷۲	ذکر مولانا حسام الدین یار ماہی -	۱۷۹	ذکر خواجہ شهاب الدین شاشی -	۲۷۵	و نقل کردند و بمحمد کو نقل
۷۳	ذکر مولانا ابوسعید -	۱۸۰	ذکر خواجہ محمد شاشی -	۲۷۶	کندہ کان -
۷۴	ذکر خواجہ عبدالسامانی صفهانی -	۱۸۱	ذکر خواب: محمد شاشی -	۲۷۷	ذکر خدمت خواجہ محمد بیہ -
۷۵	ذکر شیخ عمر اتریدی -	۱۸۲	ذکر خدمت و شفقت حضرت بگروہ -	۲۷۸	ذکر مولانا قاسم -
۷۶	ذکر مولانا احمد اسک -	۱۸۳	خاص و عام خلق -	۲۷۹	ذکر: عبد الاول -
۷۷	ذکر درویش احمد سمرقندی -	۱۸۴	ذکر رعایت و ادب حضرت بجمع خلایق -	۲۸۰	ذکر مولانا: ۵۰ -
۷۸	ذکر سید شریف برجانی -	۱۸۵	ذکر خدمت و شفقت و ایثار حضرت -	۲۸۱	ذکر مولانا: بیان الدین خلایق
۷۹	ذکر مولانا نظام الدین خاموش -	۱۸۶	بجمع درویشان -	۲۸۲	ذکر مولانا طاعت الدین خلایق
۸۰	ذکر حضرت مولانا سعدین کاشغری -	۱۸۷	فصل دوم در بیان ابتدا و سفر و ملاقات	۲۸۳	ذکر مولانا شیخ
۸۱	ذکر مولانا نور الدین عبدالرحمن جانی -	۱۸۸	بشایخ زمان -	۲۸۴	ذکر مولانا سلطان -
۸۲	ذکر مولانا عبدالغفور -	۱۸۹	ذکر خدمت حضرت در سمرقند و خراسان	۲۸۵	ذکر مولانا ابوسعید اوی -
۸۳	من فوائد انفاہ المسوۃ -	۱۹۰	چہ حضرت یہ قاسم تبریزی -	۲۸۶	ذکر مولانا تاسکندی -
۸۴	ذکر مولانا شہاب الدین برجندی -	۱۹۱	ذکر صحبت حضرت شیخ بہار الدین -	۲۸۷	ذکر شیخ حبیب تاشکی -
۸۵	ذکر مولانا علار الدین اپری -	۱۹۲	ذکر ملاقات حضرت بہ مولانا پری -	۲۸۸	ذکر مولانا نور الدین تاشکی -
۸۶	ذکر ملاقات و مقامات مولوی عبدالکبیر -	۱۹۳	مقصد دوم در ذکر بعضی حقائق و معانی	۲۸۹	ذکر مولانا زادہ اترای -
۸۷	ذکر مولانا شمس الدین محمد رومی -	۱۹۴	و این بر سہ فصل منقسم است -	۲۹۰	ذکر مولانا تاسکندی -
۸۸	ذکر صحبت خواجہ شیخ عبدالکبیر منی -	۱۹۵	ذکر غالب آمدن میرزا سلطان ابوسعید	۲۹۱	ذکر ہند و خواجہ ترکستانی -
۸۹	ذکر انتقال خواجہ -	۱۹۶	بر میرزا عبداللہ از ملاقات حضرت -	۲۹۲	ذکر مولانا اسماعیل دکنی -
۹۰	ذکر خواجہ محمد التامی -	۱۹۷	ذکر آمدن میرزا با بر برای محاصرہ سمرقند	۲۹۳	حالت و ذکر انتقال حضرت تاشکی
۹۱	ذکر شیخ عمر اعستانی -	۱۹۸	و مایوس واپس شدن او -	۲۹۴	وفات -
۹۲	ذکر شیخ خاندن مجاور -	۱۹۹	ذکر آمدن میرزا سلطان محمود برآ	۲۹۵	ترجمہ قطب تارنج مولانا جانی -
۹۳	ذکر خواجہ داؤد -	۲۰۰	محاصرہ سمرقند و منسلوبی	۲۹۶	ترجمہ قصیدہ شحات و درجہ خوبیا
۹۴	ذکر باباء تبریز -	۲۰۱	واپس شدن او -	۲۹۷	نقشبند و خواجہ حبیب الدین
۹۵	ذکر شیخ بہار الدین ابریر -	۲۰۲	ذکر مصاحبت شدن سہ بادشاہ دیک	۲۹۸	احرار -
۹۶	ذکر شیخ ابوسعید ابریر -	۲۰۳	معکہ ہر ارشاد حضرت -	۲۹۹	خاتمہ الطبع -
۹۷	ذکر شیخ بخشش -	۲۰۴	فصل دوم در خوارق و عادات کہ		
۹۸	ذکر مولانا تاج الدین درغی -	۲۰۵	بعض بزرگ و اہل ماسوا و اولاد		
۹۹	ذکر مولانا محمد پشغری -	۲۰۶	و اصحاب کامل حضرت نقل کرده اند -		

نویں حالات بزرگانِ مہینہ تین بعد از شقائق و معارف ہمارے فین کا مین مجموعہ انوار کا المیہ و ہوا میں حالات ہوا

جو بعضی زرگریہ بطریق زبان آرد و عام فہم باہتمام و اتفاق اسرار سبحانی مستہکان بادیر الازہانی بطریق کرم و

مطبع نامی منشوری کوک شوق لکھنؤ بہار ان حسن جو چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن رتب ریحانہ العقیقۃ الاقدس الاقدم والصلوۃ علی منہ والصلوۃ علی منہ
 جوامع الکلم بیکمیل ہماطو الفت الاہم والسلام علی آراء اصحابہ مفاہیح الکرم اور مصابیح المسلمین
 اسکی جو جتنے اپنے فیض قدیم پاک سے عارفین کے دلوں پر حقان اور حکمتوں کے قطرات کو ترشح کیا اور درود و مہلتا
 حدیث کے فائل پر کہیں جوامع الکلم دیا گیا ہوں تاکہ ان کلمات سے امت کے گروہ کمال کو پہنچیں اور سلام آج
 پر ہو جو کرم کی گنجین ہیں اور تاریکی کے چراغ ہیں بعد ازاں فقیر نے استطاعت فخر الدین علی ابن الحسین اور
 مشہور بعضی اہل تعالیٰ اپنے اولیاء کی محبت پر اسے ثابت قدم اور اپنے دوستوں کے کمال متابعت سے
 گزارش کرتا ہوں کہ جب عنایات بیجاہت انہی کی برکت سے ماہ ذیقعد ۱۲۷۷ ہجری کے آخر میں حضرت صاحب قلوب خواجہ
 ناصر الدین عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے آستان بوسی کا اتفاق ہوا اور دوسری مرتبہ ربیع الثانی ۱۲۷۸ ہجری کے آغاز میں
 قدم بوسی حضرت کی نصیب ہوئی تو آپ کی مجلس عالی میں حضرت خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کے مناقب اور فضائل
 معلوم اور سیدہ حقان اور معارف حضرت کی زبان مبارک سے مسموع ہوئے تھے اور ان جوامع فیض کے اپنے حافظ
 میں محفوظ اور مصنون رکھتا اور ہر صحبت کے اختتام پر ان کمونات کو میں بلا تغیر و تبدل تحریر میں لاتا اور جس وقت کہ حوائج
 گوناگون کے باعث آپ کی خدمت سے مہر ہوتا تو اس حالت میں یہ امیہیری خاطر میں گذرنا کہ جو کلمات مبارک اس

خراسان خوارزم اور راء الزہریں سب کے مقبول تھے اور ایک مدت تک آپ کوہ رزمین مقیم ہوئے اور حضرت شیخ عبداللہ جوینی کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور تصوف میں شیخ عبداللہ جوینی اور شیخ حسن سمنانی اور شیخ ابوعلی فارمدی رحمہم اللہ تعالیٰ سے متعصب ہوئے پیدائش انکی سن ۵۸۴ چار سو چالیس میں اور وفات ۶۳۵ ہجری پانچ سو پچیس میں ہوئی اور امام باغی قدس سرہ کی تاریخ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی صاحب احوال و کرامات تھے۔ بغداد اصفہان عراق خراسان سمرقند اور بخارا میں پڑھا اور پڑھایا حدیث تحصیل کی اور وعظ کیا اور ایک خلق نے نفع اُنسے پایا اور مروین پہونچ کر ایک مدت وہاں رہے پھر برات گئے اور چندے وہاں رہے پھر مروین آئے ایک عرصہ بعد دوسری دفعہ برات گئے اور چند روز وہاں رہے اور پھر مرو کا قصد کیا جب برات سے باہر آئے راستہ میں وفات پائی اور جس کا گونہیں موصے وہیں دفن ہوئے اور کہتے ہیں بعدہ ابن النجار انکا ایک مرید لاش کو مروین لیکیا اور قبر مبارک وہیں پہونچ کر زیارت ہوتی ہے اور اُس سے برکت لی جاتی ہے۔ اور جب خواجہ یوسف کا انتقال قریب ہوا چار شخص کو اپنے اصحاب سے دعوت اور ارشاد کے مرتبہ میں پایا اور اپنی خلافت اور نیابت پر مقرر کیا اور آپ کے بعد ہر ایک دعوت خلق کے مقام میں رہا اور راہ حق پر طالبوں کو ہدایت کی ہے اور دوسرے خلفاء اور اصحاب اُسکی متابعت اور ملازمت بطریق ادب کرتے رہے ہیں اور ہر ایک خلیفہ کا ذکر طبقہ بعد طبقہ ترتیب وار آخر سلسلہ خواجگان تک لایا جاتا ہے اور اللہ کے ساتھ توفیق ہو

خواجہ عبداللہ برقی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے خلفاء اربعہ سے ہیں اور اصل میں خوارزم سے ہیں عالم تھے اور عارف صاحب کرامات و مقامات اور شیخ عبدالکریم سمانی رہ کے انساب میں مذکور ہے اور نسبت خواجہ عبداللہ برقی کی برق کے ساتھ ہے اور برق راے مہملہ کے زبر سے معرب برہ کا ہے اس واسطے کہ آپ کے بعض آباد اجداد بکری والے تھے اور بڑھ فروش کی کیا کرتے اور آپکی قبر مبارک قبر شیخ ابوبکر اسحاق کلابازی کے پاس بخارا میں تل شورستان کے اوپر واقع ہے

خواجہ حسن انداقی

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ یوسف ہمدانی کے تھے اور آپ کی کنیت ابو محمد اور نام حسن ابن حسین انداقی ہے اور انداق تو سبیل پر ایک گاؤں بخارا سے ہے اور سمانی اپنے انساب میں لایا ہے کہ مروین ایک دوسرا گاؤں بھی ہے چھ سبیل پر ہے جسکو انداق کہتے ہیں اور انداق انداک کا معرب ہے اور خواجہ حسن انداق بخارا کے ہیں نہ انداق مرو کے اور فرمایا کہ خواجہ حسن اپنے زمانہ میں شیخ وقت تھے اور مریدوں کی تربیت اور دعوت خلق بھی سبحانہ تعالیٰ میں طریق پسندیدہ رکھتے تھے اور صفائے وقت اور دوام عبادت و ریاضت کے آدمی تھے اور آثار سنت اور آداب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو تھے اور خواجہ حسن نے جو رسوں انکے ساتھ رہے اور انکے خاص اصحاب اور مریدوں سے تھے اور انکے ساتھ کے مقام خانقاہ خواجہ یوسف ہمدانی میں اُنسے ملاقات کی مگر فی المکونین

ایسا پھر بخارا میں آئے ملا اور ان کے پاس میں آمد رفت کیا کرتا اور ان کی صحبت میں برکت لیتا تھا اور دسے میرا اکرام نہایت کرتے اور
 تھوڑی حدیث اُن سے بطور تمین اور تبرک کے استفادہ فرماتا دینی یوسف ہمدانی کی روایت سے میں نے سنی ہیں ولادت اُنکی سن ۶۲۴ ہجری
 چار سو چھٹھ میں اور وفات چھ سو بیس میں رمضان کو گھٹہ ۵۵ھ پانسواون میں ہوئی اور ستائیسویں تاریخ کی شب کو دفن ہوئے۔ وہ
 امام عالم عامل فقیہ حنفی عبد الکریم ابی خلیفہ انداقی کے پوتے ہیں جو بڑے شاگردوں شمس الامتہ حلوانی سے تھے رحمہما اللہ
 مشغول ہو کر خواجہ حسن انداقی خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے ہیں اور اُن سے نسبت اور طریقہ حاصل کیا ہے۔
 تھوڑے دنوں میں دوام مشغولی سے اُس درجہ کو پہنچے کہ کیفیت عظیم غالب ہوتی اور بہت ضروری کمات اُنکے ملتوی ہو
 رہتے اور بی بی اور اولاد کی معاش کی کفالت میں نہ ہوتی۔ ایک دن حضرت خواجہ یوسف نے نصیحت کی کہ عیال وارڈوں
 ہو اور بعض امور کا سر انجام ضروری ہو اور انہیں فرد گزاشت شریع اور عقل میں جائز نہیں خواجہ یوسف نے کہا کہ میرا حال یہ
 ہے کہ کسی دوسرے کام کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت خواجہ کو اُس بات سے بڑی غیبت آئی اور اُن پر خفا ہوئے اور سخت سُست کما۔
 اُس رات حضرت حق سبحانہ کو خواب میں دیکھا کہ امیر یوسف اپنے تجھے بیانی عقل کی دی ہے اور جس کو بیانی عقل کی اور بیانی دل کی دی ہے
 حضرت خواجہ یوسف اُس دن سے آپ کو بہت عزیز رکھتے اور کسی امر دنیاوی کے لیے تکلیف دہتے قبر مبارک اُنکی بنار میں
 دروازہ کلاباد کے باہر جو شیخ ابوبکر اسماعیل کلابادی کی قبر سے پورب طرف واقع ہوئی رحمہما اللہ۔

خواجہ احمد یسوی رحمہ اللہ

یہ تیسرے خلیفہ خواجہ یوسف قدس سرہ کے ہیں اور ترک اتا یسوی کہتے ہیں اور اتا کا لفظ جو ترکی میں باپ کے معنی میں
 ہے بڑے مشایخ پر اطلاق کرتے ہیں انکا ولادت گاہ پستی جو ترکستان کے شہروں میں مشہور شہر ہے اور اُنکی قبر مبارک
 بھی وہیں ہے بڑے صاحب کمات اور رتبہ مقامات کے تھے اور وہ صغیر سن میں باب ارسلان کے منظور نظر ہوئے ہیں جو قدیم
 مشایخ ترک سے ہیں اور کہتے ہیں کہ باب ارسلان نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے اُنکی تربیت کی
 اور خواجہ کو اُنکی خدمت اور ملازمت میں بڑی ترقیان حاصل ہوئیں اور جب تک باب ارسلان زندہ رہے خواجہ پر بار
 اُنکے ساتھ تھے اور اُنکی وفات کے بعد بھی انہیں کے اشارہ سے بنار میں آئے اور انکا سلوک خواجہ یوسف کی خدمت میں پورا
 ہوا اور وہ رجہ تکمیل اور ارشاد کو پہنچے اور اس خاندان کے بعض مشایخ متاخرین قدس الدار و اہم کے رسالہ میں ایسا مذکور ہے
 کہ خواجہ عبداللہ برقی اور خواجہ حسن انداقی کے بعد وفات جب کہ خلافت کی نسبت خواجہ احمد یسوی کو پہنچی اور بنار میں عورت
 خلق میں مشغول ہوئے چند روز بعد جو انکا ارادہ ترکستان کی طرف اشارہ غیبی کے موافق ہوا تو چھتے وقت سب یاروں کو
 وصیت کی کہ حضرت خواجہ عبدالخالق عجدانی قدس سرہ کی متابعت اور ملازمت میں رہیں پھر یسوی کی طرف توجہ فرمائی۔
 دافع ہو کر خواجہ احمد یسوی قدس سرہ سرگودہ مشایخ ترک کے ہیں اور ترک کے اکثر مشایخ کو طرقت میں اُنکے ساتھ اقتباب
 ہو اور اُنکے خاندان میں بہت بزرگ اور عزیز ہوئے ہیں کہ سب کے ذکر کے لیے ایک کتاب علیحدہ چاہیے چار بعض اصحاب

سلسلہ کے ذکر پر آگے زمانہ تک متصل ہیں کفایت کی جاتی ہے آگے بعد حضرت خواجہ عبدالغنی جو چوتھے خلیفہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ
اور اہم کے ہیں انکا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔ اور جانا چاہیے کہ خواجہ احمد کے چار خلیفہ تھے جنکا ذکر محکم لکھا جاتا ہے والدہ الزوق

منصور امیر احمد

یہ خواجہ احمد سیوی کے خلیفہ اول ہیں اور فرزند رشید ہیں باب ارسلان کے عالم علوم ظاہر و باطن کے اور ابتدا و سلوک میں
اپنے والد بزرگوار سے تربیت خوب پائی اور انکے بعد وفات حسب الحکم ملازمت خواجہ میں گئے اور انکے ظل عاطفت میں
درجہ ولایت کو پہنچے

عبد الملک خواجہ رحمہ اللہ

یہ فرزند بزرگوار منصور امیر احمد کے ہیں اور انکے بعد جانشین آئے ہوئے اور متعدد دن کی تربیت پر کمر باندھی اور برسوں
مسند ارشاد پر رہ کر طالبان طریقت کو ہدایت کی۔

تاج خواجہ رحمہ اللہ

یہ فرزند عزیز عبد الملک خواجہ کے اور پدر بزرگوار زکی امیر احمد کے ہیں کہ انکا ذکر بعد ازین آتا ہے اور تاج خواجہ کے تخیل
علوم رسمی کے بعد علم طریقت اور تحقیق میں تربیت اپنے والد بزرگ سے پائی اور خود کامل کمال ہو کر ناقصوں کی
تربیت میں معروف ہوئے

سعید امیر احمد

یہ خلیفہ دوم خواجہ احمد کے تھے اور انکے حکم سے تربیت مریدوں کی فرمائی۔

صوفی محمد دانشمند امیر احمد

یہ تیسرے خلیفہ خواجہ احمد کے ہیں برسوں مسند ارشاد پر رہے اور خلق کو دعوت حق کی۔ حضرت فرمایا کرتے کہ صوفی محمد دانشمند
مرد بسیار دان اور متشبع اور متقی ہوئے ہیں جب ایسی میں حضرت خواجہ آئے کہ گوں کو ذکر جہ میں مشغول کیا صوفی محمد
دانشمند کے دل میں آئی کہ حضرت خواجہ کو ذکر جہ سے منع کریں اپنے گھر سے چلے تھے کہ حضرت خواجہ کو معلوم ہو گیا
کہ احتساب لینے ممنوع شرعی کے روکنے کے لیے آتا ہے قبل از ملاقات اُس میں تصرف کیا اور عند ملاقات تکمیل کر دی

حکیم امیر احمد

یہ بڑے مشائخ ترک سے ہیں اور چوتھے خلیفہ خواجہ احمد کے نام انکا سلیمان ہے اور حکیم لقب ہے حکمین انکی جو مساللات
در دلیتوں میں بہان ترک کہیں مشہور اور معروف ہیں اور انکے کلام کے فوائد سے یہ مثل ہے جو خلق کے احست لام
اور وقت کی قدر میں فرمائی ہر حکیم کو رسا نگ خضر سیل و برتون کو رسا نگ قدر سیل یعنی جسکو تو دیکھے خضر جان اور چشب
آہے شب قدر سمجھ اور سیل بھی انکی طرف منسوب ہے جو اپنے کسر نفس میں فرمائی پارچہ بخشی زیرمان پارچہ بعد اوی سچ

یعنی تمام نیک ہمارا ہی ہے اور سب گیدوں ہمارا بھروسہ ہے اور انکا مسکن ولایت خوارزم ہے اور موضع آق مشرفان سے قلعہ سفید من دنیا سے رحلت کی اور قبر انکی مشہور معروف ہے

زنگی آقا رحمہ اللہ

انکو زنگی بابا بھی کہتے ہیں حکیم انا کے اصحاب اقدم اور خلفاء اعظم سے ہیں مولد اور مسکن انکا ولایت شاش اور دین انکی قبر مبارک ہے اور خلافت زیارت کو دہان جاتے ہیں اور مرادات پاتے ہیں مولانا محمد قاضی علیہ الرحمہ نے حضرت سے نقل کی ہے کہ فرما تھے جب کبھی زنگی انا کی زیارت کو آتا ہوں امداد اللہ کی آواز سنتا ہوں یہ باب ارسلان کے پوسے تھے اور فرزند تاج خواجہ اور بیرون اپنے والد زنگوار کے ظل حمایت اور تربیت میں رہے ہیں اور انکی وفات بعد بشارت غیبی مدون حکیم انا کے ساتھ رہے اور وفات حکیم کے بعد انکی بی بی عنبر اتا دختر براق خان سے نکاح کیا اور عنبر اتا سے بیٹے اور پوسے پیدا ہوئے سب عالم حاصل اور فاضل کامل کہ ہر ایک اپنے زمانے میں مقتداے سالکان اور رہنماے طالبان ہوئے کہتے ہیں حکیم انا سیاہ فام تھے لیکن عنبر اتا کے دل میں خطرہ گذرا کہ حکیم سیاہ رنگ نہ ہوتے تو کیا ہوتا حکیم کو اس کے خطہ بر اثرات ہوا فرمایا کہ توجہ زیادہ رنگ کی غریب مصاحب ہوگی اور یہ ہوا کہ حکیم کے بعد زنگی انا کے نصیب ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ زنگی انا حکیم انا سے بظاہر نہیں ملتا انھوں نے حکیم انا سے بروئے منی دروہانیت تربیت پائی ہے اور ہر ملات قول صحیح تر ہے اور کہتے ہیں کہ جبوقت حکیم انا نے ولایت خوارزم میں وفات پائی زنگی انا تاشکند میں تھے فوراً خوارزم کی راہ لی اور کسی جگہ نہیں ٹھہرے کہ دہان پہنچے اور قبر حکیم کی زیارت اور اہل مصیبت کی پریشانی اور حجب عنبر اتا کی مدت عدت بسر ہوئی ایک مہم سیکھیں بھیجا اور خواستگاری کی اس نے ٹھہر چھوڑ کے کہا میں حکیم کے بعد کسی کے نکاح میں نہیں آئی خصوصاً اس زنگی سیاہ کے اور اس نے چھوڑنے میں گردن اسکی ٹیڑھی ہو گئی اور وہ گھبراہٹ میں زنگی انا سے اگر قصہ کہنا زنگی انا نے پھر اسے پیغام دیا کہ تجھے یاد ہے جو تیری خاطر میں گذرا تھا کہ کیا ہوتا اگر حکیم سیاہ رنگ نہ ہوتا اور حکیم نے تیرے خطرہ کو پا کر کہا غریب ہے کہ مجھے زیادہ سیاہ رنگ کی تو مصاحب ہوگی جب محمد منوہ بات عنبر اتا سے کہی اسے یاد آئی اور روئے لگی اور کہیں راضی ہوں جو انکی مراد ہے احوال اسکی گردن سیاہی ہو گئی اور انکے نکاح میں آئی اور انکے چار ذلیف تھے اور وہ حسن انا سیاقا حدیث اتا بدر اتا یہ چاروں شخص ابتداً بنجرا کے ایک مدرسہ میں قائم تھے اور بالاتفاق مطالعہ پرست باندھے ہوئے تھے اور ایک شب چاروں کو خواہش راہ سلوک کی پیدا اور طریق حق کی ارادت انکی خاطر میں خاص ہوئی علی الصبح گھر لٹا دیئے اور مدرسہ سے جنگل کی طرف ٹھہر گیا اور ترکستان کی طرف چکر زنگی انا کی محبت میں پہنچے اور ہر ایک کا ذکر عملاً کیا جاتا ہے

ادول حسن آقا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول زنگی انا کے چار خلفا سے ہیں جب یہ چار غزیر ولایت تاشکند میں پہنچے ہیں جنگل میں گذرے ہوئے ایک حبشی کو پایا ہوئے ہوئے ہونٹ کا جو گلابوں کا لکڑہارا تھا اور وہ زنگی انا تھے اور انا کار میں طسریقہ انکا مشہر حال اور کسب معاش کے لیے یہ تھا کہ اہل تاشکند کی گائین چرایا کرتے اور اسکی اجرت سے عیال اطفال کی قوت حاصل کرتے تھے۔ کہتے ہیں جب زنگی انا

جنگل میں نماز پڑھ کر ذکر جہر میں مشغول ہونے کا میں جہر باندھ کر کے انکے ارد گرد ملکہ باندھ لیتیں اور جب تک وہ ذکر میں مشغول رہتے ہرگز گھٹس میں منحہ نہ دالتیں جب وہ طالب علم انکے نزدیک پہنچے دیکھا کہ شنگے پانوں سے سخت کاٹے چھانکڑ کو ٹوڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے پر دبا رہے ہیں کرسی میں بانہ چین اور گریہ جاکر پانوں میں نہیں جھپتے تھے یہ متعجب ہو کر آگے بڑھے اور سلام کیا اتانے جو آ دیا اور کہا تم اس ملک میں پر دسی معلوم ہوتے ہو کون ہو اور کہاں سے آئے ہو یہ بولے ہم طالب علم تھے اور بنجارا میں تحصیل کرتے تھے دفعہ ہمارے دل مطالعہ اور مباحثہ سے ملول ہو گیا اور سلوک کی خواہش باطن میں پیدا ہوئی اب طلب تحقیق میں وطن سے باہر نکلے میں چاہتے ہیں کہ حقیقت سے ایکٹ ہمارے باخ میں پہنچے ہر طرف ہم دور ترین درویش کا کل کی تلاش کرتے ہیں کہ بعد ازین ملازمت اسکی کریں شاید کہ نقصان کے نشیب سے کمال کے درجہ کو پہنچیں اتانے فرمایا ذرا ٹھہرو کہ میں بوسنگھوں اور تھیں اس مرشد کا نشان دون پھرتا دیکھن پورب پچھ کی طرف رخ کیا اور ہوا کھینچے اور سوکھتے تھے اسکے بعد کہا کہ دنیا کی چار طرف کی بوجھنی اور چاروں کوٹھان میں نے اپنے سوا کسی کو نہ دیکھا جو کوٹھان سے رہائی دیکر کمال کو پہنچائے۔ سیدانا اور بدراتا کے دل میں اس بات سے ایک انکار پیدا ہوا سیدانا دل میں سوچا کہ میں سید اور عالم ہوں اس جیسی چر داہے کا تابہار کب ہوتا ہوں اور بدراتا کا یہ خطرہ تھا کہ اس جیسی شتر لب کو کھچو کہ سقدر لہنا چڑا دھوے کرتا ہو۔ لیکن اوزون حسن اتانا اور حد راتا نے اس دعوے پر اعتراض نہ کیا اور دل میں سوچے کہ ممکن ہو شتر حق سبحانہ نے ایک نور اس سیاہی میں ودلعت رکھا ہو زندگی اتانے اس آستان میں چاروں کے باطن میں تفرق کیا اور انکے قلوب کو اپنی طرف کھینچا پہلے وہ شخص جسے یاروں سے آگے بڑھ کر اتانے کا ہاتھ پر جیت اور توبہ کی اوزون حسن اتانھا اور اسی نے درجہ کمال پر فائز ہو کر اوزون ارشاد پایا۔

سیدانا رحمہ اللہ

یہ زندگی اتانے کے دوسرے خلیفہ میں اور نام سید احمد اور سیدانا مشہور میں کہتے ہیں کہ سیدانا ہر چند ریاضت زندگی اتانے کی ایام ملاوت میں کرتے مگر اپنے باطن میں رشہ نہیں دیکھتے تھے اور ہر چند سعی کرتے کوئی درانکے دل پر نہیں کھلتا تھا آخر اپنا در دل غبر اتانے خدمت میں عرض کیا اور کہا تمھاری بات اتانا کو مقبول ہو اسیدوار ہوں کہ میرے حق میں چند کلمہ کہیے کہ نظر عنایت سے مشرف ہوں عذر اٹھان لیا اور کہا تو آج کی رات ایک سیاہ نمڈے کے اندر لیٹ کر اتانے کے سر راہ پڑا رہنا کہ فجر کو جب طہارت کے لیے باہر آؤں تھے اس حال سے دیکھیں شاید کہ تیرے اور پرچم کریں سیدانا نے ایسا ہی کیا اور غبر اتانے رات کو مجھ پر نے پر کہا احمد مرد فقیر ہو اور سید ہوا عالم ہو اور مدت سے خدمت میں حاضر ہو کبھی عنایت اور نظر خاص سے مخصوص این جناب نہیں ہوا میری التماس ہو کہ اس پرچم کو اتانے مسکر کر کہا کہ سیادت اور علم اسکی سدر راہ ہوئی پہلے پہل جو مجھے دیکھا اور میں نے اُسے اپنا نشان دیا نے دل میں کہا کہ میں سید اور عالم ہوں ایک جیسی چر داہے کا تابہار کب ہوتا ہوں اب تو نے اسکی سفارش کی میں اسکے گناہ سے درگزر احب صبح کو اتانا باہر آئے ایک کالی کالی پتر اپنے راستہ پر پڑی دیکھی اس پر پانوں رکھا وہ خود سیدانا تھے کہ اسکے سینہ پر قدم رکھا تھا اور انھوں نے اتانا کا پانوں چوما کہا تو کون ہو کہا احمد ہوا اتانے کہا کہ اٹھ اس شکستگی سے تیرا کام درست ہوا اور اس موقع پر التفات خاص

اُنپر کیا چون ہی سیدنا سید رحیمؒ ہوئے جو انکا مقصود تھا اپنے نیک شرف ہو گیا اور فتح و فتح بخشش کے دروازے کھل گئے اور تھوڑے عرصہ میں درخشاں شاد و کمال کو پہنچے اور بہت سے ناقصوں کو مرتبہ کمال پر پہنچایا اور سیدنا حضرت عزیزان خواجہ علی رامیتنی کے ہم عصر تھے جو اکابر طبقہ خواجگان قدس السداد و احکم سے ہیں اور ذکر انکا بعد ازین آئیگا اور ان دونوں کے درمیان مراسلت ہونے لگا کہ اسین سے کسی قدر ذکر عزیزان میں آئیگا حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کے مقامات میں مذکور ہو کہ حضرت خواجہ نے نقل کی ہو کہ ایک دن کوئی شخص کار ملکیت میں چینا اور ہاتھ سیدنا دہان پر گزرے پوچھا کہ تو کس کام میں ہو اور کیا ہوتا ہو اسے کہا کہ چینا ہوتا ہوں مگر یہ زمین اچھا چینا نہیں تھی سیدنا نے خطاب کر کے کہا اے زمین اچھا چینا دے کہتے ہیں کہ کہتے ہیں ہی سال اُس زمین سے چینا لو گنراہ بدن اُسکے کچھ آسین ڈالیں۔

اسمعیل انا قدس سرہ

یہ بڑے اصحاب اور خلفاء سیدنا سے ہیں حضرت فرماتے تھے کہ اداکل میں لوگ تعرض اسمعیل انا سے کرتے رہتے تھے تاکہ تھے یہ باتیں میں نہیں جانتا آشن بر م طبلین فقرم یعنی وہ مجھ کو دیتا ہوا اور میں اُسکا انکار نہ کرتا ہوں۔ انا نوحی خریان کے باشندہ تھے جو لیم اور تاشکند کے بیچ میں ہے۔ اُس ملک کے پاس پڑوسی آتا پر عرض تھے اور ہمیشہ انکی ہجو اور نصیحت کیا کرتے تاکہ یہ مالوگ میرے صابون اور ارشنان میں حضرت یہ کلام انکا بہت پسند کیا کرتے اور تعریف فرماتے اور انا کے افسانہ سے ہو کہ وہ چوپ میں سایہ ہوا اور چارے میں کپڑا اور بھوکھ میں روٹی۔ حضرت نے فرمایا ہو کہ انا کا یہ کلام جامع ہوا اور یہ بھی فرمایا ہو کہ اسمعیل انا بعد از ان کہ مرید کو یقین کرنے فرماتے کہ او درویش ہم برادران طریقت ہوئے ایک نصیحت میری مان سہ کہ اس دنیا کو ایک سہر گنبد نیال کر اور جان لے کہ تو ہی اور حق سبحانہ اس قدر ذکر کر کہ اُس توحید کے غلبہ اور تسلط سے حق سبحانہ رنج سے اور پس اور نوریاں سے باہر ہو۔ حضرت فرمایا کہ تے کہ اس کلام سے انا کی بہت ہوائی ہو اور حضرت نے اپنے امون خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کے نالی سے نقل کی ہو کہ حضرت سید شریفین جرجانی تھے کہتے تھے شیخ زادہ مریدان اسمعیل انا کے سجدوں سے بوسہ مذاق آتی ہے۔

اسحاق انا رحمہ اللہ

یہ فرزند اسمعیل انا کے ہیں صفائے وقت اور احوال بزرگ کے مالک تھے اور نوح اسبہاب میں نشست انکی تھی جو ایک قصبہ تاشکند اور سیرام کے درمیان ہے۔ شیخ عبدالعزیز خجندی رح کہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کے یار دین میں سے تھے فرمایا کرتے تھے کہ پیشتر اس سے کہ حضرت خواجہ کی شرف صحبت سے شرف ہوں چند سال مجھے قوی جذبہ پہنچا تھا خواجہ محمد علی حکیم قرندی کے مزار پر میں گیا انکی طرف سے اشارہ ہوا کہ واپس پھرجا کہ تیرا مقصود بارہ برس بعد بخارا میں حاصل ہوگا اور خواجہ بہار الدین نقشبند کے غلام پر موقوف ہو فی الجملہ میری خاطر جمع ہوئی خجندی کی طرف مراجعت کی ایک دن بازار میں چلا جاتا تھا دو ترک رکھے کہ ایک مسجد کے دروازہ پر بیٹھے اور آپس میں باتیں کرتے تھے اور دتے تھے میں نے جو کان لگائے تو اس طریق کی باتیں کہتے تھے۔ مجھے انکی صحبت کی طرف میل خاطر ہوا اُنہے نیا زمندی کی اور تھوڑا مکھانا اور میوہ پیش کیا باہم کہنے لگے یہ درویش طالب معلوم ہو تا ہو لائق ہو کہ ہمارے شاہزادہ اسحاق خواجہ کی خدمت میں رہے جب اُنہے یہ بات میں نے سنی پھر طلب میری

طرحی جستجو کی تو کماہدہ اسباب میں رہتے ہیں انکی صحبت میں گیا اور مطلب ظاہر کیا لیکن واقعہ تزدکا کچھ ذکر نہیں کیا اور چند روز
انکی خدمت میں رہا اور وہ بہت لطف کرتے تھے ایک روز فرزند انکا کہ جوان نہایت رشید تھا اور آنا قبول اسکی پیشانی سے
ظاہر تھے اُسے اپنے والد بزرگوار سے کہا کہ یہ درویش مسکین ہر چاہیے کہ آپ کی خدمت میں رہے اسحاق خواجہ نے فرمایا ایو فرزند یہ درویش
خواجہ بہار الدین نقشبند کامریدیو گا ہکو مجال معرفت اُسین نہیں ہر جب یہ بات میں نے کہنے سنی حضرت خواجہ پر میرا یقین اور بھی زیادہ
ہوا اُنہے اجازت چاہی اور خجند کو اُلتا بچہ آیا اور منظر ظہور حضرت خواجہ قدس سرہ کا رہتا تھا یہاں تک کہ بخارا میں انکی صحبت اور
قبولیت سے مشرف ہوا۔

صدر آنا ویدر آنا رحمہ اللہ

یہ دونوں خلیفہ سوم و چہارم زنگی اُنکے ہیں نام اُنکا مولانا صدر الدین محمد و مولانا بدر الدین محمد تھا اور اُنکو صدر آنا اور بدر آنا بھی
کہتے ہیں اور یہ بخارا میں ہمیشہ ہم حجرہ اور ہم سبق تھے ہم بیلا اور ہم نوالہ اور ایک بستر پر سویا کرتے۔ جب زنگی اُنکی صحبت
میں آئے روز بروز آثار ترقی مولانا صدر الدین کے احوال سے ظاہر ہوتے تھے مگر مولانا بدر الدین کے کام میں گلتھے پڑے ہوئے تھے آخر
اُنکے خیال میں آیا کہ سید آنا نے غیر آنا کو وسیلہ بنایا تب زنگی اُنکے حال پر مہربان ہوئے میں بھی دیان جائون اور انکی شفقت
کے شفا خانہ سے دوا اپنے درو کی مانگوں بعد ازاں خدمت کیوقت غیر آنا کی خدمت میں جا کر حال اپنا رو کر بیان کیا اور اُنکو شفیع
بنا کر التماس کی کہ شگفتہ خاطر کے وقت آنا سے عرض کیجیے کہ بدر الدین کہتا ہوں میں اور مولانا صدر الدین دونوں آپ کے غلام ہیں
سبب کیا ہو کہ آپکی عنایت اُنکے حق میں زیادہ ہو اگر مجھے کوئی تقصیر ہوئی ہو تو آگاہ فرمائیے کہ اسکا تدارک کروں جب زنگی آنا
اُسدن جنگل سے آئے اتفاقاً خوشوقت تھے غیر آنا نے مولانا بدر الدین کا پیغام اُنکو پہونچایا اور التفات خاطر کی وجہ سے اُنکی
آنا نے فرمایا کہ اُسکے کام میں بہت سی اسوجہ سے ہو کہ میری پہلی ملاقات اور گفتگو میں اُسے اپنے دل میں کہا کہ حبشی شتر لب کو دیکھو
کہ کیا النبا چڑا دعویٰ کرتا ہو اب جو تم نے درخواست کی میں اُسکے گناہ سے درگزر اپس اُسے بلایا اور سرہ پانی کی کہ اُسیوقت مولانا
صدر الدین کے درجہ اور مقام کو پہونچا اور بعد ازاں ہمیشہ سیر مقامات اور منازل سالکین میں رکاب برکاب اُسکے جاتا تھا اور
احوال حارثین کے ظہور میں شریک اُسکا ہوتا تھا اور پھر مولانا صدر الدین کسی وقت اور کسی حال میں اُسپر غالب نہ ہوئے اور
سلوک طریقت اور حقیقت میں اُس سے آگے نہ بڑھے۔

المین بابا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ صدر آنا کے تھے اُنکے بعد آپ کی اشارت سے طالبوں کی دعوت بحق کی۔

شیخ علی شیخ رحمہ اللہ

یہ خلیفہ المین بابا کے تھے اُنکے بعد اُنکے پاس سدا شاد پہنچے۔

مودود شیخ رحمہ اللہ

یہ غلیظ شیخ ہے جس کا ایک بڑا سہوہن کو تربیت کی۔

کمال شیخ رحمہ اللہ

یہ سہوہن شیخ نے اصحاب کی بارے سے تھے اور ولایت شاش انکا مقام تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ کمال شیخ مرید مودود شیخ کے تھے اور یار طریقہ تھے۔ جبکہ ہم نے سفر خراسان سے حاجت کی اور تاشکندہ میں اقامت کی تو وہ ہمارے واسطے اکثر ایسا کرتے۔ بعضے اصحاب اہل کتبہ تھے کہ ایک دن کمال شیخ آپ کے پاس آئے تھے کہ ہمارے لیے ذکر اہل بہن اور ذکر اہل ایک قسم کا ذکر سلسلہ شلیخ ترک میں ہو کہ ذکر کینہ کے وقت ایک آواز مثل آرسے کے ذکر کے گلے سے نکلتی ہو کہ کمال شیخ نے حضرت کے سامنے بقوت تمام تر سات اٹھ بار ذکر اہل کیا حضرت نے فرمایا کہ بس کرو ہمارے دل میں درد ہونے لگا اور بعضے اصحاب نے کہا کہ آپ نے فرمایا بس کرو کہ عرش سے فرش تک آگ لگ گئی پھر کچھ تہل کیا اس وقت فرمایا کہ اس فکر میں ہوں اگر کوئی منکر کہے کہ یہ کس قسم کا ذکر ہو کوئی اسکا جواب کیا دے تب یہ بیت پڑھی بیت مرغان بہر صبا سے * خواند ترا با صلح سے

خادم شیخ رحمہ اللہ

یہ بڑے اصحاب مودود شیخ سے ہیں اور حضرت کی ابتدا و ظهور میں ولایت شاش بلکہ ماوراء النہر میں ایک جماعت کثیرہ کے مقتدا اور مرشد تھے اور حضرت سے ملاقات رکھتے تھے شیخ جمال الدین رحمہ اللہ جو خادم شیخ کے غلیظ تھے وہاں سہرات آئے اور مریدوں کی بڑی جماعت سے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری کے مزار پر رہے اور وہیں وفات پائی اور قبر انکی تحت مزار پر یوسفیہ اسافی مولانا رضی الدین عبدالغفور علیہ الرحمہ کے ساتھ کچھ کچھ انکی صحبت میں جایا کرتا اور وہ اپنے شیخ سے حکایتیں کہتے اور فوائد بیان کرتے کہ انہیں سے بعضے پانچ رشحوں میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ رشحوہ شیخ جمال الدین کہتے تھے کہ ہمارے شیخ خادم شیخ اس آیت میں قول لقا سیتہ فلو ہم من ذکر اللہ کہتے تھے کہ ایک گروہ ہو جو ذکر کرنے سے قسادت قلب حاصل کرتے ہیں اس واسطے کہ وہ بے ادبانه بقا خاصے طبع و نفس خفالت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں منزاوار ہو کہ میں ذکر اللہ اشارہ اسکی طرف ہو اگرچہ مفسرین نے اسکی عقل عن ذکر اللہ کے ساتھ تفسیر کی ہو۔

۲۔ رشحوہ وہ کہتے تھے کہ شیخ ہمارے فرماتے تھے حضور ہی جو کہ سالکوں کو نہایت ذکر میں اور اس کے مراتب پر عبور کرتے ہیں ہوتی ہو ممکن ہو کہ اس سے پہلے بھی حاصل ہو کر اسکو بقا نہیں ہوتی اور طبیعت اینچہ تانی کے سبب جلد زائل ہو جاتی ہو لیکن اگر ذکر کے مراتب پر عبور کر گیا ہو جس سے مراد بعضے انوار کا مشاہدہ اور کشف ہو تو وہ مراتب لطیف اجسام کے مثال بجائے طبیعت ہو جاتے ہیں اور سالک پریشانی خاطر سے رہائی پاتا ہو۔

۳۔ رشحوہ اور وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ کا قول ہو دلیل صحت حال پر جو وارد ہوتا ہو یہ ہو کہ جب حال کا درد و ہموذات سالک میں فنا پیدا ہو جاتی ہو اور محنت اعمال باقی رہتی ہو اور شریعت سے میل اور محبت تازہ ہوتی ہو کہ احکام شرعی کے ذوق اور محبت سے بے کفالت ہو جاتا ہو۔

رشتہ اور انہیں کا یہ کلام ہے کہ ایک معمولی عالم ہمارے شیخ کے پاس آیا تھا کہنے لگا کہ ارباب رقص و سماع کا حال دو بات ہے
 پہلی یہ کہ اسوقت شعور ہی نہیں اگر شعور ہو تو حرکت اور رقص و اظہار بخودی نہایت بڑی چیز ہو اور اگر شعور نہیں ہو
 تو شعور میں اگر ہمارے یہ غیر نماز پڑھتے ہیں یہ اس سے زیادہ بڑا شیخ نے اس کے جواب میں کہا کہ نفس وضو کے
 اسباب سے ایک یہ ہے کہ عقل سلب ہو جائے جیسی جنون آدمی کی حالت ہے اور دوم یہ ہے کہ عقل پوشیدہ ہو جاتی ہے جیسا
 کہ بیہوشی کی حالت میں ہوتی ہے لیکن اس گروہ کی بے شعوری رقص و سماع کی حالت میں نہ عقل کا جاتا رہتا ہو اور
 نہ اس کا پوشیدہ ہوتا ہو بلکہ اس بے شعوری کی وجہ یہ ہے کہ اس عقل کی عالم انہی سے عقل بخودی پر ریشہ کی ہے اور جو اس کا
 غالب اور حاکم ہو جاتی ہے اس عقل کی کوہ قوت اور قدرت ہے کہ ایک عالم کا انتظام کرے بدن کے بندوبست کا
 تو کیا ذکر ہے جو اسوقت اس کے زیر حکم و حمایت ہے اور عقل کی مدد اس کی نگاہداشت میں ہے نو افض وضو اس محل
 میں نہیں رہتے اس واسطے کہ طالب صادق اسوقت طبیعت اور احکام طبیعت سے باہر نکل جاتا ہو اور لوازم طبیعت
 سے خلاص ہو پس اس حال میں وضو تازہ کرنے کی احتیاج نہیں پڑتی۔

رشتہ شیخ جمال الدین کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ کہتے تھے کہ سلسلہ خواجگان قدس السداد و اہم کے بعض اکابر
 ایسا کہا ہے کہ وجود عدم کا وجود بشریت کے ساتھ عود کرتا ہے لیکن وجود فنا کا ہرگز وجود بشریت کے ساتھ عود نہیں
 کرتا اس کلام کے معنی ظاہر یہ ہیں کہ وجود عدم سے مراد صفت عدم کا تحقق ہے کہ عبارت اس سے بخودی ہے کہ
 طریق خواجگان کے مبتدیان کو مشغولی میں حاصل ہوتی ہے لیکن جو کچھ کہ حقیقت معنی ہے وجود عدم عبارت
 اس سستی حقیقی سے ہے کہ سالک کی قوت ادراک پر تروڑا لیتی ہے اس سبب سے کہ اس کو نہایت شغل باطنی ہے
 اور دل نقوش کو نیہ سے خالی ہے اور وہ پر تو ہستی حقیقی کا کہ بعد اس بخودی کے پیدا ہوتا ہے وجود اس عدم کا ہے اور
 یہ وجود وجود بشریت کے ساتھ عود کرتا ہے یعنی پھر یہ پر تو پیدا ہوتا ہے اور لوازم وجود بشری غالب آتے ہیں بخلاف وجود
 بخشیدہ حقانی کے جس کو بقاء بعد النشا کہتے ہیں کہ بعد از تحقق بمقام فنا پیدا ہوتا ہے پس جس طرح کہ فنا کو وجود باقی
 پیچھے سے ہے اس عدم کو بھی وجود پیچھے سے ہے اور یہ وجود اگرچہ اسی وجود باقی کا پر تو ہے لیکن یا نیو جو کہ مقام فنا میں پہنچتا ہے
 ہے کہ کبھی کبھی فغی ہو جاتا ہے جب ملک کہ صاحب جو ثابت اور ملک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ دانائے ہر شے۔

خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس اللہ سرہ

یہ چوتھے خلیفہ چار دان فلہا خواجہ یوسف غجدانی قدس سرہ سے اور سر دفتر طبقہ خواجگان ہیں اور انہیں سے سلسلہ غزنی انجمن
 شروع ہوا قریب غجدان جو ولایت بنجارا کا ایک بڑا موضع شہر کے برابر اور بنجارا سے اٹھارہ میل ہے ان کا مقام ولادت اور دفن
 ان کے والد بزرگوار عبدالعزیز بن اور عبدالعزیز بن امیر کے ساتھ مشہور امام مالک کی اولاد سے اور مقتدا اعلیٰ اور علوی
 غازی باطن کے عالم ساکن ملاطیہ روم کے تھے اور والدہ ان کے بادشاہان روم سے ایک شاہ کی اولاد سے تھیں۔ کہتے ہیں کہ وہ

خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور حضرت خضرؑ نے انکو جو خواجہ کی بشارت دی اور عبدالخالق نام رکھا بعد ازاں کہ عبدالحمید نام حادث
ایام سے مگر حکمت روم سے اور اراک النہرین کے ولایت بنی راسین پہونچکر عبدالخالق میں بودباش کی اور حضرت خواجہ وہان پیدا ہوئے اور
وہیں بڑھے اور پرورش پائی پہلے شہر بخارا میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے ایک روز اپنے استاد امام صدر الدین سے جو علامہ
زمان تھے تفسیر شریعت تھے کہ اس آیت پر پہونچے اور خواجہ کو تفسیر عارفانہ دے دینے لگے کہ اس تفسیر میں اس نفیہ طریق کی
حقیقت کیا ہو اگر ذکر آواز سے پڑھے یا ذکر کے وقت اعضائے جنین کرے دوسرا نسخہ لگا دے ہوتا ہو اور اگر دل میں کہے تو شیطان
اس حدیث کے سواقی الشیطان پیری میں ابن آدم پیری اقدم واقع ہوتا ہو استاد نے فرمایا یہ علم لدنی ہو اگر حق سبحانہ کا
خواستہ ہو تو اہل اللہ سے کوئی تجھے ملے گا اور تعلیم کرے گا خواجہ منتظر رہتے یہاں تک کہ خضر علیہ السلام انکے پاس پہونچے اور توفیق
صدی انکو سکھایا۔ کتاب فصل الخطاب میں مذکور ہے کہ حضرت خواجہ کی روش طرقت میں حجت ہو اور سب کے مقبول
وہ ہمیشہ اہل حق و صفا اور متابعت شرع و سنت حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخالفت بدعت و ہوا میں سعی
رہے اور اپنے چلن کو اغیار سے چھپایا انکو سبق و کردل کا جوانی میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور آپ ہمیشہ کار بند رہے اور خضر
علیہ السلام نے فرزند ہی میں قبول کیا اور فرمایا کہ حوض کے پانی میں آؤ اور غوطہ لگاؤ اور دل میں کہو لا اہل اللہ محمد رسول اللہ
خواجہ نے ایسا ہی کیا اور سبق لیکر مشغول کار ہوئے اور کشت نشین پائیں اور اول زمانہ سے آخر تک تمام خلق کے مقبول اور پیوستہ
تھے پھر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ بخارا میں آئے اور خواجہ نے انکی صحبت پائی اور جانا کہ انکا بھی ذکر دل سے انکی صحبت
میں رہا کرتے جب تک خواجہ یوسف بخارا میں رہے کہنا ہو کہ خواجہ خضر علیہ السلام انکے استاد ہیں اور خواجہ یوسف انکے تابع تھے اور
پھر خواجہ یوسف اور انکے مشایخ قدس سرہ اراک النہرین کا طریق ذکر چرتھا لیکن اراک النہرین نے خضر علیہ السلام سے تعلق کی کوفی پائی
اور انکے امور ہوئے خواجہ یوسف نے انکو نہیں بدلا اور فرمایا کہ جس طرح انسے امور ہوئے ہو مشغول رہو اور انکی بعضی تحریرات میں
مذکور ہے کہ فرمایا یائیں برس کی عمر میری تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ یوسف ہمدانی کے سپرد کیا اور میری تربیت کی
وصیت کی اور جب تک ہمارا اراک النہرین رہے میں انکی ملازمت میں رہا استفادہ کرتا رہا جب خواجہ یوسف فراسان میں آئے یہ ریا
میں مشغول ہوئے اور اپنے احوال پوشیدہ رکھتے تھے ولایت انکی ایسی ہوئی کہ ایک وقت نماز میں کہہ جاتے اور آتے اور یکشام میں انکے بہت
مرید ہوئے اور خانقاہ اور آستانہ تیار ہوا اور ایک مدت دراز مقام ارشاد اور دعوت خلق میں مشغول تھے اور طالبات صاوق طریق حق
کی راہ نمائی کرتے تھے اور انکا ایک صیت نامہ آداب طریقت میں ہے کہ اپنے فرزند مخوی خواجہ اولیاء کی قدس سرہ کے لکھا ہو جس میں فوائد جلیلہ جو
مرید و سالک کے لیے ضروری ہیں مندرج ہیں اور ان میں سے یہ چند فقرات جامع ہیں کہ تیر کا اوتینا لکھے جاتے ہیں۔

رشحہ فرمایا کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ علم و ادب تقویٰ کے ساتھ سب احوال میں تیرے ادب و احباب سے کہ آنا صلح کا پیر اور سنت
و حجت کا ساتھی ہو فقہ اور حدیث کو سیکھنا اور جو فیضان جاہل سے پرہیز کرنا ہمیشہ نماز باجماعت پڑھنا کہ تیرے ہر کام امام اور موزن تو نور و کبر
شہرت نہ کرنا کہ آفت ہو اور کسی منصب قیدی نہ ہونا ہمیشہ گناہ و فضول میں اپنا نام نہ لکھنا اور نہ عدالت میں جا کر کسی کا خاص منہ کو کوئی

وصیتوں میں مست در آو بادشاہ اور اسکے لڑکوں سے صحبت نہ کر اور خانقاہ نہ بنا اور نہ خانقاہ میں بیچ اور سماع بہت مست میں کر
کثرت سماع اتفاق پیدا کرنا ہو اور دل کو مردہ اور انکار سماع نہ کر سماع کے سننے والے بہت میں کم کہ اور کم کھا اور کم سو خلق سے بھاگ جیسے
سے بھاگتے ہیں اور اپنی خلوت میں ہمیشہ رہا کر اور نہ ریشیوں اور عورتوں اور بدعتی اور مالداروں اور عوام سے اختلاط کر کہ
حلال کھا اور نشہ سے پرہیز کر اور جب تک ہو سکے بیاہ نہ کر کہ طالب دنیا تو ہو جائیگا اور طلب دنیا میں دین کو غارت کر گاہے بہت
نہ نہیں وقت فقہ کی سنسی سے احتیاب کر کہ بہت ہنسنا دل کو مارا لٹا ہو اور چاہیے کہ سب کسی میں شفقت کی نظر سے تو دیکھے
اور کسی شخص کو حقیر نہ سمجھے اپنے ظاہر کو مست سنوار کہ ظاہری آرائش باطن کی خرابی سے جو خلق سے لڑائی مست کر اور نہ کسی سے کچھ
ملگ اور کسی سے کام نہ لے اور شہنشاہ کی خدمت مال بدن اور جان سے کر اور انکے کاموں کو بر است جان کہ انکا منکر کر غلام
نہو گادینا اور اہل دنیا پر نفیہ نہو چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ غمناک رہے اور تن بیمار اور آنکھیں روتی ہوئیں اور عمل خالص اور دعا جاری
کے ساتھ اور کپڑا نانا اور نیک درویش اور جمع پونجی فقر اور مگر مسجد اور مونس حق سبحانہ۔

رشحہ اور نیز حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ سے یہ تھوڑی عبارت ہو کہ طریقہ خواجگان قدس الدار احمد کی عبارت اس پر ہو۔
ہوش در دم۔ نظر در قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بارگشت۔ نگاہ داشت۔ یادداشت اور انکے سوا سب چھٹا
اور غم ہو۔ واضح ہو کہ تین کلمہ اور ہیں جو اس طائفہ علیہ السلام میں ہیں و ثبوت عددی و ثبوت زمانی۔ و ثبوت قلبی کہ سب
گیارہ کلمہ ہوئے انا بخاک حضرت خواجہ سرگودہ سلسلہ خواجگان کے میں لاجرم اس مقام پر اصطلاحی الفاظ انکے حسیہ جانشان اور
طریقہ کا موقوف ہو نیز عبارت شریفہ اس گروہ کے ساتھ گیارہ شخون میں شرح کیے جاتے ہیں میں الاجال والتفصیل اور اس
حق کہتا ہو اور سید علی راہ دکھلاتا ہو۔

رشحہ ہوش در دم یہ کہ جو دم اندر سے نکلے چاہیے کہ از حضور آگاہی ہو اور غفلت آئین راہ نیلے حضرت مولانا سعد الدین شہر
قدس الدین نے فرمایا کہ ہوش در دم یعنی انتقال ایک دم سے دوسرے دم کی چاہیے کہ از غفلت نہو اور از حضور ہوا وجود در دم یعنی سچ
سے خالی اور غافل نہو حضرت فرماتے تھے کہ اس طریق میں عایت اور حفظ دم کو ہم رکھا ہو یعنی چاہیے کہ سب انھیں حضور اور آگاہی کے
میں محروف ہوں اور اگر کوئی نفس کی محافظت نہیں کرتا تو کہتے ہیں فلان شخص نے نفس کم کیا ہو یعنی طریق روشن کم کی ہو حضرت خواجہ
بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ بناء کار اس راہ میں نفس کرنی چاہیے جیسا کہ اشتغال طیفہ اسم زمان حال یا دامنہ اور فکر مستقبل سے
فراغ اور غفلت کرے اور نفس مضائع نہوئے سے اور آمد رفت نفس اور رفت نفس کے درمیانی حفظ میں سعی ہو کہ غفلت سے نہ اترے اور نہ بیکار رہے
اور علم کے جو سے رہا سائل پر۔ دریا میں فراغ ہو نکل مست باہر کو نین کی موج پر نظر کیوں چڑھی۔ دو دم میں آگاہ و گرفت سحر۔
حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی شرح رباعیات کے آخر میں لاتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن باخیم الکر قدس سرہ روح سالہ فوج الجمال میں
فرماتے ہیں کہ جو ذکر حیوانات کے نفوس پر جاری ہو انکے انفس ضروری ہیں اس واسطے کہ سانس کے لیجانے اور اسکے نکالنے میں
حرف باجہ اشارت بعبیہ ہویت حق سبحانہ ہو کہا جاتا ہو اگر چاہیں اور اگر چاہیں اور یہی حرف ہا کہ اسم مبارک میں ہولت انا

تعریف کے لیے ہو اور لام کی تشدید اس تعریف میں سالانہ کے لیے ہو ہیں چاہیے کہ طالب ہوشیار نسبت ان کا یہی سبب ہے جس سے
 پر ہے کہ اس حرف شریف کے بولنے کے وقت ذات حق سبحانہ کی ہدایت کے ملحوظ اور پیش نظر رہے سانس کی آمد و رفت میں وقفہ
 ہو کہ حضور مع العبد کی نسبت میں کوئی متذکرہ واقعہ ہو۔ نہ حتیٰ کہ وہ اس درجہ تک پہنچے کہ بے گلاہ نگاہداشت اس
 نسبت کی ہمیشہ اس کے دل میں حاضر رہے اور نگاہ نہ کے سا۔ اس نسبت کو دل سے دور کر کے برابری یا نفیثیت الیٰہی و شرف شرف
 اس حرف پر انقاس کی تیری ہو اس اس نگاہ رہ اس۔ یہ تو درامید دہر اس + اک بات شرف تہنہ کندی رکھو یا
 واضح ہو کہ غیب ہدایت کہ حضرت مخدومی اس رباعی میں لائے ہیں اہل تحقیق کی اصطلاح میں عبارت ہر ذات حق سبحانہ
 باعتبار تائین شرط اطلاق حقیقی کے کہ اطلاق سے بھی مفید نہیں ہو اور ممکن نہیں کہ اس مرتبہ میں کوئی علم اور ادراک اس متعلق
 ہو اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہو۔

رشمیہ نظر پر قدم ہو کہ سالک آمد رفت شہر اور بیروں اور سب جگہ میں اس کی نظر نشیت پر رہے تاکہ اس کی نظر پر گندہ نہ ہو اور جہاں جا رہے
 نہ ٹرے اور نہ زوار ہو کہ نظر پر قدم سے اشارہ سیر سالک کی سرعت کی طرف مسافات ہستی کی قطع اور خود پرستی کی نگاہیں علم
 کرتے ہیں ہوئے جہاں اس کی نظر منتہی ہونے الحال اس پر قدم رکھے اور ابو محمد رویم قدس سرہ نے جو کہا ہو کہ مسافر کا ادب یہ ہو کہ قدم
 سے تجاوز نہ کرے انہی میں ہو اور حضرت مخدومی قدس سرہ نے کتاب تحفۃ الاحرار میں حضرت خواجہ بابا الدین قدس سرہ کی تعریف
 میں اس ضمن کو اس طرح نظم کیا مثنوی کم زدہ ہے ہمدے ہوش دم + در نگہ شستہ نظرش از دست دم +
 بس کہ ز خود کردہ بہرعت سفر + باز نامزدہ قدش از نظر + ترجمہ دم نہ لیا آئے گھر ہوش سے + آگہ قدم سے نہ انہی جوش سے
 بس کہ سفر جلد کیا آپ سے + بچھا نظر سے نہ قدم ناپ سے +

رشمیہ سفر و وطن وہ ہو کہ سالک طبیعت بشری میں سفر کرے لیکن صفات بشری سے صفات ملکی کو اور صفات ہمیشہ
 صفات حمیدہ کی طرف آئے حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ بقیدش آدمی جہاں جاے خاںش اس سے دور
 نہیں ہوتی جب تک کہ برے صفات سے دور نہ ہو۔ واضح ہو کہ شایع طریقت رہ کا حال سفر اور قیامت کے اختیار میں مختلف ہو
 بعضے انہیں سے سفر ابتدا میں کرتے ہیں اور انتہا میں مقیم ہوتے ہیں اور بعضے ابتدا میں مقیم اور انتہا میں مسافر ہوتے ہیں اور بعضے نہ
 سفر کرتے ہیں نہ انتہا میں اور بعضے ابتدا اور انتہا دونوں میں سفر کرتے ہیں اور تقسیم نہیں ہوتے اور ہر ایک فرقہ کو ان پانچ فرقوں میں سے
 سفر اور قیامت میں نیت صادق اور غرض صحیح ہو جیسا کہ ترجمہ عوارف میں تشریح کی اور خواجگان قدس لہذا در احکم کا طریقہ سفر اور
 قیامت میں وہ ہو کہ بدایت حال میں سفر کریں کہ اگر کسی عزیز گنہگار میں ہو چا دیں اور اس کی خدمت میں مقیم ہوں اور اگر اپنے ملک یا
 میں ہو اگر وہ ہے یا سفر چھوڑ کر اس کی ملازمت میں شتائی کرتے ہیں اور تفصیل ملکہ اگر کسی میں سعی تبلیغ بجا لاتے ہیں مصنف ملکہ کے حاصل
 ہونے کے بعد سفر اور قیامت برابر میں حضرت فرمایا کرتے کہ مہدی کو سفر میں پیشانی کے سوا کچھ حاصل نہیں جب طالب کسی غرض کی صفت
 میں ہو چا اس کو چھوڑنا چاہیے اور صفت تکلیف حاصل کرنی چاہیے اور ملکہ نسبت خواجگان قدس لہذا در احکم کا طریقہ

الافزوری بعد از ان جهان جائے کوئی مانع نہیں رہا اسی کیا فوب ہوئے دین کے ہنسیا رب و اوجہ پیم بغیر دیکھ لسینا یا ربنا
 بیٹھ اور سفر کر کے غایت فوسہ بنے منت پابہائین پھر نایا رب پتہ حضرت مخدومی اشوق اللہ مات میں اس بیت کی شرح میں بیت
 آئینہ صورت از سفر دور است پتہ کان پذیرای صورت از نور است پتہ آئینہ فرمایا پتہ آئینہ بھوری کہ عبارت صیقل کے بوسہ سے
 ہو دیکھنے والے کی صورت دکھلانے کے لیے محتاج اسکا نہیں ہو کہ صورت کی طرف سفر کرے اسواسطے کہ وہ صورت کا قبول کرے
 اپنے سمجھ کی صفائی اور نورانیت کی بہت سے ہوا ہو جو کچھ اسکے سامنے ہوتا ہو آئینہ دکھائی دیتا ہو اور صورت اسکی منعکس آئینہ کی
 ہو بدون اسکے کہ صورت کی طرف وہ حرکت کرے اسی طرح جب آئینہ مخدومی دل کا صورت موجودات کی گھر گھرے پن سے خلاص ہوا
 اور نور صفائی آئینہ قرار پا چکی اور طبعی خواہشوں کی تاریکی اس سے دور ہوئی تجلیات ذات و صفات الہی کی قبول میں
 سیر اور سلوک کا محتاج نہیں کواسطے کہ سیر سلوک عبارت ردی قلب کے تصفیہ سے ہو جب صیقل کی صفائی کو ہو پوچھا
 سیر و سفر اور سلوک سے مستغنی ہو گیا۔

رشتہ خلوت در انجمن حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کو چھوچھا گیا کہ تمھارے طریقہ کی بنائیں چیز پر فرمایا خلوت در انجمن خلاص
 میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق سبحانہ کے ساتھ سمیت از درون نشا و از یرد نگاہ و شہدائین میں بیادوش کم ہی داند چنان
 ترجمہ آشنا اندر سے اور بگاہے باطن سے اسطرح کی چال پائی کہ ہمانی قی کر حق سبحانہ جو فرماتا ہو کہ رہاں فلاہیم تجارۃ دلاہیم عن ذکر اللہ
 ایسے مقام کا اشارہ ہوا اور فرمایا کہ نسبت باطنی اس طریقہ میں ایسی واقع ہوئی ہو کہ جمعیت دل خلوت میں اس سے زیادہ ہوتی ہو جو کہ
 خلوت میں ہو۔ اور فرمایا ہو کہ ہمارا طریقہ صحبت ہو اور خلوت میں شہرت ہو اور شہرت میں آفت خیریت جمعیت میں ہو اور جمعیت
 صحبت میں ہو بشرطیکہ ایک دوسرے میں خانی ہوا اور خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ نے فرمایا کہ خلوت در انجمن وہ ہو کہ اشتغال اور شہرت
 ذکر میں اس درجہ کو ہو چنے کا لگا ہوا میں اسے کوئی بات اور آواز نہ سنے اسوجہ سے کہ دل کا غلبہ اور استیلا حقیقت دل پر ہو۔ اور حضرت
 نے فرمایا ہو کہ پانچ چھ روز میں ذکر و جمعہ اشتغال ذکر اور ہتھام بلین کے اس مرتبہ کو ہو پوچھا ہو کہ لوگوں کی آواز اور حکایات
 ذکر معلوم ہوستے ہیں اور جو بات خود کے ذکر سے گر تھیں سنی اور استقام کے نہیں ہوتا۔

رشتہ یاد کرد عبارت ذکر زبانی یا دلی سے ہو حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ طریق تعلیم ذکر کا
 یہ ہو کہ اول شیخ دل میں کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا اپنے دل کو حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابل رکھے اور آنکھ
 بند اور چشمہ استوار اور زبان مالو میں چسپان اور دانت تلے اوپر رکھے اور سانس روکے تعلیم اور پوری قوت کے ساتھ ذکر
 شروع کرے شیخ کے موافق اور دل سے کے ذربان سے اور سانس روکتے میں ٹھہرے ایک دم میں تین بار کہے ایسے کہ
 دل کو طاعت ذکر کا اثر ہو پوچھے اور انھوں نے اپنے بعض کلمات قدسیہ میں لکھا ہو کہ ذکر سے مقصود یہ ہو کہ دل ہمیشہ آگاہ
 رہے حق سبحانہ سے محبت و تعظیم کے ساتھ اگر محبت اہل جمعیت میں یہ آگاہی ملے تو خلاصہ ذکر حاصل ہو ذکر کا مغز اور روح یہ ہو
 کہ دل حق سبحانہ سے آگاہ رہے اور اگر محبت میں یہ آگاہی حاصل نہ ہو اسکا طریق یہ ہو کہ ذکر کیا جائے اور طریق جسکی نگاہ

تجھے آسان ہو یہ ہو کہ دم کو ناف کے نیچے روکے اور لب کو لب پر اور زبان کو تا لو پر اس طرح چسپان آسانی سے کرے کہ سانس اندر خشک نہ ہو اور حقیقت دل کو کہ غرض اُس سے یعنی مدرک دراک ہو جو ہر طرف جاتی ہو اور دنیا کے مصلح اور دوسرے بغیر سوچتی ہو اور طرفہ العین میں اُسے آسمان پر جانا اور تمام عالم کی سیر کرنی میری سب اندیشوں سے بیزار کرے اور اُس کو بارہ گنیمت جو بیکل منور ہو کر سے اور ذکر کرتے ہیں اُسے مشغول کرے اس طاق سے کہ کلمہ لا کو اور کیرط کھینچے اور کلمہ ا کہ کو دہنی طرف حرکت دے کلمہ لا کو سخت دل منور ہو پر اسے ایسا کہ حرارت اُسکی تمام اعضا کو پہونچے اور نفی وجود کی جانب تمام محفیات کو بغیر فنا و نحو شک و کھینچا جائیے اور اثبات وجود کی طرف حق سبحانہ کو نظر بقا و مقصود مطالعہ کرنا اور کل اوقات کو اس ذکر کا مستغرق کرنا چاہیے اور کسی تشغل کے ساتھ اس سے باز نہ رہے یہاں تک کہ ذکر کلمہ کے سبب صورت توحید دل میں ٹھہرے اور ذکر دل کی صفت لازم ہو جائے رشتہ باز گشت وہ ہو کہ ہر ایک ذکر دل کی زبان سے کلمہ طیبہ کہے اُسکے پیچھے اسی زبان سے کہے کہ خداوند امیر المقصود تو ہو اور تیری رضا ہو اس واسطے یہ کلمہ باز گشت کا نفی کرنے والا ہر خطرہ نیک و بد کا ہو تاکہ ذکر خالص ہو اور اُس کا سوسے اللہ سے خالی ہو اور اگر مبتدی اپنے سے صدق کلمہ باز گشت کے ساتھ آغاز میں نیلے چاہیے کہ اُسے ترک کرے اس واسطے کہ فتنہ رفتہ نہ آئے صدق ظہور ہوتے ہی غیبت ہو جائے بلکہ علیہ الرحمہ جو مولانا سعد الدین قدس سرہ کے پڑے اصحاب سے سنے فرماتے تھے کہ ابتدا اعمال میں جو تعلیم ذکر حضرت مخدومی سے لی اور ذکر میں باز گشت پر مامور ہو تو مبین کہ خداوند مقصود میرا تو ہو یا اور رضائری تجھے اس کہنے سے شرم آتی کہ اس قول میں باقی نہیں رہا اور سچ جانتا تھا کہ چھوٹے کتا ہوں ایک دن اس خیال میں تھا آپ کے پاس میں گیا فرمایا کہ شیخ مبارک الدین عمر کے پاس ہم جاتے ہیں اُنکے ساتھ میں گیا جب میں بیٹھا شیخ نے فرمایا کہ حضرت شیخ مکن الدین علامہ الدولہ قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ کلمہ ہر چند طلب میں صدق نہ پائے لیکن کسنا چاہیے کہ خداوند مقصود میرا تو ہو کہ حقیقت صدق ظاہر ہو جب حضرت شیخ کے پاس سے ہم باہر آئے حضرت مخدوم نے فرمایا کہ شیخ اہل جذبہ سے ہیں اور اصلاح نہیں جانتے اس کلام کے معنی مجھے معلوم نہ ہوئے تھے کلمہ ہر وقت بعد ظاہر ہو کہ آپ کی غرض اس بات سے تھی کہ شیخ نے جذبہ کے طریق سے تربیت پائی ہو نہ بطریق سلوک کے اور طریق ارشاد نہیں جانتے اس واسطے کہ سنو اُس کا محل نہ تھا کہ شیخ اُس کو فقیر ظاہر کرتے اس جہت سے کہ جب تلک شیخ سے نہ مٹا تھا باز گشت میں اس کلمہ کو سوز و نیاز سے کہتا تھا اور اُس کہنے میں فرزند ہوتا تھا اور جب شیخ سے سُن لیا وہ سوز و نیاز اور خجالت و انفعال نہ رہا رشتہ نگاہداشت عبارت مراقب خواطر سے ہو جیسا کہ ایک دم میں چند بار کلمہ طیبہ کہے کہ خاطر غیر کی طرف نہ جاوے اور حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے اس کلمہ کے معنی میں فرمایا ہو چاہیے کہ ایک ساعت اور دو ساعت اور دو ساعت سے زیادہ جب قدر کہ آسان ہو اپنی خاطر کو غیر سے نگاہ رکھے اور مولانا قاسم علیہ الرحمہ کہ حضرت کے اصحاب کیا رہے تھے ایک دن تقریباً فرماتے تھے کہ گاہ گاہ میں ملکہ اُس درجہ کو پہونچا ہو کہ طلوع فجر کے وقت سے چاشت بلند کے وقت تک اُٹھائے کہ خطور سے دل نگاہ رکھا جاسکتا ہو اس واسطے کہ اس مقدمہ ار زمان میں قوت تمہیل اپنے عمل سے بیکار ہو جاتی ہو۔ پوشیدہ نہ رہے کہ قوت تمہیل کا کلیہ عمل سے مطہر رہنا چاہیے نیم ساعت ہو اہل تحقیق کے نزدیک نہایت امر عظیم ہو اور نادرات سے ہو اور بعض ہی اولیاء کامل کو کبھی کسی یہ بات حاصل ہوئی ہو

علامہ العزیز

علامہ العزیز

چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات میں بیان کیا ہے خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ سوال وجواب میں اس بحث کی تحقیق فرمائی ہے اور اسکی تفصیل اس مقام کے لائق نہیں ہے۔

رشتہ یادداشت عبارت دوام آگاہی سے حق سبحانہ کے ساتھ لیبیل ذوق ہے اور بعض نے اس عبارت سے کہا ہے کہ وہ حضور بہ غیبت ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے کہ استیلا شہود حق سے دل پر بوجہ ذاتی ہے کہ یہ حصول یادداشت ہے جو حضرت نے ان چار کلمہ کی شرح میں جو مذکور ہوئے یہ عبارت فرمائی ہے کہ یاد کرد عبارت تکلف سے ذکر میں ہے اور باز گشت عبادت رجوع بحق سبحانہ سے اسطور پر کہ برابر کلمہ طیبہ کے آسکے پیچھے دل میں سوچے کہ خداوند مقصود میرا تو ہے اور نگاہداشت عبارت اس جوع کی محفلت سے بے گشت زبان ہے اور یادداشت عبارت نگاہداشت کے رسیخ سے ہے۔

رشتہ وقوف زمانی خواجہ بہار الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی کا رگزار راہدہ کی یہ ہے کہ بندہ اپنے حال کا واقف ہو کہ اسکی صفت اور حال کیا ہے جو جب شکر ہے یا موجب عذر اور حضرت مولانا یعقوب چرخانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ نے مجھے قبض میں حکم استعنا اور ضبط میں حکم شکر فرمایا کہ رعایت اس حال کی وقوف زمانی ہے اور نیز حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنا کار کو وقوف زمانی میں ساعت پر رکھا ہے تاکہ نفس کا وقت کرنے والا ہو کہ حضور سے گذرنا ہو یا کہ غفلت سے اسوا سطلے کہ اگر نفس پر بنا کر نہ تو ان دو صفت کا مدرک نہ ہو گا اور وقوف زمانی صوفیہ کے نزدیک عبارت محاسبہ سے ہے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ محاسبہ وہ ہے کہ ہر ساعت میں جو بکار اور گذرا ہے محاسبہ کرے کہ غفلت کیا ہے اور حضور کیا ہے دیکھتا ہوں کہ سب نقصان ہے اور باز گشت کرتا ہوں اور اس عمل شروع کرتا ہوں۔

رشتہ وقوف عددی عبارت ذکر میں عدد کی رعایت سے ہے حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے رعایت عدد ذکر دل میں خطرات منفردہ کے جمع کے لیے ہے اور جو کچھ کلام خواجگان قدس السلام و احکم میں واقع ہے کہ فلا نے نے فلا نے کو فقہ عددی کا امر فرمایا ہے اس سے مقصود ذکر قلبی یا رعایت عددی ہے نہ محض رعایت عدد ذکر قلبی میں ہے اور ذکر اگر کو چاہیے کہ الکیے میں نمین باریا یا پنج یا سات بار الکیس باریک کے اور طاق عدد کو لازم جانے اور حضرت خواجہ علاء الدین عطاری نے فرمایا ہے کہ سر بہت و نو کما بشرطین ہے چاہیے کہ جو کچھ کے وقوف اور حضور سے ہو کہ اسکا فائدہ پہونچے اور جب ذکر قلبی الکیس با سے گذر جائے اور اثر نہ ظاہر ہو بے حاصلی عمل پر دلیل ہو اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ زمانہ فی میں وجود بشریت دور ہو اور اثبات کے زمانہ میں الکی آثار و عرفات جذبات الوہیت سے دیکھ پڑیں حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی کا ہے ممکن ہے کہ نسبت بتدریج اول مرتبہ علم لدنی کا ان آثار و عرفات جذبات الوہیت کے مطالعہ سے ہو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہے اسواسطے کہ وہ ایک کیفیت اور ایک حالت ہے کہ مرتبہ قرب کو پہونچانے والی ہے اور علم لدنی اس میں کشوف ہوتا ہے اور نسبت بہ منتیان وقوف عددی کہ اول مرتبہ علم لدنی کا ہے یہ ہے کہ ذکر سرسربانی واحد حقیقی سے مراتب

اعداد موجودات میں واقف ہو جائے جیسا کہ دوسری ان واحد عددی کے سر بیان سے مراتب اعداد حسابی میں واقف ہو سیت
اعداد کو جو قدرت کثرت نامی ہے وہ فاعل واحد نقلی بکل شان تہذیب اعداد و اشیاء کثرت کثرت ہو کر متجلی بکل شان
اور ایک بڑے محقق نے اس ضمن میں کو ایسا کہا ہے قطعہ

کثرت چونکہ مگر مگر مگر مگر	مارا شکی مانند درین کر ترا شکی است	در بر عدد ذکر نگری از روی اعتبار	کر و قش بہ مگر و زیادہ اش کی است
کثرت کو خوب کیونکہ عدت ہو ہو	ہو کو ہوسین شک نہیں کر نکو تو	تہذیب و اشیاء میں غور سے گرد گھٹتے ہیں ہم	ایک کے اوجہ میں ہر اس پر سو دیکھ لو

اور شیخ رباعیات میں فرمایا ہے رباعی

در مذہب اہل کشف ارباب خرد	ساریت احد و ہمہ افراد عدد	از بر عدد ذکر ہے بر وقت ز عدد	ہم صورت و ہم مادہ اش بہت ۴
کشف اور عقل کے کو کو کا مذہب ہو کر	کل افراد عدد میں ہو گیا ساری	تہذیب و اشیاء میں یہ گرد ہے عدد واحد و عدد	لیکن اس کا مادہ اور شکل ہی ایک ہے حضور

اور حقیقت میں یہ وقوف ہو کہ اول مرتبہ علم لدنی کا ہے اور اللہ تعالیٰ دانہ تر ہو۔ مخفی نہ ہے کہ علم لدنی ایک علم ہے کہ اہل قریب کو
تعلیم الہی سے معلوم ہوتا ہے نہ عقل اور نقل سے چنانچہ کلام اللہ میں بحق نصر علیہ السلام فرمایا ہے و علمناہ من لدنا علما اور علم لغیب اور
علم لدنی میں یہ فرق ہے کہ علم لغیب عبارت از ذات و صفات الہی کے ادراک سے ہے اور علم لدنی کنایت ادراک معانی اور نعم کلمات
بطور الہام حق سبحانہ ہے۔

رشتہ وقوف قلبی کے دو معنی ہیں ایک یہ ہے کہ ذکر کا دل حق سبحانہ سے اکاد رہے اور یہ یادداشت کے متوال سے ہے اور حضرت
نے بعض کلمات قدسیہ میں اپنے لکھا ہے کہ وقوف قلبی عبارت ہے آگاہی اور دل کی حاضری بجناب حق سبحانہ سے اس طرح کہ دل
کوئی چاہت حق سبحانہ کے سوا نہ ہو۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور آگاہی نہ کر کے ساتھ شرط ہے اور اس
آگاہی کو شہود وصول اور وجود اور وقوف قلبی کہتے ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ذکر دل سے واقف ہو یعنی اثنائے ذکر میں اس کو
پارہ منہوری شکل کی طرف متوجہ ہو جسے مجازاً اول کہتے ہیں اور وہ بائیں طرف پستان چپ کے سامنے واقع ہے اور اس کو ذکر کے
ساتھ مشغول اور گویا کرے اور اسے ملت نہ دے کہ ذکر اور اس کے معنی سے غافل ہو اور خواجہ بہار الدین قدس سرہ ذکر میں سانس کی
بندش اور عدد کی رعایت لازم نہیں کرتے لیکن وقوف قلبی کو دونوں معنی میں جو بیان ہوئے ہم اور ضروری شمار کیا ہے اس واسطے کہ
خلاصہ جو متفق ذکر سے ہے وقوف قلبی میں ہے بہت اندر غی باطنی فیضیال پاسبان ہے کہ بعضیہ دل زایدت مستی وصل مقصد
ترجمہ اندر غی بعضیہ دل پر ہو پاسبان و تاملتہ اور مقصد وصل ہو عیان و اور حضرت خواجہ عبدالحق قدس سرہ کا جب
وقت وفات قریب پہنچا تو چار شخص کو اپنے اصحاب سے جکا ذکر ہوتا ہے مقام دعوت اور ارشاد میں لائق دستہ پایا بعد آپ کے
ہر ایک نے اور ارشاد پر قیام اور غلق کو دعوت بحق کی۔

خواجہ احمد صدیق رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول حضرت خواجہ عبدالحق قدس سرہ کے خلفاء اربعہ سے ہیں اصل میں بنار کے تھے اور حضرت کے بعد ان کے بھائی

مجھے اور دیگر اصحاب اُنکی متابعت اور ملازمت میں رہے اور جب اُنکی وفات کا وقت نزدیک ہوا سب یاروں کو خواجہ اولیاء
کبیر اور خواجہ عارف ریو کر کی پیروی کا امر کیا اور اُنکی وفات کے بعد یہ دو عزیز بخارا میں دعوت اور ارشاد طالبان میں
مشغول رہے اور خواجہ احمد کی قبر مبارک قریب خیابان میں ہے جو بخارا سے نویں پرہر

خواجہ اولیاء کبیر رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ عبدالحق کے ہیں اور بخاری الاسل ابتداء حال میں آپ بخارا کے ایک دانشمند سے تحصیل علوم
کرتے تھے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبدالحق قدس سرہ نے بخارا میں تھوڑا گوشت لیا تھا خواجہ اولیاء نے دہان پہونچ کر بیت نیاز مندگی کے
اتماس کی کہ گوشت مجھے دیجیے تاکہ آپ کے ساتھ کھڑک پہونچا دوں حضرت خواجہ نے اُنکی اتماس قبول کی اور انھوں نے وہ گوشت حضرت
خواجہ کے گھر کے دروازہ تک پہونچا دیا حضرت خواجہ نے اُنکو اپنے دل میں جگہ دی اور فرمایا کہ ایک ساعت اور ٹھہرو کہ ہم تم کھانا ساتھ
کھائیں جب خواجہ اولیاء حضرت خواجہ کی خدمت سے اُٹے پھر سے لپٹے کو تحصیل اور مطالعہ میں افسردہ پایا اور حضرت خواجہ
کی صحبت کی طرف مائل دیکھا ایک ساعت بعد پھر خواجہ کی خدمت میں پہونچے اور دولت فرزندگی اور قبول نسبت آپ کے
طریقہ کی حاصل کی پھر استاد کی خدمت میں نہیں گئے استاد دانشمند نے ہر چند سعی کی کہ اُنکو اس طریق سے پھیر دیتا مگر میر نہوا
پھر جس مقام پر کہ اُنکو دیکھتے تھے اور ملامت کرتے اور بُرا بھلا بہت کہتے اور خواجہ اولیاء اُسکے جواب میں کچھ نہ کہتے یہاں تک کہ
ایک شب کو خواجہ اولیاء پر کشف سے ایک امر قہج اور فعل شنیع دانشمند کا معلوم ہوا اور اُسکو کبیرہ فاحشہ میں دیکھا صبح کو جو
ملاقات ہوئی پھر دانشمند نے ملاست شروع کی خواجہ اولیاء نے کہا اے استاد آپ کو شرم نہیں آتی کہ رات کو ایسے فعل شنیع فاحشہ
میں تھے اور دن کو راہ حق سے مجھے باز رکھتے ہیں وہ دانشمند شرمندہ ہوا اور یقین کیا کہ اُنکو حضرت خواجہ عبدالحق کی ملازمت میں
گشود ہوئی ہے اور توبہ ہو کر اُس وقت حضرت خواجہ کی خدمت میں جا کر توبہ کی اور اُنکے طریقہ پر اگر قبول ہوئے کہ رشہور ہو کہ خدمت خواجہ اولیاء
کبیر نے مسجود افان کے دروازہ پر بازار بخارا میں ایک چلہ خطرات کا پورا کیا ہے کہ اُس چالیس ات دن میں کوئی خطرہ اُنکا درام
نہیں ہوا حضرت اس امر کو خواجہ اولیاء سے نہایت عجیب و غریب ٹھہراتے اور پسند فرماتے تھے اور دانتوں میں انگلی دیتے اور فرماتے
کہ طریقہ خواجگان قہس امیر و اہم کے اشتغال سے آدمی تھوڑے دن میں اس مرتبہ کو پہونچتا ہے کہ سب کی آواز اُسکے کان میں آتی
ہے اور اُسکا ذکر سناتا ہے اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ معنی چلہ خطرات کے جو خواجہ اولیاء علیہ الرحمہ سے منقول ہے یہ ہے کہ مطلقاً کوئی خطرہ
نہیں آتا تھا بلکہ یہاں پر کوئی خطرہ مزاحم اُنکی نسبت باطنی کو نہیں ہوتا تھا جس طرح کہ کوثر آب دان پر مانع جریان آب دان
کا نہیں ہوتا۔ فرماتے تھے کہ خواجہ علاؤ الدین محمد دانی علیہ الرحمہ سے کہنے اصحاب خواجہ علاؤ الدین قدس سرہ سے تھے میں نے
سوال کیا کہ اُنکا دل اسطور پر ہے کہ کوئی غیر آسمین مخلوق نہیں ہوتا فرمایا کہ نہیں کہی کبھی ایسا ہوتا ہے اور یہ بیت پڑھی ہمیت
جو نہایت تیز رشادین جو روان غم نہاید و درون عاشقان تجزیہ حقیقتی تیزی سے نیز ہی دان غم نہیں کھتے ہیں لیں عاشقان
فرمایا کہ قائل غم نہاید کہا اور غم نہاید نہیں کہا اور اس قول کی تائید میں ہے جو خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ خطرات

انہیں نہیں ہونے آئے پھر شوارہم اختیار طبعی سے کہ میں برس سالی کی کہ نہیں ہم تنہا چاہنے بہت خطرہ کے گذرنا کر نہیں
خطرات کا روکنا بڑا مشکل کام ہے اور بھون کا یہ مقدمہ کہ خطرات کا اعتبار نہیں ہے لیکن مہلت نہ ہو جائے کہ جگہ پر گئے اس واسطے کہ استقرار
اسکا فیض کا سد راہ ہو جائے اور قبر مبارک خواجہ اولیاء کی بنجار میں زمین میں برج سیا کے پاس آئے ہوئی ہے اور خلیفہ
کی وفات قریب ہوئی چار شخص کو اپنے اصحاب سے کہ مذکور ہوئے ہیں خلافت کے لیے انتخاب کیا اور ارشاد کی اجازت دی

خواجہ دہقان قلعی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خواجہ اولیاء کے خلیفہ سے ہیں اور ان کے انتقال کے بعد مقام ارشاد پر چلے اور سارے خلفاء اور اصحاب انکی خدمت
اور صحبت میں رہے اور قبر مبارک انکی موضع قلعہ میں ہے جو خدا کے اتر چہ میل شہر سے ہے۔

خواجہ زکی خدا بادین رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ اولیاء کے ہیں خواجہ دہقان کے بعد مقام ارشاد پر چلے اور باقی خلیفہ اور اصحاب انکی خدمت اور
لازمیت میں تھے موضع خدا بادین انکی قبر ہے جو بنجار کے دیہات سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے۔

خواجہ سوکمان رحمہ اللہ

یہ خلیفہ سوم خواجہ اولیاء کے ہیں اور خواجہ زکی کے بعد دعوت خلق میں مشغول ہوئے اور سب اصحاب انکی خدمت
اور متابعت میں رہے ہیں اور انکی قبر بھی خواجہ اولیاء کی قبر کے پاس ہے۔

خواجہ غریب رحمہ اللہ

یہ فرزند صلیبی خواجہ اولیاء کے اور چوتھے خلیفہ ان کے ہیں اور خواجہ سوکمان کے بعد ارشاد کے منصب پر قائم ہو کر خلق کو دعوت
حق کی شیخ العالم سیف الدین باہری قدس سرہ کہ شیخ نجم الدین کے اہل اصحاب سے ہیں قدس سرہ ان کے ہم
تھے اور فتح آباد بنجار میں کہ مدفن شیخ سیف الدین کا دہانہ ہے ہم صحبت کثیر رہی اور اس زمانہ میں کہ شیخ مجتہد حسن
بنجاری رحمہ اللہ اور س اور بنجار سے ولایت بنجا میں آئے خواجہ غریب کے اس وقت نوے سال کے تھے دیکھا اور بہت
مستفاد ہوئے جب شیخ حسن نے شیخ سیف الدین سے ملاقات کی شیخ سیف الدین نے آئے پوچھا کہ خواجہ غریب کی کیا پایا
فرمایا کہ مرکا کل ہے اور سلوک دلی جذبہ کے ساتھ آراستہ ہے اور شیخ حسن بنجاری تین سال جو بنجا میں رہے ہمیشہ خواجہ غریب
کے صحبت دار تھے۔ غلام تاج الدین ساحی سے جو اکابر وقت سے تھے ایسا منقول ہے کہ شیخ حسن بنجاری علیہ الرحمہ نے فرمایا
کہ میں نے اپنی مدت حیات میں بہت سے اولیاء اور اہل قلوب کی ملازمت کی خواجہ غریب کے مرتبہ کا کسی کو میں نے نہیں دیکھا
اور مقامات شیخ حسن میں نہ کر سکا اپنی مدت العمر میں انھیں ایسا ولای کی خدمت کی جنہیں کے اول شیخ سعد الدین حموی تھے
اور آخری خواجہ غریب قدس اللہ ارواحہم او کہ بقدر احوال شیخ حسن کا پہلی فصل میں مقصد اول سے شیخ عمر باغستانی
کے فاکر میں جو حضرت کے بعد اعلیٰ ہیں تقریباً بیان ہو گا اور خواجہ غریب کے چار خلیفہ تھے کہ مذکور ہوئے ہیں سب

طریق ارشاد اور صاحب دعوت ارشاد کے تھے

خواجہ اولیاء پارسیا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خلفاء رابعہ خواجہ غریب علیہ الرحمہ سے ہیں باشندہ قریہ خرمین کے تھے جو ولایت بخارا میں ایک صبح ہو
اور نے الحال ویران پڑا ہے اور وہیں قبر انکی ہے۔

خواجہ حسن شاہ سی رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ غریب قریہ سادہ کے باشندہ ہیں ولایت بخارا سے کہ اب ویران ہو وہیں انکی قبر ہے۔

خواجہ اوکتمان رحمہ اللہ

تیسرے خلیفہ خواجہ غریب کے ہیں قراغی بخارا میں حوض مقدم کے نزدیک ہو خواجہ چار شنبہ کے بالائے پستہ چوٹیشہر میں واقع ہے۔

خواجہ اولیاء غریب رحمہ اللہ

یہ خلیفہ چہارم خلفائے خواجہ غریب رحمہ اللہ سے ہیں۔

خواجہ سلیمان کوٹینی رحمہ اللہ

آپ تیسرے خلیفہ خلفاء خواجہ عبد الخالق قدس سرہ سے ہیں بعضے اسے شفیق ہیں کہ آپ خواجہ اولیاء کے خلفاء اہل سے
ہیں ممکن ہو کہ یہ اول خواجہ عبد الخالق کی ملازمت میں رہے ہوں لیکن تکمیل انکی خواجہ اولیاء کی صحبت میں ہوئی اور اللہ تعالیٰ کو انکی
ارشاد آپ سے لوگوں نے سوال کیا کہ وہ مخلصون علیہم السلام جو حدیث میں واقع ہو وہ خطر عظیم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خطر
خطر معنی خوف ہوتے تو پابھی بھاگ لفظ فی کے ساتھ لایا جاتا لیکن حرف علی کے ساتھ آیا تو اس سے دلیل اسکی ہو کہ خطر
عظیم سے مراد ایک مقام عالی ہو کہ مخلصون کے لیے ہو گا اور اس مقام کو خوف لازم ہو اور خوف جو اپنے غالب ہو بندگی قائم کی وجہ
سے ہو اس واسطے کہ جو آفتاب سے قریب تر ہو آسمان حرارت آفتاب کی تاثیر زیادہ ہوگی اور قریب مبارک خواجہ سلیمان کا آفتاب
کریمہ میں ہو اور وہ قصبہ بہت سے دیہات کو شامل ہو دیہان سے بخارا شہر تک بارہ شرعی فاصلہ ہے۔ رسالہ بہائیت
کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے مناقب اور مقامات آئین لکھے ہیں اور تالیف شیخ فاضل کامل ابو القاسم بن محمد
بن مسعود بخاری علیہ الرحمہ سے ہے جو بڑے تلامذہ اور اصحاب حضرت خواجہ پارسیا قدس سرہ سے ہیں ایسا لکھا ہے کہ خواجہ
سلیمان کے دو خلیفہ تھے کہ ہر ایک اپنے زمانہ میں صاحب ارشاد قائمی اور دعوت حق بن کر تھے اور رسالہ سلیمان
میں ہے کہ خواجہ سلیمان کے ایک خلیفہ تھے اور سب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خواجہ محمد شاہ بخاری رحمہ اللہ

خلیفہ اول خواجہ سلیمان علیہ الرحمہ کے ہیں انکے بعد قائم مقام انکے ہوئے۔

شیخ سعد الدین محمد دانی رحمہ اللہ

خلیفہ دوم خواجہ سلیمان کے بن اور خواجہ محمد شاہ کے بعد دعوت اور تربیت خلق میں مشغول ہوئے۔

شیخ ابوسعید بخاری رحمہ اللہ

یہ بھی بڑے اصحاب خلفاء خواجہ سلیمان سے اور پیر اور مقتدا شیخ محمد بخاری کے ہیں جو مصنف کتاب مسکات الحنفین کے تھے کہ طائفہ خواجگان قدس امداد اہم میں تالیف کی اور اس کتاب میں ایسا مذکور ہے کہ جب خواجہ سلیمان فائز کے نزدیک پہنچے اپنے اصحاب سے شیخ ابوسعید کو خلافت اور نیابت میں پسند کیا اور شیخ کے بعد سالہا پیشوا اور مقتدا سے طالبانِ صافان پختون رشید شیخ ابوسعید سے پوچھا کہ گواہ یک خطرہ آئے اور ہم بازگشت سے اسکی نفی کریں اور وہ جاتا رہے تو ہم کیوں کر جانیں کہ وہ خطرہ نفعی تھا یا شیطانی فرمایا کہ حاضر یعنی منظر ہوا اگر اسی لباس میں عود کرے اور مثل خطرہ اولی ہو تو وہ خطرہ نفسانی ہے اس واسطے کہ پہلے کرنا اور تیز کرنا اسکی صفت ہے اور ایک آرزو بار بار مانگنا ہے تا وقتیکہ اسکا مقصود پورا ہو پھر دوسری آرزو کی طرف رخ کرتا ہو لیکن اگر دوسرے لباس میں عود کرے تو وہ خطرہ شیطانی ہے کہ شیطان کی غرض ہکانا اور گراہ کرنا ہے اگر ایک لباس میں مکن ہو سکے وہ سر لباس میں سالک کی رہنمائی کرتا ہے اور دوسرے دروازے سے آتا ہے۔

ارشاد یہ بھی اُن سے پوچھا کہ طاعت کا کلام کتنا کس کو نرا رہا فرمایا کہ اُس شخص کو زیبا ہے کہ اگر اسکی ظاہر کو تمام اہل زمین پر عرض کریں تو کوئی عیب شرعی اسکی ظاہر میں نہ آوے اور اگر اسکی باطن میں سب اہل آسمان پر عرض کریں تو اسکی باطن میں کوئی نقصان نہ ہو

خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ

یہ چوتھے خلیفہ خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کے بن مولد اور مدفن انکار یوگری ہے جو ہمارا کے دیہات سے اور اٹھارہ میل پور سے واقع ہوا اور وہاں سے غجدان تک ایک فرسنگ شرعی ہے اور سلسلہ نسبت و ارادت حضرت خواجہ بہا الدین قدس سرہ کا خواجہ عبدالخالق کے خلفا سے خواجہ عارف قدس سرہ کو پہنچا ہے۔

خواجہ محمود انجیر فتحوی قدس سرہ

آپ بڑے فاضل اور کامل اصحاب خواجہ عارف کے بن اور سب اصحاب سے خلافت اور ارشاد کے ساتھ ہمسار میں ولادت گاہ انکا انجیر غرضی ہے جو ولایت بخارا کا ایک موضع ہے مضافات دابکنی سے کہ ایک بڑا قریہ مشتل چندویہ اور مزرعہ پر ہے اور نو میل شہر سے دور ہے اور آپ دابکنی میں مقیم ہے اور قریب ایک بھی آپ کی وہیں ہو گل کاری کا پیشہ تھا اور اسی سے وجہ معاش کرتے اور جب خواجہ سے اجازت ارشاد پائی اور دعوت خلق میں کرنے کے مجاز ہوئے بمقتضائے وقت اور صحت مال طالبان ذکر جہر کا افتتاح اور آقا کیا اول مبارکہ مشغول ہوئے خواجہ عارف کے مرض الموت میں ہوئے تل ریوگری کے اور پھر قریب قریب تسلیم خواجہ کا تھا اور خواجہ عارف نے اُس محل میں فرمایا ہے کہ یہ وقت وہ وقت ہے کہ حکو اشارہ کیا تھا اشارہ یہ ہوا تھا کہ ایک وقت آئیگا کہ طالبوں کو اپنی مصالحت حال کے لیے ذکر جہر کناہد رکاوٹ ہوگا اور بعد آپ کی نقل کے خواجہ محمود اُس سجن کہ دابکنی کے دروازہ پر ہو ذکر جہر میں مشغول ہوئے اور مولانا حافظ الدین نے جو اصل علم اوقات سے اور بعد اعلیٰ حضرت

محمد پارسا کے بین بشارت اُستاد العلماء شمس لائیکہ علوائی جہا اللہ کے نجارا میں خواجہ محمود سے سوال کیا جب کہ ایک عجات
 کثیر لائیکہ اور علماء زمانہ سے موجود تھی کہ آپ ذکر ہر کس سبب سے کہتے ہیں خواجہ نے فرمایا لائیکہ سوتا ہوا جلے اور غفلت سے
 ہر تیار ہوا اور راستہ کی طرف رخ کرے اور شریعت اور طریقت کے استقامت پر آوے اور حقیقت نوبہ اور انابت کی نظر
 رغبت کرے جو اصل تمام خیرات اور سعادات کی ہو مولانا حافظ اللہ بن نے کہا کہ نیت آپ کی صحیح ہو اور آپ کو شیخل طلال ہو
 پھر خواجہ محمود سے التماس کی کہ ذکر ہر کی حد اور تعریف بیان فرمائیے کہ اُس حد سے حقیقت مجاز سے ممتاز اور میگاہ آشنا
 سے جدا ہو خواجہ نے فرمایا کہ ذکر ہر اسکی قبول ہو کہ زبان اسکی جھوٹھ اور غیبت سے اور خلق اسکا حرام اور شہت سے اور
 اسکا ریا اور سمعت سے اور سر اسکا توجہ بجانب غیر حضرت ربوبیت سے پاک اور سر نہ ہو خواجہ علی راستینی جو بڑے اصحاب
 خواجہ محمود کے ہیں انھوں نے فرمایا ہو کہ ایک درویش نے عہد دولت خواجہ محمود میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو دیکھا
 اُسے پوچھا کہ اس زمانہ میں مشائخ سے کون ہو جو ہر مقام کے راستہ پر ثابت ہوتا کہ دست ارادت اُسکے اور تباہی
 پہونچا کر اُتد اسکی کرین خواجہ خضر نے فرمایا کہ خواجہ محمود انچر ففوی بعضے اصحاب خواجہ علی نے فرمایا ہو کہ جس درویش نے
 حضرت خضر کو دیکھا وہ خواجہ علی تھے مگر صاف نہیں کہتے تھے کہ میں نے خضر کو دیکھا ہو۔ کہتے ہیں کہ ایک روز خواجہ علی خواجہ
 محمود کے کل اصحاب کے ساتھ موضع رایتین میں مشغول مذکر تھے اچانک دیکھا کہ ایک بڑا جوان سفید پرواز کرتا ہوا آپ کے سر سے
 گذر جب آپ کے سمت الہ اس پر پہونچا تو زبان فصیح کہا کہ اے علی مردانہ رہ اصحاب کو اُس جانور کے دیکھئے اور اُس بات کے
 سنئے سے ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ میوش ہو گئے جب ہوش آیا پوچھا کہ یہ کیا تھا جو مہنے دیکھا اور سنا خواجہ علی نے فرمایا کہ
 وہ خواجہ محمود تھے حق سبحانہ نے وہ کرامت انھیں عطا کی ہو کہ ہمیشہ اُس مقام میں پرواز کرتے ہیں جہاں حق سبحانہ نے ہو
 علیہ السلام سے کسی نیرا گلے کے ہیں اور اس موقع پر آپ خواجہ دہقان قلی کے سوحائے خلیفہ اول خواجہ اولیا کبیر کے پیش
 لیکے کہ دفات اسکی نزدیک پہونچی تھی اور حق سبحانہ سے انھوں نے درخواست کی تھی کہ اخیر دم کے وقت ایک دوست
 اپنا میرے پاس بھیج کر اُس وقت رحلت میں مجھے مددے اس سبب سے خواجہ محمود وہاں گئے تھے خواجہ محمود کے دو خلیفہ تھے کہ اُنکے
 بعد مقام ارشاد میں بیٹھے اور خلق کو تحقیق کی راہ پر دلالت کی۔

امیر حسن و ابوبکر رحمہ اللہ

انکا نام امیر حسن ہو خلیفہ اول خلفائے خواجہ محمود سے ہیں اور اپنے زمانہ کے بزرگ تھے اور طالبان حق کے لیے مرجع و تائب
 اور آپکے ایک بڑے بھائی تھے امیر حسن نام مشہور میر کلان کہ وہ بھی اصحاب خواجہ محمود سے تھے لیکن ان خلافت اور نیابت خواجہ محمود کے
 سر پر ہوا اور خیر کی قبر موضع ابوبکر بن مقبرہ خواجہ محمود کے صفہ میں ہو اسکی زیارت ہوتی ہو اور اُس سے برکت لی جاتی ہو۔

خواجہ علی ارعندانی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ امیر خرد کے ہیں اور قبر انکی موضع ارعندان میں قصبہ زندنی سے جو پندرہ میل نجار سے ہو ہو۔

خواجہ علی رامیتنی رحمہ اللہ

اپ خلیفہ دوم میں خلفاء و خواجہ محمود سے اور آپ کا لقب حضرت عزیزان سلسلہ خواجگان میں ہر قدس اللہ ارادہ ہم کہتے ہیں کہ جب خواجہ محمود کا وقت وفات قریب ہوا حضرت عزیزان کو امر خلافت ہوا کہ کیا اور سب یاروں کو انکے سپرد کیا اور حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کا سلسلہ نسبت خلفاء و اصحاب خواجہ محمود سے بدو واسطہ آپ تک پہنچتا ہے اور آپ کے مقامات رفیع اور کرامات عجیب بہت ہیں اور آپ پیشہ بافندگی میں مشغول رہتے حضرت مخدومی نے کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ بعض اکابر سے مجھے سماعت ہو کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ نے اپنی غزلیات میں فرمایا آپ ہی کی طرف اشارہ ہے ہمیت گر نہ علم مال فوق قال بودی گشتدی ۛ بندہ اعیان بنجارا خواجہ نساج را ۛ مجھ پر نہ و نامال بڑھکر قال سے ہوتے ہی کب ۛ خواجہ نساج کے بندے بنجارا کے شریف ۛ آپ کا مولد مبارک رامیتنی ہیں کہ ولایت بنجارا کا ایک قصبہ گلان شہر سے چھ میل پر واقع ہوا دس کانوں سے زیادہ اسمین ہیں اور مزار مبارک آپ کا خوارزم میں محدث اور مشہور ہے زیارت گاہ اور بکت اس سے لیجائی ہے آپ کے کلام نفیس سے یہ چند سخن ہیں جو سوارشخون میں لائے جاتے ہیں۔

رشتہ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدلہ سمنانی قدس سرہ آپ کے ہم عصر تھے اور دونوں کے درمیان مراسلت ہوا کرتی تھے میں حضرت شیخ نے آپ کی خدمت میں ایک درویش بھیج کر تین مسئلہ پوچھے اور ہر ایک کا جواب پایا۔ مسئلہ اول ہم تم نے جانے والوں کی خدمت کرتے ہیں اور آپ دسترخوان پر تکلف نہیں کرتے اور ہم تکلف کرتے ہیں لگائی توفیق کرتے ہیں اور ہماری شکایت اسکا سبب کیا ہے۔ حضرت عزیزان نے جواب دیا کہ خدمت گزار احسان رکھنے والے بہت ہیں اور خدمتی احسان ماننے والے کم کوشش کرو کہ خدمتی احسان ماننے والے ہوتا کہ تم سے کوئی گلہ نہ کرے۔ مسئلہ دوم ہم نے سنا ہے کہ تمہاری تربیت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہے یہ کس طرح ہو جواب دیا کہ بنگالہ میں سجادہ عاشق کے ہیں جسکا خضر عاشق ہے۔ مسئلہ سوم ہم سنتے ہیں کہ تم جہر کہتے ہو اسکا کیا حال ہے فرمایا کہ ہم بھی سنتے ہیں کہ تم ذکر خفی کرتے ہو پس تمہارا بھی ذکر جہر ہو۔

رشتہ مولانا سیف الدین نے اس قصبہ کے بابت جو اس زمانہ کے اکابر علماء سے تھا حضرت عزیزان سے دریافت کیا کہ تم ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ سب علماء کا اجتماع ہے کہ حکم صریح لفظاً موانا کم لشیہادۃ ان لا الہ الا اللہ ترجمہ تعلقین کو اپنے مومن کو شہادت کے ساتھ کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں ہر دم واپسین میں ذکر بہت نہ کہنا اذ تعلقین کرنا جائز ہو اور دوشخون کا ہر دم واپسین ہو۔

رشتہ شیخ بدر الدین رامیدانی جو شیخ حسن بیداری کے بڑے یاروں سے ہیں انھوں نے حضرت عزیزان کی صحبت پائی ہے آپ سے پوچھا کہ ذکر کثیر چہرہ ہم منجانب اللہ مامور ہیں جیسا کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہے واذکر اللہ ذکر کثیر ذکر زبان سے یاد کر دل سے حضرت عزیزان نے فرمایا کہ مبتدی کے لیے ذکر دل مبتدی میں شگفت اور محنت کرنا ہے اور دم توڑنا چاہیے مگر کمال حیف کہ اکثر پہنچتا ہے تو انکے سبب جوڑ توڑ اور جوارح و اعضا ذکر ہو جاتے ہیں اور اس وقت سالک ذکر کثیر کے ساتھ

محقق اور اس حال میں اُسکے ایک دن کا کام اور دس سال جبر کے کام کے برابر ہو جاتا ہے۔
 رشحات فرماتے تھے کہ اس سخن کے معنی کہ حق سبحانہ ہر ایک رات دن میں تین سو ساٹھ نظر رحمت بندہ مومن کے دل پر کرتا
 ہے یہ نہیں کہ دل تین سو ساٹھ روزن سب اعضا کی جانب رکھتا ہے اور وہ تین سو ساٹھ رگ میں اور تین سو ساٹھ متحرک اور
 ساکن شریانیں اور وریدیں جو بدن سے ملی ہوئی ہیں جب کہ دل ذکر سے متاثر ہوتا ہے اور اُس مرتبہ پر پہنچتا ہے کہ منظور نظر
 خاص حق سبحانہ کا ہوا اور اُس نظر کے دل سے جمیع اعضا میں منقسم ہوں تو عرضو اپنے موافق طاعت میں مشغول
 ہوتا ہے اور اُس طاعت کے نور سے جو ہر عضو کو تاسی فیض کہ نظر رحمت اُسی سے عبارت ہے دل کو پہنچتا ہے۔

رشحات آپ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ توڑنا اور جوڑنا یہ مناسب اپنے پیشہ نوریانی کے جواب دیا۔
 رشحات آپ سے سوال کیا کہ سبق بقضا مسہوقانہ لینے وہ شخص جسکی نماز غیر اہتمام کرتے ہوئے قضا ہو جایا کرتی ہے
 کب اُٹھے فرمایا کہ صبح سے پہلے لینے وقت سے پیشتر چاہیے کہ اُٹھے تاکہ نماز قضا نہ ہو۔

رشحات فرمایا ہے کہ آیہ کریمہ تو بوالہی امد میں اشارت بھی ہے اور بشارت بھی ہوا اشارت تو یہ کرنے کی طرف ہے اور بشارت ہے
 اسکے قبول کی اس واسطے کہ اگر قبول نکلتا اور نکرنا امر دلیل قبول کی باوجود وید تفسیر کے ہے۔

رشحات فرمایا ہے کہ عمل کرنا چاہیے اور ناکردہ اُسے جاننا اور آپ کو تفسیر کرنے والا دیکھنا اور پھر عمل شروع کرنا۔
 رشحات فرمایا دو وقت اپنے کو خوب نگاہ رکھو ایک بات کرنے کے وقت اور دوسرے کوئی چیز کھانے کے وقت۔

رشحات فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خضر علیہ السلام خواجہ عبدالخالق کے سامنے آئے خواجہ نے جو کی دورویں گھوڑے لاکر پیش کیں خضر علیہ السلام نے نہ کھا
 خواجہ نے کہا کہ نوش کیجیے فقہ حلال ہے کہ ایسا ہی ہے مگر خیر کرنے والے طہارت تھامیں اسکا کھانا روائعین رکھتا ہوں۔

رشحات فرمایا جو ایک جگہ بیٹھے اور خلق کو خدا کی طرف بلائے چاہیے کہ جانور پالنے والے کے مانند ہو کہ ہر ایک جانور کا پوتا
 جانے اور ہر جانور کی خوراک اُسکے موافق دے مرشد بھی چاہیے کہ طالبان و صادقان کی تربیت اُنکے اقتداد کے موافق کرے

رشحات فرمایا ہے کہ تمام روئے زمین میں اگر خواجہ عبدالخالق کے فرزندان سے ایک بھی ہوتا منصور مگر گزدار پر نہ چڑھایا جاتا
 یعنی اگر خواجہ کے فرزندان معنوی سے ایک بھی زندہ ہوتا حسین منصور کو تربیت کے ساتھ اُس مقام سے آگے بڑھا دیتا

رشحات فرمایا کہ سالکوں کو بڑی ریاضت اور مجاہدہ کرنا چاہیے تاکہ مرتبہ اور مقام کو پہنچیں لیکن ان سب سے نزدیکتر راہ
 ہے کہ جلد مقصود کو پہنچے اور وہ یہ ہے کہ سالک اسمیں ساعی ہو کہ اپنے خلق اور خدمت سے کسی صاحب دل کے دل میں

جگہ کرے ہر گاہ کہ اس گروہ کا دل فخر کا نزول لگا ہو اسکو بھی اس نظر سے حصہ پہنچے گا۔
 رشحات فرمایا اُس زبان سے دعا کر جس سے گناہ نکلیا ہو تاکہ قبولیت ہو لینے دوستان خدا کے سامنے تواضع اور نیاز مندی کر د

تاکہ تمھارے لیے دعا کریں۔
 رشحات ایک روز نے کسی نے حضرت عزیزان کے سامنے پڑھا مقرر علیہ عاشقان درومی ددغید کنند پ آپ نے

فرمایا کہ عیدِ گنہگار آئے گا اس معنی کی شرح فرمائیے کہ ایک یادگار بندہ کے خداوند کے دوا کر دین ہی پہلے بندہ کو توفیق دے کہ اس کی یاد کرے اور جب یاد کرے شرف قبول سے مشرف کرے پس توفیق اور یادگار اور قبول تین عید ہوتی -

ترجمہ ایک دن شیخ فرالدین نوری نے کہ اکابر زمانہ سے تھے عزیزان سے پوچھا کہ سبب کیا ہے جو روز نازل میں سوال
الست برکم کا ہوا لفظ ہلی سے جواب دیا اور روز ابد میں کہ حق سبحانہ لمن الملک الیوم فریضہ کا تو کہی جواب نہ دیکھا اپنے
فرمایا کہ ازل کا دن وضع تکالیف شرعیہ کا تھا اور شرع میں سخن ہی لیکن تکلیف شرعی کی رن کار و زہی اور عالم حقیقت کی
ابتدا و حقیقت میں سخن نہیں ہو لاجرم حضرت حق سبحانہ وہی جواب اپنا دیکھا لہذا الواحد القہار اور جملہ اشعار سے جو حضرت
عزیزان کی طرف منسوب ہیں یہ ایک قطعہ اور چار رباعی ہیں فرمایا قطعہ نفس مرثیہ مقید در درونست
انکہ دہش کہ خوش غریب مسانہ ز پائش بند گسل تا پروہ کہ نتوانی گرفتن بعد پر داز رباعی ہا ہر کہ نشستی و نشد جمع ولت
وز تو سپید ز جنت آب و گلت ہ از صحبت وے اگر تبسرا گشتی ہ ہرگز نکند در مح عسیران بکشت
ربا سے بیچارہ دلم کہ عاشق رو تو بود ہ تا وقت صبح دوش در کو تو بود ہ ہر گاہ سر زلفت تو از مال بہال
می برداشی بچنان کی گوی تو بود ہ ربا سے چون ذکر بدل رسد ملت در و کند ہ آن ذکر بود کہ مرد را منہ و کتہ
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد ہ لیکن دو جہان بر دل تو سر و کند ہ ربا سے کہ بجی رسی بیارام اسی تن ہ
و اندر طلب دوست بیایم تن ہ خواہی مرد از روح عزیزان یابی ہ پاس از سر خود ساز و بیار ایستن ہ ہر قطعہ
نفس ہو یک پرندہ قید اندر ہ نظر میں رکھ اسے مرغ و مسانہ مت اسکے ہانوں سے دور نہ کو تو کھول ہ کہ ہاتھ اسکے نہ تیرے بعد ہ
ترجمہ ربا سے جسکے لیے بیٹھ کر ہوا جمع نہ دل ہ اور تجھے گئی نہ زنت آب و گل ہ صحبت سے تو اسکے گز تبسرا کرے ہ
بختے نہ تجھے روح عزیزان یک تل ہ ترجمہ ربا سے بیچارہ میرا دل جو ترا عاشق تھا ہ کل صبح ملک تیری گلی میں بیٹھا ہ
چو گاہ تیری لہ کا اسے لیانا ہ ہر سمت کو لیکن وہ بنا گیند رہا ہ ترجمہ ربا سے جب ذکر کرے تو دل نرا درو کرے ہ
وہ ذکر ہر مرد کو اگر نزد کرے ہ ہر چند کہ ہر خاصیت نارا سمین ہ ہر دو دن جہان دل پر ترے سر و کرے ہ ترجمہ رباعی
چاہے کہے تو حق سے محبت کرتی ہ اور حق کی طلب میں کسکے کہ گون ہ چاہے تو اگر روح عزیزوں سے مدد ہر پرتوہا کے تو زری ہ
از خارق عادات اور کرامات حضرت عزیزان قدس السلسلہ نقل ہو کہ حضرت سیدنا
ذکر خیر خواہ احمد سیوی قدس سرہا کے سلسلہ میں ہو چکا ہے آپکے ہم عصر تھے اور کچھ کچھ ملاقات ہوئی رہتی اور حضرت سید
انا کو ابتدا میں آپ کے ساتھ یک گونہ کاوش تھی ایک دن حضرت سید سے ایک صورت سو ادب کی آپ کی نسبت
پیدا ہوئی اتفاق سے انھیں ایام میں فیچاق کے جنگل سے ایک پرہ ترکون کا چڑھ آیا اور سید انا کے ایک بیٹے کو قید
کر لینگے سید انا متوجہ ہوئے اور جانا کہ یہ حادثہ اُس بے ادبی کے سبب پیش آیا معذرت کی اور دعوت کا کھانا تیار کیا اور
حضرت عزیزان سے ضیافت کے لیے التجا کی اور بہت کچھ نیا رندی بجا لائے آپ نے سید انا کی التماس قبول کی اور انکے گھر گئے

ہوا مجلس میں بہت اکابر علماء اور مشائخ برحق تھے اور حضرت عزیزان کو اُس دن ایک کیفیت اور وقت نہایت خوش تھا
 سب نادیم نکلے ان لایا اور دسترخوان بچھایا اپنے فرمایا کہ علی تنگ کو انگشت نہ لگا بلکا اور نہ باخہ کھانے کی طرف بڑھائیگا جب تک
 کہ سیدانا کا فرزند اس دسترخوان پر موجود نہ ہو گا تھوڑی دیر خاموش رہے حاضرین سب کے سب اُس کلام کے ظہور کے
 منتظر ہوئے اس درمیان میں اچانک لڑکا سیدانا کا گھر کے دروازہ سے اندر آیا ایک شور غل مجلس میں اٹھا اور لوگ جرات
 اور حیرت زدہ ہو گئے پھر کیفیت اُس کے آنے کی اُس سے پوچھی کہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ اس وقت ترکون کی قید میں
 رہتا اور مجھے بندیاؤں کر کے اپنے ملک کو لیے جاتے تھے اب میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے دربار و حاضرینوں اہل مجلس کو یقین ہوا کہ یہ
 تصرف حضرت عزیزان کا ہو سب نے آپ کے قدموں پر سر رکھا اور بیعت کی۔ نقل ہو کہ ایک دن خدمت عزیزان کے
 یہاں ایک مہمان عزیز وارو ہوا اور آپ کے گھر میں کھانے کو نہ تھا اس باعث بہت متروک ہوئے اور گھر سے باہر آئے تاکہ ایک
 غلام حجام فروش کا پانچ ایک قسم کا آش بچھو دہی جو اچھا مخلص تھا ایک کیک بچان کی سر پر رکھے ہوئے اس موقع پر تیار اور بڑی نیاز و نری
 کے ساتھ لہا کہ یہ کھانا ملازمان حضور کی نیت سے بچت کر آیا ہو امیدوار ہوں کہ قبول ہو حضرت عزیزان کو اُس غلام کا کھانا لے لیا
 اُس وقت بہت پسند آیا اُس پر ہر بانی کی اور مہمان کے سامنے گذرانا پھر غلام کو بلایا اور فرمایا کہ خدمت گزاری تیری نعمت
 کا عظیم تھا اب بنو مراد تیری ہو مجھے ملگ کہ مقصود حاصل ہو غلام نہایت دانا اور آگاہ تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں
 آپ سے بربان اپنے فرمایا کہ یہ بہت مشکل ہو پھر بارگرتا ہو اور تجھے اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہ ہو گی غلام نے نیاز و نری کے ساتھ
 کہا کہ میری سزا دہی ہو اسکے سوا اور کوئی تمنا نہیں آپ نے فرمایا ایسا ہی سہی پھر ہاتھ اُس کا پکڑ کر طوت حاضرین
 لگے اور بالغات اُس کی طرف متوجہ ہوئے ایک ساعت کے بعد آپ کی صورت اُس پر آگئی اور اس عیوقت بظاہر و
 باطن صورت اور سیرت میں آپ کا مثل ہو گیا اور اس توجہ کے بعد چالیس دن کم و بیش زندہ تھا پھر وارجست و سوانہ
 میں نقل کی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عزیزان نے ولایت ہمارے بشارت فیلی خوارزم کو جانا چاہا اور ہر
 پھلگ پر پہنچے تو قوت کیا اور دو درویش کو خوارزم شاہ کے پاس بھیجا کہ ایک فقیر نور یافت تھا اسے شہر کے دروازہ پر
 آیا ہو اور رہنے کا خواہشمند ہو اگر مصالحت آگئی ہو اُسے نہیں تو اُٹا پھر جاے اور درویشوں سے کہا کہ جب رہنے کی اجازت دین
 شاہی ہر سے ایک فرمان لے لینا جب درویشوں نے بار پایا اور عرض بھی کیا خوارزم شاہ اور ارکان دولت پہنچے اور
 کہا یہ لوگ سیدھے سامنے اور نادان ہیں بعد ازاں دل لگی اور خوش طبعی کی راہ سے ایک فرمان آگئے جس میں لکھا تھا
 مہر لگا کر آگے والہ کیا درویش وہ فرمان حضرت عزیزان کی خدمت میں لائے اور اپنے قدم مبارک شہر میں رکھا اور ایک گھوڑے
 میں بیٹھے اور بطریق خواجگان قدس السداد و اہم مشغول ہوئے ہر روز صبح کے وقت مزدوروں کے مقام آتے اور کھیت
 مزدور پکڑتے اور گھر لے آتے اور فرماتے کہ پورا وضو کرو اور آج کے دن نماز عصر پڑھ کر طہارت سے ہماری صحبت میں رہو اور
 ذکر و پھر اپنی مزدوری لیکر اپنے گھر چلے جاؤ اُن لوگوں نے کمال ممنونی ظاہر کی اور پھر کی نماز تک آپ کی خدمت میں بیٹھے

جب ایک دن اس طریقہ سے لبر کر کے آپ کی برکت صحبت اور معرفت باطنی سے کچھ ایسا حال اُنکا ہوا کہ پھر آپ کی ملازمت سے جانا اور جدا ہونا امکان نہ رکھتا تھا تا آنکہ چند روز بعد اکثر وہاں کے باشندے آپ کے طبقہ اہل بیت میں آئے اور آپ کے ارد گرد بڑی کثرت اور ازدحام طالبان ہو گیا آخر درجہ خوارزم شاہ کو لوگوں نے خبر دی کہ ایک شخص ظاہر ہوا ہے کہ اکثر لوگوں نے دست صحبت اُنکو دیے اور اُنکی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں ایسا نہ کہ اُن سے اور اُن کے مریدین کی کثرت سے ملک میں ایسا خلل پیدا ہو جسکو سکون نہ دے سکیں بادشاہ نے اس خبر سے متوہم ہو کر ارادہ کیا کہ انھیں اپنے ملک سے نکال دو حضرت عزیزان نے انھیں دودریش کو مع فرمان بادشاہ کے پاس بھیجا کہ ہم تمہارے شہر میں تمہاری اجازت سے آئے ہیں اب اگر اپنی بات کو بدلتے ہو اور اُنکے خلاف حکم دیتے ہو تو ہم شہر سے چلے جائیں گے بادشاہ اور اُنکا دل آپ سے بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کی ملازمت میں آئے اور بوجہ محبان مخلص ہوئے کہتے ہیں کہ سن شریف حضرت عزیزان کا ایک سو تیس سال سے زیادہ ہو گیا تھا اور آپ کے دو فرزند دونوں عالم عامل اور عارف کامل تھے اور ارباب ولایت کے مراتب بلند سے بہت تمام اُنکو حاصل تھا

خواجہ شہر درجہ اللہ تعالیٰ

یہ بڑے بیٹے حضرت عزیزان کے ہیں خواجہ محمد نام اور اپنے والد بزرگوار کے سامنے اشتی برس کے ہوئے آپ کو اصحاب خواجہ خرد کہتے اور اسی نام سے مشہور تھے اور حضرت عزیزان کو خواجہ بزرگ کہتے تھے

خواجہ ابراہیم رحمتہ اللہ تعالیٰ

یہ حضرت عزیزان کے چھوٹے فرزند تھے کہتے ہیں جب حضرت عزیزان کا وقت وفات قریب ہوا خواجہ ابراہیم کو ارشاد کی بات دی اور دعوت کا امر کیا بعض اصحاب کی خاطر میں گذرا کہ بڑے فرزند کی موجودگی میں جو علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہیں خواجہ ابراہیم کو کیا سبب ہو کہ ارشاد خلق کے لیے پسند کیا حضرت عزیزان کو اُنس خطرہ پر اشراف ہوا فرمایا کہ خواجہ خرد ہمارے بعد قوت نہ کرے گا اور اسی عرصہ میں ہمیں آلیگا حضرت عزیزان کی وفات پیر کے دن دونوں نماز کے درمیان ذیقعد کی اٹھائیس تاریخ سنہ سات سو پندرہ میں ہوئی اور بعض نسخوں میں دیکھا ہے کہ سنہ سات سو اکیس میں انتقال ہوا اور امداد آثار ہو اور خواجہ خرد کی وفات پیر کے دن پاشت کے وقت پنجہ کی بستر ہوئے سات سو پندرہ میں ہوئی دونوں کی وفات میں آئیل روز کا فصل ہو حضرت عزیزان کی تاریخ ہجری قمریہ سات سو پندرہ تھے ہجرت کے۔ اور ذیقعد کی تھی اٹھائیس کہ جلیہ زمان و شہادت اس جہان سے گئے عزیزانیں حضرت عزیزان کے جانشین بعد خواجہ خرد کے تھے سب کے سب محمد نام صاحب کمال اور اہل ذوق و حال ہر اُنکے طالبان حق کی دعوت کرتے ہیں

خواجہ محمد کلا دور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ حضرت عزیزان کے بڑے اصحاب اور خلفائے تھے اُنکی قبیلہ بھی خوارزم میں ہے۔

خواجہ محمد صلاح بلخی رحمہ اللہ

حضرت غزیران کے اصحاب کمال اور خلفائے تھے اور آٹھ قبولیت بلخ میں ہو۔

خواجہ محمد یارودی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی حضرت کے اصحاب اور خلفائے تھے اور خوارزم میں مدفون ہیں۔

خواجہ محمد بابا رستماسی قدس سرہ

آپ بڑے فاضل کامل حضرت غزیران کے اصحاب سے ہیں قریہ رستماسی میں پیدا ہوئے کہ امتیق کے دیہات سے ہیں ایک بزرگ شرعی کا بیج ہو اور وہاں سے بخارا تین شرعی کی مسافت ہو وہیں آپ کا مزار ہو۔ نقل ہو کہ جب حضرت غزیران کی وفات قریب ہو چکی آپ کو سب اصحاب سے انتخاب کر کے اپنی خلافت اور نیابت اُنکے سپرد کی اور سب یاروں کو متابعت اور ملامت کا حکم دیا اور حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کو آپ سے فرزند کی قبولیت تھی اور آپ نے حضرت خواجہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا جب کو شک ہندوان پر گزریا فرمایا کہ اس زمین سے بوسے مرداتی ہو قریب ہو کہ کو شک ہندوان ہر عارفان کا پیر دوبار، گئے تو کہا کہ وہ بوزیادہ ہو گئی ہو غالباً وہ مرد پیدا ہوا اور اس وقت تین دن پیدائش کو ہو چکے تھے اور اُنکے داؤنے معاملہ اُنکے سینہ پر رکھا اور حضرت بابا کے پیش نظر لائے آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارا فرزند ہو اور ہم نے اسے قبول کیا ہو پھر اصحاب کے کہ یہ وہ ہو کہ جسے اُسکی بوسہ بھی تھی قریب ہو کہ زمانہ کا مقتدا ہو پھر سید ابیر کمال کی طرف جو خواجہ کے خلیفہ ہیں مخاطب ہوئے اور کہا میرے فرزند بہار الدین کے حق میں شفقت اور تربیت سے دریغ نہ کرنا اور مجھے میں معاف نہ کروں گا اگر کوئی اس کی امر سید سے کڑے ہو گئے اور ہاتھ سینہ پر رکھا کہ مردنوں جو تفسیر کردن اور باقی حکایت اور تربیت امیر کی حضرت خواجہ کو حضرت خواجہ کے مقامات میں مفصل مذکور ہو حضرت نے فرمایا کہ خواجہ بابا کا موضع رستماسی میں ایک باغی تھا کہ بھی کھجی سکتے تھے انکو رکھنے کو اپنے دست مبارک سے تراشا کرتے تھے اور اُس کام میں دیر بہت لگتی اس واسطے جب ایک بیل کو قطع کرتے غلیبہ کیفیت اسی دست مبارک سے گر پڑتی اور جیو د ہو جاتے اور وہ غیبت عرصہ تک رہتی حضرت خواجہ محمد بابا کے چار خلیفہ تھے سب فاضل اور کامل جو آپ کے بعد طالبان حق کی دعوت میں متحول رہے۔

خواجہ محمد صوفی صوفی رحمہ اللہ

آپ خواجہ محمد بابا کے خلفائے ہیں صوفی میں قریہ جو بخارا سے چھ میل کے فاصلہ پر ہو۔

خواجہ محمود رستماسی رحمہ اللہ

خواجہ محمد بابا کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔

مولانا دانشمند علی رحمہ اللہ

یہ سب اصحاب خواجہ محمد بابا اور مرغز خلفائے ہیں۔

سید امیر کمال قدس سرہ

آپ خواجہ محمد بابا کے افضل خلفائے ہیں اور شرف سیادت آپ کو حاصل ہیں آپ کا مولد اور مدفن موضع سوفاہر ہوا اور
 واشکری آپ کا شغل تھا اور بخارا کی زبان میں واشکر کو کمال کہتے ہیں آپ کے مقامات میں لکھا ہے کہ آگاہی والے حضرت نے
 فرمایا جب تک امیر کمال میرے پیٹ میں تھے جب بھی شبہ کا کھانا کھاتی پیٹ میں بٹا دروہوتا جب مکرریات پکنا
 جانا کہ اس فرزند کی وجہ سے ہر تب کھانے میں احتیاط دار رہی کی امید دار رہی جب کہ سید امیر کمال جوانی کی عمر کو پہنچے
 کشتی لڑا کرتے اور آپ کے گرد ایک ہنگامہ رہا کرتا کہ ناس معلوم کر کے ایک شخص کی خاطر میں گذر کر یہ کیا بات ہو جو
 سید زہد شریف کشتی لڑے اور زور آزمائی اور بدعتی لوگوں کا طریقہ امتیاز کر لیں درمیان میں اسے نیند سی آگئی اور دیکھا کہ قیامت
 قائم ہو اور وہ ایک با سینہ تلک مٹی اور دھول میں اتر گیا اور کچھ پسینہ چلتا اپنا کٹ کھیا کہ امیر ظاہر ہوئے اور
 دونوں اسکے بازو پکڑے اور آسانی کے ساتھ اسے باہر نکلیں لیا جب وہ جاتا امیر نے اس معرکہ میں اٹکی طرف رخ کر کے کہا کہ ہم
 زور آزمائی ایسے روز کے لیے کرتے ہیں۔ ایکے فن خواجہ بابا اکھڑے کے کنارے سے گزرتے تھوڑی دیر آنکے دیکھنے کو کھڑے
 ہو گئے بعضے ہمراہی اصحاب کے دل میں آیا کہ سبب کیا ہو جو خواجہ اب بھٹون کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ نے اس خطہ
 سے واقف ہو کر فرمایا کہ اس اکھڑے میں ایکے دھوکہ بہت سے مرد اسکی صحبت میں درجہ کمال کو پہنچنے لگے امیر ہماری نظروں سے
 چاہتے ہیں کہ اسکو شکار کریں اس موقع پر امیر کی نظر آپ کی طرف پڑی اور آپ کے جاذبہ نے امیر کو متحرک کر دیا جب خواجہ اب
 سے آگے بڑھے امیر بی طاقت ہو کر اکھڑے کو چھوڑ آپ کے پیچھے ہو کر جب خواجہ اب نے کھڑے ہوئے امیر کو لائے اور طریقہ بتلایا
 اور فرزند نے قبول کیا اسکے بعد پھر کسی نے امیر کو معرکہ اور بازو میں نہیں لکھا ہمیں برس خواجہ بابا کی خدمت میں بلاتے
 رہے اور ہفتہ میں دوبارہ پیر اور جمعرات کو سوفاہری سے سیاسی کو جایا کرنے اور لازمیت خواجہ اب میں پھر چلے آئے
 اور فاصلہ دوسرے اٹھین تھا اور اس مدت میں بطریق خواجگان اشتغال کرتے رہے اس طرح سے کہ آپ کے
 حال سے کسی کو اطلاع نہ ہوتی یہاں تک کہ خواجہ کے غسل تربیت میں درجہ تکمیل اور ارشاد کو پہنچے اور حضرت خواجہ
 بہادر الدین قدس سرہ کو نسبت صحبت اور تعلیم فکر اور آداب سکون طریقت آپ سے ہو حضرت سید امیر کمال کے
 چار فرزند اور چار خلیفہ تھے صاحب کمال اور اباب وقت و حال ہر ایک فرزند کی تربیت ایک ایک خلیفہ کے سپرد
 کی اور انکا ذکر دوسرے اصحاب امیر اور انکے اصحاب سے لکھا جاتا ہے اور مشہور ہو کہ اصحاب امیر ایک سو چودہ
 شخص تھے اٹھین سے بعضوں کے نام مقامات امیر میں مذکور ہیں

امیر برہان رحمۃ اللہ علیہ

یہ پہلے فرزند حضرت سید امیر کمال کے ہیں اور بابا آپ نے فرمایا کہ یہ فرزند امیر برہان ہو اور امیر برہان اصل اصحاب
 حضرت خواجہ بہادر الدین قدس سرہ سے ہیں اور امیر کی تربیت حضرت خواجہ کے حوالے تھی ایکے حضرت

امیر نے حضرت خواجہ سے کہا کہ جسوقت استاد شاگرد کو تربیت کرے ضرور چاہیے کہ اپنی تربیت کا اثر شاگرد میں دیکھے تاکہ اسے اعتماد ہو کہ تربیت اسکی ہو جانے سے لگی ہر شاگرد کے کام میں اگر خلل دیکھے تو اسکی اصلاح کرے تب فرمایا کہ امیر برہان فرزند میرا حاضر ہو اور کسی نے اٹھین تصرف نہیں کیا اور نہ تربیت معنوی کی میرے سامنے اسکی تربیت میں مشغول ہو کہ ہنگام اثر میں دیکھوں اور مجھے صفت مراد ہو اعتماد ہو حضرت خواجہ مراقبہ میں بیٹھے تھے اور خدمت امیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت ادب کی رعایت سے امیر کے اقبال میں متوقف ہوئے حضرت امیر نے فرمایا توقف نہ کرو حضرت خواجہ فرمانبرداری سے امیر برہان کی طرف متوجہ اور فوراً اُنکے باطن کی جانب مشغول ہوئے اُسیوقت آثار اُس تصرف کے امیر برہان کے ظاہر و باطن میں پیدا ہوئے اور ایک حال عظیم طاری ہوا اور شکر حقیقی کا اثر ظاہر ہوا امیر برہان صاحب سکر و جذبہ قوی تھے اور طریق اُنکا گوشہ نشینی اور انقطاع از خلق رہا اور ہرگز کسی کے ساتھ اشتغال اور آرام اُنکو نہ تھا اور نہ کسی کو آپ کے احوال و اطوار پر اطلاع ہوتی اور قوت باطن میں اُس مرتبہ کی تھی کہ بعض اصحاب حضرت خواجہ کے احوال باطنی کو غارت کر کے اُسکو ناظر کر دیتے۔ شیخ نیک روز بخاری نے جو اصحاب حضرت خواجہ سے میں حکایت کی ہے کہ ہر دفعہ جو کمین امیر برہان سے میری ملاقات ہوتی میرے احوال باطنی مجھے سلب کر لیتے اور مجھے خالی اور پریشان خاطر کرتے جب کئی دفعہ بات ہوئی میں نے چاہا کہ حضرت خواجہ سے اپنے دل میں عرض کروں حضرت خواجہ کے پاس اس ارادہ سے میں آیا فرمایا کہ امیر برہان کی شکایت کرنے آئے ہو میں بولا کہ ہاں کہا جسوقت کہ وہ تمھاری طرف متوجہ ہو تمھاری طرف متوجہ ہوا اور کہہ دیں نہیں ہوں آپ ہیں اس تعلیم کے بعد جب میں برہان سے ملا اور چاہا کہ اُسید طرح میری طرف مشغول ہوں تو میں حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور آپ کی صورت اپنے خیال میں کی اور کہا میں نہیں ہوں حضرت خواجہ میں نے دیکھا کہ حال امیر غریب ہو گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑے کچھ ہرگز تصرف میرے اندر نہیں کیا امیر برہان سے منقول ہے کہ فرمایا عید قربان تھی اور خلائی عید گاہ سے واپس آتی تھی اور بیت کو کہ حضرت خواجہ کے ساتھ تھے اور میں سب سے پیچھے چلا تھا جب میں نے پیچم اور پیش آمد خلق کی حضرت خواجہ کی طرف دیکھی اپنے دل میں کہا کیا خوب اہل ظہور خواجہ کے امام تھے کہ ظہور احوال اور حضرت کے کاروبار کا تھا اسوقت خلق آپ کو تشویش دیتی ہے جب یہ بات میرے دل میں گذری آپ نے توقف کیا تھے کہ میں جا ہوں چا کر بیان میرا پکڑا اور تھوڑی جنبش دی ایک بڑی صفت نے میرے باطن میں تصرف کیا کہ اُسکی عظمت اور صولت سے کھڑے رہنے کی طاقت مجھے نہ تھی حضرت خواجہ نے مجھے سنبھالا جب کہ وہ حالت تھی جب مجھے ہوش آیا فوراً کر تو کیا کہتا ہے وہ حال درکار بار ہے یا نہیں آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کہا کاروبار احوال بیشتر سے بیشتر

امیر حمزہ رحمہ اللہ

یہ دوسرے فرزند امیر کلال کے ہیں اور امیر نے اُنکا نام اپنے باپ کے نام پر حمزہ رکھا اور ہرگز اُنکو نام سے نہیں کہا بلکہ ہمیشہ باپ کہا کرتے اور اُنسے کرامات اور خرق عادات بہت ظاہر ہوئیں کہ انہیں سے بعض مقامات امیر کلال میں کہنے اور حمزہ نے تالیف کی مذکور ہیں اور امیر حمزہ کا پیشہ شکار تھا اور اُس سے وجہ معاش حاصل کرتے اور امیر نے اُسکی تربیت

مولانا عارف ویک کسرنی کے حوالہ کی امیر حمزہ نے فرمایا ہے کہ حضرت مولانا عارف نے مجھے کہا کہ اگر ایسا یار چاہتے ہو جو تمہارا بار اٹھائے بہت دشوار ہو اور اگر ایسا یار چاہتے ہو کہ تم اُسکا بار اٹھائو تمام جہان تمہارا یار ہو اور حضرت امیر حمزہ امیر کلال کی وفات کے بعد قائم مقام اُسکے ہوئے اور برسوں ارشاد کیا وفات اُنکی غرہ شوال سنہ ہجری ۱۲۸۷ میں ہوئی اور اُنکے چار خلیفہ ہوئے ہیں جو اُنکے بعد سدا رہنا چاہتے تھے اور طالبان کو دعوتِ بھن کی

مولانا حسام الدین شاشی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ اول امیر حمزہ کے اور فرزند مولانا حمید الدین شاشی کے ہیں جو بڑے علماء بخاری تھے حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کے زمانہ میں اور اُسے ارادت اور اخلاص تمام رکھتے تھے۔ مولانا حسام الدین پہلے شیخ محمد سوہی سے ارادت رکھتے تھے جو شیخ دقت تھے بعد ازاں امیر حمزہ کی خدمت میں جا کر اُنکی صحبت میں تربیت تمام پائی حضرت فرماتے تھے کہ ابتداً حال میں جب ہم بخارا میں پہونچے مبارک شاہ کے مدرسہ میں گئے مولانا حسام الدین اور مولانا حمید الدین شاشی نے جبکہ ہمیں ہیجا نہایت التفات کی کہ مشغول تحصیل علوم ہو اور کہا شیخ ناوند ظہور کی عمارت والد پر بہت عنایت تھی گویا چاہتے تھے کہ اُسکی مکانات کو میں اُس مدرسہ میں ایک اچھا حجرہ دیا فرماتے تھے اول بار مولانا حسام الدین سے ملاقات میں نے اُنکی اتفاقاً پکس عودی منقش میں پہنے ہوئے متعجب آئے دیکھا ناپسند کیا اور فرمایا کہ درویش اور ایسے کپڑے پہنے فی الحال میں باہر نکلا اور ایک شخص جو پستین پہنے تھا اُس سے راز و خد کر لیا جب اندر گیا فرمایا کہ یہ اچھا ہے۔ فرماتے تھے کہ مولانا حسام الدین کو جیت قوی اور استفراغ تمام تھا آثارِ جمعیت آپ سے ظاہر تھے عجب اُنکے حال کی بھری اُنکی تعین خواہ کیسا ہی بے ذوق آدمی ہو آپکا مبتلا ہو جاتا اور آپ حرارتِ جمعیت اور غلبہِ مذہب کے سبب توڑتے اور نچے پائون اُنکے پانی میں موسمِ سرما کے اندر رکھتے اور اپنے سینہ کا پیش کھٹار کھتے اور پانی اپنے پرچہ کا کرتے میرزا الخ بیگ آپ کو عمدہ فضا بخارا دین چاہتے تھے اور زبردستی قاضی کیا جس زمانہ میں آپ دارالقضا میں بیٹھے اور مقدمات فیصل کرتے ایک جماعت طالبوں کی دوڑتی تھی اور کسبِ جمعیت کرتی میں اُنکے حکم میں حاضر ہوتا اور آپ کے مقابل ایک کھڑکی تھی جہاں سے میں اُنکو دیکھتا اور وہ مجھے نہیں دیکھ پاتے وہاں میں بیٹھا اور اُنکو دیکھا کرتا ہرگز نسبت خواجگان قدس اللہ اراحم میں اُن غفلت اور فتور نہ پایا اور اخلاص و طریقہ اور جمعیت باطن میں بہت سعی تھی اور اپنی نسبتوں کو لباسوں سے پوشیدہ کرتے باسانی ظاہر کوئی چیز اُسے نہوتی بار بار فرمایا کرتے اس کام کا کوئی لباس تعلیم سے بہتر نہیں ہے۔ حضرت مخدومی نے انعاماتِ الانس میں حضرت سے نقل کی اور فرمایا کہ یہ فقیر جب بخارا میں پہونچا اور مولانا حسام اور مولانا حمید شاشی کی صحبت سے مشرف ہوا مجھے اضطراب اور اضطراب تھا اور اُنھوں نے فرمایا کہ مراقبہ حقیقت انتظار ہی اور حقیقت مراقبہ ایسے انتظار سے عبارت ہے۔ نہایت میر اس انتظار کے حصول سے عبارت ہے۔ ایسے انتظار کی تحقیق کے بعد جب کا ظہور غلبہ بہت ہے پھر میر اس انتظار کے سوا کوئی نہیں ہے شمسہ منظرہ لگا کے در پر انگہ پڑ کر نظر کو در انتظار کیا پڑا اور یہی فرمایا کہ

مولانا حسام الدین اپنے والد مولانا حمید الدین کے سر رہائے آئے اور انکو مرض الموت میں انتقال کیا۔ ان کے متفقہ کیا فرمایا کہ بابا آپ کو کیا ہوتا رہا جسے وہ چیز چاہتے ہیں جو میرے پاس نہیں ہو اور جسکے طریق تحصیل سے میں واقف نہیں ہوں۔ قاضی سلیم چاہتے ہیں مولانا حسام الدین نے کہا کہ ایک لحظہ میری طرف متوجہ رہو معلوم ہوگا جب متوجہ ہوئے ایک ساعت کے بعد مولانا حمید الدین نے اپنے باطن میں اطمینان اور آرام پایا انھیں کھول دین اور کہا اے فرزند جزاک اللہ خیر تجھے اپنی تمام عمر میں اس طریقہ کی ورزش کرنی چاہیے تھی افسوس کہ عمر ضائع کی اور فرزند صالح کی برکت سے یہ پہچانت نہ رہا۔

مولانا کمال الدین میدانی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ دوسرے خلیفہ امیر حمزہ کے ہیں باشندہ میدان کے جو ولایت سمرقند میں تھے کہ دین کا ایک موضع ہے۔

امیر بزرگ اور امیر حمزہ رحمہما اللہ تعالیٰ

یہ میرے اور چوتھے خلیفہ امیر حمزہ کے اور فرزند ان بزرگوار امیر بریان کے ہیں جو بڑے بہائی امیر حمزہ کے تھے رحمہما اللہ۔

بابا شیخ مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ امیر حمزہ کے اصحاب کبار سے ہیں اور بعض اصحاب امیر کلال سے کہتے ہیں اور مقامات امیر کلال میں جان کہ بعض اصحاب امیر کلال کے نام لکھے ایک شیخ مبارک کا ذکر کیا اور یہاں کہ اصحاب امیر حمزہ کا ذکر کیا ہے ایک شیخ مبارک دوسرے کا نام لکھا لیکن وہ شیخ مبارک جو اصحاب امیر کلال سے ہیں راہبانی ہیں اور یہ شیخ مبارک کہ اصحاب امیر حمزہ سے ہیں بخاری ہیں آپ بزرگان وقت سے تھے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ باوجودیکہ حضرت بہار الدین قدس سرہ کے صحبت دار تھے انکی صحبت میں بھی جایا کرتے حضرت نے فرمایا ہے کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا بابا شیخ مبارک کی ملاقات کو اکثر جایا کرتے تھے ایک دن میراجی چاہا کہ آپ کے ساتھ جاؤں فرمایا کہ تم نہ آؤ کسو واسطے کہ تم صحبت بابا شیخ مبارک سے صحبت حضرت خواجہ بزرگ بہار الدین قدس سرہ کی طلب کرتے ہو اور وہ نہ پاؤ گے پس تم بے اعتقاد ہوئے ہو تمھارا جانا مناسب نہیں ہو مشہور ہے کہ ایک دن بابا شیخ مبارک خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے یہاں آئے تھے حضرت خواجہ نے آخر صحبت میں اپنے فرزند خواجہ ابونفر کے لیے آنے فاتحہ کی درخواست کی بابا نے فاتحہ شروع کی اور فاتحہ پڑھنے کے درمیان اُس گھر سے باہر نکل آئے اور دروازہ باہر فاتحہ تمام کی آپ سے بعد ازاں پوچھا گیا کہ باہر آنے کا سبب کیا تھا فرمایا کہ اُس موقع پر کہ فاتحہ خواجہ ابونفر کے لیے پڑھنے لگا ملائک آسمان سے اترے اور اُس مکان میں ہجوم کیا کہ مبارک کو جگہ نہ رہی بضرورت باہر آنا پڑا۔ واضح ہو کہ حضرت امیر حمزہ کے ان عزیزان کے سوا جگہ کا ذکر ہوا اور بھی اصحاب تھے جیسے شیخ عمر سوزن گری بخاری اور شیخ احمد خوارزمی اور مولانا علاء الدین سمرقندی اور خواجہ محمود ممبوی و مولانا حمید الدین اور مولانا نور الدین اور مولانا سید احمد ثنیون کرینی اور شیخ حسن اور شیخ تاج الدین و شیخ علی خواجہ ثنیون نسفی وغیرہ کہ سب فاضل اور کامل تھے مگر چونکہ انکے احوال سے کچھ سمجھ و معلوم نہیں ہوا ہر ایک کا علیحدہ ذکر نہیں کیا۔

امیر شاہ رحمہ اللہ

یہ تیسرے فرزند امیر کلال کے ہیں اور کسب معاش میں انکا طریقہ یہ تھا کہ جنگل سے نمک لاکر بیچا کرتے اور اُس سے کدہ کرتے اور دنیا سے بقدر کفاف معرفت فرماتے انکا قول تھا کہ بکرت کا بواب دینا چھپے ہو ہمیشہ بندگان خدا کی خدمت میں مشغول رہتے اور جتنے الامکان لوگوں کے رفع ضروریات میں اہتمام تمام کرتے اور بنکا ہوا شست و دھوا میں کوئی دقیقہ اٹھانے نہ دیتے اور امیر کلال نے انکی تربیت شیخ یادگار کے سپرد کی تھی جو امیر کے خلفائے ہیں۔

امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ

یہ چوتھے فرزند امیر کلال کے ہیں صاحب کرامات و فریق عادات اکثر اوقات احتساب کے مشغول رہتے اور تمام رہے اور ہر روز اور ہر منی منکر کرتے اور نہایت غیر متعصب تھے فرمایا کرتے کہ اکابر کا قول ہو جب ظلم کے سر نہ کھانے کا وقت آئے اس گروہ کے خرمین پر چھوڑ دو اور جب زردبان کے جھلانے کا وقت پہونچے اس گروہ کی دیوار پر رکھ دو اور جس کیسکو گروانا چاہو اس گروہ میں ڈال دو۔ اور حضرت امیر کلال نے انکی تربیت شیخ جمال الدین دہستانی کے حوالہ کی تھی کہ حضرت امیر کے خلفائے ہیں اور امیر عمر کی وفات آٹھ سو تین سال ہجری میں ہوئی واضح ہو کہ انقل اور اکمل خلفاء اصحاب امیر کلال سے حضرت شیخ بہار الدین قدس سرہ ہیں اور بنوڑا ذکر احوال حضرت خواجہ اور انکے اصحاب کا طبقہ بعد طبقہ جو طویل الذیل ہے بعد از ذکر سبب خلفاء حضرت امیر کلال کے آئیگا اور اللہ سالک شاہ پر

مولانا عارف دیک کرانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسرے خلیفہ حضرت امیر کلال کے خلفاء اربعہ سے ہیں پیدائش اور مرنے کا آٹکے مقام موضع دیک کران ہے قبضہ ہزارہ سے جو آب کوہک کے کنارہ واقع ہو اور وہاں سے شہر بخارا تک ستائیس میل شرعی ہے اور آچکا زار گاؤں کے باہر سرراہ ہزارہ کے ہے حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ میرے اصحاب میں مثل ان دو شخص خواجہ بہار الدین اور مولانا عارف کے دوسرے کوئی نہیں ہے یہ سب پر سبقت لینگے میں اور حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ نے زان بعد کو حضرت امیر کلال سے اجازت پائی ہے کہ بہانہ بوجھ سے دماغ میں پہونچے خواہ ترک ہو یا تاہیک طلب کرد اور طلبکاری میں اپنی ہمت کے موافق تقصیر کر دو آپ نے اُس فرمانے کے موافق سات برس مولانا عارف کی بدادبت میں بسر کی اور اس مدت میں مولانا عارف کے ساتھ بڑا تعظیم اور تقدیم کار کھا ہے چنانچہ طہارت کے وقت دریا کنارہ مولانا عارف سے ہلتا تھا ہر طہارت نکرتے اور چمن راہوں میں ساتھ وہ گئے آپ کے قدم پر قدم نہیں رکھا اور متابعت کی صورت سے مصاحبت کی ہے چونکہ مولانا عارف ملازمت امیر کلال سے حضرت خواجہ پر سبقت رکھتے تھے اور سالہا پیشہ مذہبیت خواجہ سے امیر نے انکی تربیت کی تھی حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ جب ہم ذکر نفسی میں مشغول ہوئے تو ہم میں آگاہی ظاہر ہوئی اور ہم طالب اصل اُس سر کے ہوئے تیس برس مولانا عارف کے ساتھ اس جہتجو اور نکال پورے میں تھے کہ لکھا

سفر حجاز کو جانا ہوا جہاں کہیں لوگوں نے نشان دیا ہم بہت سے گوشوں اور زادیوں پر سے اگسٹ مثل مولانا عارف یا اسکے قریب کے پاس تھے تو واپس نہ آئے کون ایسا ہو کہ ہمارے اور سرین آسمان سے گزرا ہوا اور ظاہر و باطن میں وہاں مشغول بیٹھا ہو رشحات مولانا عارف کے کلام پاک سے ہو کہ جو اپنی تدبیر کی فکر میں ہر سر دست دوزخ کے لیے مہیا ہو اور جو تقدیر کے انتظار میں ہر سر دست وہ بہشت کے لیے تیار اور موجود ہو۔

ترجمہ فرمایا ہو کہ کھانا کھانے کے وقت ہر ایک عضو ایک کام میں مشغول ہو دل کس چیز میں مشغول ہو اصحاب نے کہا کہ ذکر حق سبحانہ میں فرمایا ہو کہ اس وقت ذکر اللہ اور لا الہ الا اللہ نہیں ہو بلکہ اس محل میں ذکر سبب سبب کی طرف جانا ہو اور نعمت کو نعمت دینے والے سے دیکھنا۔ مولانا امیر شریف نے کہ خاص اصحاب مولانا عارف سے تھے نقل کی کہ ایک شخص مولانا عارف کی خدمت میں معاملہ لایا آپ نے قبول نہ کیا اور کہا معاملہ کا لینا اسکو رد اس کہ جو کام کہ حسب معاملہ کا مقصود ہو اسکی برکت بہت سے برآمد ہو اور مجھے وہ بہت نہیں ہو۔ کہتے ہیں کہ مولانا عارف کا ایک خوش تھا مولانا درویش اور سکینی نام کہ سید خرد و ابلبنوی کے تابعین سے تھا اور ذکر جہر کیا کہ مولانا عارف اس کے پاس گئے اور ذکر جہر سے منع کیا کہ نہ مولانا عارف نے کہا اگر تو نہیں قبول کرنا بیل تیری کھیتی کا تلف ہو گا اس بات کی پروا نہ کی اسی رو بیل اسکی کھیتی کامر گیا باوجود اسکے مولانا درویش باز نہ آیا اور آستانہ غزنی ان ابلبنوی پر گیا اور واپس آکر دوسرے دن ایک اور بیل کھیتی کا اسکا مر گیا ان دو علامت کے دیکھنے کے بعد باز رہا اور مولانا عارف کے پاس آیا مولانا نے کہا یہ بہت ہی یاد کر لو بہت کار نادان کو نہ اندیش مست + یاد گیر کسی کہ در پیش مست + ترجمہ بہت + کو نہ اندیش کا ہو یہ مقصود + یاد اسکی کو سے جو ہو موجود + منقول ہو کہ ایک روز موضع دیک کر ان میں ایسا سیلاب عظیم آپ کو بہک رہے آیا تھا کہ وہم اسکا ہو کہ گاؤں بہا لیا لگیا لوگ ڈرے اور شور مچا کر نے لگے مولانا عارف باہر آئے اور تیز سیلاب کی راہ میں اپنے کو پانی میں ڈال دیا اور یہ کہا کہ اگر تجھے ہو سکے تو ہیکو بہا لیا فوراً وہ سیلاب تھم گیا اور شورش اسکی فرو ہو گئی منقول ہو کہ اول شرف حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ سفر حجاز سے پھر سے مدت تلک مرد میں رہا کیے اور اوارہ النہر کے اصحاب جمع اور صحبت پر شکوہ قائم تھی اسی اثنائیں ایک قاصد مولانا عارف کے پاس سے آیا کہ حضرت خواجہ کو پیغام بھیجا ہو کہ بیٹھے ہوں تو انھیں اور آئیے ہوں تو روانہ ہوں کہ وقت ہمارے جانے کا قریب آن پہنچا ہو وصیتیں ہو کر کرنی ہیں حضرت خواجہ اصحاب کو مرد میں چھوڑ کر جب قدر حلقہ ہو سکا بخارا کی طرف روانہ ہوئے یہاں تلک کہ دیک کر ان میں مولانا عارف کے پاس پہنچے مولانا نے حاضرین سے کہا مجھے آپ سے ایک راز کہنا ہو ہم دونوں گھر میں آئین یا تم باہر آؤ حاضرین بولے کہ اگر حضرت جو ہم دھمے گھر میں جاتے ہیں اسوقت مولانا عارف نے غلوت میں حضرت خواجہ سے کہا کہ یہ معلوم ہو کہ ہمارے تمہارے درمیان میں اتحاد کلی تھا اور اب بھی ہو اگر خوشقیایان درمیانی گذر گئی ہوں اب آخر وقت ہوا اور اس نے تمہارے اصحاب میں نظر کی اس راہ کی قابلیت اور ہستی کی صفت خواجہ محمد پارسا میں زیادہ اور لوگوں سے دیکھتا ہوں

جو نظربین نے اس راہ میں پائی اور جو مطلب کہ بیٹی کسب سے حاصل کیا وہ سب خواجہ پارسا کے وقت پر شمار اور اسکے سپرد کیا اپنے اصحاب کو اسکی متابعت کا حکم دینا ہوں تم بھی اس کے حق میں ضرور اس معاملہ کے اندر تفسیر نہ کرنا کہ وہ تمھارے یاروں سے ہوا اسکے بعد فرمایا کہ دو دن یا تین دن سے زیادہ نہیں رہے ہیں اپنے ہاتھ سے دیگ صاف کرو دو زانو ٹھیکو اور آپ آگ جلاؤ اور پانی گرم کرو اور مستعد رہو اور تیسرے روز میری وفات سے واپس جاؤ حضرت خواجہ نے بڑی سرگرمی سے مولانا عارف کی مجلس میں پوری کین اور آپ کے دفن بعد تین روز رکھ کر مرد کو چلا گئے اور مولانا عارف کے دو خلیفہ تھے جنھوں نے مولانا کے بعد ہندوگان حند کو ہر امت کی ۔

مولانا امیر شرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ خلیفہ اول مولانا عارف کے ہیں بعد آپ کے آپ کی جگہ بیٹھے طالبان راہ تحقیق سے صحبت رکھی اور خاطر جمعیت قلوب پر تعینات کی ۔

امیر اختیار الدین دیک کراچی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسرے خلیفہ مولانا عارف کے ہیں اور ان کے بعد ارشاد مریدان پر مامور تھے ۔

شیخ یادگار کسرولی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ سوم امیر کلال کے ہیں کن سرون کے باشندے اور وہ ولایت بنجا کا ایک موضع شہر سے چھ میل پر ہے اور امیر نے اپنے تیسرے فرزند کو جبکا نام امیر شاہ ہو آنکے حوالہ کیا تھا اور ان کے ذریعہ سے درجات عالی کو پہنچے ۔

شیخ جمال الدین وہب قانی رح

یہ چوتھے خلیفہ امیر کلال کے ہیں اور فرمایا امیر مرلی امیر عمر کا ہوا ہے جو فرزند چارم امیر کے ہیں اور امیر عمر نے ان کے ساتھ تربیت میں مقامات عالیہ میں گروہ کے پائے ۔

شیخ محمد خلیفہ رحمت اللہ علیہ

آپ امیر کلال کے اجل اصحاب سے ہیں امیر موصوف کے آخر مقامات میں ہو کہ جب آپ نے دنیا سے رحلت کی سبب تھا شیخ محمد خلیفہ کی ڈیوٹی پر آئے کہ آج کے دن حضرت کے بچے آپ ہیں اور آپ کے پاس یہ نعمت ہو چاہیے کہ طالبان کی ہدایت فرمائیے شیخ محمد نے کہا یہ نعمت جو مجھے چاہیے ہو امیر حمزہ فرزند حضرت امیر کلال کے پاس ہو پس شیخ محمد سبیلان کے ساتھ گئے اور امیر حمزہ علیہ الرحمۃ کی خدمت اور ملازمت اختیار کی ۔

امیر گلان واشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب امیر کلال سے ہیں موضع واشی کے جو مفضلات بنجا سے اور چھ میل کی مسافت پر شہر سے ہے۔ امیر کلال کے بعد مریدوں کی تربیت اور طالبوں کی تعلیم کرتے رہے اور خواجہ علاء الدین غمدانی علیہ الرحمۃ نے حضرت

خواجہ بہار الدین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اسے ذکر اخذ کیا ہو حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین غجراتی نے کہا میں سولہ برس کا تھا کہ امیر کلال دہاشی کی ملازمت میں پہنچا اور آپ نے مجھے ذکر خفی کے طریقہ سے مشغول کیا اور بہت سبالت کیا کہ اس طریقہ کو ایسا مخفی رکھو کہ تمہارے ہمنشین کو بھی خبر نہ ہو اور اگر جانو کہ لوگ اُس سے مطلع ہوتے ہیں ایک مسند بناؤ اسپر تکبیر لگا کر مشغول ہو چند روز اسطرح پر میں مشغول ہوا اور بڑی ریاضت کی اور ضعف کے آثار میری صورت میں ظاہر ہوئے ایک روز والدہ نے مجھے کہا کہ تجھے بیمار ہی اور ضعف باطنی ہو مجھے چھپاتا ہی میں نے کہا میں بیمار نہیں ہوں انھوں نے چھپاتیاں اپنی کھولیں اور کہا اگر تو اپنی ناتوانی کا سبب نہ بتلائیگا تو جو شیر کہ اس لیٹان سے تو نے پیا ہو تجھے نہ بخشو گی ضرورتاً ماجرہ تفصیل دار میں نے اُن سے کہا اور جو طریق میں نے سیکھا تھا عرض کیا والدہ نے فوراً وہ طریقہ لیا اور بطریق نفی اور اثبات کے مشغول ہوئیں میں اس بات کے اظہار سے بہت گرائی میں پُر اور شدت اضطراب سے امیر کلال کی خدمت میں گیا اور قصہ والدہ کا بیان کیا فرمایا چندی روزی والدہ کو بھی اجازت دی کہ اس راہ سے مشغول رہے چند عرصہ تک والدہ بھی مشغول رہیں ایک روز بجائی میرا جھگڑ گیا تھا والدہ نے مجھ بلایا اور فرمایا کہ دیکھ خوب دھو اور پانی سے بھر اور گرم کر میں نے ایسا ہی کیا پھر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کہیں اور مجھے سامنے بٹھلایا اور فرمایا طریقہ سے مشغول ہو اور آپ بھی مشغول ہوئیں ایسا عتک بعد جان بحق تسلیم کرتا

شیخ شمس الدین کلال رحمۃ اللہ علیہ

بڑے اصحاب امیر کلال سے ہیں سفر مبارک حجاز کا کیا ہو اور وہ راستہ قرشی سے پیدل چلا اور مشائخ وقت کے ساتھ مذاق سے صحبت رکھی اور دارالانہوتین اسی نے انکے طریق مراقبہ کو لا کر پھیلایا ابتداء میں حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ سے کاوش تھی مگر آخر میں دور ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے مقامات میں تفصیلاً مفصل ہو۔

مولانا علاء الدین کنہروی رحمۃ اللہ علیہ

یہ امیر کلال کے بڑے کار کردہ اصحاب سے ہیں اور حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کے مقامات میں انکا نام مذکور ہو واضح رہے کہ امیر کلال علیہ الرحمہ کے ان عزیزوں کے سوا جو مذکور ہوئے اور بھی اصحاب ہیں جیسے خواجہ شیخ دارزونی اور مولانا جلال الدین کشی اور مولانا بہار الدین طوایسی و شیخ بدر الدین میدانی و مولانا سلیمان شیخ ان دونوں کو معنی اور خواجہ محمد و اکبری رحمہم اللہ سب کے سب عامل عالم عارف کامل مگر انکے احوال و اقوال سے کچھ سماعت کو نہیں پہنچا چار ہر ایک کا علم متحدہ ذکر نہیں ہوا۔

مولانا بہار الدین قشلاقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ اپنے زمانہ کے مقتدا ہوئے ہیں عالم علوم ظاہر اور باطن کے اور صاحبیات و کمالات قشلاقی خواجہ مبارک قرشی ہیں پیدا ہوئے جو مصافات بنما سے ہو اور بنجا را شہر سے چھتیس میل کا فاصلہ ہو حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ

اُستاد حدیث اور شیخ صحبت اور مولانا عارف دیک کرانی کے باپ تھے خدمت مولانا عارف انکے مرید تھے قبل اسکے کہ کمال کی صحبت میں پہنچیں مولانا امیر شرف دامیر اختیار الدین سے جو مولانا عارف کے خلفا سے ہیں منقول ہو کہ ایک دن حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ ابتداً بال میں ولایت نصف میں قشلاق خواجہ مبارک کی خدمت مولانا بہار الدین قشلاقی علیہ الرحمہ پہنچے حضرت مولانا نے فرمایا بچے ایسے مرید کا یا عارف دیک کرانی ہو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ غریب انکی صحبت میسر ہوئی ہو اور شوق انکی ملاقات کا غالب ہوا اور اُس وقت مولانا عارف اپنے گائون میں تھے اور اتفاقاً کھانا موقع پر ایک گروہ اصحاب کے ساتھ روئی پڑے تھے مولانا بہار الدین نے حضرت خواجہ سے کہا اگر تمہیں عارف کی چاہت ہو اُسے بکاروں وہ ضرور آئیگی اور باہر آئے اور پیادہ جاتے تھے اور میں بار عارف آواز دی مولانا عارف نے اُس دوپہری میں روئی بونی چھوڑ دی اور یاروں سے کہا تم گھر جاؤ کہ مجھے مولانا بہار الدین کھاتے ہیں بہت جلد روانہ ہوئے اور اُس دوپہری میں بیشتر اس سے کہ چوتھے پر سے ہانڈی اُتاریں بعد ازاں آگ آتش تیار ہو چکے تھے اُس صحبت میں قشلاق پہنچ گئے اور دیک کرانی اور قشلاق میں ساٹھ میل کا فاصلہ ہوا اور پہلی ملاقات مولانا خواجہ اور مولانا عارف کی اُسی صحبت میں ہوئی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا بہار الدین قشلاقی علیہ الرحمہ بزرگ تھے اور حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ شروع ارادت میں آئے فاضل صحبت ہوئے مولانا نے فرمایا کہ سہارا ایک درویش ہو کر اچھا چلا کی گزریاں لانا ہو اُس سے کہ حضرت خواجہ باہر آئے اور اُس درویش کو دیکھا کہ سوکھے کانٹوں کا گٹھ اپنی ننگی پیٹ پر لادے ہونے کے سوا اسے مولانا کے مطیع میں لایا اور قاعدہ اُس کا یہ تھا کہ ننگی پیٹ پر کانٹوں کا لہشتارہ لانا تھا اور یہ جو مولانا نے حضرت خواجہ کو اُسکی ملاقات کے لیے کہا اُس سے غرض تنبیہ اور آگاہی آپ کے کمال اخلاص پر مبنی جو وہ مولانا کی خدمت میں کرتے تھا اس حکایت کہ بعد حافزین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لوگ ایسی خدمتین اخلاص کے ساتھ کیا کرتے تھے اور غیبتی اور نیاز پیش کرتے تھے تو حضور درویشاں عظیم کو پہنچتے تھے کہ اُس سے زیادہ کوئی دولت متصور نہیں ہو اگر تم ایسی خدمتین نہیں چلا سکتے تو باہر جان کھو کہ ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں۔

خواجہ بہار الدین محمد نقشبند قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ

انکی ولادت محرم ۱۰۱۷ سن ۱۰۱۷ میں ہوئی چچا بھائی خلیفہ علی مرتضیٰ علیہ الرحمہ اُس قول کے موافق کہ ذات حضرت غریبان شہادت اکسین ہوئی جو ایک کاملہ اور مضر قہر عارفان ہو جو شہر بخارا سے تین میل پر ہو محمد طفولیت سے آثار ولایت اور انوار کرامت آپ کے لشکر مبارک سے روشن تھے حضرت خواجہ کی والدہ سے منقول ہو کہ فرمایا ہو میرا بیٹا چار سال کا تھا تب کہا کہ یہ لاسنہ سنیگی گاے چارہ بجھڑے کی پیشانی دیگی چند مہینے بعد دیسا ہی بچہ ادا ہوا اور حضرت خواجہ کو لڑکائی میں فرزندگی کی نظر قبول حضرت خواجہ محمد بابا ساسی سے تھی اور بظاہر آداب طریقت کی تعلیم بکمال سے چنانچہ خواجہ محمد بابا کے ذکر میں اسکا اشارہ ہوا کہ اگر در حقیقت آپ اسی تھے اور حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی کی روحانیت سے تربیت پائی ہو جیسا کہ اُس واقعہ سے ہوا

جوابتدائین دیکھا جو معلوم ہوتا ہے اوصافات میں اسکی تفصیل مذکور ہے۔ واضح ہو کہ سلسلہ خواجگان قدس الدار و احسن الجنان
خواجہ محمود ابجدی فتویٰ سے امیر کلال کے وقت تک رجما المدد ذکر خفیہ کو ذکر علانیہ کے ساتھ ایک جماعت نے کہا جو اور انکو
سلسلہ شریفین علانیہ خوانان کہتے ہیں جب کہ زمانہ حضرت بہار الدین قدس سرہ کے ظہور کا پہونچا اس وجہ سے کہ حضرت
خواجہ عبدالخالق قدس سرہ سے غریبیت کے ساتھ ماسو بھل ہوئے ہیں ذکر خفیہ اختیار کیا اور ذکر علانیہ سے پرہیز کیا
اور جب کہ اصحاب امیر کلال نے مجلس میں ذکر جہر کا آغاز کیا حضرت خواجہ اچھے گئے اور اس حلقہ سے باہر چلے گئے اور بیٹھا
کی خاطر یہ بات بہت گراں معلوم ہوئی لیکن حضرت خواجہ نے اسکی پروا کچھ نہیں کی اور اس جماعت کے رفع ثقل کے
درپڑ نہیں ہوئے الا امیر کلال کی خدمت اور ملازمت میں کوئی دقت نہ اٹھا نہ میں رکھتے۔ اور ہمیشہ سر تسلیم استناد ادا
و متابعت پر رکھے رہے اور امیر لویا قیوما حضرت خواجہ کی طرف فرید التفات کرتے تھے یہاں تک کہ ایک دن ایک جماعت
اصحاب امیر نے خلوت میں بوجہ غیرت جو انکو تھی حضرت خواجہ کے باب میں غرض کی اور ایسے صفات اور احوال انکے
انقصان اور قصور کی صورت میں ظاہر کیے اور امیر نے اس خلوت میں کچھ فرمایا یہاں تک کہ ایک دفعہ سب چھوٹے اور
بڑے اصحاب قریب پانسو کے سو غاری میں عمارت مسجد اور جماعت خانہ اور دیگر مکانات کے لیے جمع ہوئے تھے اور
بہر شخص ایک کام میں مشغول تھا جب مٹی کا کام تمام ہوا اور سب اصحاب امیر کے سامنے حاضر ہوئے اس مجمع میں امیر
نے غمازون کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ تم میرے فرزند بہار الدین کے حق میں گناہ بد کرتے ہو اور غلطی پر ہو کہ تم
بعض احوال کو قصور پر محمول کرتے ہو تھے اسے نہیں پہچانا ہمیشہ نظر خاص حق سبحانہ کی آنکھ کے شامل حال ہو اور بندگان
حق سبحانہ کے تابع نظر حق سبحانہ کی ہو اسکی طرف فرید التفات کرنے میں مجھے اختیار نہیں ہو پس حضرت خواجہ کو جو مثالیں
میں مشغول تھے بلایا اور اس مجلس میں اگلے طرف متوجہ ہو کر کہا فرزند بہار الدین خواجہ محمد بابا کے حکم کو تمہارا ہے حق
میں بجالایا کہ تمہارا جقدر تربیت تیرے حق میں ہم بجالائے تو فرزند بہار الدین کے حق میں بجالانا اور کوتاہی نہ کرنا ایسا ہی
میں نے کیا اور اپنے سینہ کی طرف اشارت کیا اور کہا تمہارے لیے پستان خشک گین اور تمہاری روحانیت کا پرند
بشریت کے اٹھنے سے باہر نکل آیا اگر مرغ ہمت تمہارا بلند پرواز واقع ہوا ہو اب اجازت ہو جان تو تمہارے داغ میں
ہونے ترک اور تازیک سے طلب کرو اور طلبگاری میں اپنی ہمت کے موافق تفصیر نہ کرو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حضرت
امیر کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہی ہمارے مبتلا ہونے کا سبب ہوا اسوا سبط کہ اگر اسی متابعت کی صورت ہم ہوتے بلاتے
دور اور سلامت سے قریب ہوتے بعد اس کلام کے حضرت خواجہ سات برس مولانا عارف کے ساتھ رہے ثم شیخ
اور غلیل انا کی خدمت میں پہونچے اور بارہ سال غلیل انا کے ساتھ رہے اور دوبار سفر حجاز کیا اور دو بہری دفعہ حضرت
خواجہ محمد بابا قدس سرہ کو ہمراہ لگے اور جب خراسان آئے حضرت خواجہ محمد بابا کو سب یاروں سمیت باہر نکلا
براہ سے نیشاپور کی طرف بھیجا اور آپ ہرات آئے خاص اس لیے کہ حضرت مولانا زین الدین ابو مکر تابیادی سے ملاقات

کریں اور تین روزانہ صحبت رکھی اور پھر حجاز کو گئے اور نیشاپور میں اپنے اصحاب سے ملے اور بعد از مراجعت چند روز مریض ٹھہرے پھر بھڑا آئے اور آخر زندگی تک وہیں رہے اور آپ کے احوال مفصل مقامات میں لکھے ہیں اور حضرت اکبر الیہ علیہ الرحمہ نے اپنے مرض اخیر میں اصحاب کو حضرت خواجہ کی متابعت کا اشارہ فرمایا اس موقع پر اصحاب نے حضرت امیر سے سوال کیا کہ حضرت خواجہ بہار الدین نے ذکر جبرین آپ کی پیروی نہیں کی امیر نے فرمایا کہ جو عمل ان پر گزرتا ہے میں بنا بر حکمت الہی پر انکا اختیار نہیں ہوں یہ مصرع پڑھا مصرع اسے ہمہ نوسن کیم چنانکہ تو داری + غفار
خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا قول ہو اگرچہ بغیر تیری خواہش کے باہر لگے ہیں تو مستعد لہذا ذکر کیا ہے تو

حضرت خواجہ کی وفات کی کیفیت اور تاریخ آنکے انتقال کی قدس اللہ تعالیٰ سرہا

مولانا محمد مسکین علیہ الرحمہ نے جو بزرگان وقت سے تھے فرمایا ہے کہ شیخ نور الدین خلوتی بجا امین فوت ہوئے تھے اور حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ توحید کی طلب میں موجود تھے اور اصحاب تخریب سے آوازیں بلند کی تھیں اور نا تو ان لغوہ اور فریادنا پسندیدہ کرتے تھے حاضرین کو اس سے کراہیت ہوئی اور روکا اور ہر ایک شخص ایک بات کہتا تھا اسوقت حضرت نے فرمایا جب میرا وقت آخر آئے میں فقر کو مانا سکھاؤنگا مولانا محمد مسکین نے فرمایا کہ وہ بات ہمیشہ میری ذہن میں رہی تا وقتیکہ حضرت خواجہ بیمار ہوئے اور اس بیماری اخیر میں کاروان سرا لگے اور مرض کی مدت بیکار و نہار کے چوبہاں رہے اور خاص اصحاب آپ کی خدمت کرتے تھے اور آپ ہر ایک کی نسبت شفقت اور انکسالت خاص فرماتے تھے اور پچھلے دم میں دونوں دست مبارک دعا کے لیے اٹھائے اور بہت دیر تک اسطرح رہے پھر دونوں ہاتھ اپنے روئے مبارک پر پھرے اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین محمد وانی فرماتے تھے کہ میں حضرت خواجہ کے آخری مرض میں حاضر تھا اور آپ حالت تفرج میں تھے آنکے سامنے میں آیا جب مجھے دیکھا تو فرمایا کہ علاء الدین ترخان لا اور کھانا کھا اور آپ ہمیشہ علاء الدین کو آتے اور آپ کے فرمانے کے مطابق تعمیل کی اور وہ میں نے کھائے اور اسوقت کھانا کھانا کھا کھا ترخان کو لپٹا پھر آگے کھولی دیکھا کہ میں نے دسترخوان اٹھا دیا پھر فرمایا کہ علاء الدین ترخان لا اور کھانا کھا چند لقمہ اور میں نے کھائے اور دسترخوان اٹھا یا پھر دیکھا کہ میں نے دسترخوان اٹھا دیا پھر فرمایا کہ دسترخوان لا اور کھانا کھا کہ کھانا خوب کھانا چاہیے اور کام اچھی طرح کرنا چاہیے چار باتیں اسطرح فرمایا اسوقت ایک جماعت اصحاب کے دل میں تھا کہ دیکھئے حضرت خواجہ کسکو ارشاد کی اجازت دیتے ہیں اور فقر کی تربیت کسکو سپرد کرتے ہیں حضرت خواجہ کو معلوم ہو گیا کہ اسوقت میں کیوں مجھے تشویش دیتے ہو یہ امر میرے اختیار میں نہیں ہے اسوقت کہ حق تھا اس حالت سے تھکو شرف کرے وہ حالت ماکم ہو تیسے کہ بیگی خواجہ علاء الدین کہ حضرت خواجہ کے خدام سے تھے انکو نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آخری مرض میں مجھے خبر کھودنے کا حکم دیا جان آپکا مرض ہو اس کے پورا کرنے کے بعد میں کچے پاس آیا اور میرے دل میں خطرہ گذرا کہ آپ کے بعد امر ارشاد کا اشارہ کسکو ہو گا کیا ایک سر اٹھا یا دو

کہ سخن دہی ہو چہ راہ حجاز میں کہا جس کی سیکو ہماری آرزو ہو خواجہ محمد پارسیان نظر کرے اس کلام کے بعد دوسرے دن رحمت حق سبحانی کی جواہرین گئے حضرت خواجہ علاء الدین مجددانی عطار قدس سرہ نے فرمایا جو کہ میں حضرت خواجہ کے انتقال کے وقت سورہیں پڑھتا تھا جب آدھے سورہ پر پہنچا انوار ظاہر ہونے شروع ہوئے ہم لوگ کلمہ میں مشغول ہوئے زان بعد حضرت خواجہ کی سانس منقطع ہوئی سن شریف حضرت کا تترتیریں کا تھا چوتھوین سال وفات کی انتقال آباد و شنبہ کی رات تیسری تاریخ ربیع الاول ۱۰۳۷ سال سوا کا نوے میں ہوا ہر لوگوں نے حضرت خواجہ کی تاریخ وفات یہ کسی ہر قطعہ رفت شاہ شہید خواجہ دیا دین + آنکہ بوی شاہ دین و لالتش + مسکن دہلی و جواہر و قمر عارفان + قمر عارفان بن سید ابیہ صاحب طبع و تہذیب بادشاہ شہید خان خواجہ دیا دین + چل بسے دنیا سے تنگی راہ بھی تیریں + مسکن دہلی کا چکر قمر عارفان + قمر عارفان سلیہ تاریخ ولادت لکھن و واضح ہو کہ ایک افضل اور اکمل خلفا و اصحاب سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار اور خواجہ محمد پارسیان قدس سرہا تھے مگر ان کے اصحاب و خدام حد سے زیادہ تھے اور اس کتاب میں انھیں کا ذکر ہو گا جسے حضرت نے اپنی باتیں نقل کی ہیں یا جنھوں نے ان کے لکھا ہو اور ہر چند خواجہ علاء الدین عطار سب اصحاب پر مقدم ہیں اور خلیفہ برحق اور قائم مقام مطلق اور تقدیم کے لیے اولے ہیں مگر ذکر ان کا خواجہ محمد کے سب یاروں کے بعد آگیا اس واسطے کہ ذکر خواجہ عطار اور ان کے خلفا اور اصحاب کا بلیل الذیل ہو تو نہیں اور ہم

خواجہ محمد پارسیان قدس سرہ

آپ خلیفہ دوم حضرت خواجہ کے ہیں اور بڑے عالم اور پرہیزگار اور یادگار غافلان خواجگان قدس السداد و اہم کے ہیں اوائل زمانہ میں کہ حضرت خواجہ محمد پارسیان نے ملازمت حضرت خواجہ کی کی لیکے زائنہ ریاضت اور مجاہدات میں حضرت خواجہ کی دیواری پر آئے تھے اور باہر منتظر کھڑے رہے اتفاقاً ایک لوٹھی حضرت خواجہ کی باہر سے گزریں آئی حضرت خواجہ نے اس سے پوچھا کہ باہر کون ہو آئے کما ایک جوان پارسیا جو دروازہ پر منتظر کھڑا ہو حضرت خواجہ باہر آئے اور خواجہ کو دیکھا کہ تمام پارسیا ہوا آسٹن سے کہ یہ لفظ آپ کی زبان مبارک پر گذرنا مشہور ہو گیا اور خواجہ محمد اس لقب سے مشہور ہوئے خواجہ محمد قدس سرہ دوسری بار خواجہ بہار الدین قدس سرہ کو گنگا میں چہ راہ سے فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے ایام حج میں ایک مجلس کو مراقبہ کا حکم دیا اور خیال میں اپنی صورت کے نگاہ رکھنے کا بھی امر کیا اور فرمایا کہ طریقہ اسکا مذہب ہو اور صفت اسکی جمال اور جلال کے درمیان ہو اور ذکر کی تلقین بھی فرمائی اور کیفیتوں کو اس کے علم پر حوالہ کیا اور اس مجلس کو ہمیشہ حکم دیا کرتے کہ صفت لطف کے ساتھی تمک اور اعتقاد کرو اور فضل کی دید اور جزا عمل سے قطع نظر کرو اور یہ کہ قول اور فعل سے جو گذرے اسکو دیاے فیستی میں بھینک یا اور سرشتہ دید مقصود کو خوب نگاہ رکھنا چاہیے اور نیز حضرت خواجہ نے اس مجلس کو حق میں فرمایا کہ وہ مراد ہو اور کبھی مراد کے ساتھ بصفت مریدی اسکی تربیت کے لیے معاملہ کرتے اور اوائل میں کہ اس مجلس کو امر حق کا کیا ایک دن راستہ میں وہ مجلس آپ کے سامنے جاتا تھا آپ نے اس میں نظر کی اور اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اسکے حاضرین مجلس سے ہر ایک شخص حسب حال خود اس سے سخن سماعت کر لیا اور بعض محل میں اس مجلس کو

مخشش کی نظر سے نفس عطا کیا تاکہ جس کسی سے کئے تاثر کر سے اور جو کچھ کئے وہ ہو اور دوسرے محل پر فرمایا کہ جو کچھ کہتا ہو وہی سچ سمجھا کرنا ہو میں کہتا ہوں کہ وہ نہیں کہتا اور ایک محل پر اس مخلص کو صفت پہنچنے کی نظر عنایت کراست فرمائی اور فرمایا ایک سیاہ غلام درخیز ہو سے علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا ہے کہ حق سبحانہ کی درگاہ میں درجہ جمہولی رکھتا تھا مشہور ہو کہ برج نبی اسرائیل بن یساکا تھا کہ جیسے اولیں قریٰ اس است میں تھے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک گروہ جو بزرگانِ سلطنت سے ایسے تھے کہ ہر اس بزرگانِ امور حقیقیہ کو ایک دو سر کیے پاس بیٹھنے سے معلوم کر لیجئے انکو برخیاں کے نام سے کہتے اور جو کہ وہ اس صفت پر بعد از ظہور میں پہلے اسد علیہ وسلم تھے انکو اولیایان کے نام سے پکارتے ہیں اور نیز حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ راہ حجاز میں حضرت خواجہ بزرگ نے وصیتیں فرمائیں اور اس اشخاص میں اس مخلص کو اصحاب کے سامنے مخاطب کیا جو حق اور امانت کو اظہارِ خاندانِ خواجگانِ قدس السداد و اہم سے مجھے پہونچا ہے اور جو کچھ اس راہ میں کسب و حصول کیا اس امانت کو پہونچے تھا سپرد کیا جس طرح کہ برادر دینی مولانا عارف علیہ الرحمہ نے سپرد کیا اسکو قبول کرنا چاہیے اور اس امانت کو تخلیق حق سبحانہ پہونچانا لازم ہے اس مخلص نے نیاز مندی کی اور قبول کیا جب سفر حجاز سے مراجعت کی علی الاعلان اصحاب کے رو بہ و اس مخلص پر نظر موبہبت کی اور مکرر کہا کہ جو ہم رکھتے تھے اسکو ہم اہل لنگیے اور اس دن سے اس مخلص پر ہر روز نظر فرماتا زیادہ فرماتے تھے اور دوسرے فرمایا ہے کہ جو کچھ مولانا عارف نے اس کے حق میں کہا وہی ہم بھی کہتے ہیں اور اسی پر قائم ہیں لیکن ظہور آسکا ہمارے اختیار میں نہیں ہے الا آخریات میں فرماتے نسبت منی اور باطنی جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے قطعی ظہور کرے گی گو ایک بڑا ہماری تمہیں سر راہ ہو وہ اٹھے۔ حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے آخر زندگی میں خاندانہ اس مخلص کے حق میں فرمایا ہے کہ ہم اس سے ہرگز رنجیدہ نہیں ہوئے ہر ایک سے سببِ بخشش پیدا ہوا ہے کہ مصلحتی چند روزانے باطن کو اس سے ہٹالیا اب ہمارا باطن اس کے ساتھ باطل صاف ہو اور میں اسی قول پر ہوں کہ جو اس کے حق میں براہِ حجاز اصحاب کے سامنے کہا ہے اور اس وقت بھی اگر موجود ہو تو زیادہ شیر سے اس کے حق میں کہتا اور بہت نظرِ توقیت کا اظہار فرمایا اور بہت یاد کیا شکر ہو اللہ تعالیٰ کا سپریت بین امیداء شاخ و شاخ ہر مہمائیہ و مہمائیہ کو گستاخ فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے آخر خاندانہ سب کے سامنے اس مخلص کے حق میں فرمایا ہے کہ ہمارے وجود سے مقصود اسکا ظہور ہے اسے دونوں طریق جذ بہ اور سلوک میں تربیت کیا ہے اگر وہ مشغول اور مستوج ہو ایک عالم اس سے روشن ہو حضرت فرماتے تھے کہ یہ نقلِ سلوک سے بھی مجھے سنی ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے خواجہ محمد پارسا کے حق میں قدس محل فرمایا ہے کہ مقصود ہمارے وجود سے ظہور محمد ہے فرماتے تھے کہ یہ عبارت اللہ مہمائیہ ہے حضرت محمد پارسا قدس سرہ نے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے مرضِ خیر میں بہت ماضی کی ہے صبحِ شام خدمت میں پہونچتے ایک دن نہایت مہربانی کی اور فرمایا کہ تمہیں اس قدر ملازمت کی حاجت نہیں ہے ایک دن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی اولاد سے پہونچے محلہ خواجہ کشمیر میں سمرقند کے حضرت کی خدمت میں آئے تھے آپ نے انہیں بہت التفات کیا اور انکی تعلیم و توقیر میں اظہارِ کمال کیا

اشناے صحبت میں کہا کہ ایک عزیز نے حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کو خواب میں دیکھا جب کہ انتقال ہو چکا تھا آپ سے پوچھا کہ کیا عمل کروں تاکہ نجات ملے فرمایا اُس عمل میں مشغول ہو جیسے کہ تمیزی میں مشغول ہونا چاہیے یعنی جس طرح کہ نفسِ اخیر میں ہمدن حق سبحانہ کی طرف حاضر اور آگاہ ہونا چاہیے ہمیشہ اُسی طرح رہو زان بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد پارہ سا قدس سرہ جد بزرگوار تمہارے اس طرح کے ہونے میں کہ ایک دن حضرت بہار الدین قدس سرہ باغِ مزار کے لبِ حوض آئے اور کھجور کے پانی میں پانوں رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں اور آپ سے غائب حضرت خواجہ نے اسی وقت تہ بند باندھ لیا پانی میں اتر کر اپنے رومے مبارک گنگائی لہست پا پر رکھا اور کہا اُسی بزمِ است اس پانوں کے بہار الدین پر رحمت کہ حضرت نے اس بات کے پیچھے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت خواجہ محمد پارہ سا قدس سرہ اُس عمل کے سوا جو نفسِ آخری میں کرنا چاہیے کیا عمل کیا کرتے تھے کہ اس درجہ کو پہنچے ہیں۔

اسنِ خوارقِ عادتہ قدس سرہ اگرچہ حضرت خواجہ محمد پارہ سا قدس سرہ کا مرتبہ اس سے بڑھ کر ہو کہ عادت کے ساتھ انکی تعریف کریں یا انکی کرامات ظاہر کریں لیکن ہر گاہ دو تین نقل اس سلسلہ شریف کی نقل دو گون سے لکھنے میں آئی تھیں اسکے لکھنے میں گستاخی کی۔ بعض مخدوم فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارہ سا قدس سرہ اپنے آثارِ تصرفات کو ہمیشہ واجبی طور سے پوشیدہ کرتے رہے اور اُسکے اخفائے کما حقہ سامعی رہے لیکن بحسب ضرورت امیکار کی قدر اظہار کیا ہر باہرین وجہ کہ اُسکے اخفائے ایک طرح کی امانت آپ کے مشایخ سلسلہ سند کی ہوتی تھی اور بسبیلِ اجمال اس واقعہ کی صورت یہ ہے کہ قدوۃ المحدثین شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد البرزوی علیہ الرحمۃ مرزا الفیغ بیگ کے زمانہ میں سمرقند آئے تھے اور رادار النہر کے محدثوں کی تصحیح اور تحقیق سند کے اندر مشغول تھے بعض اہل حسد اور غرض نے آپ سے عرض کی کہ حضرت خواجہ محمد پارہ سا بخارا میں بہت سی حدیثیں نقل کرتے ہیں اور انکی سند کی صحت معلوم نہیں ہو اگر آپ تحقیق فرمائیں تو بعد میں شیخ اُسکی تحقیق کے درپے ہوئے اور میرزا الفیغ بیگ کو اس پر لائے کہ اکیفہ بخارا میں بھیجا اور حضرت خواجہ سے آئے کی درخواست کی تب شیخ نے خواجہ عمام الدین جو شیخ الاسلام سمرقند تھے اور تمام بڑے دانشمندان کا ایک مجمع اکٹھا کیا اور ایک مجلس عالی ترتیب دی اور حضرت خواجہ وہاں آئے شیخ نے اس مجلس میں آپ سے التماس کی تو ایک حدیث اپنے اسناد سے روایت کی شیخ نے فرمایا کہ اس حدیث کی صحت میں کچھ کلام نہیں جو گریہ اسناد میرے نزدیک ثابت نہیں اس کلام سے حاسد لوگ خوش ہوئے اور باہر گرا اشارہ انکم سے کرنے لگے حضرت خواجہ نے وہی حدیث دوسرے اسناد کے طریق سے بیان کی شیخ نے اُن اسناد میں بھی وہی بات کہی حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ جو اسناد وہ بیان کرینگے مسموع نہوگی بخوری دیر مراقب ہوئے اور سکوت کیا بعد ازاں شیخ کی طرف رخ کر کے کہا کہ آپ فلاں سند کو اہل حدیث کے کتب سے مسلم رکھتے ہیں اور اُسکے اسناد کو معتبر شمار کرتے ہیں شیخ نے فرمایا کہ ہاں اُسکے تمام اسناد معتبر ہیں اور اس میں کسی کیو مققان فن حدیث سے شبہ اور دوسواں نہیں ہو اگر تمہاری

حدیث کے اسناد اُس سند سے ہوں میں کلام اس میں نہیں ہے جس حدیث خواجہ نے خواجہ عصام الدین کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ کتب خانہ میں فلان طاق کے اندر فلان اور فلان کتاب کے نیچے یہ سند مہکامین نے نام لیا اُسکی یہ قطع اور اُسکی جلد ایسی لکھی ہو اور اُس سند میں اسقدر اوراق کے بعد فلان صفحہ میں یہ حدیث اور یہ اسناد کہ میں نے بیان کی تفصیل وار ذکر اور دستور میں عنایت کر کے ایک شاگرد کو اپنے قدم سے بچھینے تاکہ اُسکو جلد حاضر کرے خواجہ عصام الدین تردد تھے اس میں کہ یہ سند وہاں ہے یا نہیں اور مجلسی اس سخن سے نہایت درجہ تعجب اور متحیر متال اور متفکر ہوئے اس لیے کہ سب بتاتے تھے کہ حضرت خواجہ ہرگز خواجہ عصام الدین کے کتب خانہ میں نہیں گئے پس خواجہ نے اپنے خاص ملازمان سے کسی کو بڑی عجلت کے ساتھ بھیجا کہ اُن نشانوں کو ملاحظہ کر کے اگر ملے تو لے آئے وہ شخص گیا اور سند کو اُسی دھت سے کر نشان دیا تھا پایا اور مجلس میں لایا اور وہ حدیث اُسی صفحہ میں کہ اشارہ کیا تھا مع اُس طریق اسناد کے سب تفاوت مسطور تھی ایک مشاویل فلس سے بلند ہوا اور شیخ مع ہمارے عظیم حیرت زدہ ہو گئے اور خواجہ عصام الدین کو اور دن سے زیادہ تحیر اور تعجب ہوا اس واسطے کہ وہ اسکا یقین بھی نہ کر سکتے تھے کہ یہ سند کتب خانہ میں ہے جب یہ قصہ مرزا الخ بیگ کے سامنے عرض ہوا وہ بھی حضرت خواجہ کے بلائے سے شرمندہ اور منفعل ہوا اور یہ تصرف کہ حضرت خواجہ سے اس مجلس میں واقع ہوا انکی فریاد شہرت کا سبب ہوا اور اُس زمانہ کے اکابر اور اعیان کو آپ سے اور یہی عقیدہ پیدا ہوا ہوا مولانا عبدالرحیم فیضانی رحمہ اللہ کہ ملازم حضرت خواجہ اور برادر رضاعی اور ہم سب حق خواجہ برہان الدین ابو نصر قدس سرہ کے تھے انھوں نے فرمایا کہ اُن میں میں کہ مرزا خلیل پسر میر محمد جہانگیر کہ فرزند امیر تیمور کے ہیں سمرقند میں بادشاہ تھے اور مرزا شاہ رخ خراسان میں رہتے تھے حضرت خواجہ کچھ کچھ مسلمانوں کے کاموں کے خاطر قند میرزا شاہ رخ کو لکھا کہ آئے مرزا خلیل کو بڑا معلوم ہوا آخر کار مال حسد کی چیل غوری سے برہم اور متغیر ہوا چنانچہ ایک آدمی بخارا میں آپ کے پاس بھیجا کہ آپ براہ عنایت جانب دشت تشریف لیجا میں امید ہے کہ دہانکے لوگ آپ کی برکت قدم سے مشرف باسلام ہوں حضرت خواجہ نے فرمایا بہت اچھی بات ہے اول مزارات کی زیارت کریں پھر روانہ ہوں اور اس وقت گھوڑا طلب کیا مولانا عبدالرحیم نے کہا کہ میں آپ کے گھوڑے کو زمین لگا کر سامنے لایا بی الفور آپ سوار ہو گئے اور ہم ایک گروہ خدام کے ساتھ چلے پہلے قصر عارفان کو حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے مزار پر گئے جب مزار پر سے باہر آئے آپ کے بشیرہ مبارک سے آثار ربیہ اور عظمت کے نمایان تھے وہاں سے سو فار گئے اور تھوڑی دیر سید امیر کلال کی قبر پر توقف کیا جب آگے مزار سے واپس آئے گھوڑے کو ایک کوڑا مار کر ایک ٹیلے کے اوپر ہانکا اور جانب خراسان رخ کر کے یہ بیت پڑھی یہ بیت ہمہ راز و زبر کن نہ زبران و نہ زیر + تا بداند کہ امر و نہ بین میدان کیست ترجمہ سب کو کر زبر و زیر و نہ زبر و نہ زیر تاکہ سب جانیں کہ میدان میں بھی ہوا کج کوئی + اور وہاں سے بھر بخارا میں آئے اسیدم ایک نشان میرزا شاہ رخ کا میرزا خلیل کے لیے ہو چکا مضمون یہ کہ ہم ابھی پہونچے ہیں چاہیے کہ میدان جنگ قرار دے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ آپ

نشان کو مسجد جامع میں برسرِ منبر پڑھیں پھر مرقدین میرزا غلیل کے پاس بھیجا اور میرزا شاہ رخ اُس نشان کے پیچھے پہنچا اور میرزا غلیل کو قتل کر ڈالا القہات الانس میں مذکور ہو کہ حضرت خواجہ کے مریدین سے ایک شخص نے نفل کی سچو کہ جب حضرت خواجہ اخیر دفعہ سفر حجاز کا قصد کرتے تھے تو شخصیت کے وقت میں نے کہا خواجہ آپ گئے فرمایا کہ ہم گئے اور ہم گئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اُس سفر میں وفات پائی خواجہ ابوالنصر قدس سرہ سفر حجاز میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے فرماتے تھے کہ جس وقت میرے والد نے انتقال کیا آپ کے سر پہانے یا فرما تھا جب جان نہ ہوا انکار دے مبارک کھولا تاکہ دیکھوں کچھ کھولیں اور سکرانے میرا فلق اور اضطرار زیادہ ہوا پائنتی آیا اور اپنے چہرہ کو اُنکے پانوں پر رکھا آپ نے پانوں کچھ لیے واضح ہو کہ حضرت خواجہ مجدد پارسا دو بار سفر مبارک میں گئے ہیں پہلی دفعہ حضرت خواجہ بزرگ کے ساتھ تھے اور وہ دوسرا سفر حضرت خواجہ بزرگ کا تھا اور دوسری دفعہ ماہ محرم الحرام ۱۰۲۷ھ آٹھ سو بائیس تھے کہ طواف بیت اللہ الحرام اور زیارت بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت سے گئے اور بخارا سے باہر آئے اور راہِ نسیف سے صغانیان ترند اور بلخ و ہرات کی طرف بقصد زیارت مزارات متبرکہ روانہ ہوئے اور سب سادات مشائخ اور علمائے آپ کے مقدمہ شریفین کو مفتاح جانا اور بڑے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور حبیب نیشاپور پہنچے حرارت ہو اور خوف راہ کا یا نہیں کہ ہوا اور سنے الجملہ ارادوں میں سستی آئی مولانا جلال الدین رومی کا دیوان خال کے لیے کو لایعین نکلیں ایسا ست رویداد عاشقان حق باقبال ہوئے: روانہ شیعہ مجتہدین مہسوی مہسوی مبارکباد مان این ہنوفت الیہد بہر شہر بحرانی شہرستی کہ ہو ۴ اور نیشاپور سے گیا رحون جمادی الآخر اس سال کو حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جس وقت کہ بحر میں صحت اور عافیت کے ساتھ پہنچے اور حج کے اسکان لکے آپ کو ایک مرض لاحق ہوا چنانچہ طواف ۱۰۰۰ بار عاری میں کیا اور دیان سے مدینہ کی راہ لی اور اشارت اور بشارت پائی تیسویں تاریخ بڑھ کے دن مدینہ پہنچے اور حضرت رسالت ﷺ علیہ السلام سے تشریف پائیں اور جمعرات کو رحمت حق سے جائے مولانا شمس الدین محمد قناری رومی اور اہل مدینہ وقافلہ نے جنازہ کی نماز پڑھی اور شب جمعہ کو اُس منزل مبارک میں نزول کیا اور قہر شریف امیر المؤمنین عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوار میں دفن ہوئے اور حضرت شیخ زین الدین الخوافی قدس سرہ مفر سے سنگ سفید ترشوا کر لائے اور لوح قبر بنائی اور اُنکے سبب تمام قبور سے ممتاز ہو مشہور ہو کہ سن شریف تہتر سال کم و بیش تھا اور بیٹھے افاضل نے آپ کی تاریخ وفات میں کہا ہو قطع

محمد حافظ امام فاضلہ	من کان یسمع قول الحق من فیہ	اذا سالت لسانہ فودعہ	تعال فصل الخطاب اشارۃ فیہ
خواجہ ابوالنصر پارسا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ	سنتہ		

یہاں جہزہ حضرت خواجہ محمد پارسا کے ہیں اور لقب شریف آپ کا حافظ الدین بریان الدین ہو حضرت مخدوم نعمانی لائیں میں لائے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالنصر نے پادری علوم شریفیت اور رسوم طریقت کو اپنے والد بزرگوار تک پہنچایا تھا اور نفی و چر داو حسیچ موجود میں آپ سے بڑھ گئے تھے اور اپنے حال کے اخفا میں ایسے تھے کہ ہرگز اُنسے ظاہر نہیں ہوتا تھا

کہ ایک دن بھی اس راہ میں قدم رکھا ہو اور اس گروہ کے علوم ملک تمام علوم سے کچھ بھی جانتے ہوں اگر کوئی اُسے سوال کرنا فرمائے کہ کتاب میں دیکھو نگاہ کتاب کھولتے اُسی جگہ شکل آتا جہاں وہ سنا ہوتا ایکٹ و ورق او حریا دہیں اس سے زیادہ نہیں۔ ایک معمر عزیز پیر غلام شہور جو خدام آستانہ خواجہ محمد پار سادس سرہ سے تھے اور حضرت کے ساتھ بہت سہارے اور برسوں خواجہ ابو نصر کی خدمت میں بسر کی اور اس خانوادہ بزرگ سے نسبت رکھتے تھے ہرات میں آئے ایک دن فرماتے تھے کہ مخدوم زادہ خواجہ ابو نصر حافظ الدین سے میں نے سنا ہے کہ فرمایا میں نے اپنے والد بزرگوار سے یہ بیت سنی ہے **بیت** نکوئی در زو فرسندی کوہین با بنی کون + کہ در این چاہیز آمد کلید شادمانیا ترجمہ بھلائی اور خوشی کو ملے بھلا دیکھ اور بھلاظن کر + کہ ان چاروں میں ہر کبھی خوشی اور شادمانی کی + ایکٹ ن ہرات کی جامع مسجد میں طلبہ کی جماعت کے ساتھ پیر غلام کے گرد اگر دم بیٹھے تھے اور وہ سیرت خواجگان علی الصلوٰۃ حضرت خواجہ پارسا اور خواجہ ابو نصر قدس سرہا سے کچھ تذکرہ کر رہے تھے اسی اثناء میں کوٹ پر حرمہ کے اذان ظہر کی گئی بعض سامعین بلے ادا بانہ قطع سخن کر کے تازہ وضو کر کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے وہ بولے کہ حضرت خواجہ پار سادس سرہ سے میرا سنا ہوا ہے **بیت** نماز را بحقیقت قضا بود لیکن + زمان صحبت مارا قضا نخواہد بود + ترجمہ نماز کی بحقیقت قضا ہو لیکن بس + قضا نہ ہوگی ہمارے زمان صحبت کی + حضرت خواجہ ابو نصر کی وفات ۷۷۵ھ میں سنہ ۱۰۰۰ھ میں ہوئی اور انکی تاریخ وفات یہ خطبہ

خواجہ اعظم ابو نصر انگہ شہدائیکہ گاہش سند دار البقا | سروچون با خدا پیوستہ بود | این سبب تاریخ شہادت پیدا

خواجہ محمد فقہا تری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ جملہ مقبولان و منظوران حضرت خواجہ بزرگ سے تھے انکا مولد فقہا تری ہے جو ایک بڑا قصبہ ہرقت اور ہمارے درمیان اور ہمارے مصافات سے ہے حضرت فرماتے تھے کہ مولانا محمد ایک جوان بہت با جمال تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے اُسکو صید کیا تھا اور نظر عنایت و شفقت سے قبول فرمایا اور اُسے حضرت خواجہ بزرگ کے حکم پر آپ کے وصال کے ملازمت خواجہ محمد پار سادس سرہ کی بہت کی فرماتے تھے کہ میں نے انکی ملازمت کی ہے خواجہ بزرگ کی برکت نظر اور حضرت خواجہ محمد پار سادس کے اثر صحبت سے نسبت صحبت حاصل کی تھی وہ کہتے تھے کہ بہت بار ایسا ہوتا کہ حضرت خواجہ محمد پار سادس کی نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلتے اور مسجد کے دروازہ پر سینہ مبارک کے عصا لگاتے اور کھڑے ہوتے اور اصحاب سے دو تین بات کرتے بعد ازاں سکوت فرماتے اور سکوت میں آپ سے غائب ہو جاتے اور وہ غیبت دیر تک رہتی اور آپ اُسی طرح عصا پر سہارا کیے رہتے اسوقت تک کہ موفن صبح کی آواز دیتا پھر مسجد میں آئے حضرت فرماتے تھے کہ اس قسم کی مشغولیاں خواجگان سلسلہ قدس السلام و اہم سے عجیب غریب نہیں ہیں یہ حالت دوام مشغول سے آسان ہو جاتی ہے اور کلفت عمل کی اُسکے باعث وہ رہ جاتی ہے والد اعلم

خواجہ مسافر خوارزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ تعالیٰ کے ملازمان مجلس سے نئے آپ کے انتقال کے بعد انھیں کے اشارے سے ملازمت حضرت خواجہ محمد پارسیان رہے حضرت نے انکو دیکھا ہوا اور انکی صحبت میں رہے فرماتے تھے کہ پہلے مرتبہ جو میں ہرات کی طرف گیا راہ میں خواجہ مسافر کے ساتھی ہوا اور وہ دراصل خوارزم کے تھے اور سن رسیدہ ہو گئے تھے نوے برس کی عمر کے شاید بڑے بہت سے بزرگ درویشان کی صحبت پائے تھے اور اس کام نامشرب انکا تھا وہ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کی صحبت مجھے ہوئی اور انکی خدمت میں انکی لیکن سماع کی طرف مجھے بہت میل تھا ایک روز آپ کے اصحاب کے ساتھ میں نے اتفاق کیا کہ قوال اور ڈفالی اور نواز جمع کریں اور حضرت خواجہ کی مجلس میں مشغول ہوں دیکھیں کیا فرماتے ہیں ایسا ہی کیا گانے بجانے والے ہم لائے اور حضرت خواجہ اس مجلس میں بیٹھے اور کچھ نہ منع کیا اور آخر میں فرمایا کہ ہم یہ کام نہیں کرتے اور نہ ہم انکار کرتے ہیں اور حضرت خواجہ مسافر سے نعل فرماتے تھے کہ وہ کہتے تھے ایک دن حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ عمارت بنواتے تھے اور تمام اصحاب آپ کے چھوٹے سے لیکر بڑے تک جو موجود تھے بڑے اہتمام سے مٹی گارے کے کام میں مصروف تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسیان قدس سرہ اسدن گلزار میں تھے جب آفتاب سر پرایا اور ہوا بہت گرم ہوئی حضرت خواجہ نے اصحاب کو اجازت دی کہ آرام کریں ہر ایک نے ہاتھ پائوں دھوئے اور سب سایہ میں گئے اور سونے لگے اور حضرت خواجہ محمد پارسیان گلزار کے کنارہ گارے میں پائوں بھرے دھوپ کے اندر سونے اس حوصہ میں حضرت خواجہ آئے در صوب یاروں پر گذر کیا جب خواجہ محمد پارسیان کے پاس آئے اور انکو اس کیفیت سے سونے دیکھا روئے مبارک انکے پائوں پر لکھ فرمایا کہ خداوند بجزمت اس قدم کے بہار الدین پر رحمت کرے

مولانا یعقوب حسین خاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہار الدین قدس سرہ کے ہیں اور عالم ظاہر اور باطن کے اصل ہیں چرخ کی ولایت غزنین سے ہیں اور قبر مبارک آپ کی بلخو امین جو حصار کے دیہات سے ہے آپ نے فرمایا ہے کہ قبل از انکہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کی ارادت حاصل کروں حضرت سے صحبت اور اخلاص تمام مجھے تھا اور جب کہ بخارا کے اکابر علماء سے انتہائی کی اجازت پائی امدادہ کیا کہ اصلی وطن کو واپس جاؤں ایک دن مجھے اتفاق ملاقات کا آپ سے ہوا بہت سی توضیح اور نضرع کی کہ میرا خیال رکھیں فرمایا کہ اس وقت جو وطن کا قصد کیا سہارے پاس آئے جو میں نے کہا خدمت کا دستار بون فرمایا کیا سبب میں نے کہا یہ کہ بزرگ ہوا اور سب ظالمین کے مقبول ہو فرمایا کہ وہاں اس سے بہتر جابجے شاید کہ مقبول شیطانی ہو میں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ جب کہ نبی حق سبحانہ ایک ہندہ کو اپنی دوستی میں قبول کرتا ہے اسکی دوستی اپنے بندوں کے قلوب میں ڈالتا ہے آپ مسکرائے اور فرمایا کہ میں غزیران نہیں ہوں اس بات پر آپ کی میرا حال دوسرا ہو گیا اس جہت سے کہ ایک مہینہ بیشتر میں نے خواب دیکھا تھا کہ مجھے کہتے ہیں مرید غزیران ہو میں وہ

خواب بھول گیا تھا جب آپ نے یہ سہن فرمایا تو مجھے وہ خواب یاد آیا حضرت خواجہ سے عرض کی کہ خاطر شریف میری طرف رکھیں فرمایا
ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمہ والرضاء ان سے خاطر مطلب کی تھی فرمایا خاطر میں غیر نہیں رہتا کوئی چیز سارے
پاس چھوڑ جاؤ کہ جب اسے دیکھوں تم یاد آؤ پھر فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے کہ سہارے پاس چھوڑ دو ایک کلاہ مبارک
اپنی مجھے دی کہ اسے رکھ چھوڑ دو جب اس کلاہ کو دیکھو گے مجھے یاد آوے گا اور جب یاد کرو گے تبھے پاؤ گے اور فرمایا کہ اس سفر میں
ضرور مولانا تاج الدین دشت کو لکی سے ملاقات کرنا کہ وہ اولیاء اللہ سے ہیں میرے دل میں کیا کہ ارادہ میرا بلخ کا ہے اور اس
راہ سے وطن جاتا ہوں بلخ کہان اور دشت کو لک کہان اسکے بعد میں بلخ کو گیا اتفاقاً ایک ضرورت پیش آئی اور
ایسی صورت ہوئی کہ بلخ سے دشت کو لک کو جانا پڑا اور حضرت خواجہ کا اشارہ مجھے یاد آیا تبھب ہوا اور مولانا تاج الدین
کی صحبت میں آیا اور مولانا کی ملاقات کے بعد رابطہ حضرت خواجہ کی محبت کا قوی ہوا اور ایک ایسا سبب ہوا
کہ میں نے پھر بخارا میں آپ کی ملازمت میں دراجت کی اور یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ارادت حضرت خواجہ کی کروں بخارا
میں ایک مجدد و نبی تھا جس سے مجھے بہت عقیدہ تھا میرا بیٹھا دیکھا اُس سے میں نے کہا میں جاؤں کہا بلکہ جاؤ اور اپنے
آگے بہت سے خطوط زمین پر کھینچے اپنے دل میں کہا کہ ان خطوط کو شمار کروں اگر فروجون تو اس خواہش کی حقیقت
پر دلیل ہوگی کہ ہر آئینہ اللہ فرد ہو اور فرد کو دوست رکھتا ہے سب شمار کیے فرد نکالے پورے یقین پر ہیں حضرت خواجہ
کے پاس گیا اور ارادت کی اور مجھے وقوف عدد و یقین کیا اور فرمایا جب تک ہو سکے عدد فرد کی رعایت کرنا اشارہ
ان خطوط کی طرف کیا کہ میں نے اپنی دلیل بنائی تھی اور نیز حضرت مولانا یعقوب قدس سرہ نے اپنی بعض تصنیفات
میں لکھا ہے کہ جب عنایت بیعت حق سبحانہ سے خواہش طلب اس فقیر میں پیدا ہوئی فضل الہی کے عصا کش نے
حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کی صحبت میں کھینچا بخارا میں آپ کی ملازمت کرتا تھا اور آپ کے کرم عالم
اتفاقات پاتا تھا حتیٰ کہ ہر ایت الہی سے یقین حاصل ہوا کہ آپ خواص اولیاء سے ہیں اور کامل مکمل بعد از اشارہ راغبی
اور واقعات کثیرہ کے کلام اللہ سے فانی میں نے لی اور یہ آیت نکلی کہ اولیک الذین بہیم اللہ جنہا ہم اقتدہ اور آخر
روزی فتح آباد میں کہ اس فقیر کا مسکن تھا متوجہ مزار شیخ سیف الدین باختری رحمہ اللہ بیٹھا تھا کہ اچانک قبول الہی کا
قاصد پہونچا اور باطن میں بہقاری پیدا ہوئی حضرت خواجہ کا ارادہ کیا جب قعر عارفان میں پہونچا جہاں آپ کا
گھر تھا حضرت خواجہ کو سہراہ غنظر دیکھا بڑی خوبی سے ملاقات کی بعد از نماز صحبت رکھی اور آپ کی صحبت
خالب ہوئی حتیٰ اور بولنے کی طاقت نہ رہی اس اثنا میں فرمایا کہ حدیث میں ہے۔ العلم علماں علم القاب فذلک علم نافع علیہ
الانبیاء والمرسلون و علم اللسان فذلک مجتہد اللہ علی ابن آدم امید ہے کہ علم باطن سے بہرہ مجھے پہونچے اور فرمایا کہ اذاجالستم اہل اللہ
فاطسوا ہم بالصدق فانہم جو اسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم ویظہرون اے ہم کو اور ہم مامور ہو جو ہمیں کیونکہ قبول نہیں کرتے
رات دیکھیں کیا اشارہ ہوتا ہے تجھے قبول کرے ہم بھی قبول کر گئے اور وہ شب میرے اور ایسی صعب گذر گئی اپنی عمر بھر

شب میں نے نہیں بسر کی تھی کہ مبادار کا دروازہ کھلے ہوئے خوشچلے چکے ساتھ صبح کی نماز میں نے پڑھی فرمایا کہ مبارک ہو کہ قبولیت کا اشارہ ہوا ہم سیکو کم قبول کرتے ہیں اور اگر قبول ہم کرتے ہیں تو دیر میں قبول کرتے ہیں کہ کوئی کیونکر آوے اور وقت کیونکر ہو بعد ازاں سلسلہ اپنے مشائخ کا حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ تک بھی بیان کیا اور مجھے خوفِ عدوی کے ساتھ مشغول کیا اور فرمایا کہ شروع علم لدنی کا یہ سبق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو پہنچا بعد ازاں چن بار درآپ کی ملازمت میں بیٹھا یہاں تک کہ مجھے بنارس سے اجازت سفر کی ہوئی فرما کہ جو کچھ ہے تجھے پہنچا ہے ہر بزرگانِ خدا کو پہنچانا کہ سعادت کا سبب ہو حضرت فرماتے تھے کہ مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ حضرت خواجہ بزرگ نے مجھے حکم دیا کہ خواجہ علاء الدین عطار کے مصاحب ہو حضرت خواجہ کی وفات کے بعد پندرہ روز میں فوت ہوئے رہا اور حضرت خواجہ علاء الدین چنانیان میں مقیم تھے مجھے خط لکھا کہ وصیت حضرت خواجہ کی ایسی تھی کہ ہم دونوں باہم رہیں اب کیا صلاح ہے جب خط کے مضمون سے خبر ہوئی میں چنانیان آیا اور انکی خدمت میں رہا یہاں تک کہ خواجہ نے وفات پائی تین دن کے بعد میں نے سفر کیا اور بلنتو کی طرف آیا حضرت مولانا یعقوب چرخي قدس سرہ اوائل احوال میں چند روز جامع مسجد ہرات میں اور چند روز ملک مہر میں تحصیل علوم میں مشغول رہے حضرت فرماتے تھے کہ مولانا یعقوب چرخي علیہ الرحمۃ نے کہا کہ چند روز کہ ہرات میں رہا خواجہ عبدالمدانصاری کے خالقاہ سے جو بازار ملک میں ہو کھانا کھاتا تھا اس سبب سے کہ اسکی وجہ میں وسعت ہو اور اصل وقت میں بھی احتیاط کی ہو اور حضرت فرماتے تھے کہ مدرسہ غیاثیہ کے وقف سے بھی کھانا چاہیے اسواسطے کہ اسکی اوقات میں بھی احتیاط رکھی ہو اور صالح پر ہر گارویان رہتے ہیں اور اسکی اوقات سے پرہیز نہیں کیا اور حضرت مولانا یعقوب قدس سرہ سے نقل کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے کہ شہر ہرات میں موتوفات آسکے سے تین جگہ کے سوا کوئی چیز نہیں کھا سکتے خالقاہ خواجہ عبدالمدانصاری قدس سرہ میں اور خالقاہ ملک میں اور مدرسہ غیاثیہ میں دوسری جگہ کہ وقف میں تردد نہیں ہو اسواسطے اکابر اور اہلِ اہلِ قدس المدارواہم نے اپنے مریدوں کو سفر ہرات سے منع کیا ہو اسواسطے کہ حلال مان کہم کہ جب سالک حرام میں چڑھ کر رجوع اقصیٰ کا الیسوم الی طبعہ طبیعت کی طرف آتا پھر تہا ہو اور راہ راست کے چلنے سے منحرف ہونا ہو اور نیز حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخي علیہ الرحمۃ شیخ زین الدین خوانی رحمۃ اللہ کے ساتھ مصر میں ہم سبق تھے اور مولانا شہاب الدین سرامی رحمۃ اللہ کی کہ علماء کبیر زمانہ سے تھے شاگردی کرتے تھے اور باہم ہم سبق رکھتے تھے ایک دن مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ نے مجھے پوچھا کہ تو خراسان میں رہا ہو کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین خوانی مریدوں کے خواب کی تعبیر کرتے ہیں اور اس سے بہت بڑا اعتبار حاصل کرتے ہیں میں نے کہا ہاں واقعی ہو مولانا نے دست مبارک اٹھی میں کیا اہلِ انون کے بعد انکو غیبت ہوئی انکا چہرہ یہ تھا کہ بار بار آنکھیں موندتے تھے اور اس غیبت میں انکا سر مبارک آگے کو جھکا چنانچہ تین ماروں سے سفید کے انگلیوں کی طرح میں رہنے لگا

ساعت بعد بڑھ آیا اور یہ بیت پڑھی بیت جو غلام آفام ہم نے آفتاب گویم نہ شیم شب پرستم کہ حدیث خواجہ گویم

مولانا ناصر الدین عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه قدس سرہ

اگرچہ اس حیثیت سے کہ حضرت کو نسبت امداد مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ سے ثابت تھی مناسب تھا کہ حضرت کا ذکر مولانا کے بعد ہوتا لیکن ہر گاہ آپ کا احوال اول سے آخر تک انواع حکایات و روایات پر صفات آبا و اجداد اور اقربا اور اولاد حضرت اور بہائیت احوال و اطوار اور صحبت مشایخ کبار اور معارف و لطافت سے کہ مجالس میں حضرت سے بیواسطہ سمعی ہوئے اور شیعہ تصرفات اور فوارق عادات کہ آپ سے ظہور میں آئے اور ذکر تاریخ وفات اور کیفیت انتقال دارالآخرۃ پر مشتمل تھا اس واسطے بعد از اختتام اس مقالہ کے جس میں ذکر سلسلہ خواجگان قدس السالکین اہم ہو شرح احوال حضرت کہ اس کتاب سے مقتضوی تین مقصد اور فائزہ میں لکھا جائیگا جیسا کہ اس رسالہ کے دیباچہ میں فرست اسکی تحریر ہوئی ہو۔

خواجہ علاء الدین عید دانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ اجلہ اصحاب حضرت خواجہ بزرگ سے ہیں انکا مولہ موضع نجدہ انہو اور انکا مزار خیل مرزہ میں جو ایک موضع شہر بخارا سے دھن کی طرف عید گاہ کے قریب ہو اور اُس کے کنارہ ایک ٹیلا ہو اور آپ اُس ٹیلے کے نیچے مدفون ہیں آپ سولہ برس کے سن میں امیر کلال کی صحبت میں رہتے جو امیر کلال کے بڑے اصحاب سے تھے قدس سرہما اور انھوں نے ذکر کی تعلیم پائی چنانچہ پہلے امیر کلال کے ذکر میں آپ کا ہوا حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین نے وقت شباب میں بھی حضرت خواجہ بزرگ کی شرکت ملازمت اور قبول پایا ہو اور انہوں نے آپ کی خدمت اور ملازمت میں سے ہیں بعد نقل حضرت خواجہ انھیں نے اٹھا دے سے بقیہ انہوں نے حضرت خواجہ ہمارا اور خواجہ برہان الدین قدس سرہما اور انھما کے مصاحب رہے ہیں اور ان بزرگواروں نے انکی صحبت کو غنیمت جانا ہو حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کو استغراق تمام تھا نہایت شہیرین کلام کہ جو ایسا ہو تا کہ بات کہتے کہتے آپ سے غائب ہو جاتے اور فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین کے موافق مشغول اور کام کا حال میں نہ کہ دیکھا ہو جو کہ مشغولی بہت تھی گویا کہ صحت نسبت ہو گئے تھے جسوقت محمد یار سا قدس سرہما سے باز جا کر کو گئے ہیں چاہا تھا کہ خواجہ علاء الدین کو ساتھ لے جائیں اور اُس وقت میں آپ بڑی عمر کے ہو گئے تھے اور کم و بیش نوے برس کو پہنچے تھے اور انا بضعف اور پیری بہت ظاہر ہو گئے تھے اکابر سمرقند سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ سے میں نے درخواست کی کہ خواجہ علاء الدین بہت بی وضعیف ہو گئے ہیں اور اُن سے خدمت نہیں ہوتی اگر اس سفر سے معذور نہ ہو کر کیجئے تو نہ اور ہو حضرت نے فرمایا کہ ہمارا کام اُن سے نہیں ہو سکتا کہ جب انکو ہم دیکھتے ہیں نسبت عزیزان سے یاد آتی ہو اور بہ مدد اور نفوس بخشی تمام ہمارے لیے ہو حضرت خواجہ علاء الدین فرماتے تھے کہ جب سے میں اپنے تئیں جانتا ہوں انکی دیر کہ ایک پڑیا جو نجین بانی رکھے مجھے محفلت نہیں ہوئی نہ سوتے نہ جاگتے حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین کو نہایت استغراق تھا جتنی

میں بخارا پہونچا وہ نوے برس کے تھے لازمست انکی مین کرنا تھا ایک دن قصر عارفان میں حضرت خواجہ بزرگ قدس
الہ سرہ کی زیارت کی نیت سے پیادہ یا گیا اور واپس آدھی دو گلیاں تھا کہ خواجہ علاء الدین ملے اور فرمایا مجھے خیال تھا
کہ شب کو آپ وہاں رہینگے اسلیے ہم بھی انکی ہمراہی میں دوبارہ مزار پر آئے عشا کی نماز پڑھتے کے بعد فرمایا کہ ایک
مرد نیاز مند ہو چاہیے کہ شب بیداری کرو اور شو بخاؤ اور عشا کے بعد صبح تک بیٹھے اس طرح سے کہ ایک پائون سے دوسرا
پائون نہ بدلا حضرت فرماتے تھے کہ ایسی نشست آرام بے جمعیت تمام ممکن نہیں ہے بے کمال جمعیت کے قوت بشری و فانی کی تی
کہ کوئی کبر سن میں ایسا بیٹھے اور فرمایا کہ شیخ مزار ایک مرد فقیر تھا دو پیالہ دلیہ کے لایا اور بڑا پیالہ خواجہ کے سامنے لایا آپ
سب نوش کر گئے اور سونے کے وقت سے صبح ملک بیٹھے رہے کہ باہر آنے اور وضو کرنے کی احتیاج نہ تھی حضرت فرماتے
تھے کہ اس وجہ سے کہ میں پیادہ مزار پر آیا اور اچھی راہ سے پھر لیٹ کر حضرت خواجہ کے ساتھ واپس گیا نہایت تھکا چڑھی
تھی لیکن موافقت کی ضرورت سے بیٹھا پڑا آدھی رات کے بعد بیٹھنے کی طاقت نہ رہی بہتر جانا کہ میں اٹھوں اور آپ کی
خدمت کروں جب خدمت شروع کی خواجہ نے فرمایا ایک بار اٹھتے ہو میں نے کہا بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی میں نے
چاہا کہ بسکبار مہوں اور آرام پاؤں حضرت فرماتے تھے کہ سمرقند میں میری آنکھ درد کرنے لگی چالیس روز ہالول ہو گیا
نکلنے کا ارادہ کیا پھر چند مولانا سعد الدین فریغ کیا گر میں نے نمانا اور بخارا کی طرف چلا خواجہ علاء الدین غجدوانی کی ملاقات
کی بہت تمنا تھی اس واسطے کہ اوصاف انکے بہت سنے تھے اور اتنا تک انکے دیدار مبارک نہ دیکھے تھے جب بخارا پہونچا اگلے
باہر نکلا ایک مسجد دیکھی اسکے اندر گیا ایک پردشن کو وہاں بیٹھے دیکھا میرے باطن کو اسکی صحبت کے لیے کشش زبردست
ہوئی آگے بڑھا مجھے خوب دریافت کیا تین روز تک متصل میں جاتا تھا تیسرے روز فرمایا کہ تین روز ہوئے کہ آئے ہو اور تم سے
صحبت رکھتے ہو مقصود کیا ہو اگر اسلیے آئے ہو کہ شیخی اور کرامات دکھو تو جو چاہتے ہو بیان نہیں ہو اور اگر ہماری صحبت کا تمہارا
اوپر اثر پڑتا ہو اور اپنے میں تقادد پاتے ہو ہر قسم مبارک ہو یا فرمایا کہ تجھے مبارک ہو بعد ازاں دیباچی جو حضرت عزیزان کھانا
منسوب ہو پڑھی رباعی باہر کہ نشستی نشد جمع دولت ہو ورنہ زہد زحمت آب گلت ہو اور صحبت او اگر تیرے سکے تھے
ہرگز کند روح عزیزان بجاتے ہو اور یہ پیر خواجہ علاء الدین غجدوانی تھے وہ سن ہوا بھی حضرت فرماتے تھے کہ ابتداءے حال میں مجھے
عجب اضطراب تھا جب تک خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت میں نہیں ہو چکا آرام نہ پایا حضرت فرماتے تھے
کہ اوائل ارادت میں عزیزوں کی صحبت میں بہت جاتا تھا لیکن ایک طرلقیہ سے مشغول کرتے تھے کہ نسبت حضور اور
جمعیت جلد ظاہر ہوتی ہو جب آثار اس حضور کے ظہور میں آتے دوسرے امور میں مشغول کرتے اور اس جمعیت کا اثر جاتا تھا
اور تفرقہ پیدا کرنا اسلیے میں نے بہت سرگردانی اٹھائی اور اسکا سبب مجھے معلوم نہ ہوتا تھا آخر معلوم ہوا کہ مقصود
انکایہ تھا کہ یہ طرلقیہ بہت کساہ اور عزیزوں جلد معلوم ہوگا اور جمعیت باسانی میسر نہ ہوگی جن وقت بخارا میں خواجہ
علاء الدین سے ملا انکی صحبت بزرگ سے وہ تفریقہ دور ہوئے اور طریق روشن ہوا اور پھر بھی حضرت

فرمایا کہ پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ معمول مقصود ایک عزیزِ کامل کے انکشاف سے وابستہ ہر ایک نظر اور انکشافات میں کامل کی میسر ہو جائیگا جب خواجہ علاء الدین کی خدمت میں پہنچا فرمایا جو تمہیں معلوم ہوا ہے چاہیے کہ اس میں شغول ہو سکی اور تمہارا کو بڑا دخل ہو جو چیز ملا کو شش اور انتہام کے حاصل ہوئی ہو اس کو لقا اور رد نام نہیں ہو اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ کیا اس دن خواجہ علاء الدین سے ملاقات اور اختلاط رہا ایک دن کمال تصرف اور سرکات مجاہدہ سے یہ دن وقت نہ ہو بزرگ قدس سرہ کہ ایک اور آخرین کہا صحبت عزیزان وقت بھی غنیمت ہے اگر چہ صفت کے مرتبہ کے نہ ان اور فرمایا کہ حضرت بزرگ بزرگ فرماتے تھے کہ بزرگ کون کا قول ہو کر زندہ بہ از شیر مردہ۔ اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کی وفات میں خواجہ ابو نصر پارسا علیہ الرحمۃ نے وعظ کیا ہے اور اس اثنا میں کہا کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ ہمارے ہمسایہ تھے اور ہم ان کے سائے عنایت اور برکت و نہایت میں امن اور آسودگی کے ساتھ رہتے تھے اس وقت وہ جو نہایت حق سبحانہ سے جاملے اب محل اس کا ہے کہ ہم خائف رہیں۔ مولانا بدر الدین عراقی نام ایک عزیز جو خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے مرید تھے اور بخارا کے علاء الدین میں رہتے تھے انہوں نے حکایت کی کہ جب خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ قدس سرہ کو اجازت دی خواجہ علاء الدین سے میں نے کہا کہ آپ نے حضرت خواجہ کو جلد اجازت دیدی فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ ہمارے پاس کامل آیا اور ہمارے پاس سے کامل گیا مولانا بدر الدین ہمیشہ بخارا سے حضرت کی ملازمت میں سمرقند آیا کرتے اور بعض اصحاب سے کہا کہ جب حضرت خدمت خواجہ علاء الدین سے جدا ہوئے اور چلے گئے خواجہ نے فرمایا سبحان اللہ یہ نہ خواجہ عبید اللہ ہو بلکہ یہ خواجہ بہار الدین ہیں کہ وہ سرکاری دنیا میں ہزار کمال زیادہ کے ساتھ آئے۔

شیخ سراج کلال پرسی رحمۃ اللہ علیہ

ان کا مولد پرسی جو قصبہ ابینی کا موضع اور چار شرعی کے قریب شہر بخارا سے ہے ابتداً امیر حمزہ فرزند امیر کمال کے مرید تھے مگر آخر کو اصحاب حضرت خواجہ بزرگ میں داخل ہوئے جب ملازم امیر حمزہ کے تھے بڑی ریاضت اور مجاہدے کیے ایک بار اس درمیان میں غیبت ہوئی کہ تین شبانہ روز آپ سے پیر سے امیر حمزہ کو اس حال سے خبر کی فرمایا کہ جاؤ اس کے کان میں کہہ دو کہ امیر حمزہ کہتا ہے کہ جہاں پہنچے ہو وہاں سے آئے پھر آؤ جب یہ بات اس کے کان میں کہی ایک مظلوم بعد اس میں سن کر حیرت پیدا ہوئی اور پیش میں آئے حضرت نے شروع میں اس کو دیکھا ہے اور آئے صحبت رکھی فرماتے تھے کہ میں بائیسویں سال میں تھا کہ سمرقند سے بخارا کا ارادہ کیا اور راہ میں شیخ سراج الدین پرسی کے گاہوں میں پہنچا ہوا کہ ان کے پاس میں نے گرجی نہ چایا اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ اس بلع میں آؤ اور سیر کرو اور ایسا جانو کہ خراسان اور عراق اور سب مقام سیر کرتے ہیں نے سر جھکا لیا جو نہ کہ رہنے کی دل میں نہ تھی بخارا کی اجازت چاہی اور دو تین دن کے شیخ سراج الدین کے پاس میں رہا ان کے احوال کو دیکھا کہ تادین کو پیشہ کلامی میں مشغول رہتے اور شب کو بہت میٹھے جسطرح کہ میٹھے

ووسرے پانچ گویا بدلتے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ مولانا سراج الدین ہروی سمرقند میں آئے تھے اور مدرسہ مرزا الفیہ میں مدرس ہوئے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ سراج الدین پرسی کو دیکھا ہے باوجودیکہ علم کم تھا انکی مجلس اور انکی باتوں میں اسقدر رنگ اور حلاوت دیکھی کہ اکثر دانشمندان اور درویشوں میں ہمیں تھی اور مولانا سراج الدین ہروی نے بہت دوش بیکے تھے اور اس طبقہ کی ملازمت بہت کی کتاب مفاحص خواجہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ سے پڑھی تھی اور اس وجہ سے کہ شیخ سراج الدین سے ملاقات تھی اور انکے کلام میں حلاوت اور مجلس میں لطافت تو خالوادہ خواجگان قدس الصداقہ اور احم سے انکو بہت عقیدہ تھا حضرت فرماتے تھے شیخ سراج الدین پرسی اس سلسلہ سے تھے جب کہ انکی صحبت کا ارادہ کرنا اس وقت گھر میں جھاڑ دیکھتے یا جھاڑو انکے ہاتھ میں ہوتی تھی اُن سے میں نے اسکا بھید پوچھا تو کہا جن سے مجھے ایکے بت ہو کہ جیسا ان آئے والا ہوتا ہے وہ پیشتر خبر کر دیتا ہے اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ شیخ سراج الدین پرسی کہتے تھے کہ ایک دن شیخ ابوالحسن عشقی کے اصحاب کی جماعت سے میری ملاقات ہوئی انھوں نے یہ تصور کیا کہ شاید اسکی خواہش مجھے ہو کہ انھیں اپنا مرید کروں کہنے لگے اے شیخ اب بہت وقت اپنا ضائع مت کرو کہ ہم شیخ ابوالحسن کی محبت اور تصرف سے یہاں تک بھرے ہوئے ہیں اور اشارہ اپنے گلو کی طرف کیا دوسری کسی چیز کو ہمارے اندر گنجائش نہیں ہے تم سے کب ممکن ہو کہ اپنے تئیں گنجائش دہمیں غیرت نے اسپر رکھا کہ انکے باطن میں تصرف کیا گیا کہ سب گریبان چاک کر ڈالے اور زمین میں ٹوٹنا شروع کیا اور دیر تک بیہوش پڑے رہے پھر ایسا تصرف کرنا چاہیے تھا کہ اپنے ہوش میں آویں جب وہ ہوشیار ہوئے نہایت ارادت اور نیاز کے راستہ پر گئے میں نے کہا کچھ مصافحہ نہیں ہو سہم اور تمھارے شیخ ابوالحسن ایک نادان سے پانی پیئے ہیں۔ بعض عزیزوں سے ایسا سنا ہے کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس المدسہ ابتداء احوال میں شیخ سراج الدین سے بہت صحبت رکھتے تھے اور وہ طریقہ ذکر لا الہ الا اللہ کا جو انکے سالہ میں مذکور ہے شیخ سراج الدین رحمہ اللہ سے سیکھا ہے یعنی الف لاملا ایک سرکونات سے اعتبار کرتے ہیں اور کرسی لاکوستان راست پر اور الف کے ایک سرکو طلب صنوبری پر اور انکو متصل کر سکی کے جوستان راست پر واقع ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو متصل طلب صنوبری کے اعتبار کرتے ہیں اور اس شکل کو اس کیفیت سے نگاہ کرتے ہیں اور ذکر میں طریقہ مقررہ کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں۔

مولانا سیف الدین مناری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ قصبہ منار کے ہیں جو ولایت فرکت کا ایک گاؤں ہے اور وہ قصبہ آباد ہے سمرقند اور تاشکند کے درمیان اور بارہ میل تاشکند سے دور ہے یہ مولانا بڑے اصحاب خواجہ بزرگ قدس المدسہ سے ہیں اور علم ظاہر و باطن کے عالم واضح ہو کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی ملازمت میں چار مولانا سیف الدین تھے ایک محبوب ایک مقبول ایک مقبور ایک مردود اور ہر ایک کے احوال سے تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے۔ انہیں سے مولانا سیف الدین

کہ محبوب قلوب تھے وہ مولانا سیف الدین مناری بن حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو انکی طرف توجہ خاطر اور التفات بہت تھا اور جب ملک حضرت خواجہ حیات تھے مولانا آپ کی ملازمت میں رہے اور اسکے بعد آپ کی اشارت سے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ کی خدمت اور ملازمت میں گذران کی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا سیف الدین مناری علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ کی ملازمت سے پیشتر درس و تدریس علوم متداولہ میں مشغول تمام تھے اور مولانا حمید الدین شاشی علیہ شریف مولانا جسام الدین کی جو امیر حمزہ کے خلفائے تھے اور ذکر انکا ہو چکا ہے شاگردی کرتے رہے اور جب حضرت خواجہ قدس سرہ کا شرف قبول پایا علوم رسمی کے مطالعہ سے منہم بچہ فرماتے تھے مولانا حمید الدین کے مرض الموت میں انکے سرخانے میں حاضر تھا مولانا حمید الدین کو اضطراب عظیم تھا میں نے کہا مخدوم یہ کیا قلع اور اضطراب ہے وہ علوم کہ میں ہمیشہ اُسکے ترک تحصیل پر ملامت کرتے تھے اور طعنہ دیتے تھے کیا ہوئے مولانا حمید الدین نے فرمایا کہ ہم سے دل مانگتے ہیں اور احوال دل اور ہمارے پاس وہ نہیں ہیں اس واسطے اضطراب ہے حضرت نے فرمایا کہ صحت فزاج کے حال میں حضور دل کا ملکہ نہوا ہو گا بیماری کے وقت کہ سب قواسم داعی اذیضی ضعیف ہو گئے ہیں اور تنزل پر آئے کسب جمعیت اور حضور دل بہت ہی دشوار اور سخت مشکل ہے اور سر اسکا کہ اہل البدایہ و دن کے سرخانے آتے ہیں یہ ہے کہ انکی صحبت شریف کے ذریعہ سے ایک بچہ بیماری سے اٹھا ہے اور کب قدر علائق اُسکے کم ہو جاتے ہیں۔ اور نیز حضرت فرماتے تھے کہ جن لوگوں کے اس طریق میں کلام بلند تھے دنیا سے جانے کے وقت انکو بہت عاجز ہم دیکھتے تھے اور نہایت درماندہ پاتے تھے سب معارف اور حقائق اُسوقت برطرف تھے جو امر کہ اُسکا حصول تکلف اور عمل سے ہو بیماری اور ہجوم اعراض و امراض اور ضعف میں کیونکر مسیر ہو سکتا ہے جو وقت کہ روح بدن سے مفارقت کرے سخت ترین شدائد و محن ہے اس واسطے کہ اُس محل میں تکلف اور تحمل کی طاقت نہیں ہے اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوانی کے انتقال کے وقت شیخ بہار الدین عمرو مولانا سعد الدین کاشغری کے ہمراہ میں حاضر تھا اور مولانا خواجہ کہ مولانا رکن الدین کے مریدوں سے تھے اور ایک غلام کہ انکا خادم تھا حاضر اور کوئی دوسرا تھا مولانا رکن الدین جو امام غزالی کی تحقیقات نظر میں نہیں لاتے تھے اُس وقت میں سوا بیان اعتقاد اور اجراء کلمہ توحید کے اور کچھ انکو کام نہ تھا تمام دنیا کے کام اور بیان فضل و کمال بیچ ہو گئے تھے دوم مولانا سیف الدین کہ حضرت خواجہ بزرگ کے مقبول تھے وہ مولانا سیف الدین خوش خوان بخاری تھے اور انکی حاضری کا سبب حضرت خواجہ قدس سرہ میں یہ تھا کہ ایک وقت بخارا سے تجارت کے طور پر خوارزم گئے وہاں حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ کی صحبت میں پہونچے اور آپ کی مجلس میں انپر اثر پڑا جب بخارا میں واپس آئے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی ملازمت میں حاضر ہو گئے اور آپ کی قبولیت کی سعادت پائی اور آپ سے طریقہ حاصل کیا اور بڑی جدوجہد سے مشغول رہے اور تمام تر ہمت سے نسبت خواجگان قدس العباد و احکم کی طرف متوجہ ہوئے اور دوستانہ

قدیم کا اختلاط اور یدان ندیم کی انبساط ترک کی اور قیسرے مولانا سیف الدین جو مقہور حضرت خواجہ کے ہوئے مولانا سیف الدین بالاخانہ میں اور وہ نامی علیا بنجارا سے تھے اور یہ مولانا سیف الدین بالاخانہ اور خواجہ حسام الدین یوسف کہ حضرت خواجہ محمد یار سا کے چچا تھے دونوں مصاحب رات دن مولانا سیف الدین خوش خوان کے تھے جب مولانا سیف الدین خوارزم سے واپس آئے اور طریقہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کا اختیار کیا تو بالکل قدیم یاروں سے ملنا چھوڑ دیا ایک دن خواجہ حسام الدین یوسف اور مولانا سیف الدین بالاخانہ بالاتفاق مولانا سیف الدین خوش خوان کے گھر آئے اور اُن سے خلوت میں کہا کہ ہم یار ان قدیم ایک دوسرے کے تھے اور ایک دوسرے کی صحبت سے صبر نہ تھا اور حقوق صحبت ہمارے درمیان میں ثابت ہیں اگر نسیم سعادت تمہارے داغ میں پہنچی ہو تو صحبت اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کو بھی اُس سے آگاہ کرو شاید کہ ہم بھی اُس سعادت سے مشرف ہوں بعد از یہاں اور اصرار تمام کیا کہ اس ولایت میں اس صورت اور اس کیفیت کے ایک عزیز ہیں اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی طرف اشارہ کیا کہ انکی صحبت شریعت میں آثار سعادت اور انوار ہدایت بہت ہیں مولانا سیف الدین بالاخانہ نے کہا ہاں ایسے ہی ہر ایک روزہ میرے سامنے آئے اور نئی پوستیں پہنے تھے میرے دل میں گدرا چاہیے کہ آپ یہ پوستیں مجھے دینے الفور مجھے دے دی اور میں انکی حقیقت پر گواہی دیتا ہوں۔ پس مولانا سیف الدین خوش خوان سے کہا اٹھو اور ہمیں انکی خدمت میں لیجئے تب تینوں حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی صحبت میں آئے اور خواجہ حسام الدین یوسف اور مولانا سیف الدین بالاخانہ نیز آپ کے طریقہ اور قبول نسبت کے شرف کو فائز ہوئے لیکن انجام کار مولانا سیف الدین بالاخانہ سے ایک ترک ادب ہوا تھا کہ حضرت خواجہ کے موجب کرامت اور غبار خاطر مبارک ہوا وہ سب سے آپ کے شرف صحبت سے محروم اور مجبور اور مقہور ہوئے ہیں اور انکی مجوری اور مقہوری کا باعث یہ ہوا کہ ایک روز حضرت خواجہ بنجارا کے ایک کوچہ میں جاتے تھے اور مولانا سیف الدین بالاخانہ انکی ملازمت میں تھے ناگاہک شیعہ محمد حلاج سامنے سے ظاہر ہوئے اور وہ حضرت خواجہ کے زمانہ میں ایک شیخ مجرب تھے اور بہت لوگ اُسکے مرید تھے اور حضرت خواجہ کے منکروں سے محاذ جب وہ نزدیک پہنچا حضرت خواجہ نے باقضاء کرم اور مدوت کے اُسکی طرف توجہ کی اور اُسکے گزرنے کے وقت پانچ چھ قدم مشالیت بھی کی تھی اور مولانا سیف الدین نے اُسپر اکتفا نہ کی اور اپنے نینیں درمیان لایا اور چند قدم زیادہ مشالیت کی حضرت خواجہ کو اُس بے ادبی سے جو اُس سے ظہور میں آئی بڑی غیرت آئی اور نہایت متغیر ہوئے اُسکے بعد جو مولانا سیف الدین پلٹ کر آپ تک پہنچے فرمایا کہ حلاج کی تو نے مشالیت کی اور اس بے ادبی سے اپنے نینیں برباد کر دیا اور بنجارا کو خواب اور ایک عالم کو تو نے ویران کیا حضرت خواجہ کے بغیر اور قہر و غضب کے بعد انھیں چند روز میں مولانا سیف الدین بالاخانہ نے وفات کی اور عثمان کہ اورنگ سے آیا اور بنجارا کا محاصرہ کیا اور بہت آدمی

قتل ہوئے اور وہ نواح بہت دیران ہو گئے۔ بعض مخدوم حضرت سے نقل کرتے تھے کہ فرمایا ہوشیخ محمد طلاج کے ساتھ
 خلیفہ تھے اول انہیں کا شیخ اختیار اور آخری انہیں کا شیخ سعدی پرسی تھا شیخ اختیار نے اوائل میں حضرت خواجہ بزرگ قدس
 سرہ کی بہت ملازمت کی ہو اور ارادت اور اخلاص اسکو بہت تھا اور پیچھے کی بات یہ ہو کہ حضرت خواجہ کی محبت پا کر انکو
 ترک ملازمت حضرت کی اور شیخ محمد طلاج کی صحبت کی طرف رخ کیا اور اسکا مرید ہو کر تمام دکنال طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ
 اور اہم کا بیان کرتا اور انکی نسبت شریفہ کی تقویت کرتا۔ اور حضرت بھی فرمایا کرتے کہ میں نے برادر طریقت شیخ اختیار کو
 دیکھا ہو ایک بوڑھا بافندہ تھا شیخ حاجی نام اور وہ بھی ایک نفعناشیخ محمد طلاج سے تھا اور مروین سکونت رکھتا تھا کبھی بڑا
 کو مسوت اور مسلح کام اپنے کے لیے جاتا اس کام کے سوا جبکے لیے وہ جانا نہیں جانتا اپنی نسبت سے آگاہ تھا اور اس کے
 غیر سے غافل ہو کر رہتا اور بائیں التفات نہ کرتا اور ہمیشہ قدم پر نظر رکھتا۔ اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ شیخ پرسی
 کہ خلیفہ آخرین شیخ محمد طلاج کا تھا اوائل حال میں حضرت خواجہ بزرگ کا منظور اور مقبول تھا لیکن آخرین ایسی
 صورت واقع ہوئی کہ وہ بھی چلا گیا اور شیخ محمد طلاج کا مرید ہو گیا اور میں نے اسے دیکھا تھا بہت بوڑھا ہو گیا تھا شروع
 میں جبکہ حضرت خواجہ بزرگ کے پاس تھا کم سن تھا اور آپ نے اسکو ملازم والدہ یا اپنی والدہ کلان کا کہ بہت سحر اور سن
 تھیں کیا ہو اور حضرت خواجہ کا ایک باغ تھا زرد آلو کی فصل میں باغ کے اندر جا کر جا ہا کہ زرد آلو لے باغبان نے روکا
 شیخ سعدی نے کہا اے باغبان تو بڑا نا سمجھ آدمی ہو حضرت خواجہ خدا کو بھیجے درخت نہیں رکھتے تو زرد آلو دریغ رکھتا
 جب یہ بات حضرت خواجہ تک پہنچی اسکا بہت ہنسان کیا اور انکی نظر عنایت شیخ سعدی کی طرف زیادہ ہوئی لیکن
 آخرین عجب ایک صورت واقع ہوئی کہ شیخ سعدی نے حضرت خواجہ سے حج کرنے کی اجازت چاہی اور یہ
 حضرت خواجہ اور اصحاب کے نزدیک پسند نہ آئی ہر چند منع کیا باز نہ آیا اور جب سفر حجاز سے واپس آیا حضرت خواجہ
 سے التفات نہ پایا شیخ محمد طلاج کے پاس گیا اور اسکا مرید ہو گیا۔ چوتھے مولانا سیف الدین جو آخر کو مردود ہو گیا مولانا
 سیف الدین خوارزمی ہو کہ شروع احوال میں حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے محبان و مخلصان سے تھا آٹھ گنا
 ایک عجیب و غریب صورت ظاہر ہوئی کہ شرف صحبت اور خدمت حضرت خواجہ سے مخدوم و مہجور ہو گیا اور تکیہ دل
 مبارک سے گر گیا بعض مخدوم نے حضرت سے نقل کی ہو کہ آپ فرماتے تھے کہ سب اسکی مردودی اور دور افتادگی
 کا یہ ہو کہ وہ کبھی کبھی تجارت کا کام کیا کرتا اور غفل اساک سے خالی نہ تھا ایک روز حضرت خواجہ کی دعوت مع اصحاب کی
 اور اپنے مکان پر لگیا اور حضرت خواجہ اور انکے اصحاب کا داب یہ رہا ہو کہ ہر ایک طعام کے بعد شیرینی یا سیوہ حاضر
 کیا کرتے اور جس کھانے کے بعد شیرینی یا سیوہ نہ تو اس طعام کو ناقص کہتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ طعام بے دم ہو ا
 اتفاقاً حضرت مولانا سیف الدین اس روز کھانا کھانے کے بعد کچھ شیرینی یا سیوہ نہ لائے حضرت نے سبیل
 خوش طبعی اور انبساط کے فرمایا کہ مولانا سیف الدین کھانا تمہارا بار سے بے دم ہوا اسکو اس بات سے کھانا معلوم

ہوئی اور حضرت خواجہ اُسے پاکے فرمایا کہ اگر تجھیں بارہ ہزار دینار سرمایہ روزگار ہو تو کیا ہو اور اُسکی جاگیر خاطر ہمیشہ رہا کہ اگر سرمایہ میرا بارہ ہزار دینار ہو جائے تو خوب ہو بعد ازاں حضرت خواجہ نے خاطر شریف اُسکی طرف سے بٹائی اور اُسکیا کی صحبت میں اقبال فرما اور آپ کی مجلس شریف کا انجذاب جاتا رہا اور جس تمام مالِ نیاوی کے جمع کرنے میں اُسکے باطن کے اندر جاگزین ہوئی کہ طلب دنیا میں بے آرام ہو گیا اور حضرت کی خدمت اور ملازمت ترک کر دی اور ہمہ تن تجارت کی طرف متوجہ ہوا ایک دن مرو اور مانان کی راہ میں ایک کاروان کے ساتھ ایک سنبہ زار نہایت سنبہ و ختم کے کنارے پہونچا اور اُن کاروان اُترا تھا اور اُسے خوشی اور سرور کی وجہ سے سنبہ پر لوٹ کر گیا کہ بے شیخی بھی کیا اچھی چیز ہے حضرت فرماتے تھے کہ مولانا سیف الدین خوارزمی نہایت بے لطف آدمی تھا کہ ایسی صحبت کی دوری اور بھوری سے اُس پر اثر اور الم نہیں ہوا اور یہ بھی حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرا شخص ملازمان حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے ادب اور خدمت کے ترک کے باعث مردود ہوا وہ مولانا سیف الدین مناری کا بیٹا تھا مولانا شمس الدین فرکتی سے مولانا سیف الدین کے دو بھائی تھے ایک مولانا محمد کہ جوان عالم اور متقی اور گوشہ نشین تھا اور حضرت خواجہ کے مقبول سے ہو اور آپ کے ظل عنایت اور تربیت میں مشغولی تمام رکھتا تھا اور دوسرا مولانا شمس الدین کہ ایک جٹ ان طالب علم تھا اور حضرت خواجہ کی خدمت اور ملازمت میں بسر کرتا تھا اکیلا رہی اُس سے اہمال اور سستی خدمت میں ظاہر ہوئی کہ اُسکی شامت سے نظر مبارک سے گر گیا اور پھر فلاح اور بہتری نہ لکھی اور وہ اسطرح ہوا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ کے یہاں مہمان عزیز آئے تھے اور آپ روانہ کر رہے تھے مولانا شمس الدین کو فرمایا کہ جلد چلا اور آپ روانہ کو بند کرو اُسے کو تاہی اور کسل و سستی اختیار کی بہت دیر کے بعد آپ کے سامنے آکر کہا کہ اصفہن کے سبب جو میرے اوپر چھاپا گیا پانی نہ لاسکا حضرت خواجہ قدس سرہ کو اُس وقت اور تشفی سے کہ اُس سے ظہور میں آئی کہ اسبیت عظیم ہوئی فرمایا کہ مولانا شمس الدین اگر تو اپنا گلا کاٹتا اور خون اپنا اُس ندی میں بہاتا تیرے لیے اس سے بہتر ہوتا تو بھر لایا اُس فرو گذاشت کے بعد اُسکو داغی مرض لاحق ہوا حضرت خواجہ کی ملازمت سے نکل کر فرکت میں اپنے ماموں کے پاس سیف الدین مناری کے پاس گیا اور اپنا حال عرض کیا حضرت مولانا نے فرمایا کہ خواجہ علاء الدین عطار کی خدمت میں جا اور سہد عا کر شاید کہ آپ تیرے اوپر رحم کرے تیری سفارش کریں اور امید ہے کہ اُنکی برکت مشغولی سے حضرت خواجہ تیرا قصور معاف کریں مولانا شمس الدین فرکتی اپنے ماموں کے فرمانے کے موافق عمل کر کے بخارا میں گیا خواجہ محمد بابا کے حضور میں اپنا عرض حال کیا آپ نے فرمایا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے خواجہ علاء الدین کی خدمت میں جاؤ وہ پھر فرکت میں آیا مولانا سیف الدین نے کہا کہ میں نے تجھے خواجہ علاء الدین کی خدمت میں بھیجا تھا تو دیکھ جگہ کو واسطے گیا تیری گرہ و پون کھلی گئی مولانا شمس الدین پھر بخارا میں آیا اور خواجہ محمد پارسا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پھر خواجہ علاء الدین کا حوالہ کیا اس مرتبہ جو فرکت میں آیا پھر اپنے ماموں کے پاس گیا بعد ازاں ایسا

مہبوت اور لباس نسیا ہوا کہ کوئی معلوم کی خاطر میں نہ جاتا تھا کہ نام اپنے فرزندوں کا نہ جانتا تھا اور اس مولانا شمس الدین کو خواجہ عماد الملک سے بہت دوستی تھی جو حضرت کے اقربا سے تھے اور ذکر انکا انکا خواجہ کلام نہیں جانتے انکو اتنا کہا کرتے حضرت اس حکایت کی نقل کے بعد فرماتے تھے کہ اولیاء کی خاطر کا حفظ اور ان کے احکام کا انقیاد اور انکی اشارت کا انتقال سب طالب اور صادق پر واجب ہے اور ان کے امر کی تقدیم تمام مراد اور مقاصد پر نہایت لازم ہے۔ حضرت مولانا عبد الغفر بن غاری علیہ الرحمہ کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے ملازمان و خدام سے تھے فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ اولیائے اصحاب کے طالب صحبت کو چاہیے کہ تین دن بیکار نہ رہے اول یہ کہ ہر چند کام مقبول کنے نزدیک اُس سے ظاہر ہو جائے کہ ہزار دو ہزار بار ہرستی سے نیست تر ہو جائے اور اپنی ذات سے زیادہ کوشش خدمت میں چاہیے دوم یہ کہ ہر چند عمل اُس سے ایسا نہ ہو کہ ان کے رد کا عمل ہو چاہیے کہ ناسید نہ ہو اور خوب دل کو اپنے قبضہ و قابو میں رکھے تاکہ مزد نہ ہو اور کسی دوسری طرف نہ جائے تیسرے جو مراد اور حکم کہ فرماوین جلدیہ گری اس پر قیام کرے تاکہ کامیاب ہو ورنہ بے نصیب رہے۔

خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ تعالیٰ سرہ

آپ کا نام محمد بن محمد غاری ہے اصل میں خوارزم سے ہیں خواجہ محمد کے مین بیٹے تھے خواجہ شہاب الدین اور خواجہ بہار اور خواجہ علاء الدین جب خواجہ محمد نے وفات پائی خواجہ علاء الدین نے باپ کے ورثہ سے کوئی چیز نہیں قبول کی تھی اور مجردانہ مدارس بنجارس سے ایک مدرسہ میں تحصیل علوم کی جب خواہش طریق حق کی انکی خاطر سے سرزد ہوئی تو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہار الدین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم رسمی کے مطالعہ سے رخ پھیرا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے آپ کو مشرف بنظر قبول کیا اور طریقہ تلقین کیا اور عمل باطنی میں مشغول کیا مقامات میں مذکور ہو کہ حضرت خواجہ اولیاء کی حال میں خواجہ علاء الدین کو مجلسوں میں اپنے پاس بٹھلاتے اور وہ ہم انکی طرف متوجہ ہوتے حضرت خواجہ کے بعض محرم نے اس بات کا سوال کیا فرمایا کہ اسے میں اپنے پاس بٹھلاتا ہوں تاکہ مجھ پر اسکو نہ لکھائے اس کے نفس کا بھڑکائی گھات میں ہر لحظہ اسکے حال کی جستجو کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ ایک منظر ہو جائے مولانا علاء الدین نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی ابتداء ملازمت میں شیخ محمد درآہنہ میں مجھے سوال کیا کہ دل تیرے نزدیک کس نسبت سے ہے میں نے کہا انکی کیفیت مجھے معلوم نہیں کتنے کہا دل میرے نزدیک ماہ سہ روزہ کے مثل ہے بعد ازاں میں نے تعریف اور تمثیل اسکے دل کی نسبت حضرت خواجہ کے سامنے عرض کی فرمایا وہ درویش اپنے مال کی نسبت بیان کرتا ہے اور حضرت خواجہ اس محل میں کھڑے تھے اپنے قدم مبارک کو میرے قدم پر رکھا مجھے بڑی کیفیت پیدا ہوئی کہ سجدہ کرتا ہوں کو اپنے اندر مشاہدہ کرتا تھا جب اُس حال سے باہر آیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نسبت یہ ہے نہ وہ پس دل کے حال کو تو کب ادراک کر سکتا ہو دل کی بزرگی بیاہنہ میں اتنی اور ستر اس حدیث کا کہ لا یسعی ارضی ولا سماوی ولكن یسعی قلبی عنواض باور بانیک باقون سے ہے جو شخص دل کو بچانے سوچا ہے حضرت خواجہ اپنے ایام حیات میں بہت سے

طالبوں کی تربیت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے حوالہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ علاء الدین نہایت بار مبارک اور سبک کردار ہو لاجرم انوار ولایت اور اسکے آثار تمام و کمال اُسے ظہور میں آتے ہیں اور اُن کے عین صحبت اور جن تربیت سے بہت طالب بعد اور نقصان سے قرب اور کمال کو پہنچے ہیں اور مرتبہ تکمیل کا کمال پایا ہو یہ قول تو کہ بنارامین جماعت علماء کے درمیان رویت اور عدم رویت حق میں بحث واقع ہوئی اور حشمت کو خواجہ علاء الدین سے پورا عقیدہ تھا جماعت کے ساتھ آپ کی ملازمت میں آئے اور بحث کو عرض کیا اور کہا آپ حکم میں ہمارے درمیان کیا فرمائیے حضرت خواجہ نے منکران رویت کو جو مذہب متخللہ کی طرف مائل تھے کہ تمام تین روز متواتر ہمارے سامنے آؤ اور محبت میں طہارت کامل سے بیٹھو اور چپ رہو تاکہ اسکے بعد ہم حکم کریں یہ لوگ تین روز برابر حضرت خواجہ علاء الدین کی خدمت میں آیا کیے اور چپ رہے آخر روز سوم اُنکی ایسی کیفیت ہوئی کہ یہ خود ہو گئے اور زمین پر بہت لوٹے اور ہوش میں آکر اُٹھے اور کان پکڑ کے نہایت نیاز مندی کی کہ ہم ایمان لائے اس پر کہ رویت حق ہو اور زبان بعد حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی ملازمت اپنے اوپر واجب کی اور آپ کے آستانہ کے ملازم ہو گئے کہتے ہیں اُس مجلس میں بعض اصحاب خواجہ نے یہ بہت پڑھی تھی کہ کورسے اُنکے گویا بندہ بچ کر رہا برکت ہر یک کے شمع صفا کہ بچپن میں ترجمہ کوری ہو اُسکی جو کہ بندہ خدا کو ہو بچے کب نہ ہاتھ پر رکھ ہر ایک کے شمع صفا کہ اسطرح کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے خط مبارک سے دیکھا گیا کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ مرض اخیر میں فرماتے تھے کہ حق سبحا کی عنایت سے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی نظر سے اگر ہم چاہیں تمام عالم مقصود حقیقی کو پہنچ جائیں ہمیت گرنے لڑنے دل اور زبان راز و فضل دنیا تمام دیتا کھول حضرت فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو توجہ اور مراقبہ میں غیبت بہت ہوتی تھی اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کو شعور اور وقوف تمام ہوتا اور اس صفت شعور اور صحو کو غیبت اور سکایے اتم اور اکمل بیان کیا ہو۔ اور یہ بھی حضرت نے فرمایا ہو کہ بعد از وفات حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کے سب اصحاب نے خواجہ علاء الدین سے بیعت کی ہو اسوجہ سے کہ اُنکی شان بلند تھی تھے کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اہل دار اہم نے بھی۔

من نفائس الفاسد الشرفیۃ قدس سرہ محضی نہ ہے کہ بعض کلمات قدسی حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے جو صحبت کی مجال میں فرماتے تھے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے قلم بند کیے ہیں اور چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے مقامات سے ملا دیں لیکن میر نموا انھوں سے بعض یہ ہیں کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے خط مبارک سے نقل ہوئی تمنا اور بزرگ شائیں مرثیوں میں اس مجبور کے اندر لکھے جاتے ہیں۔

رشتہ فرماتے تھے کہ راضیت سے مقصود تعلقات جسمانی کا نفی کلی اور در کرنا ہو اور توجہ کلی یہ عالم ارواح اور عالم حقیقت کا ہو۔ مقصود سلوک سے یہ ہو کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے اُن تعلقات سے جو مانع راہ ہیں گذر

اور ہر ایک تعلق کو اپنے اور ظاہر کرے جس سے کہ گزر جائے علامت اسکی ہو کہ وہ قلع مائع نہیں ہو اور غالب نہیں آیا اور جس کسی میں ٹھہرے اور خاطر انہیں بستہ کیے جانے کہ وہ مائع راہ ہو اسکی قطع کی تدبیر کرے ہمارے حضرت خواجہ احتیاطاً حسبِ نیاز اپنے اول کہنے کہ یہ فلاںے گا ہو اور مثل مستعار پہننے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ تعلق بر شد اگر یہ حقیقت میں غیر ہو اور زمین نفی کرنا چاہیے لیکن ابتدا میں سبب وصول ہو اور اسکے ہوا کے تعلق کو نفی کرنا لازم ہوگی وجود اور اسکی رضا طلب کرنی چاہیے اور عمل میں اسکے واسو کو نفی کرے جب غیر ممکن نفی نہ ہو رشتہ فرماتے تھے کہ بڑے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے کہا ہے کہ توفیق سعی کے ساتھ ہو اسطرح روحانیت مرشد کی طالب کے لیے طالب کی سعی کے موافق ہو کہ جو مقتدا کے امر سے ہو یہ بات بغیر سعی کے بقائیں باقی اسواسطے کہ مقتدا کی توجہ طالب کے ساتھ چند روز سے زیادہ تر ہو ظاہر ہو کہ مقتدا کے ساتھ کب تک متوجہ رہ سکتا ہو یہ لطیفہ تھا کہ مولانا دادرک نے جو قدیم اصحاب حضرت خواجہ بزرگ سے تھے علیہ الرحمۃ شروع ہی سے مجھے سعی کا حکم کیا اور توفیق رفیق ہوئی حتیٰ کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت میں تمام اوقات سعی کے ساتھ صرف ہوئی اور اسباب سے کسی کو میں کم جانتا تھا کہ پورا ایک دن سعی کے ساتھ بسر کرتا ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سعی اور توجہ کے درمیان ایک حال طالع ہوتا ہو اور طالب اُسے دیکھتا ہو کہ نہیں جانتا کہ کیا دیکھتا ہو اور کس چیز سے دیکھتا ہو اپنے میں نظر کرتا ہو اپنے کو کم دیکھتا ہو توجہ ت میں ہوتا ہو اور پھر وہ حال حجاب میں ہو جاتا ہو اور طلوع آسکا ایہ حدیث نفس ہو جاتا ہو چاہیے کہ اُس حال میں قصور اپنا دیکھے اور اُس حجاب ہونے پر راضی ہو اسواسطے کہ مراد محبوب ہو اور مقتضای اُسکی عزت کا ہو کہ توجہ کے ساتھ اسکی قید میں نہو اسواسطے کہ عطر دام بشر لائق این صید نیست + تھے کہ وہ پھر طلوع کرے یہاں تک کہ حال قوی ہو جائے اور لبنا پائے اور پھر جدوجہد میں لگے دو تین دن سے زیادہ زحمت نہیں ہو اسکے بعد سعی ملکہ ہو جائیگی اس حد تک کہ طالب اپنے اختیار سے فنا اور فنا رخا کو پہونچتا ہو۔

رشتہ فرمایا ہے کہ جب ملک اور ملکوت طالب پر پوشیدہ ہو اور فراموش ہو جائے فنا ہو اور جب ہستی سالک سالک پر بھی پوشیدہ ہو جائے فنا رخا ہو فلاںے نے اس بات میں امتحان کیا ہیبت اسپر غالب ہوئی زاری کی تب ہیبت اس سے دور ہوئی اس گروہ کا امتحان جائز نہیں رکھا ہے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ جب طالب مرشد کے حکم اور اسکی مدد سے اپنے تئیں ہر ایک چیز سے خالی کرے جو محبت مرشد سے مانع ہوتی ہو طالب کے دل میں مرشد ممکن ہو جاتا ہو پس اُس سے قابل فیض آتی اور احوال غیر تنہا ہی کا مورد ہو جاتا ہو درحقیقت فیض آتی میں کوتاہی اور کمی نہیں ہو طالب کی طرف سے قصور ہو جب طالب کے موانع کو مدد کو یا برائتہ حال اسپر طلوع کرے بواسطہ روحانیت مرشد کے کہ وہ حال محل حیرت ہو اور کسی وجہ سے ادراک اُس وجود اور

حقیقت کا نہیں کر سکتا رب زدنی تجھ ایک حکمت اختیار کے آدمیوں میں بہت ہی چونکہ موانع طبیعت کے حاصل ہو گئے ہیں تو قوت اختیار اور جہد بسیار سے اُن موانع کا رفع کرنا چاہیے فرشتے اگرچہ طاعت پر پیدا کیے گئے ہیں اور مخالفت سے معصوم قصداً اور فعلاً ہیں مگر خوف اور خشیت میں ہیں اعتبار تمام اختیار کے واسطے ہی سعادت میں اور شقاوت میں تھی میں تیزلین رشحہ فرماتے تھے کہ طالب اپنی ناچاری اور عجز کو مرشد کے آگے ہمیشہ مطالعہ کرے اور یقین کرے کہ مقصود حقیقی کا وصول میسر نہیں ہوتا اگر مرشد کی طرف سے اور اُس کے استرخا کے ذریعہ سے اور ہمیشہ طریقے اور دروازے اپنے اپنے بند دیکھے اور اپنے ظاہر و باطن کو بالکل اُس کے مذاکرے اور مرشد کامل کی علامت یہ ہو کہ طالب ہر چند عالم اور عارف ہو اور جو کچھ جانتا اور کر سکتا ہو وہ سلوک میں کوشش کرے اور بعد اُس کے حضور یا غیبت میں مرشد کی روحانیت کی طرف توجہ کرے وہ کوششیں اُسکی بالکل مہو ہو جائیگی اور اپنے کام کی فروبستگی اور بیہوشی کو قبل اُس کے کہ توجہ برشد کرے خوب دیکھے اور دریافت کرے اور باتحقیق دیکھے اور خواہ کتنے ہی منازل قطع کرے وہ تمام بمقابلہ مطالعہ کہاں مرشد اور اُسکی روحانیت کی قوت سیر کے کہ طیران سے بعد جذبات اتنی مہل ہو گئی ہو نہایت قلیل پائیگا جتنے کہ اُس کے سالہا سال کی سیر مرشد کی ایک ساعت کو نہیں پہنچ سکتی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ امید اس کے سوا نہیں ہو کہ علی الدوام ہر لحظہ اپنے افعال کا قصور دیکھے اور قصور کے بار میں در آوے اور شکستگی اور راندگی سے ملاحظہ کرے اور اللطاف کا کرے اور محض لطف و عنایت کی طرف پناہ اور التجا لیاوے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے اس صفت کا امر فرمایا ہے کہ مجھے ہمیشہ اس صفت میں رکھتے ہیں۔

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب کو چاہیے ہمیشہ غیبت اور حضور اور ظاہر و باطن میں رخصاے مرشد کی طلب میں کوشش کرے اور صرف عنایت اتنی سے محل اُسکی نظر رخصا کا پاتا ہو اُس محل نظر رخصا کا پانا اور شناخت کرنا اور اُس کے موافق عمل کرنا جیسا کہ محل نظر رخصا کا واقع ہو اور وہ نظر رخصا بقا پاوے نہایت دشوار ہو مگر آسان ہو جب کہ توفیق حق سبحانہ رفیق ہو کہ ہر لمحہ وہ آسان ہو اُس شخص کو بسکوا اور غفل آسان کر دے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب پر یہ واجب ہو کہ تمام امور دینی اور دنیوی کلی اور جزوی میں بے اختیار بہت مرشد اور مرشد کو لازم ہو کہ اُن کے احوال کی جستجو کرے اور وقت کے صلاح کی نسبت اُس کو ہر کام میں حکم دے اور اُس کے امور کو اپنے مقرر کرے تاکہ مرشد کے اختیار سے آسین شروع کرے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اہل علم کی جانب کو رعایت کرنا اور اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اور اہل طہارت سے بڑھ کر ایک جہد بہ نسبت اُس کے حال کے سخت کرنا چاہیے اور صاحب دین کی رعایت خاطر اور پرہیز اُس کے آزار سے کرنا لازم ہے اور اگر وہ کے ساتھ درونی ہونا کام کو دشوار کرتا ہو اُس کے درونی کام باریک ترین آئینے ساتھ خلطہ اور دوستی کرنا اس وقت فائدہ بخشنا ہو اور مزید احوال کا سبب ہو کہ اُس مخالفت کے باعث آداب صحبت کو اُن کے زیادہ پہنچان میں اور تیسرے

لوگوں درنہ زیادہ خطر کا سبب ہو جاتا ہے مگر بے ادب ربا رسنے و باادب بودن خطاست ۴۔ طلاسے ادب کیا ہے
 طہرستی اپنی کا ادب کے ساتھ دیکھنا۔

رشتہ فرماتے ہیں کہ افضل اور اکمل احوال نسبت میں تفویض کے اندر کو تش کرنا ہے تمام انبیاء اور اولیاء آخر تک کسی قاعدہ
 پر قائم رہے ہیں بندہ کو چاہیے کہ ہمیشہ احوال ظاہری و باطنی کی نسبت ہر لحظہ باطن میں کسب تفویض میں رہے ہر قسم
 اختیار کہ اُس سے سرزد ہو تا کہ تفویض کے ذریعہ سے اُسکو محو اپنے سے کرنا ہے اور جانتا اور پہچانتا ہے کہ حق سبحانہ کا اختیار اُسکے لیے بہتر
 ہے اُسکے اختیار سے جو اپنے واسطے ہو اور یہ بھی طالب کے ذمہ ہے کہ رشد کی نسبت مدام حضور و غیبت میں نسبت احوال
 باطنی اسی تفویض کے کسب میں رہے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ صفت بیماری کے دیکھنے سے مقصود ظہور صفت تفرغ اور زاری کا ہے اور توبہ اور رجوع ہی سبحانہ
 و تعالیٰ اور اُس دید کی صحت کی نشانی یہ ہے کہ میل اُسکا مناجات کی طرف ہونہ خرابات کی طرف فالہما تجور ہا و تقولہما
 اس میں حکمت یہ ہے کہ جو میل رضا دیکھے تو شکر کہ اور اُسپر چلتا رہے اور اگر عدم رضا کی طرف جھکا دیکھی تفرغ اور
 زاری کرے اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کرے اور بے نیازی کی صفت سے ڈرے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ سابق کی عنایت ازلی کو دیکھنا چاہیے اور اُس عنایت پر علت کی اسید داری اور طالب سے
 اکیدم غافل نہ ہونا چاہیے اور بے نیازی سے بچے رہنا اور حق سبحانہ کے اندک کو بزرگ سمجھے اور مستغنائے حقیقی کے نہ ہونا چاہیے
 رشتہ فرماتے تھے کہ ولایت و امان ثابت ہوتی ہے جہاں اُسکو اُسپر نہ چھوڑیں اگر قصور گزرے تو باز خواست ہو۔ اس کج
 کریم میں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون فرماتے تھے کہ ان لوگوں کو ظہور طبعیت کا خوف نہیں ہے جو جابجا اسکے
 الفاں لایردانی اوصاف یعنی شخص خالی اپنے اوصاف کی طرف الٹا نہیں پھیر جاتا۔

رشتہ فرماتے تھے کہ باطن میں اللہ کے ساتھ متمسک اور قرار گرفتہ رہنا چاہیے اور ظاہر میں مقیم بحمل اللہ یعنی کلام اللہ
 ان دو صفت کا جامع ہونا کمال ہے بہت جمع صورت باچین مٹی زرت + نیست ممکن جز سلطانے شگرت ترجمہ
 ایسی صورت ایسے ہی مٹی زرت + وہ ہی پادے ہو جو سلطان شگرت +۔

رشتہ فرماتے تھے کہ بڑے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کے مزار دان سے زائرین کو اسی قدر فیض لے سکتا ہے کہ اُس
 بزرگ کی صفت کو پہچانا ہے اور اسی صفت میں توجہ کی اور اسی صفت میں درآیا اگرچہ مشابہ مقدمہ میں قرین ظاہری
 کے بہت کچھ آثار و اخبار ہیں لیکن درحقیقت ادرارح مقدمہ کی توجہ کو ظاہری توجہ مانع و زاعم نہیں حدیث نبوی
 صلے اللہ علیہ وسلم صلواتہ علیہما کنتم در دیکھو میرے اوپر جہاں کہیں تم ہو دلیل اس کلام کی ہے اور اہل قبور کی
 مثالی صورتوں کا دیکھنا اسکے مقابل کم متبرہ کہ اُنکی صفت کو اُس توجہ اور زیارت میں پہچانے اسکے سوا خواجہ بزرگ
 قدس سرہ فرماتے تھے حق سبحانہ کا مجاور ہونا خلق اللہ کی مجاورت سے اور نہ ہونا یہیت اکثر آپ کی زبان پر گزرتی تھی

بیت تو تاکے گور مردان را پرستی + بگرد کار مردان گرد درسی ترجمہ طواف گور مردان یا رکب تک طواف کار مردان ہر باری + اکابر دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشابہ کی زیارت سے مقصود توجہ حق سبحانہ ہونی چاہیے اور روح اُس برگزیدہ حق کو وسیلہ کمال توجہ کا کرنا جس طرح خلق اللہ کے ساتھ تواضع کی حالت میں حنیف بنیاد پر تواضع باخلق ہو حقیقت میں حق سبحانہ کے ساتھ ہر اس واسطے کہ تواضع خلق تب ہی پسندیدہ ہو کہ خدا کے واسطے ہو غرض جمل اس وجہ سے کہ انکو آثار قدرت حکمت کا منظر دیکھے در نہ دھت ہوگی نہ تواضع۔

ترجمہ رشحات
اردو

رشحہ فرماتے تھے کہ طریقہ مراقبہ کا طریق نفی اور اثبات سے اعلیٰ ہو اور جذبہ سے قریب تر ہو۔ طریق مراقبہ سے مرتبہ وزارت اور تصرف کو ملک و ملکوت میں پہنچ سکتے ہیں اور خطرات سے آگاہی ہوتی ہو اور بخشش کی نظر سے دیکھنا اور کسی کا بطن کو روشن کرنا مراقبہ سے دوام سے ہو اور دوام جمعیت خاطر اور دوام قبول قلوب کا ملکہ آرا سے حاصل ہو اور اس معنی کو جمع اور قبول کہتے ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ آغاز میں جب خوارزم جانا ہوا اصحاب سے ہر ایک کے ساتھ اشتغال باطن کیا جاتا تھا اپنے اختیار سے اپنے بطن کی آزمایش کے لیے کہ آیا اس صفت کو بقا ہو یا نہیں اُس شغل نے بڑا فائدہ کیا اور وہ بلکہ باقی رہا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ خاموشی چاہیے کہ تین صفت سے خالی نہ ہو یا خطروں کی نگاہداشت یا ذکر دل کا مطالعہ کہ گویا ہوا ہو یا احوال کا مشاہدہ جو دل پر گزرتے ہیں۔

رشحہ فرماتے تھے کہ خطرات مانع نہیں بچنا اُن سے دشوار ہو اختیار طبعی جسکی نفی میں بیس برس ہم رہے اچانک خطرہ اُسکی نسبت گذر اگر ٹھہرا نہیں خطرات کو روکنا سخت کام ہو اور بعضے اس پرین کہ خطرات کا اعتبار نہیں مگر چھوٹا بچا ہیے کہ مستقر ہو جائے اس واسطے کہ استقرار اسکا مجاری فیض میں سد راہ ہوتا ہو لہذا احوال باطنی کی ہمیشہ مچھ کرتے رہنا لازم ہو اور سانس کے مارنے سے اپنے تئیں خالی کرنا امر مرشد سے حضور غیبت میں ظاہر اُن خطرات کے نفی کے لیے ہو جو باطن میں ممکن ہو گئے ہیں اور سبب یہ ہو کہ ہر معنی ایک صورت کے لباس میں ہوتا ہو ہر وقت اپنے تئیں خطرات مانع سے جو ممکن ہو گئے ہیں خالی کرنا چاہیے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اگر حیات باقی ہو انتشار اللہ عزوجل پہلا طریقہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کا از سر نو زندہ جاری کرنا چاہیے کہ تربیت کے لیے ہر ایک خطرہ پر مواخذہ کرنا اچھا ہوتا ہو اور آخر حیات میں اظہار مال کرتے تھے اُس اشتغال سے جو تربیت خلق میں رہا اس واسطے کہ جو کچھ انکو ہو چھا ہو اُسکی رعایت نہیں کرتے۔

رشحہ حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے بارہا نقل کرتے تھے کہ عبادت کے دس حصہ میں نو حصہ انہیں کے طلب حلال ہو فرماتے تھے کہ کسب کی صورتوں میں سے کسانی اور باغبانی اس زمانہ میں نہایت تجارت کا نزدیک تر ہو۔

رشحات فرماتے تھے کہ اہل الحد کے ساتھ مداام صحبت رکھنا عقل معاد کی ترقی کا سبب ہے۔

رشحات فرماتے تھے کہ صحبت سنت موکوہ ہر روز یا دوسرے روز اس گروہ سے صحبت رکھنی چاہیے اور حفاظت اُنکے آداب کی کرنی لازم ہے اور جو ظاہری بعد واقع ہو پر مہینے یا دوسرے مہینے اپنے ظاہری اور باطنی احوال سے مکتوبات کی عبارت اور اشارت سے اطلاع دینی چاہیے اور اپنے گہرائی طرف توجہ سے مشغول ہونا تا غیبت کلی واقع ہو۔

رشحات حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی صحبت میں لوگوں نے کہا کہ مطلوب نہایت با عظمت ہے اُسکے طلب کی ہمو زبان نہیں وہ طلب بھی آپ کی عنایت سے ہو فرمایا تا نیز زبان قابلیت کی وجہ سے ہو حاصل کرتے ہیں اور کچھ دیتے ہیں اور نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ کہاں سے ہو۔

رشحات فرماتے تھے کہ میں خاص اسکا ہوتا ہوں کہ جو اس طریق کی تقلید کرے البتہ تحقیق کو پہنچا اور فرمایا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے مجھے اپنی تقلید کا امر کیا اور جس چیز میں اُنکی پیروی کی اور اب کرتا ہوں ہر اُمنیہ اثر اور نتیجہ آسکا بالتحقیق مشاہدہ کرتا ہوں۔

رشحات فرماتے تھے کہ اس گروہ کو مقام ملوین کے سوا نہیں شناخت کر سکتے اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ انکو مقام تکمیل میں نہیں پہچان سکتے کسی نے انکو حالت تکمیل میں پایا اور تقلید اعمال کی نہ بہرہ رہا بلکہ زندقی کے بڑے خطرہ میں گر اُنکے یہ عنایت فرمایا اور اپنے پیروں سے دھکلا دیں۔ ختم ہوا کلام آپکا قدس سرہ۔ مخفی نہ ہے کہ ملوین مشائخ طریقت قدس الہار داحم کی اس سے عبارت ہو کہ سالک کا دل اُن احوال میں جو اُسپر گزرتے ہیں پھرتا اور گھومتا رہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ دل کا کشف

واجب ہے کہ دل میں گردش کرتا ہے اس سبب سے کہ صفات نفس کچھ غائب اور کچھ ظاہر ہوتے ہیں اور البتہ سالک کو اس مقام میں شناخت کر سکتے ہیں باغیبت کہ احوال اُسکے صفات متقابلہ میں جیسے قبض اور بسط و سک و صحو وغیرہ رنگ بدلتے رہتے ہیں اور انکی اصطلاح میں اس سے عبارت ہے کہ ہمیشہ کشف حقیقت کا اُنکو ہوتا ہے باوجود کہ دل اُنکا موطن قرب میں مطمئن ہے اور البتہ اس مقام میں سالک کو نہیں پہچان سکتے اس واسطے کہ صاحب تکمیل مرتبہ علم ستہ کو پہنچ گیا ہے اور کھانے پینے اور خرید و فروخت اور سونے اور جاننے اور تمام صفات بشری میں مثل اہل

ظاہر ہو گیا ہے اور اہل تکمیل کی تقلید امور طبعی اور ترک ریاضت اور مجاہدات میں باعث خطر زندقی کا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے لیکن جب تک کہ اس معنی میں لین جو اصطلاحی قطب الموحیدین غوث الحقین شیخ محمد الدین بن العربی کا ہے اور اُنکے مقلدین کا قدس الہار داحم تو اصحاب ملوین کی معرفت صاحب تکمیل کی شناخت سے مشکل تر ہے اس واسطے کہ حضرت شیخ قدس سرہ اپنے اصطلاحات میں لائے ہیں کہ اکثر مشائخ کے نزدیک ملوین

ایک مقام ناقص ہے لیکن ہمارے نزدیک سب مقامات سے افضل اور اکمل ہے اور بندہ کا اُس میں وہی حال ہے جو صاحب تکمیل میں اپنی شان میں فرمایا ہے کل یوم مہوئی شان ترجمہ ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔ اور تکمیل ہمارے نزدیک ملوین میں

تمکین اور مستقر ہونا ہو۔ حضرت اُستادی مولانا رضی الدین عبدالغفور علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ قدس سرہ نے جو فرمایا ہے کہ تلون چار سے نزدیک کامل ترین مقامات ہے وہ نہیں ہے کہ ہر وقت سالک ایک تجلی منجملہ تجلیات سے بے نہایت سے مشرف ہو یا ہر دم اسکو ایک ادراک اور اکات سجد و غایت سے معلوم ہو بلکہ مراد ہے کہ حقیقت آدمی کی بے رنگ اور اصل کے مطابق ہو جاوے کہ عبارت ذات بحت بے کیف و کم سے ہو پس جہاں کہ کل یوم ہوتی شان وافع ہو وہاں بھی ہر وقت اسکی حقیقت سے ایک نگ نکلتا ہے اور اسے اپنا تابع کرنا اور نسبت اسکی حقیقت کے سب گون سے برابر ہوجاتی ہے بلکہ خطہ کسی ایک ایک نگ پر شئیوات الہی سے عمل کرتا ہے اور حقیقت خود بے رنگ ہو جیسا کہ کہا ہے بیت نم کہ رنگ من سنگ من عین شہد ز قرب قراہ منی قبل ز غیب سارق + اور شک نہیں کہ ایسے شخص کا شناخت کرنا جو سب نگ بے اور شب گون سے اسکی نسبت برابر ہو و حقیقت خود بے رنگ ہو شکل ہو گا صاحب تمکین کی شناخت سے جو ہمیشہ ایک مرتبہ میں مقیم اور ایک نگ ثابت ہے اور تقسیم اور ادوار ہوتی ہے

حضرت خواجہ علاء الدین قدس کے مرض اور وفات کا بیان

حضرت خواجہ محمد پار ساقی قدس سرہ کے خط مبارک سے دیکھا گیا ہے کہ حضرت نے آخری مرض میں اصحاب کے فرمایا ہے کہ بہت فقر و ظاہر کے جو میرے اوپر گذرنا ہے اپنے حال کو اُسپر قیاس نہ کرو حضور ظاہری اور باطنی کی رعایت کرو پر خیر پر نشان ہو اور فرمایا کہ دوست عزیز گئے اور جاتے ہیں اور تحقیق وہ عالم ہنر اس عالم سے ہے جو سبزہ زار نظر آیا ایک نے کہا چاہا سبزہ ہے فرمایا خاک بھی اچھی ہے اس عالم کی کچھ رغبت نہیں رہی اسکے سوا کہ دوست آدین اور مجھے بنا دین نہ گئے ہوں اور لیٹ جائیں۔ اور اسی مرض میں اصحاب سے فرمایا ہے کہ رسم و عادت کو چھوڑ دو اور جو خلقت کی رسم ہے اُسکے خلاف کرو اور ایک دوسرے کے موافق رہو حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت رسوم و عادات بشری کے دور کرنے کے لیے ہے ہر ایک دوسرے کے مقابل ہو اور دوسرے کا اثبات کرو اور سب کاموں میں غزمت کے ساتھ عمل کرو اور حق الامکان غزمت سے نہ بچو و صحبت سنت موکدہ ہے اس سنت پر ہمیشہ رہو خصوصاً اور عموماً اور کبھی ترک صحبت نہ کرو اور جو باتیں کہیں گے انہیں اگر مستقیم ہو ایک نفس کی استقامت تمھارے کو ایسی حاصلات ہوگی کہ میری تمام عمر کی حاصلات ہو اور احوال تمھارے ترقی پر ہونگے اور اگر ان وصایا کو چھوڑ دو گے تو پریشان ہو گے۔ اور اس عرصہ میں کلمہ توحید کو چلا کر گنا شروع کیا اور آخر عمر میں اصحاب کے رو برو میری نسبت فرمایا کہ بائیس برس سے زیادہ ہوئے کہ میرے اُسکے درمیان دوستی اللہ پر تحقیق وہ نہ یہ لگی اور میرے غلبہ میں میرے حق میں فرمایا کہ میں اس سے راضی ہوں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے۔ اور ایک شب میرے اور اُنکے ایک بات ہوئی تھی اور آپ نے مجھے باطن کی نسبت سے مشرف کیا تھا اور اتحاد میں بات کہی اور وہ بات قاب قوسین اور اُنکے کے مناسب تھی چلتے وقت وہ رات یاد کی اور کہا میرے اور اُنکے درمیان ایک شب ایک بات ہوئی ہے اور وہ جانتا ہے اور کوئی اُنس بات کو نہیں جانتا اور اس بات کو

تاکید رضا کے لیے یاد کیا اور فرمایا کہ اگر صورت کسی عتاب کی تھی اُسکا باعث نیت اور شوق تھا اور آخری مرض میں
 مجھے بہت یاد کیا خلاصہ یہ کہ آپ کی خاطر مبارک کو سہری طرف پورا التفات تھا اور مجھے جو امید داری ہو اس بات
 سے ہو اور آخری مرض میں آپ کی باتیں رضا و بہد محبت و شوق میں رہیں اور کبھی نصیحت اور حکمت اور دعا
 خیر خلق میں تھیں انہیں سے جو آپ کی زبان پر گزریں یہ بہت ہو نظم مانیتا نیم و عشقت آتش ست بہ متلر کان تلش
 اندر نے رب + ترجمہ ہم نیتان اور تر عشق آگ ہو دیکھتے ہیں زمین کب آتش لگے + اور مرض کی شدت میں بار بار
 فرماتے تھے کہ میں خدمت میں ملا ہر اہلن کا پہلوان رہا ہوں ہل من فرید ہل من فرید یعنی ہو اور کچھ زیادہ ہو اور کچھ زیادہ
 کثرت سے کہتے تھے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو موجود دیکھتے تھے اور اُنکے ساتھ باتیں کہیں اور سنی ہیں اور اپنی
 بے اختیاری جانے اور پہنچنے بیان کی ہو میرے جانے اور رہنے میں دو فریق ہوئے جو ایک بات پر ہو کہ میں بھی
 اسیر ہوں اور مرض سے دس پندرہ دن پیشتر جانا اختیار کیا ہو اور تاکید فرمائی کہ اس اختیار سے نہ ہمو نہ کا اسلوب
 انکی شکستگی کا سخت درد سہرا و درد کر تھا اور آپ کے دم ٹوٹنے کا وقت شروع روز دوشنبہ دوسری ماہ حجب
 شنبہ ہجری تھا اور الفراق کو سفر کرنا نماز ششائے بعد پارس شنبہ کی شب بیسویں رجب واقع ہوئی اور روضہ شریف
 اچکا موضع تو چنانچہ میں ہو۔ اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے لکھا کہ ایک درویش نے غلہ بھان
 و درویشان حضرت خواجہ قدس سرہ کے چالیس روز کے قریب بعد وفات آپ کے شب شنبہ اٹھائیسویں شعبان
 کو سال مذکور سے حضرت خواجہ کو واقعہ میں دیکھا فرمایا جو کچھ بین عنایت فرمایا بالآخر اس سے ہو جو اعتقاد مہمان کا ہو
 فرمایا جو کچھ تھا تم میں چھوڑ آیا ہوں ایک سوزن آپ کے سامنے پڑی تھی اٹھالی دکھری کی اور فرمایا اس بات کا ظور آپ
 شخص پر ہو جو اس سوزن کے سرے پر سیدھا کھڑا ہو اور کسی طرف کو نہ جھکے۔ اور یہ بھی حضرت خواجہ نے لکھا ہو
 کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ شروع شعبان سنات ۸۰۰ ہجری نوے میں سات برس قبل از وفات چنانچہ میں نے نجار
 کو چلا اس نیت سے کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی زیارت کریں اور اٹھارہ دن کے بعد پہنچے اور اہل
 شوال میں مراجعت کی عید النہ کی شب کو نجار میں تھے ایک نے آپ کے درویشان سے اس رات واقعہ میں لکھا
 کہ ایک نہایت بڑی بارگاہ ہو اور حضرت خواجہ علاء الدین حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ تعالیٰ مہمان کے ساتھ اُس بارگاہ کے پاس ہیں
 معلوم ہوا کہ وہ بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو حضرت خواجہ بزرگ اُس بارگاہ میں حضرت سید اہل
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو گئے اور بعد ایک عرصہ کے باہر آئے بہت ہشاش و ہاشاش تھے اور فرمایا کہ مجھے یہ مرتبہ عطا
 کیا کہ جو شخص میری قبر سے تلو فرسنگ کے اندر ہر طرف سے ہو اُسکی میں شفاعت باذن الہی کروں اور بظاہر کو چالیس
 فرسنگ کے اندر کے لیے جو اُسکی قبر سے ہو مرتبہ شفاعت دیا اور میرے مہمان و تابعان سے اوسے درجہ و اسے کو اُسکی
 قبر سے ایک فرسنگ کے اندر کا مرتبہ شفاعت دیا۔

خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ داماد حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہ کے اور فرزند بزرگوار حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے اور آپ کے ثمرہ شجر ولایت کے ہیں اور صغیر سن میں منظور نظر عنایت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے ہوئے تھے مشہور ہے کہ ایک روز خواجہ حسن لڑکوں کی جماعت کے ساتھ باغ فرار میں کھیلے تھے اور ایک گوسالہ پر سوار ہوئے تھے اور لڑکے آپس پاس دوڑتے تھے اسی درمیان حضرت خواجہ بزرگ وہاں پہنچے اور لڑکوں کے ساتھ اس صبر سے دیکھا فرمایا کہ قریب ہے کہ یہ لڑکا سوار ہوا اور شاہان باشوکت اسکی رکاب میں پیادہ دوڑیں اور یہ صورت ہوئی کہ جب خواجہ حسن خراسان میں آئے اور باغ ترخان میں میرزا شاہینج سے ملاقات کی مرزا نے ایک خیر طہور پہنچا اور تحفہ کے پیش کش کیا اور نہایت خاموش سے جو مرزا کو آپ کے ساتھ تھا چاہا کہ خود آکر سوار کر لیں مرزا آگے آیا اور ایک ہاتھ میں رکاب خیر کی لی اور دوسرے ہاتھ سے اسکی باگ پکڑی اور آپ کو سوار کر لیا اس موقع میں خیر نے سرکشی کی اور میرزا اسکی باگ پکڑے ہوئے چند قدم آپ کی رکاب کے ساتھ دوڑے اسکے بعد خیر ٹھکرا آپ آگے اور بخارا کی طرف رخ کر کے نیاز مندی اور تواضع کی اور حکایت ایام طفلی کی اور سوار ہونا گوسالہ پر اور وعدہ حضرت خواجہ کا آپ کے لئے کہ شاہان ذی شوکت میری رکاب میں دوڑینگے میرزا سے نقل کی اور خیر کی سرکشی کا مجید ظاہر ہوا اسی حکایت کا نام اور اس صورت کا دیکھنا ماضی کی زیادہ یقین کا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی نسبت ہوا حضرت خیر دم تھاتھ الانس میں لائے ہیں کہ حضرت خواجہ حسن بڑا جذبہ رکھتے تھے اور صفت جذبہ کے ساتھ جہوقت کر چاہا ہر تصرف کیا ہو اور اسکو مقام حضور اور شعور سے اس عالم میں کیفیت بخودی اور بے شعوری کے ساتھی ہو چکا ہوا غیبیت دنیا کا ذوق کر بھٹے اہل سلوک کو شاذ و نادر پڑے مجاہدہ کے بعد میسر ہوتا ہے چکیا یا ہو اور بار بار اللہ اور خراسان میں کیفیت اُنکے تصرف کی طالبان دہلیران میں مشہور رہی جو شخص آپ کے معافیت سے شرف ہوتا گر پڑتا اور دولت غیب اور بخودی کی حاصل ہوتی ایسا سنا ہے کہ ایک دن جبکو گھر سے باہر آئے تو ایک کیفیت غالب تھی تھکی نظر لگے اور پڑ گئی کیفیت بخودی اُسے حاصل ہوئی اور بخیر گھر آئے درویشوں سے ایک شخص سطر مبارک کی غنیمت سے ہرات پہنچا آثار جذبہ و بخودی و حیرت کے اُس سے ظاہر تھے کبھی جو بازار دن میں جو کر چکنا یا معلوم ہوتا کہ اسکو امر باطنی پکڑے ہوئے ہو اور خلق کی آمد و رفت اور انکی گفتگو سے اسکو خبر نہیں ہو ایک عزیز سی سلسلہ کا تھا کہ میں انکی خدمت میں جایا کرتا فرماتے تھے کہ اُس درویش کا کام صرف یہ تھا کہ صورت خواجہ حسن کا مراقبہ کرتا اور اُسے نگاہ رکھتا اُس نگاہداشت کی برکت سے آپ کی صفت جذبہ نے اُس میں سہا بیت کی ہو حضرت خواجہ حسن نے ایک شخص کے التماس سے جو اکابر وقت سے تھا اور آپ کی نسبت کمال اخلاص اسکو تھا طریق خواجگان قدس اللہ اراحم میں ایک مختصر کتاب لکھی ہو اور اُس میں بعض میں جو برہنہ میں تبرک لکھے جاتے ہیں۔

رشحات باننا چاہیے کہ طائفہ علانیہ کا طریق سلوک تمام مشائخ کے اطوار سے بالاتر ہو قدس اللہ ارواحہم اور قریب رہ سکتے
 مطلب اعلیٰ کی طرف ہو کہ وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہو اس واسطے کہ وہ اٹھنا پر وہ تعینات کا چہرہ ذات احدیت سے
 ہو جو سب میں سرایت کیے ہوئے ہو اور وہ پر وہ بروری محویت اور قنار وحدت سے ہو میان تنگ
 اسکے جلال کی روشنی ناپان ہو اور اسکے پاس کو جلاوے۔ اور درحقیقت مشائخ دیگر کی نہایت سیرانی
 ہدایت طریقہ ہو کہ واسطے کہ اول انکی آمد مد فنانین ہو اور سلوک انکا بعد از جذبہ ہو یعنی تفصیل توحید مجمل کہ آدم
 و عالم کی پیدائش سے یہی مقصود ہو۔ ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ای ليعرفون ترجمہ نہیں پیدا کیا
 جنات اور انسان لکھ کر اسلئے کہ میری عبادت یعنی میری شناسنت کریں جب چاہیں کہ اس نسبت شریف کے ساتھ
 مشغول ہوں تو اول چاہیے کہ اس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت لی ہو خاطر میں لا دین تاکہ وہ نسبت بخودی
 پیدا ہو پھر اس بخودی کا ساتھی ہو کر اس صورت اور خیال سے کہ روح مطلق کا آئینہ نقطہ قلبی کی طرف متوجہ
 ہوں اور اپنے تئیں اس بخودی کے حوالہ کریں اور حسب قدر اس نسبت کی قوت زیادہ ہوگی شعور اسکا عالم
 سے کم ہو تا جیگا اسی کو عدم اور غیبت کہتے ہیں اور اسی سبب سے کہا ہو بیت نیستی کا جو کر سکے تو وصل
 کام مردون کا کر سکے تو اصل + اور جب اس بخودی کو پہونچ جائے کہ جو دیگر کا شعور اصلاً نہ تھا اسکو کہتے ہیں حضرت
 مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ فرماتے ہیں بیت سپاس آن عدی را کہ بیت مبرورہ ز ذوق این عدم آمد جان بان حوطل
 بہر کجا عدم آمد وجود کم گردد + نہ ہی عدم کہ جو آمد وجود از ذوق وجود ہو لیکن اسی عدم کے لئے جان جان
 جہان کہیں عدم آیا وجود ہو اس کم + عجب عدم کہ بڑھا اسکے باعث اپنا وجود + اور حال عدم کی ترقی اور اس نسبت کی افزونی
 اور ظہور صنعت بخودی کے مقدمہ میں حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا ہر مصرع مران و خود را بان بخودی دہ
 اگر خطہ تشویش دہ تو حضرت مرشد کے خیال کے حاضر کرنے سے امید ہو کہ دفع ہو ورنہ چاہیے کہ تین بار سانس کو توجہ
 سے چھوڑیں جس طرح کہ دماغ سے کسی چیز کو نکالتے ہیں اسکے بعد بطریق مذکور مشغول ہوں اور اگر خطہ ایسا ہی بار بار
 آوے تو چاہیے کہ تخلیہ بطریق مذکور کر کے تین بار کہے استغفر اللہ مع ما ذکرہ اللہ قولا و فعلا و خاطرا و سامانا فلان الاحول لا
 قوۃ الا باللہ اور دل کو زبان کے موافق کرے اور دل میں یا فعال کے ذکر سے مشغول ہو تا وہ سوسون کے دفع کا بڑا فائدہ
 ہو اس نسبت کی صارت اسطرح کرنی چاہیے کہ کسی طرح اس نسبت سے خالی نہو اور ایک دم کو فائل نہو پھر اسی طریق
 سے کام کرے اور ہمیشہ حاضر رہے گوشہ چشم دل کو اس نسبت پر رکھے بازار میں اور آمد رفت و خرید و فروخت کھانے اور
 سونے میں اسوقت تک کہ یہ صفت ملکہ ہو جائے اور جب کبھی چاہے کہ کسی مہم میں مشغول ہو تو نہایت زاری سے
 اپنے حضرت جاسو میں یہ دعا پڑھے کہ اللہم کن وجہ من کل جہۃ و مقصدی من کل قصد و غایتی من کل سعی و ہجاء
 و ملاذی من کل شدۃ و ہم و کلیل من کل امر و نول من کل حجة و عنایتی من کل حال حضرت خواجہ حسن قدس سرہ

جیسا کہ طریقہ سلسلہ خواجگان کا ہر قدس الہی و اہم باریاران اپنے اوپر لیتے تھے اور جس سفر مبارک حجاز کے ارادہ سے شیراز میں آئے ہیں ایک شخص کو دیان کے اکابر سے جو آپ کے ساتھ اخلاص تمام اُسکو تھا ایک مرض لاحق ہوا حضرت خواجہ اسکی زیرداری میں آگئے اور وہ تندرست ہو گیا اور خواجہ بیمار ہوئے اور اُسی مرض میں رحلت کی اور اچکا انتقال شبِ روشنہ شہرِ فیچہ سبزہ آٹھ چوبیس میں ہوا اور آپ کی نعش مبارک شیراز سے ولایت چغانیان میں جان مدفون آپ کے والد کا ہی لینگے ہیں اور آپ کا فرزند بزرگوار حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی دفتر سے تھا خواجہ بزرگ عطر علیہ الرحمہ کہ انکے شیخ بہار الدین عمر قدس سرہ کے مابین خط کتابت رہی ہو۔ حضرت نے فرمایا ہو کہ ایک دن شیخ بہار الدین عمر قدس سرہ کی مجلس میں ذکر ہوتا تھا کہ بعض بزرگان طریقت قدس الہی و اہم نے ذکر کے وقت جس نفس کا حکم دیا اور اُسکو ذکر کا شرط کیا ہو حضرت شیخ نے فرمایا کہ جس نفس جو کہ ہنود کا طریق جو اس طریق کی جو کچھ شرط ہو حضرت جس نفس سے یہ بات خواجہ یوسف علیہ الرحمہ تک پہنچی کہ شیخ بہار الدین عمر نے اُس طریق کو کھانچ لیا ہو حضرت شیخ کو لگیا کہ ایسا سا گیا ہو کہ آپ جس نفس کے طریق کی نفی کی ہو اور فرمایا ہو کہ کسی نے مشائخ طریق قدس الہی و اہم سے اسکا حکم نہیں دیا کہ یہ ثابت ہو اچکا کہ حضرت خواجہ بزرگ نے اور انکے خلفا قدس الہی و اہم نے طریقہ ذکر میں جس نفس کا ارشاد کیا ہو کیا بات ہو کہ آپ نے اسکی نفی کی۔ حضرت بہار الدین عمر قدس سرہ نے خواجہ یوسف علیہ الرحمہ کے جواب میں ایسا فرمایا ہو کہ ہمارا مقصود اس بات سے نفی انکے طور کی نہ تھی اور جواب میں اجمال اور الہام فرمایا ہو۔

شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ خواجہ حسن کے بڑے اصحاب اور خلفا سے ہیں و درر شہ نسبت میں انکا طریق رابطہ رہا ہو ایک دن حضرت قاسم بن زری قدس سرہ کی ملازمت میں آئے حضرت سید نے انکے کہا وہی نسبت اور طریقہ تھا خوب ہو اور انکی ورزش طریق رابطہ کو پسند فرمایا حضرت نے ایک دن اُس مجلس میں کہ بہت آدمی تھے فرمایا کہ ابتدا میں ہیکو اتفاق صحبت کا ایک شیخ کے ساتھ ہوا فرمایا کہ ہم اُسکا نام نہیں لیتے اور اُس مجلس میں ملاحظہ کے سبب نام اُسکا لگا دیا لیکن خارجاً معلوم ہوا کہ وہ شیخ عبد الرزاق تھے اور چاہتے تھے کہ میری نسبت تعریف ظاہر کرے اور دست برد چاہے صحبت بہت عالی تھی اور بہت آدمی بزرگ موجود تھے میں نے اپنے کو اپنی نسبت پر فخر کیا اور اپنی نسبت کو خوب مضبوطی سے نگاہ رکھا وہ اس بات کو پا گیا اور زیادہ تعریف کے درپہ ہوا اور دونوں آنکھیں میرے اوپر جا دیں اور سر پامیری طرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ میرے اوپر بار ڈالے میں نے سبقت کی اور میرے شانہ پر زور اور دست مبارک بائیں شانہ پر رکھا ام ایک بار تھا انکے حوالے کیا اور چونکہ کفر و اُسکی تعریف کا دور کرنا دل میں تھا پیش لگیا اور تو جگا اُسکے کچھ اثر نہوا بار اُسکے اوپر پڑا ایسا تاثر ہوا کہ پس اُسکی پیشانی پر لگا شرمندہ ہوا میں بھی شرمندہ ہوا

کہ پیر اور عزیز تھا آخر کو میں نے اسکے والد کیا تا کہ جو تصرف وہ چاہے کرسد وہ اس بات پر حاضر ہوا پھر تہنیت کے درپہنما
با انہی کام نکر سکائیے شرم آئی کہ زیادہ فعل ہو میں اسی وقت آٹھا اور باہر چلا آیا

مولانا حسام الدین پارسا بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے خاندان سے ہیں اور آغاز احوال میں حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کی
صحبت میں مشرف بشرف قبول تھے لیکن حضرت خواجہ نے اُسکی تربیت خواجہ علاء الدین کے حوالے کی اور
وہ آپ کی ملازمت میں درجہ تکمیل و اکمل کو پہنچے آپ میں کمال پر ہیر کاری اور تقویٰ اور رعایت لوقا
شرعیہ تھی اور اپنے احوال و اوقات کی محافظت میں اہتمام تمام رکھتے تھے حضرت فرماتے تھے کہ جب ہر بات
سے میں مولانا یعقوب چرخ علیہ الرحمہ کی صحبت کے ارادہ سے جلاںخ میں آپ سے ملاقات ہوئی بہت خوش
کی کہ طریقہ خواجگان بیان کون اور آنسے طریقہ لون ہر گاہ کہ مولانا یعقوب کی ملازمت کی نیت تھی میں نے قبول
کیا بہت مبالغہ کیا خاطر اس طرف نہ گئی آخر فرمایا مجھے اس قدر مجال دو کہ اس طریق خاص کا بیان کروں شاید کہ
کسی وقت تمھاری خاطر کہ بعض کو اس طریق سے تربیت کرو اور ممکن ہو کہ لوگ تمھیں اس طریق کی خواہش
کریں غیر تمھیں معلوم رہے اسکے بعد وہ طریق بیان کیا اور فرمایا کہ بہت آدمیوں کی مستند اسطرح کی ہوئی
ہو کہ اس نسبت پر قہوڑے عرصہ میں اس قدر جمعیت حاصل ہو جاتی ہو کہ بہت مدت میں اس نسبت بغیر
حاصل نہیں ہوتی اور اس طریق کا چائنا تکرور ہوگا اتفاقاً جب تاشکندین ہو چکا ایک جماعت آئی اور تھے
طریق خاص کی خواہش کی معلوم ہوا کہ مولانا حسام الدین اسی وجہ سے وہ تمام احرار فرماتے تھے سادریہ بھی
حضرت نے فرمایا کہ مولانا حسام الدین کے اوقات شیخ بہار الدین عمر ملکہ شیخ زین الدین خوانی کے اوقات سے
باوجود کثرت اور اوادو کارائے زیادہ مستحکم تھے کمال سعی اور اہتمام رعایت اوقات اور احوال کی حفاظت میں کرتے
تھے صبح سے عصر کے وقت تک ہواے وقت قلیل کے تجویز کی تھی کہ لوگ آپ کی ملازمت میں آمد رفت کریں اور نماز عصر
کے بعد سے صبح تک کوئی شخص اُنکے پاس نہ جانا اُنکے اوقات بہت مضبوط اور محفوظ تھے نماز تہجد اور شہاد
وچاشت اور تمام سنتوں کو لازم رکھتے تھے اور یہ عبادات اور تمام آداب شریعت خاطر جمعی کے ساتھ اُنکو حاصل تھے
اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا حسام الدین کہتے ہیں ہر چند جمعیت خاطر ہو لیکن وقت طعام ہم ہمہ کھانا سنانی
نہیں اور چاہیے کہ ترک ننو۔ اور حضرت سے سنا ہو کہ فرماتے تھے مولانا حسام الدین سے میں نے پوچھا کہ ابتداء سے
کار میں طریق خواجگان قدس الامداد و احکم اندوکار ایشاد و کسوا سطلے کیا ہو آپ نے جواب دیا کہ اس مقام پر

ذکر درجات کی بندی کے لیے ہو

مولانا ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

یہ خواجہ غلام الدین عطار کے اصحاب عظام سے ہیں حضرت خواجہ کے انتقال کے بعد خواجہ حسن کی خدمت اور صحبت میں رہے حضرت فرماتے تھے کہ سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی نظر ہمیشہ مبذول رہی اور مہنی توحید کا انہر غلبہ تھا جو عارضہ اور عارضے اس عالم کے پیدا ہوتے حضرت سید آپ کو مشرب توحید کے موافق اُسپر چھوڑ دیتے اور اُسکے مستقفا پر معاملہ اس سخن کی تقریب سے فرمایا کہ جس عرصہ میں حضرت خواجہ حسن عطار قدس سرہ خراسان میں آئے تھے اور ہرات میں حضرت سید قاسم قدس سرہ کے لنگر میں گئے اور انہی ملاقات کی اور حضرت مولانا ابوسعید بھی خواجہ حسن کی ملازمت میں تھے جب حضرت سید کی صحبت میں بیٹھے مولانا ابوسعید کی خاطر میں آیا کہ حضرت سید کے باطن میں تصرف کہیں اور اس مقام میں ہو کر مستعد اس کام پر ہوئے حضرت سید واقف ہوئے کہ مولانا ابوسعید کا داعیہ تصرف ہوا تھا کہ اہل توحید کا مستر وسیع ہو اپنے معین حضرت مولانا ابوسعید کے واسطے چھوڑ دیا اور اُنکے تصرف پر راضی ہوئے حضرت مولانا نے پورا تصرف کیا ہوا اس طرح کہ حضرت سید کو ایک فہول اور غفلت ہو گئی اور ایک ساعت خوب اپنے سے غائب رہے اتفاق کے بعد سر اٹھایا اور حضرت مولانا ابوسعید سے کہا بزرگ اللہ بزرگ اللہ کرم اپنے کیا اور عنایت فرمائی حضرت خواجہ حسن اور مولانا ابوسعید دونوں اُس صورت سے شرمندہ اور منفعل ہوئے ہیں اور جب باہر آئے خواجہ حسن نے مولانا ابوسعید کو اُس نے ادبی بر بلاست کی ہے

خواجہ عبد اللہ امامی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب حضرت خواجہ غلام الدین سے ہیں قدس سرہ فرمایا کہ اول بار جو میں حضرت خواجہ غلام الدین قدس سرہ کی صحبت میں ہو چکا بہت بڑی شغوی زد و روگم شہد صال اینست پس + تو مبارک اصل کمال کیفیت پس ترجمہ جاگم اسین ہو کہ ہو یہی وصال + تو نہ اصلا کہ ہو یہی کمال + آپ نے ایک بڑے سادات کے التماس سے جاتیہ خواجگان میں رسالہ مختصر نہایت مفید لکھا ہو کہ اس میں سے بعض معنی یہ ہیں جو تیر کا لکھے جاتے ہیں - رشتہ طائفہ علامیہ کی توجہ کا طریقہ اور انکی نسبت باطنی کی پرورش کا ایسا ہو کہ جب چاہیں کہ اُسکے ساتھ اشتغال کرنا پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت پائی ہو خیال میں لائیں یہاں تک کہ حرارت کا اور انکی کیفیت مہودہ کا اثر پیدا ہوا اور اُسکے بعد اُس خیال کو نفی کریں بلکہ اُسے نگاہ رکھیں اور انکے کان اور سب قوس کے ساتھ متوجہ بقلب ہوں کہ وہ حقیقت جامعہ انسانی ہو اور مجموعہ کائنات کا علوی و سفلی اُسکا مفصل ہو ہر چند وہ حلول سے اجسام میں منزہ اور مبرا ہو لیکن ہر گاہ اُسکے اور اس قلعہ لحم صنوبری کے درمیان نسبت ہو تو اس صنوبری کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور چشم و فکر و خیال اور جمیع قوس کو اُسپر مچکا دینا لازم ہو اور اُسکا حاضر ہونا چاہیے اور دل کے دروازہ پر پھینکا اور ہلکوشک نہیں کہ اس حالت میں کیفیت غیبت اور پیروی کی ستمہ دکھلانا شروع کر دے اُس کیفیت کو ایک راستہ فرض کر لینا چاہیے اور اُسکے پیچھے پیچھے جانا اور جو فکر پیش آوے اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ ہے

اسکی نفی کوئی چاہیے اور اُس جبروی کے ساتھ مشغول نہونا اور اُس جگہ میں بالکل گریز کرنی جب تک کہ وہ نفی نہوالی
 اُس شخص کی صورت سے کرنی چاہیے اور اُسکو نگاہ رکھنا اور بصورت و نسبت پھر پیدا ہوا اسوقت خود وہ صورت
 نفی ہو جاتی ہے مگر چاہیے کہ شخص متوجہ اُسکو نفی کرے اور اگر بالفرض وہ صورت و سوسہ کی وہ نہو چند بار اسٹیم فعال
 کے ساتھ محبت معنی دل میں مشغول ہو کہ البتہ دفع ہوگی اور اُس سے بھی دفع نہو چند بار تا مل لا الہ الا اللہ میں کرے
 اس طریق سے کہ لا موجود الا اللہ تصور کرے اور وہ دوسو سہ و تشویش دیتا ہو خواہ کسی قسم کا ہو چونکہ ایک موجود ہو
 موجودات ذہنی سے بالتحقیق اُسکو حق سبحانہ کے ساتھ قائم دیکھے بلکہ عین حق جانے اسواسطے کہ باطل بھی بعض
 ظہورات حق سے ہو اور محسوس نہیں کہ اس تامل میں ذوق آوے اور نسبت عزیزان کو قوت حاصل ہو اور اسوقت
 اُس فکر کو بھی نفی کرے اور حقیقت بخودی کی طرف متوجہ ہو۔ اور اُسکے پیچھے جائے اور اگر لا الہ الا اللہ کے دل میں کہنے
 سے بھی حضور نپا وے چند بار جہر سے کہے اور اللہ کو مدد دے اور بڑھائے اور دل میں اتار جائے اور اسقدر
 مشغول ہو کہ بہت لول نہو جائے اور جب دیکھے کہ لول ہوگا ترک کرے اور جانے کہ جب تک غیبت اور بخودی
 اور نسبت عزیزان ترقی میں ہو حقائق اشیا میں فکر کرنا اور جزئیات میں دھیان لگانا عین کفر ہے **مصرع**
 باخودی کفر و بخودی وین مست ترجمہ باخودی کفر بخودی دین ہے + بلکہ اسما و صفات حق سبحانہ میں بھی اسوقت
 فکر کرنا چاہیے اور اگر ہوئے بھی تو اُسکو نفی کرنا چاہیے اُن طریقوں سے جو مذکور ہوئے اگر کوئی کہے کہ اس صورت میں
 نفی حق لازم آتی ہے ہم جواب دیتے ہیں کہ حق کو حق کے لیے نفی کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا
 ہو پس اگر فکر حق معرفت میں ہو ہر چند نفی اُسکی کر چاہیے زیادہ ہو اسواسطے کہ حق کسی کی نفی سے منفی نہیں ہوتا اور نہ اکل
 ہو اور نیز اس طائفہ علیہ کی روحانیت کا مطلب توجہ نسبتی ہے کہ دادی حیرت کی سرحد ہو اور انوار ذات کی تجلی کا
 مقام ہو اور وہاں وجود نہیں رہتا اور اسما و صفات میں فکر بیشک اس مرتبہ سے ادنیٰ ہے اور چاہیے کہ بازاریں
 اور گفتگو میں اور کھانے اور پینے اور سب حالات میں اپنی اُس حقیقت جامعہ کو نصب العین کرے اور اُسکو ظاہر
 جانے اور ہر وہی صورتوں کے ساتھ اپنے حضرت جامعہ سے غافل نہو بلکہ سب چیزوں کو اُسکے ساتھ قائم جانے
 اور کوشش کرے کہ اُسکو تمام بجلی اور بڑی چیزوں میں مشاہدہ کرے تاکہ اُس جگہ ہوئے کہ اپنے تئیں سب میں
 دیکھے اور تمام اشیا کو اپنے جلال باکمال کا آئینہ سمجھے بلکہ سب کو اپنے اجزا اپنے مصرع نیک بہ سب جزو ہیں روشنی
 اور بات کہتے وقت بھی چاہیے کہ اس مشاہدہ سے سب نہو بلکہ گوشہ چشم دل اُسکی طرف ہو اگرچہ ظاہر میں دوسری
 چیزوں میں مشغول ہو بہت از درون شو آتشنا از درون بیگانہ دش + اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان چشم
 اندرون سے آتشنا باہر سے بیگانہ کی شکل + اس طرح اچھی روش ہوتی ہے کہ دنیا میں بس + اور چند صحبت زیادہ بہت
 قوی تر ہوتی ہے جب اُس مرتبہ کو ہوئے کہ دل اور زبان میں فرق نہ کر سکے اور خلق اُسکے حجاب حق سے اور حق اُسکا

حجاب خلق سے نو اس وقت ممکن ہو کہ صفت عذیبہ سے اور اشخاص میں تصرف کیے اور اجازت ارشاد اور دعوت خلق بحق کی اس شخص کو ہو جو اس مرتبہ کو پہونچے اور چاہیے کہ اپنے تئیں غصہ کرنے سے نگاہ رکھنے کے غصہ ہونا باطن کو نور معنی سے خالی کرتا ہو اور اگر غصہ واقع ہو یا قصور ہو جائے کہ کدورت سخت طاری ہو اور سرشتہ نسبت کم یا ضعیف ہو جائے تو غسل کر ڈالے اور اگر قوت مزاج و فاکرے تو ٹھنڈے پانی سے کہ بہت صفائی دیتا ہو ورنہ گرم پانی سے اور کپڑے پہنے اور خالی جگہ میں دو رکعت ادا کرے اور چند بار سانس زور سے کھینچے اور اپنے تئیں خالی کرے اور پھر اسی طریق سے متوجہ ہو اور خطاب میں بھی اپنے حضرت جامعہ کے سامنے تضرع و زاری کرے اور بالکل اسکی طرف متوجہ ہو اور جانے کہ حقیقت جامعہ تمام ذات و صفات حق کی منظر ہو نہ یہ کہ حق سبحانہ نے اس میں حلول کیا ہو بلکہ یہی ہو کہ جیسی صورت آئینہ میں ہو پس یہ عاجزی اور نیاز مندی حق سبحانہ کے سامنے ہوگی

شیخ عمر ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کے اصحاب سے ہیں اور آپ مقبول کمال آپ کے تھے حضرت نے انکو دیکھا ہو اُنہی نقل فرماتے تھے کہ شیخ عمر کتے تھے مشائخ غفہ اہل حق نے مشائخ حنفیہ اسان کو خط بھیجا کہ ہمارے جو احوال و مواجید ہیں اُنکے معانی کی تعبیر ان الفاظ سے کی ہو تھیں اس میں کیا کلام ہو اور چند الفاظ کہ اہل مجاہدہ و شگافہ کے اصطلاحی ہیں لکھ بھیجے خراسان کے مشائخ نے یہ دعوت اور راہنہ کے مشائخ سے عرض کی اور انہوں نے مشائخ ترک سے پوچھا مشائخ ترک نے فرمایا ہم یہ نہیں جانتے ہمارا جواب ہو کہ پارتھیشی پرتیمان و پارچہ بغدادی پرتیمان یعنی سب خوب ہیں ہم بُرے ہیں سب گہون ہیں ہم بخوسہ ہیں یعنی اصل کامل طریق میں نقصان لفظی وجود ہو۔

مولانا احمد مسکہ رحمہ اللہ

یہ منجملہ اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے ہیں اور آپ کے ملازم اور خدام آستانہ سے حضرت نے فرمایا کہ ایک دن مولانا احمد مسکہ نے اوائل احوال میں حضرت خواجہ سے اجازت مانگی کہ بدخشان میں اپنے عزیز و اقارب کے ملنے کے لیے جاوے اور بدخشان سے پلٹنے کے وقت راستہ میں ایک جگہ پہونچے کہ ایک غول صحرانہ لوگوں کی ٹرکیوں کا پانی میں اتر کر نہا رہا تھا مولانا احمد کو دوسو سہ اُنکے دیکھنے کا ہوا اور یہ دغدغہ اُسپر غالب ہوا اور اُسکو بغیر ارکڑیا اسکی خاطر میں آیا کہ ایک بار دیکھ لوں اور اس تشویش سے غلام ہوں آگے جا کر ایک لحظہ اُنکو دیکھا اور پھر آیا اور جب حضرت خواجہ کی صحبت سے مشرف ہوا اتفاقاً ایک مجمع کثیر اور مجلس بزرگ منعقد ہوئی تھی حضرت خواجہ بر سر جماعت مولانا احمد کی طرف متوجہ ہوئے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ و اہم میں مجاہدہ ہر اس زمانہ سے کہ ہمارے سامنے سے گئے اور واپس آئے اس مدت میں جو کچھ تمہارے اوپر گذرا اُسکو سبیل احوال بیان کرو مولانا احمد بیان کر چلا اور بہت کچھ کہا سب نظارہ و خزان کے قصہ پر پہونچے تو اُسکو بیان نہ کر سکے حضرت

خواجہ نے فرمایا کہ کچھ باقی رہا ہے جو تمہیں نہیں کہا البتہ کہنا چاہیے چارہ نہیں ہے اور اگر تم نہ کہو گے ہم کہہ دینگے اور تم کو رسوا کرینگے مولانا احمد نہایت مضطرب ہوئے اور کوئی علاج بجز افشا اس راز کے نہ دیکھا آخر الامر نہایت شرمندگی سے تمام تر قصہ بیان کیا حضرت خواجہ نے مولانا احمد سے نہ پچھرا اور فرمایا کہ جو ان گرم رو کو دیکھو مولانا احمد کہتے تھے کہ میں اس مجلس میں دہشت اور خجالت سے ایسا ہو گیا کہ نشان میری ہستی سے باقی نہ رہا تمام جو میرا گویا کہ جان دشمن سے نکل گئی اور بالکل اپنے سے میں خالی ہو گیا

درویش احمد سمرقندی رحمہ اللہ

کنیت اسکی ابوالمیاسین ہے اور لقب جمال الدین اور نام اسکا احمد بن جلال الدین محمد سمرقندی الکرجی درویش احمد ظاہرین مرید شیخ زید الدین الخوافی قدس سرہ کا ہے اور حضرت نے اس کے لیے اجازت نامہ لکھا ہے اور شیخ آخر میں اپنا نام مبارک اور تاریخ کتاب ایسی لکھی ہے کہ تب ندہ الاثر العبد الفقیر الی الکرم الوافی زین الخوافی ثبۃ المد علی قوانین اہل الطریقۃ واہل صلوۃ الی ذرۃ مقامات الکمل من ارباب الحقیقۃ تذکرۃ للولد الاعز البیاض احمد السمرقندی فتح المد علیہ ابواب الحقائق وعرفۃ التیغیز بین الدرجات والدقائق فی رجب سنۃ احدى عشرین وثمانۃ فی بعض نواحی ہرات صینت عن الکافات لیکن حسب حقیقت مشرب اہل توحید وجود اسیہ غالب تھا اور خاندان خواجگان سلسلہ نقشبندیہ قدس الہدار و احکم سے تو لا اور صحبت کرتا تھا اور سفر خراسان و عراق اور حجاز اور اورابر النہر سے بیشتر حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی صحبت میں اکثر حاضر ہوتا رہا اور حضرت کی مجلس شریف کی برکات سے بہرہ مند بچتا تمام ہوا اور بعد از مفارقت صوری اور مہاجرت جزیری کے ہمیشہ آپ کی صحبت اور خدمت کے جاتے رہنے پر اہل ہاجرست اور ندامت کرتا رہا جیسا کہ اُن خطوط میں جو آپ کو لکھے یہ مضمون واضح ہے اور انھیں لکھتوں سے یہ مکتوب خط مبارک درویش احمد سے شہادت کے واسطے نقل ہوا ہونا ہوا جامع ازہر و جہانہ و عالی مشرقیان و مغربیان لیتی را القیہ عزا و ملائکہ غرہ مصفاۃ ان نور دیدہ مردم عالم کہ مردم دیدہ خواص آدم مستقیمہ نظر انوار سبحانی و لطیفہ مبطل آثار رحالی پر تو شعاع خلق ارواح شبنم ہوا سے ارغین صباح المستبدع سلاستہ من العنصر العظیم المستخرج فصائلہ من اردیۃ الکریم فی بعض تحقیق نقطۃ حیاض التوفیق عنوان صحائف الطریقۃ لمعان لوائح الحقیقۃ شہاب فلک الدیۃ ورمی سمار الوالیۃ دائرۃ نقطۃ الالباب نقطۃ دائرۃ الاقطاب سکینۃ قلوب العاشقین علاء الحق والملة والدين شمس الاسلام والمسلمین المخصوص باطلاۃ رب العالمین مخدوم کہ زجاجہ دل محبان بفرغ زیت وجود او نور علی نور مست وخطبہ بدہمت لسان صدق فی الآخرین بمورد انوار او مذکور البسۃ القدیاس المجد والجلال واسکنہ مقاعد الاعمال پراہ سعادت بادوانی و مرید اتبالی نامنا ہی ارزانی دارد و ہو المحیب لمن دعواۃ القبول والاعطاف

نظم فی ای غزل نور این سعادت را + چو آفتاب بر ایوان آسمان دارد + صیقلی بختی ارق من نسیم الاستیجار +
 وثیقہ کجی الیج من شمس المازمار + اے اقصیٰ خایات العبودیۃ ویدی نہایات العبودۃ ازین خفیفیض نیاز بدان
 ذرہ معانی نازک رسد معالی و اعزازست تبلیغ می افتد شمع الایسیر السراج من انوار الیہ تحمل رے اہل الخیام سلامی + و عرضہ
 میدید بدان آستان کہ تخم کردی و رومانی و عروہ و ثقی زینی و زمانی کہ نینہ قدم ہل ستین آسانی است آن دودمان
 آفتاب اضابت کہ شمع ہایت سراسر جہان در ظلمات کین است بیست بقا ہم عصمتہ الدنیا و عین ہم چمن
 سطلہ منفیۃ الایام فسدل چسکین غریب شکستہ تنہا بندہ فلفلس و محب متخصص کہ غریق بجا فراق و حریق نور اشتیاق
 است احمد کہ کمینہ فحلین بردار آن عقبہ است بچہ نمین زمین آن در گاہ کہ نمود و خبتہ عرضہا است بسیلہ بختین مژدہ گوہر
 و دامن چہ روزگار خاک آن سرکوی دولت کہ موقوفہ سیماست بختیاران و مرطاف کرامت نیک بختان است
 می رود و لب صہرت حاشیہ آن بساط مبارک کہ بوسہ بے لبتہ اہل الدار است می بوسد و در قبول عذرت
 و تقاضا عذرت انبیا و اولیا صلوات الرحمن علیہم و قدس الدار و احسن تمنیع می آورد کہ درین مدت تقصیر علی الدوام
 جوامع ہمست و مجامع تہمت بر آن موقوف و روبروہ است کہ بہر چہ زود تر خوشیستن بردار آن صف ثمال بجای ساخته آید
 لیکن چون تول احوال و مقدمات آجال و آجال بباب موانع و نقایا آمد و در روی کار این بیچارہ کے کشیدہ است
 و ترجمہ تقدیر و سلسلہ شہیت در زندان نریان و ہجران نمودن و بدستہ جز صبر و تسلیم روسے نمودہ است بہت
 کسی ترجمان و چہ ادم نمی تواند زد + کہ نقش بند خاوت و رای چون و چرا است + آکل نامیق المرید رکہ + چتری
 الیاح کما لا تشنی و یسفن + روز و شب بادم آتشین سباح و آہ غمیزین سراج دواح گاہ مبارک آتشین می بستہ ام
 کہ ہنبار الخلوہ عین میدادہ کہ این چہ عقدہ است کہ وقت دکا این شکستہ انگند کہ بعد از آن کہ آفتاب سعادت بر این فلق نشاء و ہنار
 غرت سایہ رحمت بر این محروم اندخت + و کف مسایان اہل الحق مغایہ تی مدیدہ ظنی بود و در حوزہ نور و ہفہ سہ و رکہ مطرح آہ
 انوار خورشید حق و شرح البصار انظار حقیقت است الذی یقصد الیہ القاصدون و العاقدون و فیض الادلون الاخر
 روزگار طمان آیات بینا شدہ کی نمودہ شواید ابراجاز و ذلال کل اعجاز نامتناہی مشاہدہ کرد و بر این سلسلہ و حج و اضحہ
 مالا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر از حجب غیب و استار لاریب نظارہ کرد و نگاہ دست نامرادی رقم
 مہانیت بر لوح آن ملازمت کشیدہ کار گذاران این خمیہ آگہون کہ فراشان کلمہ اذہایان کن فیکون انداخت این
 گدای بر راحہ فراق بر بستند و از آن مرکز عرواقبال کہ محل اعلائی کلمۃ الحق است مراکبات آفاق و اطراف اقطار
 بر نشانی کرد بہت و ان کنت لا ارضی بوجل متقطع + فنا انا راض بواقی فی خیالہا بہت یارب چہ عہد بود کہ عہد صالح بود
 در گلشن امید نسیم شمال بود + آسودہ بود دل ز فراق و بسوخت جان + ہر دم زد دوست تازہ نوید جمال بود + کشتی چنان
 ر بود و زاعبہ آن دصال + گشتی کرد و آئینہ جان خیال بود + امید از کون کون و مکان و مقدر کن فکان آنست کہ کبار

اسکی مجلس سے نفرت دلاتے اور بہت منع کرتے اور بالکل اُس سے دل ہٹا لیا اور اُنکے رنج خاطر کا سبب یہ تھا کہ درویش احمد برسرِ منبر حضرت سید قاسم قدس سرہ کے ابیات بہت بڑھا کرتے اور آخر مجلس میں بھی فرماتے تاکہ قوال اشعار سید قاسم کے گاتے تھے اور ہر چند حضرت شیخ اُسکو روکتے باز نہ آتا اور اس جہت سے درویش سے وہ نہایت رنجیدہ خاطر ہو گئے تھے یہاں تک کہ درویش کی مجلس و عظیمین سات آٹھ آدمی سے زیادہ نہ رہے حضرت نے فرمایا کہ یہ بخش اور غضب حضرت شیخ کے بعد ازان ہوئی کہ کہ میں ہرات سے جانب حصار دہلہ کے حضرت مولانا یعقوب چرخ علیہ الرحمۃ کی ملازمت کو گیا تھا اور تین مہینے اُس سفر میں رہا جب ہرات میں پھر آیا درویش کی صورت حال اور حضرت شیخ کا غضب اور کیفیت اُسکے وعظ کی اس بے پرواہی پر کہ واقع ہوئی تھی میں نے سنی مجھے بہت ملال ہوا اور اُسوقت مجھے درویش سے چندان آشنائی نہ تھی ایک دن ملک دروازہ سے شہر میں آتا تھا درویش پل روانہ ہوا سانسے آیا اور گھوڑے سے اُترا اور کہا آپ کی صحبت کی نیت سے میں اپنے گھر سے نکلا ہوں چاہتا ہوں کہ آپ کے حجرہ میں آؤں اور درویش جو عرض کروں اور اُسوقت حجرہ کی کبھی حضرت مولانا سعد الدین کا شغری کے پاس تھی دل میں کیا نہایت حضرت مولانا پھانسیں تب درویش کے ساتھ اپنے حجرہ کی طرف جو مدرسہ غیاثیہ میں تھا روانہ ہوا اور اُسے گھوڑا اپنے گھر بھیجا اور راستہ میں حضرت مولانا سعد الدین نے ہم سب حجرہ میں آئے اور جب بیٹھے بات کرنے سے پہلے درویش نے رونا شروع کیا پھر اظہارِ ملال کی شکایت کر کے تمام قصہ بیان کیا کہ مجھے ایسی اور ایسی نیند پہنچائی اور میری مجلس و عظیمین کوئی نہ رہا اور اشعار کلام میں بھی بہت رویا پھر کہا میں اپنے کام میں نہایت حیران تھا ایک غمیز نے مجھے کہا کہ تیرے کام کی کشود اگر تو فلان شخص سے ممکن ہو اس امر عظیم کی سربراہی دوسرے کے ہاتھ سے نہوگی اور اُس دست نے مجھے آپ کے لیے امر کیا جو اب میں نے اپنا دست نیاز آپ کے دامن عنایت میں دیا ہے حضرت نے فرمایا کہ قصہ درویش کی سماعت اور اُسکی گریہ و زاری سے میں نے اپنے دل سے ہر رنج معلوم کیا اور میری دلچسپی بلامین نے دیکھا کہ خاطرِ اختیار درویش کی طرف متوجہ ہوئی اور اُس طرف مشغول ہوئی میں نے کہا مضافاً کہ نہیں ہر تم فلانی مسجد میں آؤ اور وعظ کو ہمارے دل میں آیا کہ اللہ تعالیٰ ہماری مجلس کو جمعیت اور کثرت پہلے سے زیادہ ہوگی درویش خوش ہو کر اٹھا اور اس مسجد میں کہ اشارہ ہوا تھا وعظ کا شروع کی بعد از چند روز لوگوں نے اسے ہجوم کیا کہ وہاں مسجد عظیمین باپڑا اسی جہت سے تین چار مہینے کے بعد ازان اجتماع اور غوغا اُسدرجہ کہ ہو چکا کہ خواہ غوغا مسجد جامع میں باپڑا جامع مسجد میں خلق کا انبواہ ہوا کہ ہر مجلس میں چند نوبت درویش کثافتہ اُسکو بچنے کے نزدیک بیٹھو ہر چند آدمی ایک دوسرے سے ملکر بیٹھتے تھے درویش کی آواز مجلس کے کناہ میں نہیں پہونچتی تھی اس غوغا اور ازدحام کی خبر حضرت شیخ زین الدین خوانی کے کان میں پہونچی ہر چند اُنہوں نے مقابلہ میں کوشش کی پیش رفت نہوئی اور مجلس درویش کی کثرت زیادہ ہوئی اور لوگوں میں مشہور ہوا کہ ایک کتا جوان نے شیخ زین الدین خوانی سے معارضہ کیا اور بازی لگیا اسکے بعد شہر ہرات میں ہم مشہور ہو گئے شیخ کے

مرید جہان سکھو دیکھتے باہم کہتے کہ انھوں نے درویش احمد کی مدد کی اور اُسکی مجلس کو رواج دیا فرماتے تھے کہ اول مقابلہ کہ جوانی میں ہنسنے کیا شیخ زین الدین خوانی سے کیا اور غالب آئے اور فرماتے تھے کہ طفولیت سے پھر میرا طریقہ اس طرح رہا ہو کہ کوئی لڑائی اور عناد میں غالب میرے اوپر نہیں ہوا جیسے مجھے جنگ کی اُسکا کام نہوا اور فرماتے تھے کہ میرزا سلطان ابوسعید کہتے تھے کہ خواب میں نے دیکھا تھا کہ اولیا کی ایک جماعت نے مجھے کہا کہ خواجہ عبدعزیز میں بڑی توفیق ہو اُس سے لڑائی اور عداوت نہیں کر سکتے جس طرف وہ ہو اور جو اُسکا دل چاہے وہی ہوتا ہو فرمایا کہ سچ خواب دیکھا تھا صغیر سن سے جانتا ہوں کہ جسے مجھے لڑائی کی مغلوب ہوا اور اُسکی نہیں کچھ چلی حضرت خواجہ عبدالحق عجدوانی کے خادموں اور ملازموں سے کہیکو لڑائی کی مجال نہیں ہو البتہ وہ غالب ہیں حضرت درویش احمد کی وعظ کے بہت معتقد تھے فرمایا کرتے کہ درویش احمد کے وعظ کی طرف میری خاطر بہت اہل تھی بہت اچھی باتیں کہا کرتا اُسکی مجلس وعظ میں شیخ ابوجنص حداد و شیخ ابوعثمان حیری ہوتے چاہتے تھے اور کہیں فرماتے کہ اُسکی مجلس میں شیخ ابوالقاسم حنبی اور شیخ ابوبکر شبلی حاضر ہوتے تو نرا دار تھا کہ اسکے حقائق بلند کو سنتے ایک دن انہی مجلس وعظ میں سخنان بلند اور باریک کہتے تھے ایسا بایا کہ اپنے منکران مجلس کہتے ہیں کہ ایسی باتیں کیلئے کہنی چاہیں جو کوئی سمجھے فی الفور کہنے لگے کہ اس سبب سے کہ تو لپٹ ہو اور اس گروہ کے سخن حال کو تو نہ سمجھے کہاں سے معلوم ہوا کہ مجلس کے سب حاضرین ایسے ہی ہیں شاید کہ اس مجلس میں ایسے لوگ ہوں کہ یہ سخن اُنکی نسبت گذرتے ہوں سب کو اپنے شل کم سمجھ اور لپٹ نہ جانا چاہیے اور حضرت یہ بھی فرماتے کہ درویش احمد برسہا برس نہایت اونچی باتیں کہہ رہے تھے اور نظامی لوگ طعن و انکار سے زبان کھولتے تھے اور اُنکی طرف سے جواب معتقدان کا یہ تھا کہ یہ سخن اُنکے لیے اختیار آتے ہیں اور بعض اہل مجلس کی استعداد کے موافق کہے جاتے ہیں اُنکا کوئی اختیار اور گناہ نہیں ہو اور حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک میں اُسکی مجلس میں حاضر تھا اُنسے ایک سخن نہایت درجہ بلند اور لطیف ظاہر ہوا اور وہ اس سخن پر قائل ہو کر رہے تھے اور اپنی استعداد سے پیدا ہوئے جیسے اہل مجلس پر بہت احسان رکھا اور کہا میں ہی ہوں کہ میرے واسطے سے حق فیضی اور معارف لاری ہی بھارے کان میں پڑتے ہیں اور تحسین اُنکی قدر نہیں اور اُسکے شکر سے عمدہ برا نہیں ہے اور اس مضمون کو دوبار لکھا اور بعد سے زیادہ احسان رکھا اور اس باب میں بہت ہی سبائے کیا مجھے بہت ناپسند آیا کہ کیا کوئی غمگین ہو کہ یہ سخن تیری حقیقت سے پیدا ہوا ہو کیونکہ میں اُسپر حمل کرتا کہ اس مجلس میں شاید بعض ہوں گا اُنکی استعداد و مبدء و فیاض سے ان باتوں کا جذب کرتا ہو اگر اہل مجلس کی قابلیت اور استعدادات خون تم کو نہیں پہنچے میرے گرد جہت تھا میں نے اُسکے گریبان میں اپنا سر کر لیا اور اُنکو ٹھٹھے لپے گا تو نہیں در سے برکیلے اور جس نفس کر لیا اور کہہ دیا میں بات نہیں سننا دیکھوں کس طرح تو معارف کیلئے فوراً حاضر یعنی بند اور عاجز ہو گیا اور سخن کا راستہ اُسپر سے ہو گیا ہر چند کوشش کی کہ بات کہے مگر نہ آئی جانا کہ یہ بندش کہاں سے ہو مگر برپا سے کہنا شروع کیا کہ یہ کیا بات ہو

ایک فقیر پر راہ سخن کو بند کر دیا اور سامعین کو محروم کرنا آخر چارہ بند کچھ نہیں سے اُتر آیا اور میں نے اپنے کو لوگوں میں اُسکی نظر سے چھپا دیا اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ درویش احمد بہت دلیر تھا اپنی وعظ میں کہتا تھا کہ ایک دانشمند اور عالم جلدی سے نماز ادا کرتا ہے اور تحمل اُسے نہیں کہ امام سلام پھرے جلد مسجد سے نکلتا ہے جا رہا ہے دعوت پہنچتا ہے دربار علیہ السلام فیروز شاہ میں کہتے کہ مانتہ پھر کیا استغفر اللہ استغفر اللہ اگر دنیا سے کہ دن حق سبحانہ سوال کرے کہ جو کُنّا کہ مرگزاں سے نافرمانی اور گناہ نہیں ہوا اُسکے نام کا ایسے نافرمان گروہ پر کس واسطے اعلان کیا گیا جو اپنے ہنگامہ کس مکان میں علیہ فیروز شاہ کے جو زندگی میں قوت رکھتے ہیں اس جماعت کو یہ قوت نہیں ہے جو کچھ اُنھوں نے زندگی سے پیدا کیا ہے اور جو مردار اُنھوں نے جمع کیا اُسپر لوگ اٹھتے ہوئے ہیں اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایک دن درویش احمد اپنی وعظ میں فرماتے تھے کہ بعد ازین چند روز دعوت نہ کوں گا اس واسطے کہ وعظ علی الدوام و قسم کی ہو کہ لوگ کہہ سکتے ہیں ایک یہ کہ سبب متابعت فریعت بالکل آپ سے رستگاری پائی ہو اور نفس کے آثار و داعی سے اُس میں کچھ باقی نہیں رہا نہ رجوت اور نہ حظ نفس اور طلب نفع باعث نہ ہو بلکہ حقانیت محض اور شفقت بر مہروم باعث ہو دوم وہ شخص کہ اُسکو آخرت اور حق سبحانہ سے کچھ غرض نہ ہو اور اُس عالم کے اسباب مہیا کرنے کی فکر نہ رکھتا ہو بلکہ اُسکا سچا مقصد خلق کی جانب ہو اور دنیا کے حظ و کام پورا کرنا اور رجوت نفس ہو اور حظ اُسکا ہو سو فی قسم اول سے نہیں اس واسطے کہ اُس نفس کی بقا یا سیرے اندر بہت ہیں اور میں صرف ہوں کہ میری طبیعتی خواہشیں تمام و کمال دو نہیں ہیں اور دوسری قسم سے بھی نہیں ہوں اس واسطے کہ امور آخرت کا ملاحظہ اور اُس عالم کے تہیہ سبب کا غم مجھے بہت ہے میں چند روز اور نہیں کہتا ہوں۔

رشتہ درویش احمد علیہ الرحمۃ کے خطا مبارک سے دیکھا گیا ہے کہ مجموعہ میں لکھا ہے کہ کنت فی القدس متوجہا اے حضرت اللہ سمعت منہ جل ملہ یقول جنت لی قلت کیف الجنة یارب قال جل وعلا تجلو شرک عن غیری والتوہ بالکلیۃ اسے سمعت فی درویش آبادی البقیۃ تاکار و عانی بکلام روحانی یقول این خود کہ گوئی من ذات شریف نیست ازین بات آن قسم کردہ شد کہ یعنی بے سبب و ہر مقید میں وجود مطلق است یعنی وجود مخلوق عین وجود خالق است چنین نیست تھا اے اللہ عن ذلک علو اکبر الحمد للہ کہ متبادرہ معلوم ہوا کہ وجود خالق مسندہ ہو اسما سے کہ میں وجود موجودات کا ہوا اور اُس روز بعد از طلوع و ذکر کے مشاہدہ کیا گیا کہ ایک نور ہی پھیلا ہوا اور تمام کائنات اُس نور صلی کے پرتو میں مثل ایک ذرہ کے ہے یہ واقعہ وہ ہے کہ جس طرح ایک نے نے شمس وجود کے نور سے نمود پائی ہو اور اُس طور پر یا بعینہ نسبت تمام موجودات کی آفتاب حقیقی سے ایسی ہی اس حیثیت سے کہ شمس حقیقی کے نور سے ظاہر ہوئے اور اُس کے ساتھ قائم ہیں اور اس فقیر کو عروج اور تخرید کراست کی اور وہ عروج ذات حق میں تھا سبحانہ تعالیٰ اور اُس تجرید اور معراج میں فرق ذات حق اور ذات اس فقیر میں وہ تھا کہ ذات حق کو نہایت نہ تھی اور

ذات اس فقیر کو فتاویٰ آیت و کلام فصل احمدیہ میں پیشاء اللہ والفضل العظیم نے اسی مقام سے خبر دی جو اس بزرگ
 نے اپنے مشاہدہ میں جو کہا ہے جس میں بینہ فرق الا ان اللہ مت بالعبد ویتہ اور شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری
 اللہ تعالیٰ روحہ کو جواب میں دیکھا گیا کہ فرمایا جہاں سے اور تیرے درمیان پدر و زندی ہو جیسا کہ الی اور توئی درمیان ہیں
 اور حضرت درویش احمد نے ان باتوں کے اخیر میں یہ ابیات لکھے تھے اشعار عشق کہ در و کوں سگانم بدینیت
 عنقہای غریب کہ نشانم بدینیت و برابر و نذر برد و جانم بدینیت و گویا کہ تیر و گمانم بدینیت و چہ آن نیاز من بر ز غلام
 از غایت ظہور عیانم بدینیت و گویم ہر زبان و ہر گوش نشنوم و دین طاف ترکہ گوش و بز بانم بدینیت

سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ جلالتہ طوران و مقبولان حضرت خواجہ علاء الدین عطار سے میں قدس اللہ تعالیٰ سو مہرت خمد و م قدس سرہ فخر الی
 میں لائے میں کہ اس فقیر نے بعض عزیزوں سے سنا ہے کہ قدوة العلماء و المحققین واسوۃ الکبائر المدققین صاحب نصائح
 ناظمہ تحقیقات رائے سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے سالک اصحاب میں مسلک ہوئے
 میں اور آپ کے خدام و مازان سے نیاز اور اخلاص رکھتے ہیں انھوں نے بار بار کہا ہے کہ جب تک میں شیخ زین الدین
 عطار کی صحبت میں نہیں پہنچا جو مشائخ شیراز سے میں نفس سے خلاص ہوا اور جب تک میں حضرت علاء الدین
 عطار سے شلا نہ آؤں نہ پہچان۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ میرے مولانا خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ میں مدرسہ الکی تیمور
 میں رہتا تھا حضرت سید شریف بھی وہاں رہتے تھے سردی کے موسم میں صبحی پانچ گھنٹے حضرت خواجہ علاء الدین
 عطار قدس سرہ کی ملازمت میں اولاد صاحب ہدایہ کے مدرسہ میں آتے تھے مجھے بھی ساتھ لاتے بہت دیر پہنچتے
 رہتے تب فرصت اور اجازت اندر جانے کی ہوتی صبح نماز کے وقت ملازم حضرت خواجہ تکلف کے کھانے شل کچھ اور
 مرغ اور دیگر تکلفات تیار کرتے مولانا بہار الدین انصاری جو علماء متقی سے تھے کبھی کبھی اس مجلس شریف میں آتے تھے کیا
 صبح کو یہ کھانے لائے انکی خاطر میں گذرا کہ سو کو درویش لوگوں کا یہ تکلف کس قسم کا ہو اور کیا فرد ہو کہ اس قدر تکلف کر حضرت
 خواجہ کو انکی تمیز پر افران ہوا فرمایا کہ مولانا بہار الدین کھانا نوش کردا اگر حلال ہو گا تو ضرر نہ کرے گا اور حضرت خواجہ علاء الدین
 سرور نے حضرت سید شریف کو مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمہ کی صحبت کا حکم فرمایا اور حضرت سید حضرت خواجہ
 کے فرمان کے موافق حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمہ کی ملازمت بہت کرتے رہے۔ حضرت فرماتے تھے کہ
 حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب حضرت سید شریف حضرت خواجہ علاء الدین کی صحبت میں آئے
 اور حضرت خواجہ نے انکو قبول فرمایا انھوں نے حضرت خواجہ سے التماس کی کہ مجھے کیسی صحبت کا اصحاب سے حکم ہو کہ اُنکی
 صحبت سے مجھے اہمیت ان مجالس کی حاصل ہو اور اہل اس نسبت سے مناسبت پیدا ہو حضرت خواجہ نے انکو یہی صحبت کا
 حال کیا اور حضرت سید بہادر ازیرغ درس آئے اور ہمارے سلسلے میں بیٹھے اور سکوت کرتے ایک روز مجھے ہونے سے منع اور ہمارے

میں تھے اچانک بخودی اور بے طاقتی اُسے ظاہر ہوئی چنانچہ عمارہ اُسکے سر سے گر ٹرا ہم اُسکے اور عمارہ اُسکے سر پر رکھا جب اپنے حال میں آئے اُس بخودی کا سبب میں نے پوچھا کہا بہت عذری کہ مجھے یہی آرزو تھی کہ ایک ساعت میری لوحِ مدرکہ نقوشِ علمی سے پاک ہو اور ایک وقت اپنی معلومات کے اندیشہ سے نفاص ہوئی سو وقت اس صحبت کی برکت سے وہ بات حاصل ہوئی اُسکی لذت کے ذوق وافر سے مجھے یہ بخودی ہوئی اور مجھے یہ بے ادبی صادر ہوئی حضرت سید شریف علیہ الرحمۃ نے اوقاتِ مفارقت و محرومی ملازمتِ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ میں خطوط اور رقمہ حضرت کی خدمت میں بھیجے ہیں اور انہیں سے یہ مکتوب ہیں کہ تمیناً اور تبرکاً لکھے جاتے ہیں۔

مکتوب اول حضرت حق سبحانہ و تقدس سایہ ارشاد پناہی بندگی حضرت قطب الاقطاب محرم خیرہ قدس میں لاکڑا سلطان المحققین و برہان المذہبین واقع الاسرار و قدوة الاخيار مرشد الخلائق و موضح الطرائق ظل اللہ علی العالمین و بھار الطلاب و المستشرقین اعلیٰ المدیحانہ امروہ و شانہ را بر کاف نام اے یوم القیام محدود و بسوط دارادین ضراعت از مقام معلوم مرفوع گردانیدہ دین التفات خاطر کرمیا خاصیت آن در گاہ مستظہر بودہ می باشد رجاء واثق است کہ سعادت پاپوس و شرف ملازمت عقبہ علیہ برا حسن احوال میر گرد دیگر احوال ظاہر و باطن موجب حمد و ثناءست و اعتقاد کلی بکرم عزیزان است و تمسک بعودہ و تقی نسبت ایشان و الحمد للہ علی ذلک مخدوم زادگان علی الاطلاق علی الخصوص و الخلوص نادر الاکان کریم الشاکل و الاخلاق تاج الملتہ والدین خواجہ حسن حسن احوالنا بلقاء فی قد قبول فرمائید ملازمان سیدہ علیا و مبارزان سیدان بقابلہ الفاضلانا صلاح الدین والدین و مولانا کمال الدین ابو سعید باسائر اخوان صفاء و حوائش شائقانہ مامل نمایند و السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بحیاتہ۔

مکتوب دوم قطوہ من عجب انی ابن الیم و مسائل عن اخبارہم و ہم سے چشتا قلم علیہم و ہم نے سواد با و بطہم قلم و ہم میں اضمح و شعری صورت تو صورت الطاف الہی و در صورت تو منہ حق نامتہا ہی و خاک شائہ بوسیدہ این بیت را کرامیکند کہ بیت و وان لی نے کل نبت شعرة و لسانا تمیث الشکر کنت مقصدا و الطاف اعطانی زینبکی مخدوم مخدوم زادہ احسن احوالنا من صحبت مشاہدہ سیر و انموذج اعتناء الطاف خاطر فیاض آن حضرت میدانہ و ہر لحظہ امید واری در زیادت ست حق سبحانہ و تعالیٰ سایہ ارشاد پناہی را بر سر کافہ نام مستدام وارد مخدوم زادگان علی الخصوص خواجہ تاج الملتہ والدین خواجہ حسن و ملازمان عقبہ علیہ الخلوص مولانا صلاح الملتہ والدین و مولانا کمال الدین ابو سعید مع سائر الارادہ و الاخیار بوجہ خصوص اندو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا نظام الدین خاموشی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ افضل اور اکمل اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے ہیں اور آپ کے ذکر کو بھیجے لانے کا سبب بھی بخود خواجہ بزرگ اور خواجہ علاء الدین قدس سرہ ہمارے ذکر میں بیان ہوا خدمت مولانا نظام الدین نے حضرت

خواجہ بزرگ کو ایام ختم میل میں ایک عالم کی صحبت میں فواج بھارا کے اندر دیکھا تھا لہذا ان حضرت خواجہ علاء الدین کی صحبت میں داخل ہوئے ہیں حضرت فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ قبل اسکے کہ جن وقت خواجہ علاء الدین کی ملازمت کروں اور آپ کی خدمت سے مشرف ہوں مجاہدہ اور ریاضت میری بہت تھی اور آٹا ریاضت و فوارق عادات اکثر دیکھے جاتے تھے دنیا بچہ کبھی بعضی مسجدوں میں پہنچتا کہ مقفل ہوئیں اور میں چاہتا کہ اندر جاؤں قفل کو اشارہ کرتا اور کھل جاتا اور اسکے مثل بہت سی چیزیں ظاہر ہوئیں جب سنے میں آیا کہ حضرت خواجہ علاء الدین سمرقند میں تشریف لائے ہیں نوامش ہوئی کہ انکی ملازمت میں پہنچوں جس وقت انکے مکان پر گیا اول مولانا ابو سعید سے ملاقات ہوئی انھوں نے فرمایا مولانا بہت پاکیزہ ہو وقت اسکا آیا کہ اس پاکیزگی اور زہد سے درگزر مجھے اس بات سے کراہیت ہوئی اور میری خاطر میں گرائی آئی جب حضرت خواجہ کے روبرو ہوا انھوں نے بھی وہی بات فرمائی کہ مولانا بہت پاکیزہ ہو وقت اسکا آیا کہ اس پاکیزگی اور زہد سے درگزر لیکن مجھے حضرت خواجہ کی بات سے کوئی کراہیت اور گرائی نہ ہوئی بلکہ جو کراہیت کہ حاصل ہوئی تھی دور ہو گئی میں جان گیا کہ انکا مطلب کیا ہے اور حق سبحانہ کی توفیق سے انکی خدمت میں آیا بعضے اکابر سے منقول ہے کہ کہا ہے ایک روز حضرت مولانا نظام الدین کی خدمت میں بیٹھا تھا ایک کنیز ملیو کہ آپ کی مملوک تھی ہمارے سامنے کسی کام کے لیے آئی خاطر میں گذرا کہ آیا حضرت مولانا اس کنیز میں ملکیت میں کے طور سے کوئی تصرف کرتے ہیں یا نہیں نے الحال آپ نے فرمایا کہ اسناد کو اس قسم کی چیزوں سے آلودہ نہ کرنا چاہیے اہل اللہ پالیتے ہیں کہ ہر ایک خاطر میں کیا گزرتا ہے حق سبحانہ نہرا بہتر اہل اللہ جانتا ہے والد چالیس سال ہوئے کہ مجھے اختلام نہیں ہوا ہے سبب یہ کہ ایک روز جماعت دو عاتیان میرے پاس نازل ہوئیں اور کہنا تھے رعایت اپنی لازم ہے کہ اختلام نہ ہو اس واسطے کہ تجھے اُس کے باعث رجعت قمری اور رات ہو تا ہے اس جہت سے چالیس سال ہوئے کہ رعایت اس بات کی ہے اور تشرورس سے مجھے حاجت غسل نہیں ہوئی حالانکہ بی بی والہ تھا۔

ذکر حضرت مولانا کی لطافت اور صفائی باطن کا رحمہ اللہ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی لطافت حد کمال پر تھی اور لوگوں کے احوال و اوصاف و احوال سے بہت جلد انہر اثر پڑتا تھا اور دھوسے پر رنگی کرتے تھے اور سچ ایسا ہی تھا کہ کوئی چیز اپنی نہیں جانتے تھے جو کچھ اوقات و احوال واقع ہوتے کہہ دیتے تھے یہ فلان کی نسبت ہے اور وہ فلان کی صفت اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت مولانا فرما تھے خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارادہم کا ایک طریقہ جو انھوں نے مقرر کیا ہے یہ ہے کہ جو شخص آتا ہے وہ پہلے ہی جان لیتے ہیں کہ اسکے آنے کے بعد کیا خاطر میں آیا جو کچھ خاطر میں پیدا ہوا وہ وصف اور نعمت اُس شخص کی ہے جو کہ انکا حال صفا ان کے سبب ظاہر ہوا ہے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے انکی طرف منسوب نہیں ہے جو کچھ ظاہر ہوا اگر ایمان رکھتا ہے

تعلق رکھنے نماز روزہ اور تحصیل علوم دینی اس طریق سے تعبیر کرتے ہیں کہ نسبت مسلمانوں و دیانت و نسبت علمی ظاہر ہوئی اور اگر محبت اور عشق ظاہر ہوا ہو کہ نسبت جہ بظاہر ہوئی اور یہی محبت حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین شامکند میں ہمارے یہاں ہاں تھے اور ہم ان کے قدم کو غنیمت جانتے ہمیشہ انکی خدمت میں رہتے تھے ایک روز ان کے سامنے ہم بیٹھے تھے اچانک فرمایا آہ نسبت گرانی ظاہر ہوئی غالباً فلان شخص آتا ہو اور ایک امیر رشتہ ناس کا نام لیا سبحان اللہ ولا الہ الا وہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ شخص آیا خدمت مولانا نے فرمایا اُدُوب اُس کے تمجاری نسبت تم سے پہلے آئی تھی اور یہی حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین نوے سال کے ہو چکے تھے اور آخر حیات میں ان کو جو انکی نسبت میں نہ تھے یا ان کو گونا گونا گونے نزدیک پسندیدہ نہ تھا اگر دوسرے دیکھتے تو کہتے فلان شخص آتا ہو اور بار بار آتا ہو اور اُس کے بار کا قتل مجھے خراب کر چکا جاو اور اُس سے معذرت کرو اور واپس کرو۔ ایک بار میں انکی صحبت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص شیخ سراج نام خوشاش میں رہتا تھا آیا اور بیٹھا اور حضرت مولانا کی نظر جو اُس پر پڑی ریاضت کی نشانی آئی بشرہ میں معلوم کی انھیں پسند آئی ابو عبد اللہ یہ بہت کوی اور خوشی ظاہر کی لیکن میں اس شیخ سراج کو پہچانتا تھا وہ ایک ہتھ نہایت خود پسند اور اولیاء کا منکر اگرچہ بظاہر ریاضت کرتا تھا مگر اپنے سوا کسی دوسرے کو نہیں پسند کرتا تھا دفعہ کہتے تھے کہ بزرگان دین کو گالیان بھی دیتے بنیاد خدمت مولانا اللہ رستہ کہتے تھے اور میں کہتا تھا کہ ابھی معلوم ہو جائیگا کہ کیا ایک حضرت مولانا مضطرب ہوئے فرمایا کہ یہ بزرگ بزرگ جلد اُسکو اپنی مجلس سے نکال دیا۔ اور یہی محبت فرماتے تھے کہ امیرین حضرت مولانا کے پیٹ میں درد ہو بہت درد اور دیکھ ظاہر کیا آخر تلاش کی تو ان کے پیٹ میں آتش آرد اور صیب کچھ پکے کھائے۔ تھے اور اُس کے پیٹ میں درد ہوا تھا اور یہی حضرت نے فرمایا کہ ایک بار کوئی آیا کہ مولانا نظام الدین کو ایک مرض لاحق ہوا ہو اور اس وقت قشاش کے مکان ہمارے میں اہمان تھے عجاوب سے اُنکی پاس میں گیا دیکھا کہ آگ جلائی ہو اور بہت سے کپڑے اُنکو اڑھائے ہیں اور کئی آدمی اُنکو دبا لے ہوئے ہیں اور خدمت مولانا کو جنبش غلیم ہو اور کانپ رہے ہیں اور دانتوں سے دانت بج رہے ہیں جیسا کہ تب لرزہ میں ہوتا ہو اور اُس جنبش کو سکون نہ تھا اور میں یہ حال دیکھا نہایت عجیب تھا ایک ساعت میں بیٹھا دفعہ ایک شخص آپ کے اصحاب سے جو آپ کے ساتھ نہایت ربط اُس سے تھا اور کہیوں شعلی پر لیگیا تھا باہر سے آیا تر کڑوں کے ساتھ کہ ٹنڈھی ہو اسکے وقت بچکی کی نہر میں گر پڑا تھا اور بہت سردی کھائی تھی اور کشتا لرزتا تھا خدمت مولانا نے اُسے دیکھا اور چلائے کہ مجھے چھوڑ دو اُسے گرم کر دو کہ یہ اُسکا جاڑا ہو جو میں کھاتا ہوں اُسکی صفت حال ہو کہ مجھ میں سرایت کر گئی جب تر کڑے اُسکے آتا رہے اور دوسرے کپڑے اُسے پہنائے اور اُسکو گرم کیا کہ قہر کی جنبش کو سکون ہوا اور اپنے حال پر آئے اور اُنھے کچھ تشویش نہ تھی حضرت سے سنا ہو کہ فرماتے تھے ایک روز مولانا کے سامنے بیٹھا تھا آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اچانک بیوہ گریہ عظیم آپ پر متولی ہوا فرمایا آہ مجھے کیا ہوا ہے شاید کہ امتہ میں پڑا ہفت نے کہا خدمت مولانا سے یہ عجیب تھی چاہیے تھا کہ دریافت کرنے وہ نسبت مجلس کے مہندی کی تھی کہ انکس کے

طریق پر اُنسے ظاہر ہوئے حضرت خواجہ کلان رحمہ اللہ فرزند بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ کے اپنے والد شریف سے نقل کرتے تھے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ ایک روز مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کے پائلان کی انگلی میں آبلہ پڑ گیا تھا اور زخم ہو گیا ایک خادم سے کہا کہ مرہم تیار کر کہ اس زخم پر رکھوں وہ مرہم لایا اور اُنکے پاٹھون کی انگلی پر رکھا ایک ساعت بعد فرمایا کہ دماغ کو وہ تشویش پیدا ہو گئی جو لوگوں کو بھنگ پیئے سے ہوتی ہے شاید اس مرہم میں کوئی جزو سُکا تو نے ملا دیا خادم نے کہا ہاں فرمایا بس اُنکی کیفیت کا اثر ہو کہ میرے دماغ میں سرایت کر گیا ہو فوراً اُسے دور بھینکا اور اس قسم کی حکایات مولانا سے بہت منقول ہیں کہ اُن سب کا ذکر مفصل کرنا موجب طول ہو نا چار اس مجموعہ میں اسی قدر پر اختصار کیا۔

ذکر آپ کے بعض قوتہاے باطن کا رحمہ اللہ حضرت مخدوم قدس سرہ نجات الائنس میں لائے ہیں کہ جناب مخدومی خواجہ عبید اللہ ادام اللہ تعالیٰ بقا ہم نے فرمایا کہ مولانا نظام الدین نے کہا کہ ایک بزرگ سمرقند کا بیمار ہوا جو ہمارے ساتھ اخلاصِ محبت و ارادت وافر رکھتا تھا اور جب مرگ ہو گیا اُسکے فرزندوں اور متعلقوں نے بہت نیاز سندی کی میں مشغول ہوا دیکھا کہ اُسکا اسکان بقا و حیات نہیں ہو کر اپنے ضامن میں اُسے لیلیا صحت ہو گئی چند روز بعد ہماری نسبت ایک تہمت لگی جو ہماری امانت اور زلت کی باعث ہوئی اُس شخص کے مقدور میں تھا کہ اس باب میں سچی کہے اور اُسے دفع کرے مگر اپنے کو اُسے روکا اور اُسپر آمادہ ہوا غلط ہماری کو اُس سے گرفت ہوئی اُسے اپنی ضمان سے نکال دیا اگر اور مراوا تھج ہو کہ وہ بزرگ سمرقند کا جیسے مولانا کے بارہ بیٹی داری کی خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام سمرقند کا تھا اور وہ تہمت اور امانت کہ حضرت مولانا کو پہونچی آپ کے فرزندوں کے سبب تھی کہ دعا اور غریمت خوانی اور تسخیر کے ساتھ مذہب تھا اس جہت سے بیگم سہ خطہ میں آتا جاتا تھا اور اہل غرض سے ایک جماعت نے اُسکو بعض اہل حرم کی نسبت سے نسبت کی اور تہمت اُسپر رکھی اور تھوڑا سا وہ حال میرزا انج بیگ کے کان تک پہونچا یا حسد مت مولانا کا فرزند قرار دیا اور اثر شاست اُس شقاوت اور تہمت کا خدمت مولانا میں بھی سرایت کر گیا میرزا انج بیگ کو غیبت آئی اور نہایت غضب سے خدمت مولانا کو طلب کیا قاصدوں نے سیکے سرگھوڑے پر اُلٹا سوار کیا اور میرزا انج بیگ کے پاس لیکے اور آپ باغ میں ان میں بیٹھے ہوئے اور سر آگے جھکائے ہوئے مراقبہ میں تھے کہ میرزا انج بیگ آپ کے سامنے سے گذرا یہ نہیں اٹھے ان اب میرزا نے آپ کو بلایا اور غصہ کی باتیں کرنی شروع کیں مولانا نظام الدین نے فرمایا کہ ان سب باتوں کا جواب ایک کلمہ ہو جکتا ہوں میں مسلمان ہوں اگر بغین ہو خوب در نہ جو تیری خاطر چاہے حکم دے میرزا پر اُس سخن کا اثر پڑا فی الحال اٹھا اور کہا اے چوڑہ حضرت فرماتے تھے کہ اس بے ادبی کے بعد میرزا انج بیگ کو شکست اور تشویش بہت پہونچی اور اُستانیات میں عبد اللطیف میرزا پسر اُسکا آیا اور اُسے قتل کیا اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا نظام الدین بہت باقوت تھے

ایک شخص کی بی بی آپ کے سامنے لوگوں نے کی تھی آپ ساثر اور متعیر ہوئے ایک خط دیوار پر کھینچا وہ شخص اسوقت سرگیا مولانا محمد راجی کہ اکمل اصحاب حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ سے تھے انھوں نے نقل کی کہ حضرت مولانا ہمارے فراتہ تھے کہ ایک دن میں خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کے سامنے بیٹھا تھا اور مولانا سعد الدین اور جو دانشمندان صاحب تقریر سے اور مولانا کے مخلص تھے انھوں نے آپ کے سامنے ایک طالب علم کی بہت شکایت کی کہ خدمت مولانا کی نسبت بے ادبی غیبت اور تہمت اور خباثت و امانت آسنے کی اور اسقدر کہا کہ حضرت مولانا متغیر ہوئے اتفاقاً اسی اشامین طالب علم غیبت منکر دور سے ظاہر ہوا مولانا سعد الدین نے اُسکو حضرت مولانا کو بتایا کہ یہی نبیث نکو کہ جاتا ہے اور وہ بے ادبانہ آپ کے سامنے سے گذرا خدمت مولانا پر غضب متولی ہوا ایک لکڑی سے قبر کی صورت دیوار پر کھینچ دی وہ نبیث فی الفور گرا اور بیہوش ہوا اور حضرت مولانا ٹھہرین چلے گئے اور لوگ اُسکے پاس گئے کہ دیکھیں کیا حال ہوا مردہ تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا ایک بار پانی کے برہے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے وضو کرتے تھے اور کسی نے کسان کے پانی کو کھولا تھا وہ دھقان جلدی سے آیا حضرت مولانا کو اُس برہے پر بیٹھا دیکھا سمجھا کہ پانی اسی شخص سے کھل گیا ہے اور پیچھے سے تیز دوڑ کر آیا اور بے ملاحظہ ہاتھ آپ پر مارا اور آپ کو سر کے پھل اوندھا پانی میں کرادیا جب آپ پانی میں گرے سر اچکا پانی میں گھس گیا وہ دھقان فی الفور پانی کے کنارے پر گرا اور مر گیا اور ایک معتقد آپ کا تھا اُس نے ایک بار کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے لیے ایک باغ تیار کروں ایک مدت بعد آیا کہ آپ اپنے باغ کو نہیں دیکھتے اور آپ کو اس باغ میں لایا ایک چار دیواری تھی کہ اُسکے آدھے میں آپ کے لیے باغ بنایا تھا اور آسمین کچھ استہام نہیں کیا تھا اور دوسرے آدھے کو جو اپنے لیے بنایا تھا خوب آباد کیا تھا جب مولانا دہان آئے نصف باغ کہ اُس شخص کے تعلق تھا مولانا کی نظر میں بہتر معلوم ہوا یکایک آپ کے اندرون سے ایک آواز نکلی کہ میرا دریا آواز میرا منقطع نہیں ہوتی تھی یہ چنچو کسکے لیے ہوئے ہیں وہ شخص گرا اور مر گیا حضرت حکایت کرتے تھے کہ بعد ازاں کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ نے خدمت سید شریف کو قبول کیا اور آپ حسب اشارت حضرت خواجہ نے بہت صحبت رکھتے تھے چنانچہ پیشتر بیان ہو چکا ہے بعض اہل غریب نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ مولانا نظام الدین کو داعیہ شیخی اور بزرگی کا ہے اور اس باب میں بہت سی باتیں کہیں کہ سبب غبار خاطر شریف حضرت خواجہ کا ہوا اور خدمت مولانا بہت بارین ہوئے اور جب دو تین بار یہ عیب جوئی واقع ہوئی اور آپ کی بخشش خاطر نہایت درجہ کو پہنچی مولانا کو طلب کیا اور چاہا کہ ایک نوع کا تصرف کریں اسوقت آپ چغانیان میں اور مولانا سمرقند میں تھے جب حضرت خواجہ کا حکم پہنچا مولانا نے توقف روانہ ہوئے اور خدمت سید شریف بھی آنکلی ہوا یہاں تک کہ خدمت مولانا دراز گوش پر سوار تھے اور خدمت سید شریف ایک اشتر پر ناگاہ اشتر سید کبراہ میں جوڑا گا

حاضر نہ ہوا ایسا کہ مطلقاً امکان سواری نہ ہا اور راہ میں بیکار ہو گیا خدمت مولانا نے سید کو دراز گوش پر اپنے بھایا اور آپ اسوجہ سے کہ کم زور جنبہ کے تھے اُس اشتر بیمار پر سوار ہو گئے وہ اشتر نے الحال روان ہوا جب سید نے یہ کلمات مولانا سے کہی اشتر کو بطریق نیاز مندی پیشکش کیا اور مولانا بہستور اشتر پر سوار چنانچہ ان میں آگے بڑھنے اصحاب نے اس صورت کو بھی حضرت خواجہ تک پہنچا دیا کہ یہ دلیل دوسری اس بات پر ہو کہ مولانا کو داعیہ شیشی اور بزرگی کا ہر یہ ہو کہ آپ اشتر پر سوار ہو گئے اور سید کو دراز گوش پر بٹھلایا اور اسکو مرید اپنا کیا تاکہ راہ میں اشتر بطریق معاملہ آگے پیشکش کیا یہ مجموعہ حضرت خواجہ کے لیے بڑے ثقل کا سبب ہوا جب مولانا اور سید حضرت خواجہ کی ملازمت میں پہنچے اور مجلس میں بیٹھے سب اصحاب کہتے تھے یہ وہ دن ہے کہ جو کہ حضرت خواجہ نے مولانا نظام الدین کو دیا ہوئے لیکن اتفاقاً اُس دن کو طہی تھی اور صحبت کو طول ہوا جب آفتاب بلند ہوا سب آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت خواجہ اور مولانا دونوں دھوپ میں مراقبہ اور توجہ کی صورت پر مقابل بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مراقبہ عجز تک رہا حضرت مولانا نظام الدین فرماتے تھے کہ میں نے اُس مراقبہ میں اپنے کو مثل کو تر یا یا اور حضرت خواجہ کو مثل شاہ بار کہ میرے پیچھے پرواز کرتا تھا جہاں میں جا کا دین میرے پیچھے تھے آخر منظر ہوا پناہ بھرت رسالت لیگیا صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایک اُس وقت بارگاہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئی اور مجھے انوش عنایت اور حمایت میں لیلیا اور میں انوار لاناہایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہو گیا حضرت خواجہ حبیب یہاں پہنچے انھیں بحال تصرف نہ رہی حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ کو خطاب پہنچا کہ نظام الدین یہاں ہو اُس سے کسی کو کام نہیں حضرت خواجہ نے سر اٹھایا اور بڑی کیفیت سے اپنے اندر گہر بین کئے اُس غیرت سے کہ وہ روبرو ہوا اور کسی نے اُسکا سبب پچانا زان بعد حضرت خواجہ غلام محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے مزار پر گئے اور خدمت مولانا نظام الدین کو بھی اشارہ کیا کہ ساتھ رہو نہ دست مولانا حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق حضرت خواجہ محمد کے مزار پر گئے اور حضرت خواجہ نے سواری اُنکو ندی کہ سوار بہر ان باوجودیکہ حضرت مولانا پر وضعیت تھے پیدل حضرت خواجہ کے پیچھے کہ ترند کو جاتے تھے اور بڑی محنت سے ترند پہنچنے جب حضرت خواجہ مزار پر پہنچے مزار خالی پایا بعد از جستجو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ محمد کی روح پر فتوح مولانا نظام الدین کی پیشوائی کو گئی ہو اور روضہ خالی چھوڑا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ کو جسکی نسبت عنایت ہو ہم کیا کر سکتے ہیں اُسکے بعد مولانا نظام الدین پر بہت مہربانی کی اور وہ کدورت بالکل دور ہو گئی۔ اور یہ بھی حضرت نے حکایت کی ہے کہ بعد مولانا نظام الدین ولایت شاش میں آئے تھے اور ہمارے یہاں مہمان رہے اور ہم اکثر اوقات اُنکی خدمت میں بسر کرتے ایک روز ہم اُنکی صحبت میں بیٹھے تھے کہ مولانا زادہ فرکتی چند کھال بکڑے کی دباغت کی ہوئی برسم نیاز مندی آپ کی خدمت میں لائے پہنچے ذمہ کیا کہ آپ کے لیے پوستین سلوائیگے جب کہ پوستین دوزون کے سامنے لیگیے اُنسے معلوم ہوا کہ اگر بیان کو پوست اور چاہیے اُسکی تلاش کرنے لگے ہوا سر دیکھی مولانا زادہ نے آپ کے سامنے بطریق دل لگی کر کہا کہ نوابہ پوستین کی تیاری میں دیر کرتے ہیں

یہ باب کہتے تھے کہ مولانا کے باطن میں نہایت تغیر ہوا اور فرمایا کہ اہمال پر بارے اہمال کیسکو نسبت سے خارج کرتا ہی
پھیلات کرنے لگے کہ جس زمانے میں ہم سمرقند میں تھے خواجہ عصام الدین کو سخت مرض ہوا اور مرنے کے قریب ہو گئے
بال بچے اسکے پیارے پاس آئے بہت گڑ گڑائے کہ خواجہ کی بالین پر ہم جائیں ہم گئے اور دیکھا کہ خواجہ وادی
میں ہو اسکا بار اٹھانے میں اہل کیا اسکے لڑکوں نے حد سے زیادہ عاجزی کی اور مبالغہ کیا اور ہموں بیاہ گردانا خانہ
اُسپر جا کر اور اپنے کو ثابت کر خواجہ کو اپنے ضمان حیات میں لیلیا اور اپنی نسبت میں اسکو لیا خواجہ کو صحت ہو گئی حیدر
بعد ایک بڑا واقعہ ہمارے سامنے آیا کہ ہاتھ اور گردن ہماری باندھ کر سر پر منہ بازاروں میں گشت دیکر میرزا اللہ بیگ کے
سامنے لگے اور خواجہ عصام الدین انسوقت شیخ الاسلام سمرقند کا تھا اور اسکی طاقت میں تھا کہ ہماری میرزا سے سفار
کرے اور مدد پہنچائے اسکی خودداری اور اہمال سے بہن غصہ اور غیرت آئی تھی ہے اپنی نمان سے نکال دیا جب نسبت سے
خارج ہوا فوراً اگر اور مر گیا بعد تقریر اس حکایت کے فقیر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا خواجہ آگاہ ہو کہ تم بھی نسبت سے نکالے
یہ بات جو ایک ثقل عظیم اپنے اندر میں نے دیکھا چنانچہ انکی مجلس سے بجلہ اٹھ آیا اور چونکہ میں آپ کا مرید تھا
شیخ خاوند ظہور اور شیخ عمر باغستانی کے مزار کو گیا قدس سرہ اور انکی قبر کے نزدیک بیٹھا اور باطن میں اپنا
عوض حل کیا اور نقشہ مدد چاہی اُس نشست اور توجہ میں ایسا معلوم ہوا کہ اُن عزیزوں کی مدد و حمایت سے رابطہ
مردی اور معمولی کے وہ بار جو حضرت مولانا نے فقیر کی طرف متوجہ کیا تھا انھیں پر پڑا اور مجھے وہ ثقل دور ہوا میں اٹھا اور
خدمت مولانا کو چا ہوں ہی آپ کے سامنے پہنچا دیکھا کہ مولانا بدستور بیٹھے ہیں اور مولانا زادہ فرقتی اور ایک
جماعت اصحاب کے ساتھ صحبت گرم ہو اور کوئی تشویش نہیں ہو میں بھی بیٹھ گیا متفکراً و متحیر ہوا کہ تحقیق معلوم
ہوا تھا کہ وہ بار مولانا کی طرف کیا سبب گیا ہو کہ اسکا اثر ظاہر ہوا اسی سوچ میں تھا کہ کیا رنگی مولانا چلائے کہ
اٹھو بار گرا اور مجھے پکڑا ہوں میں اتھ بکڑا ہوا اور وہ بہتر مرض پر گئے اور اسی مرض میں دنیا سے گئے حضرت نے اُس
عارضہ میں مولانا فاسم علیہ الرحمۃ کو جو حضرت کے بڑے اصحاب سے تھے خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی یاد
کے لیے تعینات کیا تھا خدمت مولانا فاسم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مولانا نظام الدین اس مرض میں بہت روتے تھے
اور کہتے تھے کہ خواجہ نے ہموں کو بڑھایا اور جو کچھ اس مدت العمر میں بننے پیدا کیا تھا مجھے لیلیا اور ہموں کا مفلس کر دیا
بادجو دیکہ حضرت خواجہ غلام الدین قدس سرہ نے جو قوت اور کمال تصرف کی تھی اُس سے ہر چند سعی کی کہ اس فقیر کی نسبت
میں تصرف کریں لیکن نہ کر سکے۔۔۔ معنی یہ ہے کہ لفظ نسبت اور لغتاً بار و ذکر کلہ میں جو خواجگان قدس الدار و احکم کی
عبارات و اشارات میں بہت آتے ہیں سو کبھی نسبت کہتے ہیں اور اُس سے طریقہ اور کیفیت مخصوصہ اور مہودہ اس
کہ وہ عالی کی مراد لیتے ہیں اور کبھی صفت غالب اور ملک نفس کشی ارادہ کرتے ہیں اور کبھی بار کہتے ہیں اور گرانی نسبت
چاہتے ہیں جیسا کہ میں کہ فلان بار فلان نے ہموں میں کیا جب کسی سے ملاقات کریں کہ انکے طریقہ سے رہتے ہیں

نزلت ہو اور اسکی نسبت سے متاثر ہوئے ہیں ہر چند وہ شخص اہل سادہ یا اہل علم و تقویٰ سے ہو اسواسطے کہ نسبت ان عزیزوں کی سب نسبتوں سے اوپر ہو اور جو چیز اسکے سوا ہو انکا بار خاطر ہو اور کبھی لفظ بار کا کہتے ہیں اور اس سے کوئی مرض یا عارضہ ارادہ کرتے ہیں جیسا کہ کہیں فلاں نے فلاں کا بار اٹھایا ہو یا فلاں نے مار فلاں پر ڈالام اور رفع میں یا حوالہ مرض ہوتا ہو اور واضح ہو کہ رفع مرض اور حوالہ مرض بلکہ خواجگان کے ساتھ مخصوص ہو قدس اللہ ارواحہم والد اس فقیر کے علیہ الرحمۃ فقیر سے کہتے تھے کہ لوشب جمہ اکیسوین جمادی الاول ۱۲۸۷ھ آٹھ سو ٹھٹھ میں پیدا ہوا اور اس مجہ کی بیوی کو ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد پارہ سا قدس اللہ سرہ سے سفر مجاز کی نیت سے سبزواریں ماوراء النہر سے وارد ہوئے اور چند روز ہمارے گھر ٹھہرے اور ہم اُس سے مل کر جو کچھ کی تجھے ہاتھوں پر لیکر اُنکے سامنے لیگے تجھے اُنہوں نے لیا اور اپنے کان میں اذان اور بایں میں اقامت کہی اور میری پیشانی کو بوسہ دیا اور کہیا یہ لڑکا چار سو ٹھٹھ روز بعد تجھے پسلی کا عارضہ ہوا اور لڑکوں کی وہ مہلک بیماری ہویم ڈر سے جب وہ مرض زیادہ ہوا دوسری بار تجھے اُنکے سامنے ہم لیگے اور مرض تیرا بیان کیا فرمایا کچھ خوف نہیں اور پھر تیرے تئیں اٹھا لیا اور اپنی گود میں رکھا اور سرے پانچوں تک تیرے اوپر ہاتھ پھیرا اور کہنا اس سے بہت کام ہیں تم خاطر بیع رکھو اُسکے بعد پھر اُس مرض کا تجھ پر ظاہر ہوا اور جب اُس دیار کے طالبانِ مستدان نے اُس عزیز کے حال سے تھوڑی اطلاع پائی صحبت اُسکی غنیمت جان کر خدمت میں آئے ایک دن آپ نے فقیر سے پوچھا کہ فلاں جوان اس شہر کے بزرگ زادوں سے ہے کہ ہمارے ساتھ زیادہ التفات رکھتا ہے چند روز ہوئے کہ نظر نہیں آتا کیا اسکا سبب ہو میں۔ کہا کہ ایک ہفتہ سے دانتوں کا درد عظیم میں پڑا ہوا اور اسکا منہ ایک طرف سے ورم کر آیا فرمایا کہ وہ جوان مہو نہا ہے چلو اسکی عیادت کریں آپکے ساتھ اُس سید زادہ کے سر جانے ہم گئے دیکھا کہ منہ پر ورم بستر پر پڑا ہے اور نہایت درد سے بخار میں رہتا ہے بعد از پریش تھوڑی دیر خاموش رہے اور ایسا معلوم ہوا کہ اُسکے مرض کی طرف متوجہ ہوئے ایک ساعت کے بعد سر اٹھا یا وہ درد آپ کے دانتوں میں اُگیا تھا اور اُسی طرف آپ کے منہ پر ورم ہو گیا درد دندان اور حرارت اور منہ پر ورم لیے اُٹھے اور اُس جوان نے صحت کامل پائی اور کھر کے دروازے تک آپ کے ساتھ آیا اور آپ دو ہفتہ درد دندان میں مبتلا رہے حضرت فرماتے تھے کہ جو کچھ اکابر خاندان سے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے منقول ہے کہ ماہِ بردم میں آتے ہیں وہ ضرورت سے ایک ہوتی ہے ایک یہ کہ جسوقت آشنا سے عزیز کو مرض اور ملال یا گناہ کی گرفتاری عارض ہو یہ حضرت وضو کرنے اور نماز پڑھنے اور تفرغ و زاری کرتے ہیں اور حضرت حق سبحانہ سے درخواست کرتے ہیں کہ اُسے اس عارضہ سے پاک صاف کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ صاحبِ مرض یا مصیبت اپنے تئیں ناجائز نہیں اور اُسکے بجائے اپنے کو اثبات کرتے ہیں اور بعد از طہارت و نیاں تمام کے تفرغ و زاری کرتے ہیں اور صدق و اخلاص تو بہ و انابت کے ساتھ رجوع کرتے ہیں اور اُس قدر خاطر مشغول کرتے اور بہت معرفت کرتے ہیں کہ

اسکو بالکل اس گرفتاری سے خلاصی میسر ہوئی ہر اور فرمائے تھے کہ ایک وقت جو یا اور عزیز بیمار ہر اسکو ہمت سے مدد کرنا بہت خوب ہر مدد و قسم کی ہوتی ہر ایک یہ ہر کہ ہمت تمام کمال مصروف ہو کہ مرض دور ہو جائے اور دوسری یہ ہر کہ ہر وقت خاطر کو پرانگی ہمت ہوتی ہر اور باسانی خاطر جمع نہیں ہوتی ہمت سے مدد کریں کہ خطرات ہر گندہ دور ہوں تاکہ پہلی مقصود ہر نصیب یمن ہو۔

حضرت مولانا سعدین کاشغری قدس سرہ

آپ ابتدا و حال میں اشتغال تحصیل علوم کا رکھتے تھے اور کتب متداولہ تحصیل کی یمن اور ظاہری جمعیت بھی انکو تھی جب اس طریق کا شوق کیا ترک اور تجدید کر کے مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت میں داخل ہوئے حضرت خواجہ کلان ولد عزیز حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے فرماتے تھے کہ ہمارے والد کہتے تھے کہ قریب سترھویں سال میں محاکمہ الدیوب اپنے ساتھ سفر میں لگے اور آپ ہمیشہ تجارت میں مشغول رہتے تھے اور اطراف و جوانب میں کسب معاش کے لیے آمد رفت رکھتے تھے اور جس سفر میں مجھے لگے تھے ایک وکانا بیت صاحب ل بھی مجھ کو ساتھ تھا مجھے اس سے محبت کا تعلق ہو گیا ایک شب کاروانسرا کے گھر میں باہم تھے ہم پہلو سوئے جب شمع گل ہوئی اور لوگ سو گئے میری خاطر میں آیا کہ اسکا ہاتھ پکڑوں اور اپنی آنکھ اسپر ملوں ابھی ہاتھ نہیں بڑھایا تھا کہ میں نے دیکھا گھر کا ایک گوشہ شوق ہوا اور ایک مرد باہمیت شمع روشن ہاتھ میں اس شگاف سے باہر آیا اور ہماری طرف گھور کر دیکھا اور جگہ گزر گیا اور دوسرا گوشہ اس گھر کا شوق ہوا اور اس شگاف سے باہر نکل گیا اور غائب ہو گیا حال میرا متغیر اور میں ٹھنہ ہوا اور وہ تعلق نرہا اور یہ بھی حضرت خواجہ کلان نے نقل کی کہ والد ہمارے بارہ برس کے تھے کہ اپنے باپ کے ساتھ سفر میں گئے تھے اکثر کاروانسرا کے دروازے پر بیٹھے اور سودا گروں کا ایک گروہ اس کے قریب باہم محاسبہ اور مناقشہ کرتے تھے اور انکی گفتگو وہ بہر تک طول ہوا آخر والد پر گریہ متولی ہوا اور یہ اختیار روئے اس قدر کہ وہ جماعت اپنی گفتگو سے باز ہو کر انکی طرف متوجہ ہوئی اور پوچھا کہ تم کو کیا ہوا کہ بے وجہ روتے ہو فرمایا کہ صبح سے اسوقت تک میں سو جود ہوں کہ تم کو خدا اپنے سے کچھ یاد نہ آئی از بسکہ تمہارے اوپر مجھے رحم آیا ہے اختیار رو دیا جب آپ کو تحصیل علوم کے بعد اس طریق کا ذوق پیدا ہوا تو خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی ملازمت میں آئے اور ہر سون انکی خدمت اور ملازمت میں رہے اور چند سال بعد انکی اجازت سے مبارک سفر کا ارادہ کر کے خراسان میں آئے اور ہرات کے مقام مشائخ وقت کی صحبت میں پہونچے بھی حضرت سید قاسم تبریزی اور مولانا ابو یزید پورانی اور شیخ زین الدین خوانی اور شیخ بہاؤ الدین عمر قدس العدار و احم اور حضرت سید قاسم قدس سرہ کے حق میں فرماتے تھے کہ یہ گویا اب معانی عالم ہیں اسوقت میں تمام محقق اولیا ان کے پاس جمع ہیں اور مولانا ابو یزید پورانی قدس سرہ کے حق میں کہتے تھے کہ اسکو خدا سے کوئی کار نہیں ہر جو کام کہ ہر خدا کو اس کے سپاہی ہر اور شیخ بہاؤ الدین عمر قدس سرہ کے حق میں فرماتے تھے آئینہ شگاف

ذات کے مقابل پڑا ہر ذات کے سوا کوئی چیز اس کے شہود میں نہیں ہو اور حضرت زین الدین کو کمال تشیع کے ساتھ تعریفیں کرتے تھے خدمت مولانا علامہ الدین کے آپ کے اصحاب کبار سے تھے کہتے تھے کہ ہمارے حضرت مخدوم مولانا سعد الدین فرماتے تھے کہ اول اول کہ میں ہرات آیا ایک شب واقعہ میں ایسا دیکھا کہ بڑا مجمع تھا تمام اولیا ہرات موجود تھے مجھے اُس مجلس میں لائے اور سب حاضرین پر مقدم ٹھجھلایا اور شخص ایک شیخ ابو عبد اللہ طاقی اور دوم خواجہ عبد اللہ انتہی کلامہ اور مولانا علامہ الدین کے سوا دوسرے سے سمیع ہوا کہ حضرت مولانا سعد الدین رحم نے فرمایا کہ سب اس واقعہ سے میں باہر آیا اثر غرور کا اپنے اندر پایا میں اٹھا اور اُس آدھی رات کو ہر طرف جاتا تھا اور اُس عورت کے نزع کے لیے علاج کی جستجو کرتا تھا اچانک ایک بچہ نے بڑی شدت سے ابک ڈنک میرے پاؤں میں ایسا مارا کہ صبح تک میں چلاتا رہا اور اُس درد و محنت میں اُس رعوت سے خلاص پائی۔ حضرت مخدوم قدس سرہ فقہات الانس میں لائے ہیں کہ ہمارے حضرت مولانا کہتے تھے کہ بعد از چند سال جو حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ کی ملازمت میں گذرے مجھے خواہش ہوئی کہ زیارت حرمین شریفین کی کروں زاد ہوا اللہ تشریفاً و کرمائاً میں نے اجازت چاہی فرمایا کہ ہر چند دیکھتا ہوں تجھے امسال حاجیوں کے قافلے میں نہیں پاتا ہوں اور پہلے اس سے بہت واقعات میں نے دیکھے تھے کہ اُن سے مجھے دم بھٹا اور آپ نے کہا کہ مت خوف نہ کر جب تو جاتا ہو اُن واقعات کو شیخ زین الدین کی خدمت میں عرض کر کہ مرد متشدد اور عابد سنت پر ثابت ہو اور مراد آپ کی خدمت شیخ زین الدین خوانی تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ کہ اس وقت خراسان میں ہنگام ارشاد اور شیخی کے متبعین تھے جب میں خراسان پہونچا جیسا کہ حضرت مولانا نظام الدین نے کہا کھاج کو میرا جانا ملتوی ہوا اُسکے بہت برس بعد میرا ہوا اور جب میں شیخ زین الدین کی خدمت میں پہونچا اور وہ واقعات بیان کیے آپ نے کہا کہ مجھے عین کر لو اور ہماری قید ارادت میں آؤ میں نے کہا ایک رنگ جیسے میں نے یہ طریقہ لیا ہو ابھی متہیات میں ہیں آپ امین ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس گروہ کی طرقت میں ایسا یا نہ ہو تو ایسا کروں آپ نے کہا استخارہ کرو میں نے کہا مجھے اپنے استخارہ پر اعتماد نہیں ہو آپ استخارہ کریں کہا تو استخارہ کریں بھی استخارہ کرنا ہوں جب رات ہوئی میں نے استخارہ کیا تو دیکھا کہ ایک گروہ خواجگان زیارت گاہ ہرات میں کہ حضرت شیخ اسوقت وہاں تھے آئے اور درخون کو اکٹھے کرتے تھے اور دیواروں کو گراتے تھے اور قہر و غضب کے آثار آپ میں ظاہر تھے میں سمجھا کہ اشارہ منع کا ہے کہ دوسرے طریق کے اندر داخل ہوں میں نے نیت ہو پاؤں پھیلائے اور آرام سے سو رہا جب صبح کو شیخ کی مجلس میں آیا بغیر اس بات کے کہ میں اپنا واقعہ بیان کروں کہا طریق ایک ہو اور سب ایک کی طرف پھرتے ہیں اپنے اُسی طریق میں مشغول رہو اگر کوئی واقعہ یا کوئی مشکل پیش آوے تو مجھے کہنا جس قدر مجھے ہو سکے ہم تمہاری مدد کریں گے حضرت مخدوم قدس سرہ نے فقہات الانس میں اس سے زیادہ نہیں بیان کیا اور حضرت

شیخ نے استخارہ کا اشارہ نہیں کیا قدس سرہ لیکن بعض بزرگوں سے ایسا سنا کیا کہ حضرت شیخ نے وعدہ کے موافق استخارہ کے لیے شب کو توجہ کی ایک درخت بہت بلند دیکھا کہ اسکی ڈالیاں بہت ہیں حضرت شیخ نے چاہا کہ ایک ٹہنی ڈال اُس درخت سے تو زمین اور الگ کریں ہر چند سعی کی اور زور دیا وہ شاخ ہاتھ نہ لگی جب صبح کو حضرت مولانا سے ملاقات کی فرمایا کہ طریق ایک ہو تم اپنے اُسی طریق سے مشغول رہو۔ حضرت مولانا شمس الدین روحی علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا نے فرمایا جب مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کی خدمت سے سفر حجاز کی اجازت چاہی کہا کہ میں نے قافلہ کو بادیہ میں دیکھا اور تو انہیں نہیں سمجھا میں خاموش ہو رہا اور چند روز بعد میں پہنچا جاتا چاہی کہا کہ جاؤ لیکن ہماری وصیت قبول کرو ہرگز وہ کام کرنا جو ہم نے کیا اور ہم پشیمان ہوئے اور یہ شرمندگی قیامت تک لپیٹا ہوگا جسوقت کہ قہر الہی کا نشان تجھے ظاہر ہو اُس قوت قہریہ کو استعمال کرنا جیسا کہ ہم نے کیا خواہ عصام الدین اور بعضے منکر اور نا اہل لوگوں سے اور یہ قصہ مولانا نظام الدین کے ذکر میں جان انکی باطنی قوتوں کا بیان ہوا جو مفصل لکھا گیا اور حضرت مولانا سعد الدین نے فرمایا کہ میں نے یہ وصیت اُن سے قبول کی اور چند روز بعد مجھے ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ جسکی آنکھ میرے اوپر جاتی گر پڑتا اور فی الغور بیہوش ہو جاتا اور مجھ پر سے پاس آتا وہ مرجاتا اور میں اُس کیفیت کے ظہور کرتے ہی گھر کے گوشہ میں داخل ہوا اور چوڑا رات دن باہر نہیں آیا اور جو کوئی دُور سے نظر آتا اور میری ملاقات چاہتا میں ہاتھ سے اشارہ کرتا اور روک دیتا اور اپنے پاس آنے نہ دیتا اُس وقت تک کہ وہ حالت اور کیفیت اُنکی از قوائد انقاس او قدس المد سرہ حضرت کے اجل اصحاب سے ایک نے بعض کلمات قدسی آپ کے جمع کیے ہیں تھوڑے انہیں سے سولہ رشتہ کے اندر لکھے جاتے ہیں۔

رشتہ فرمایا ہو کہ جو کام فرضی کرو اُس سے مشغول ہونا آسان تر ہو اسواسطے کہ جو چیز ہو اول اُسکو ڈھونڈتے ہیں اُسکے بعد پاتے ہیں اور حق سبحانہ کو اول پاتے ہیں اور پھر ڈھونڈتے ہیں اگر نہ پاتے تو کب خواہش کرتے مصرع تا تو نہ مہی جمال عشق نہ گیر کمال بد ترجمہ دیکھے نہ تو گر جمال عشق نہ پاوے کمال دیکھن جو حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے فرمایا اُسکے یہ معنی ہیں کہ اول حق تعالیٰ بندہ کے باطن پر صفت ارادی کے ساتھ جسکو تجلی ارادی کہتے ہیں ظہور کرنا ہو اُسکی وجہ انکے بعد حق سبحانہ کا طالب ہونا پس اس صورت میں یافت مقدم طلب ہوتی ہو اور دوسرے معنی اُنکی یہ ت کا یہ ہو مصرع سے شہنوی وصف حال راست نیاید شنید ترجمہ سننا ہو تو وصف حال راست نہوگی شنید رشتہ فرمایا ہو کہ کوئی شخص جو ایک کو دوست رکھے یہی چاہتا ہو کہ سب کوئی اُسے چاہیں اگر یہ غیرت محبت اسکی مقتضی ہو کہ محبوب کو مخفی رکھے مگر غایت محبت سے اسکی سعی میں ہو کہ کوئی اُسکا منکر نہ وہ نہیں جانتا کہ کیا ہو اور کیا جیلہ کرے کہ سب اُسکے طالب اور محقق ہوں جس طرح ہے اور جس صفت سے ممکن ہو محبوب کی تعریف کرے تاکہ اُسکے طالب ہوں۔

رشتہ فرمایا ہے کہ جسوقت کسی حال کے سبب بال تیرے بدن پر متغیر اور متاثر ہوں اُس حال کے نیچے جانا چاہیے
 رشتہ فرمایا ہے کہ خواجہ محمد پار ساقدس سرہنے فرمایا ہے کہ بندہ اور حق سبحانہ کے درمیان میں پرہ بھی عالم کی صورت
 دل میں نقش ہوتا ہے اور نقش ہونا پر الگ نہ صحبت اہمیر اور دید رنگ و اشکال گوناگون سے زیادہ ہونا اور دل میں
 گہر بنانا بڑی محنت اور مشقت ہے اسکو دور کرنا چاہیے اور دوسری کتابوں کے مطالعہ اور رسمی باتوں کے کہنے
 سننے اور متفرق کلمات سے وہ فحش زیادہ ہونے میں اور انہی صورتوں کے دیکھنے اور ساز اور نغمات خوش کن و
 سننے سے وہ نقش و نقش اور توجہ میں آتے ہیں اور ہر گاہ یہ سب چیزیں حق سبحانہ کی دوری اور غفلت کے اسباب ہیں
 اکیلا فی کرنا واجب ہو پس چاہیے کہ اُن چیزوں سے جو خیال کو ترقی دین قطعاً پرہیز اور صاف دل سے جناب
 حق سبحانہ کے جناب میں توجہ کرے اللہ تعالیٰ کا طریق اسپر جاری ہے کہ یہ مقصود بلا محنت و مشقت اور ترک لذات شہوات
 حسی کے حاصل نہیں ہوتا جو راحت کہہ جاتے ہیں آخرت میں جو دین و رزاس سرسے فانی میں رنج اٹھا ہوا ہمیشہ ہمیش کو
 کہ اس عالم کو اس عالم سے کوئی نسبت نہیں ہے گویا ایک حق سبحانہ میں غنائش کا ایک دانہ گڑا ہے۔

رشتہ ہمارا کی فصل تھی اور آپ کے اصحاب سے ایک صاحب نے بعضے رسالے لکھے تو ہمیش تھی کہ بہت تمام ہوں
 تو میرے اس اثنائ میں آپ کی ملازمت کی یہ رہا می مشہور ہے کہ رہا می بایار بگلزار شدم رہ گزرے
 بر گل نظرے نگندم از بغیری بہ دلدار طبعہ گفت شرمست با دواہ رنسا رن اینجا تو در گل نگری بچہ فرمایا
 کہ اگر سیر کو تو جاتا ہے اور سیر سے لطف حاصل کرتا ہے حق سبحانہ سے تو غافل ہے اور اگر تجھے خطا نہیں ہے تو کس طرح
 جاتا ہے اور بہت سے رسالے لکھتا ہے اگر تو عمل کرنا چاہتا ہے تو ایک سخن بہت ہے کہ خدا کے ساتھ مشغول رہ اور اگر
 تو عمل نہیں کیا جانتا کیلئے تو لکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ ایک نہیں اور ہزار آسانی یہ سخن سب جگہ کام دیتا ہے جو چیز غیر حق
 ہے نہیں کی اور فرصت پائی۔

رشتہ فرمایا ہے کہ حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ خاموشی مفید تر کلام سے ہے اسواسطے کہ ہر سخن
 حدیث نفس پیدا ہوتی ہے اور نفس الہی ہرگز منقطع نہیں مانع اُسکے اُس نفس کے دریافت حدیث نفس ہے اولیاء اللہ کی
 صحبت کے ذریعہ اپنے دل کو حدیث النفس سے بچانا چاہیے اسواسطے کہ ان حضرات کا ایک گوش ہے کہ اُس حدیث کو
 کان سے سنتے ہیں اور اُنکے وقت کو تشویش دیتا ہے جو شخص ایک کتاب کے دیکھنے میں مشغول ہے اگر ایک آدمی کوئی
 سخن کے اُسکے وقت میں تشویش دیتا ہے بلکہ ایک کھی اگر در حق پر آن محقق تو تشویش ہوتا ہے وہ جامع کے علی الدوام
 توجہ اور مشغولی جناب حق سبحانہ میں رکھتی ہیں ہر در حدیث نفس اگر تشویش میں ڈالتی ہے اور نہیں چھوڑتی کہ تشویش
 کرن ایک شخص جو رہتا ہوا اُسکے پاس ہے اور رہتا اُسکا تشویش وقت کا باعث ہے کہتے ہیں کہ پستان اُسکے منہ میں
 دے کہ خاموش ہو کوئی ہونا چاہیے کہ پستان ذکر دل کے منہ میں ہے تاکہ شیر خوی مینا شروع کرے اور ذکر کرنے میں

اوسے اور خیالات اور حدیث نفس سے خلاص ہو پھر بعض کے حال کی نسبت ذکر کرنا بھی حدیث نفس ہی۔
 رشتہ ایک دن اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یارو جان لو کہ حق سبحانہ اس عظمت اور بزرگی کے ساتھ تیسے ہیبت
 نزدیکی اور اس اعتقاد پر قائم رہو کہ یہ بات ہر چند نکو معلوم نہ ہو لیکن ہمیشہ خدا و ملائین باادب رہنا چاہیے جب
 تنہا گھر میں ہو تب بھی پائون نہ بھیلاد اور پانخانہ میں شرمندہ اور سر جھکائے اور انکے بند کیے بچھو ظاہر اور باطن میں
 خدا کے ساتھ سید رہو جب ان آداب پر قائم ہو یہ بات تم کو رفتہ رفتہ معلوم ہوگی چاہیے کہ ہمیشہ اپنے کو آداب ظاہری
 اور باطنی کے ساتھ آراستہ رکھو آداب ظاہر وہ ہے کہ شریعت کے امر و نہی کے ساتھ قیام کرو اور دام باوجود رہو تنہا
 پڑھو اور بات کم کہو اور سب امور میں حاجت مند اپنے کو جانو اور سلف صالح کے آثار کا تتبع کرو اور آداب باطن
 بہت دشوار ہیں۔ ضرورتاً ان آداب سے یہ ہو کہ دل کو اعتبار کے خطروں سے نگاہ رکھو فیروز و نون برابر ہیں اس
 بارہ میں کہ حق سبحانہ کے لیے موجب حجاب ہیں۔

رشتہ فرمایا ہو کہ حق سبحانہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مراقبہ کا طریقہ تعلیم کیا ہو جہاں کہ فرمایا ہو مانگوں
 فی شان و ماتلو امنہ من قرآن و ماتلو من عمل الاکتا علیکم شہود الذقیفون فیہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق سبحانہ نے
 فرمایا ہو اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کیا ہو خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ جناب حق سبحانہ میں مشغول رہو حق
 سبحانہ بندہ پر سب چیزوں سے نزدیک تر ہو اور نزدیک تر کرنے سے بھی نزدیک تر ہو اس واسطے کہ حال قرب میں
 عبارت نہیں سماتی جب کہ قرب کو عبارت میں لاؤں بعد ہو جاتا ہو قرب یہ نہیں ہے کہ تم کو ہم اس سے نزدیک
 ہیں یا اس سے عبارت کر سکیں قرب وہ ہے کہ تو اُس میں گم ہو جائے اور غیر اپنے کو اُس میں نو گم کرے اور تجھے نہ معلوم ہو
 کہ تو کہاں تھا اور کہاں سے تو آیا اور مطلق اُسے تو عبارت نہ کر سکے۔ کسی بزرگ کے پاس ایک شخص آیا لو کہو
 کہ فلان شیخ قرب سے بات کہتا ہو بزرگ نے اُس سے کہا کہ جب تو اُس بزرگ کے پاس جاے کہہ کہ اس باجویم
 ہیں قرب بعد ہے قرب عبارت تیرے ہونے سے ہو دہان عبارت کو گنجائش کہاں ہو۔

رشتہ فرمایا ہو کہ ہر نفس میں ایک کچ گزرتا ہے واقف ہونا چاہیے حق سبحانہ حاضر اور ناظر ہو چاہیے کہ حق سبحانہ سے
 شرم رکھے اور اُس سے پیغمبر ہے حق سبحانہ نے ملامت اور سرزنش کی ہو باجبل اللہ لہر جل من قلبین نے خود ایک ہی
 کے اندر دو دل نہیں ہیں کہ ایک کو دنیا میں اور ایک کو حق سبحانہ میں مشغول رکھے آدمی کے اندر ایک دل ہو اگر
 دنیا میں مشغول رکھے حق سبحانہ سے بے بہرہ رہے اور جو حق سبحانہ میں مشغول رکھے اُسکے دل سے ایک روز
 حق سبحانہ کی طرف کھل جاتا ہو اور اُس روزن سے فیض الہی کا آفتاب چکنا شروع کرتا ہو آفتاب جو طلوع کرتا ہو
 پورب سے پچم تک جو ذہن اُسکے نور سے بہرہ پاتا ہو اور نور اُسکا سب پر چلتا ہو اگر ایسا گھر ہو کہ اُس میں روزن نہ ہو
 تو بیشک اُس نور سے بے بہرہ رہیگا پس اگر دل حاضر ہو تو اُسکا حضور اُس روزن کے موافق ہو اُس راستہ

نور فیض وجود اسے پہنچا اور جو غافل ہو وہ فوراً اس سے آگے گزر جائیگا سید دوست بہر لفظ ورتہ لفظ مینٹ
 پن تو از و غافل از تو گذر میکند ترجمہ دوست ہر اک لحظہ میں تجکو نظر کرتا ہو جب کہ تو غافل ہو یا رنجبہ گذر کر تا ہو
 رشحات فرمایا کہ طاعات بہشت میں جانیکے سبب ہیں اور طاعت میں ادب کرنا حق سبحانہ کے قرب کا سبب ہے
 مشائخ کامل قدس اللہ ارواحہم اسپر ہیں کہ ابتدا میں چاہیے کہ اپنے باطن کو صاف کرے اور تصنیف اور ترکیب شیخ ل
 ہوتا کہ دوام مراقبہ حاصل ہو ورنہ جو کچھ اعمال صالح سے کرتا ہو پانی خاک میں ملتا ہو مصرع پرچہ اگر عقلی علت شود
 ترجمہ علتی جو چیز علت وہ ہو ایک جولاہہ کے شاگرد سے کم ہونا چاہیے کہ ایک مدت چاہیے کہ تاسکا جوڑنا سیکھے
 دوسرے کام ابھی کہان ہیں طالب کو چاہیے کہ جد و کد سے کوشش کرے تاکہ خطرون کے دور کرنے میں استقامت ہو اور
 جانے کہ کس طرح نفی کرنی چاہیے اور ابتدا میں چاہیے کہ کسی چیز میں مشغول نہ ہو مگر نفی خطرات میں جو لوگ کہ رسالے مطالعہ
 کرتے ہیں اور وہاں سے باتیں انتخاب کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں یہ سب بیکاریاں ہیں راہ حق سبحانہ کی اور کام اسکا جاننا
 اور کرنا جو نہ کہنا اور سننا اگر کوئی بادشاہ فدا کے سامنے بیٹھا ہو اور بادشاہ کے حضور میں ہمیشہ بہکت ہو اور بادشاہ نے
 ایک خط شام کو بھیجا ہو اس خط سے غیر حاضر لوگ فائدہ اٹھائینگے نہایت درجہ کا جاہل بے عقل اور غافل ہو گا جو فہم
 بادشاہ سے با اختیار خود دور جائے اور اس خط کے پڑھنے کو فہماد سے شام کی طرف روانہ ہو۔

رشحات فرمایا کہ جو کوئی ایک جگہ پر وہ سب جگہ پر اور جو سب جگہ پر وہ کسی جگہ نہیں۔

رشحات فرمایا کہ پرہیز دوائے بہتر ہے کوئی کھانا اقسام و انواع کی بیماریاں اُسے ہوتی ہیں دفع مرض کے لیے دکانے بت
 صحت پائے جب صحت پائے پھر بیٹ بھر کھانا شروع کیا پھر کھائی وراجھا جو اسی طرح چند مرتبہ اعادہ کیا انجام کو وہ دوا اُسے
 ضرر کلی پہنچائے اسی طرح جس کسی نے گناہ کیا اور پھر توبہ کی پھر گناہ کیا پھر توبہ کی اور پھر گناہ کیا توبہ کہ اُسے گناہ سے
 باطل باز نہ رکھے اور اُس میں اثر عظیم نہ کرے مثل گناہ دیگر جو یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ نے پرہیز کلی اختیار کیا اور سب ترک کیا
 اور حق سبحانہ سے مشغول ہوئے کہ ایسا نہ مرض غفلت میں موت آجائے۔

رشحات فرمایا کہ حضرت جنید قدس سرہ نے کہا ہے کہ مراقبہ میں استاد میرے ایک بلی تھے اکیا بار میں نے ایک بلی دیکھی کہ ایک
 چوہے کے سوراخ کے سرے پر بیٹھی اور ایسی متوجہ اسپر ہوئی کہ بالائے کے اعصاب حرکت نہیں کرتے تھے تعجب سے اُسکو میں
 دیکھ رہا تھا وہ فتنہ میرے سر میں ندا کی کہ اے کم بہت میں تیرے مقصود میں ایک موش سے کم نہیں ہوں تو میری طلب میں
 بلی سے کمتر نہ اُسدن سے میں اندر مراقبہ کے گرا بیت دانی کہ درایہ گفتہ بہت امروزیہ جزا کے درمگر دیدہ جہ روز
 ترجمہ یار نہ کیا آج مجھے ہو کہا کیا جائے تو جز ہمارے غیر کو مت دیکھنا گرانے تو

رشحات فرمایا ہمیشہ یاد حق سبحانہ میں رہو اس حد تک کہ اپنے سے غائب ہو جاؤ حق سبحانہ سب سے لطیف تر ہے جس کی لطافت
 زیادہ ہر حق سبحانہ سے مشغولی کے لیے منرا و از زیادہ ہے۔ جولاہہ اور سوزہ دوز اس شخص سے لطیف ترین جو جام میں کوڑا

بہتر ہو آئیے جس کشی نہیں ہوتی پھر بزازانہ سے لطیف تر ہو آسکے تھیں نہیں ہو کہ جولاگری اور موزہ دوزی کرے ملا لوگ
بزازانہ سے لطیف تر ہیں بزازی نہیں کر سکتے پھر وہ جماعت نہ جناب حق سبحانہ میں مشغول ہیں سب سے لطیف ترین
انکو یہ دل و دماغ نہیں ہو کہ خیر حق سبحانہ کے ساتھ مشغول ہوں اگر کوئی کون تو انکو خوش نہیں آتا کہ اُس سے اُن
اور سچہ میں جاوین پسند نہیں آتا کہ سر اٹھائیں یہ گروہ سب سے لطیف ترین اسکا تھل انکو نہیں کہ ایک پلک میں
میں پھر حق سبحانہ سے مشغول ہوں انہی اُنکے حال پر غبطہ کرتے ہیں کہ اس سبب سے کہ انکے درجہ اور کمالات نہیا
کے درجہ اور کمالات سے زیادہ ہیں لیکن انکو ایک شرف حال ہو کہ ہمیشہ حضرت حق کے قرب میں ہیں اور حق تعالیٰ
نے انکو نظر خلق سے پوشیدہ رکھا ہو اور ہمیشہ کے لیے انھیں اپنے میں مشغول کیا بادشاہ امور ممالک اپنے ایک متفرک
سپرد کرتا ہو اور وہ بادشاہ کے حکم سے ممالک میں تصرف کرتا ہو اور دوسرا آفتاب ہر دار ہو کہ بادشاہ کو وضو کرتا ہو اور
ہمیشہ بادشاہ کے سامنے ہو اگرچہ ممالک میں تصرف کرنے والا بادشاہ کے نزدیک مقرب تر اور برگزیدہ تر اور درجہ اسکا بلند
ہو اور الیتہ اگر قابلیت اُسکی بڑھکر ہو تو ممالک میں متصرف نہوتا لیکن آفتاب ہر دار کو یہ شرف ہو کہ ہمیشہ بادشاہ
میں ہو اور خدمت خاص اُسکی کرتا ہو اور دوسرے کے ساتھ مشغول نہیں ہو ورنہ وہ کمان اور مملکت میں متصرف کمان
جو متصرف ممالک کا ہو اور قرب دوام اور خدمت بادشاہ کے آفتاب ہر دار پر رشک رکھتا ہو۔

رشحہ حضرت مولوی رومی قدس سرہ کے اس بیت کے معنی میں فرمایا ہو بیت امی دیدہ عجائب بانگر عجب اغیبت این
معتشوق بر عاشق بے روی نے دیا وے نے کہ اگر کوئی ہزار سال پرواز کرے بے وے نے دیا وے نے کے معنی نہا وے
پس کیونکر قرب حق سبحانہ تعالیٰ کو پاسکتا ہو لیکن اگر سعی کرے اور حد سے زیادہ مشغول ہو حق سبحانہ اسقدر
ادراک اور یقین اُسکو عطا فرماتا ہو کہ اس معنی کو دریافت کرتا ہو کہ حق سبحانہ بغیر اسکے نہیں رہا اور اُسے غفلت کی
اہل لہو کو وہ یقین حاصل ہوتا ہو کہ بود و وجود حق سبحانہ میں کیسے طرح کا شک اور تردد نہیں رہتا جس طرح سکے کیسے اپنے
بود و وجود میں شک نہیں ہر چند کپڑے پہنے اور انکھیں بند کرے اپنے وجود کو گم نہیں کرتا اور نہیں بھولتا اور
شک میں نہیں کرتا۔

رشحہ فرمایا ہو کہ جب ذکر حرف اور آواز عربی و فارسی کے لباس سے معرا ہو اور تمام جہات سے اُسوقت شہرت
کے مقام کو پہنچتا ہو اور سب اوقات اُس سے طالب ثمر کھا سکتا ہو تو قی اکمال میں ذکر دانہ کی مثال ہو کہ فستق
کا درخت اُس سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہو مثل کلمۃ طیبۃ شجرة طيبة جس طرح درخت دانہ سے پیدا
ہوتا ہو تو خیر خالص کہ لباس حرف و صوت سے عربی و فارسی کے اور شکل و رنگ اور کیفیت و کم اور جمیع جہات سے جو
اور معرا ہو مضمون کلمہ سے ظاہر ہوتی ہو۔

تو ارقی عادات آپ کے قدس سرہ حضرت مولانا علاء الدین کے بڑے اصحاب حضرت مولانا سعد الدین

سے تھے اور ذکر انکا اٹھکھاتے تھے کہ میں بیمار تھا حضرت مولانا میری عبادت کو آگے بڑھانے لگا۔ یہ تھے اور خطہ بھر اقبہ
کیا اور سر مبارک لٹکا دیا اور اُس صفحہ کی چھت میں سر مبارک کے اوپر ایک کھڑکی تھی یکایک ایک چوبیس نے اُس دیوے
کے کنارے سے تھوڑی خاک چھٹکائی اور آپ کی گردن اور گردن پر گری سر اٹھایا اور اوپر کو دیکھا اور پھر مراقبہ
میں لگے اُس چوبیس نے تھوڑی اور خاک گرانی پھر آپ نے دیکھا اس میں طرح تین بار یہ صورت ہوئی جو تھی بارہ دیکھا اور
غضب ہو کر کہا او ہلے ادب چوبیس تب اٹھے اور باہر گئے اور میں اپنے بچوں نے پر بیٹھا تھا اور اُس صورت سے
بست شرمندہ تھا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ اُس درجہ میں ایک بلی آئی اور گھات میں بیٹھی اچانک چوبیس نے تھوڑی
خاک ڈالی وہ بلی جھپٹی اور اپنے پیچھے سے چوبیس کو اس سوراخ سے باہر نکالا اور مار ڈالا اور تھوڑا اُس میں سے کھانا اور
گنتی کرتا رہا اُس بلی نے اُس روز اٹھا رہا چوبیس اس سوراخ سے باہر نکالے چلائے اور چھوڑ دے اور چلی گئی
مولانا علی پیر برادر مولانا علامہ الدین نے کہ وہ بھی حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مخلصان خاص سے تھے
نقل کی ہو کہ تیرازی کی دوکان میں رکھا تھا ایک دن ایک پیادہ تحصیل کنندہ ایک دہانہ کی چٹنی لایا اور سختی اور
جہالت شروع کی اور اسوقت مجھے اُسکے روپیہ دینے کی قدرت نہ تھی متوجہ ہوا کہ لیا لہذا دن اس کے قریب حضرت
مولانا آئے جب وہ تشدد اُس سے دیکھا تو اُسکے کانہ سے پر ہاتھ رکھا اور کہا بھائی اور زبان اپنی نگاہ رکھ جو نہیں نکلا
ہاتھ اس کے شانہ پر پہنچا بیہوش ہو گیا اور بائیں لوثنے لگا اور دیر تک اُسی حال میں پڑا رہا اور آپ میری دوکان کے
دروازہ پر بیٹھے رہے جب اپنی اصلی حالت پر آیا بڑی عاجزی کے ساتھ اٹھا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور
مٹھا آپ کے پشت پاس پر رکھا اور اُس نوکری سے توبہ کی اور اس طریق کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اُس نے نقل کی
ہو کہ لوگوں کی مان حاصل سے تھی اور پارہ بیٹے حمل پر موٹے تھے اُن ایام میں قصد استقامت حاصل آئے کیا اور بچہ
جاتا رہا اور وہ قریب مرگ ہو گئی اور سال اُسکا متغیر ہوا میں مگر اگر آپ کے پاس دو ٹھکانا آیا دیکھا کہ بہت سے علماء اور
صلحا آپ کے پاس جمع ہیں اور آگے جانے اور بات کرنے کی طاقت نہیں حیران ہوا اور کوئی چارہ نہ جانا جب آپ کا
نظر میرے اوپر پڑی اُس وقت اُٹھے اور کھڑکی طرف روانہ ہوئے اور اصحاب کی ایک جماعت آپ کے پیچھے آتی
تھی اس درمیان میں مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا اُس ظالم سے کہہ دو کہ ایک بار پہلے فلان تاجیک کو تو نے یہ حرکت
کی تھی اور تجھے میں نے معاف کیا تھا اس دفعہ بھی معاف کرتے ہیں اگر بار دیگر یہ ظلم تجھے سدا رہے گا تو اپنی سزا پانگلی نہیں
ہو کر اٹھا پھر جب کھڑک میں پہنچا دیکھا کہ اُنکی حالت اچھی ہو گئی اور اُس مرض سے نشان باقی نہ تھا اور قطعاً اُس
سے میں نے نقل کیا روئی اور کہا سچ فرمایا سو اُس تاجیک ایک بار قصد کیا تھا اور مرنے سے بچی پھر خدا سے قول
قرار کیا کہ پھر ایسا قصد نہ کرے گی۔ حضرت مولانا علامہ الدین نے کہا کہ اُس وقت کہ میں حضرت مولانا کی خدمت میں
تھا ایک دن قاصد ولایت قستان سے آیا اور مان ماسک کا خط لایا کہ مجھے بڑی ناکہ سے ملا تھا کہ شادی

بیاہ کرین اس صورت سے میں بہت ملول ہوا کہ بیاہ حضرت کی ملازمت سے علیحدہ ہون اپنے دل میں کہا کہ جب آپ خط
 کے مضمون سے اطلاع پانگئے ہر آئینہ مجھے محفوظ رکھیں گے اور مجھے قستان بجانے دینگے جیسے آپ کے سامنے میں گیا ابھی
 خط کا مضمون عرض نہ کیا تھا کہ فرمایا ہر گاہ اصرار کے ساتھ بلایا ہو تو جانا چاہیے میں متحیر ہوا اور بفرگئے چارہ نہ کیا
 جب کہ ان باپ کی خدمت میں پہونچا اسی ہفتہ میں میرا نکاح کر دیا اور آٹھ برس میں دہان رہا لیکن اس مدت
 میں ہمیشہ آپ کی خدمت کی طرف متوجہ رہا اور باطن شریعت سے فائدہ حاصل کرتا رہا اور اس شہر میں ایک ظالم ظلم
 تھا کہ مال و اخراجات کی توجہ میں بہت زیادتی میرے اوپر کرتا تھا اور ظلم و مبادا حد سے زیادہ کرتا تھا اور میں نہیں جانتا تھا کہ
 کس طرح اسکے ظلم کو دور کروں آخر حضرت مولانا کی طرف بیاطن متوجہ ہوا اور استغاثہ کیا ایک شب خواب میں
 آپ کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ میں ہوا چانک وہ موجود اقبال آیا آپ نے تیسر کمان میں رکھا اور کھینچا اور اسکی طرف
 پھینکا جب میں جاگا اپنے آپ کہہ کہ دیکھیے کیا بلا اُس کجنت پر آئیگی دوسرے دن میں اُسکے پاس گیا اور کہا تیار رہ
 کہ بڑی بلا تجھے آئیگی سنہا اور ٹھٹھا مارا اور بے ادبانہ باتیں کہیں تین روز بعد آدھا بدن اُسکا فالج سے رگبیا اور پھر
 نہ اٹھا۔ اور یہ بھی حضرت مولانا نے فرمایا کہ جن ایام میں میں قستان میں تھا ایک بار میرے پھوڑا اٹھا تھا ایک دن اونچے درخت پر
 پتی توڑ رہا تھا اور اُس کام کے درمیان نسبت رابطہ کی درزش کر رہا تھا یکایک شاخ جیسے پیرا بانٹون تھا ٹوٹ گئی اور
 میں درخت کے اوپر سے علیحدہ ہوا دیکھا کہ حضرت مولانا ہمارے ظاہر ہونے اور ہوا سے مجھے لپک لیا اور صبح
 سالم مجھے زمین پر رکھ دیا اس طرح کہ میرے کسی عضو میں جوٹ نہ لگی یہ بات میں چھپائے رکھتا تھا اور جب آپ کی
 ملازمت سے مشرف ہوا چاہا کہ قصہ اُس حال ظالم کے اوپر فالج اور درخت سے اپنے گرنے کا کون قبل میرے کہنے
 کے فرمایا کہ ظالموں کا گنا اور ہو اور غلطیوں کا گنا اور ہو۔ اور یہ بھی حضرت مولانا فرماتے تھے کہ ابتدا سے حال میں جب
 حضرت مولانا نے مجھے ہرات میں ذکر دل کی تعلیم کی فرمایا کہ میرے سامنے چند ذکر گو میں نے شروع کیا اور دل کو
 ذکر میں مشغول کیا فرمایا کہ ایسے ذکر تکرار دل کو ذکر میں حرکت مت دے بلکہ مفہوم ذکر کو دل پر محمول کر اس وقت تک
 کہ دل مفہوم ذکر سے اثر پا کر خود متحرک ہو پھر کام کو اس پر چھوڑ دے اور جس وقت کہ اپنے میرے دل کی حرکت سے خبر دی
 مجھے عقیدہ نہ تھا کہ تمام روئے زمین میں کوئی ایسا شخص ہوگا کہ آدمی کے باطن اور ظن کے احوال دل سے آگاہ ہو کہ میں
 تعجب میں اور حیرت میں پڑا اور ذکر سے باز رہا اسی کے قریب فرمایا کہ تو کیا حیران ہو رہا ہے خدا کی قسم پنج میں میرا ایک
 بقال مرید ہر غار پا چال کے پیچھے کھڑا ہوا اور میں یہاں اُسکے دل کو اُس سے بہتر جانتا ہوں اس بات کے سننے سے
 مجھے بڑی کیفیت پیدا ہوئی پھر آپ کا دامن مضبوط پکڑا۔ خدمت مولانا محمد رحم سے کہ حضرت مخدومی مولانا نور الدین عین الکر
 جامی قدس سرہ السامی کے چھوٹے بھائی تھے منقول ہو کر فرماتے تھے میں ابتداء حال میں کیمیا کے شغل کا زلفہ تھا
 اور اکثر اوقات اسمین حرف کرتا اور بہت تجربہ حاصل کیا تھا اور قریب قریب کام کے نشان میں نے دیکھے تھے مگر

جوق معظاہر نہوتا تھا اور میں اُسکے شغل اور ترک کے درمیان سرزد ہوتا اور اس وجہ سے نہایت شکستہ دل و پریشان حال
 تھا ایک دن اس پریشانی اور سرگردانی میں بازار گیا اور جب چار دیواری کے قریب پہنچا اور لوگوں کے ازدحام
 میں آگیا ایک ایک کسی نے پیچھے سے آکر میرے پیچھے دیکھا تو حضرت مولانا علی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے میں ٹھہرا
 اور نیاز مندی کی آپ نے فرمایا کہ ہر دو اور بیٹھا کیسیا تھے تراکف تعلیم کہ ایک سیرا در سناعت نیست
 روفاعت گوین کہ در عالم ہد کیسیائی بہ از قناعت نیست ترجمہ ہلکاک کیسیا کو تو تعلیم نہ وہ آئسہ راسناعت میں
 ہا قناعت کرد کہ عالم میں ہد کیسیا کیا جو ہر قناعت میں یہ قلعہ پڑھا اور تشریف لگئے آپ کے جانے پر ارادہ اُس شغل کا
 بالکل میرے دل سے جاتا رہا اور خاطر اُس وسوسہ سے خلاص ہوئی اور یقین ہوا کہ ایک فقرت تھا کہ مخفی برافقت
 آپ سے میری نسبت صادر ہوا۔ حضرت مولانا علی الدین فرماتے تھے کہ اداکل حال میں جو حضرت مولانا کی تھیں
 اختیار کی اور آپ نے علوم رسمی کی تحصیل چھوڑ دینے کا اشارہ کیا تمام سبق کہ فن و ہیت اور تعلق اور کلام میں تھے
 بالکل چھوڑ دیے مگر میرید اصل الدین محدث علیہ الرحمہ کے آگے جو کتاب حدیث پڑھنا تھا اور قریب الاختتام تھی
 اپنے پاس رکھی کہ حدیث کا پڑھنا مانع نہ ہو گا خیر وہ کتاب تمام کر لیں صبح ہفتہ کا دن تھا کہ حدیث کا جز اٹھایا اور
 سے محلہ چل کر می کو جہاں حضرت سید رہتے تھے چلا جب دروازہ ملک سے قدم باہر رکھا پایا کہ میرے پاؤں میں ایک
 لوہے کی بھاری بیڑی پیدا ہوئی اس قدر کہ قدم مشکل سے اٹھاتا تھا اس حالت سے میں بہت حیرت اور وحشت
 میں پڑا اور لوگوں کی طرف دیکھتا تھا کہ وہ کیا کہتے ہیں دیکھا کہ کوئی شخص اس بات سے آگاہ نہ تھا بڑی شفت کے
 ساتھ چل روان سے گذرا اس اثنا میں دیکھا کہ بگڑی میری سر سے کوئی اٹھا لیکھا اور بنگہ سر رہ گیا وحشت اور حیرت
 میری اور زیادہ ہوئی ایک دو قدم اور رکھے جامہ قرچی میرے شانہ سے اُتار لیا اسی طرح کہ تین قدم پیچھے کچھ
 میرے بدن سے اُڑ جاتی تھی تھے کہ بگڑی قرچی بند کیا اور پیراہن سب گئے گذرے ہوئے اور میں ایک پا جامہ سے لگیا
 اور وہ بھاری بیڑی میرے پاؤں میں تھی اور جو تے سینے والوں کے بازار تک میں پہونچا تھا اپنے دل میں کہا اگر
 ایک قدم لوڑ گے تو رکھتا ہوں تو پا جامہ بھی جاتا ہوں اور پھر تو ذلیل ہو گا فی الفور وہاں سے اُٹھا پیراہن میرا ملا اور
 میرے بدن میں آگیا اور جس جگہ جو چیز مجھے لگم ہوئی تھی جب میرا قدم وہاں پہونچتا تھا وہ چیزیں اپنی جگہ آتی یقین
 جب آستانہ دروازے سے شہر میں قدم رکھا دیکھا کہ وہ بھاری زنجیر میرے پاؤں سے نکل گئی اور غائب ہو گئی
 فوراً مطالعہ سے نفور بل آپ کی ملازمت میں پہونچا دیکھا کہ مسجد جامع کے اندر مراقبہ میں مشغول ہیں تہنہ
 گیا اور بیٹھا اچانک سرسبک اٹھایا اور میری طرف متوجہ ہو کر مسکرائے آپ کے تبسم سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک
 فقرت تھا جو آپ کی طرف سے واقع ہوا تھا۔ اور یہ بھی حضرت مولوی فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے نفیس عظیم طاری ہوا
 اور سخت خزن نے گھیر لیا کہ میں بے اختیار ہوا اٹھا اور حضرت مولانا کے در دولت پر حاضر آیا اور آپ کی

طرف متوجہ ہو کر بدل درخواست و زاری کرنے لگا کہ عنایت فرمائیے اور مجھے اس اندک الم سے خلاصی دیجیے اسمی حال میں آپ باہر آئے اور آثار لباط اور کشادگی کے آپ سے ظاہر تھے مسکراستے ہوئے آئے اور داینے ہاتھ سے میرا گریبان پکڑ کے دبایا اور پھر انگشت شہادت کا سر میری گردن کے کنارے رکھا اُس وقت میرے باطن میں سرور اور میرے دل میں خوشی اور حضوری حاصل ہوئی اور میرے سینہ میں انشراح پیدا ہوا کہ چار مہینے تک علی الاطلاق دل میرا بھول کب طرح تنگ تھتا ہوتا تھا اور قہقہہ کے ساتھ میں ہنستا تھا اور آثار اُسکے میرے بشرے پر ظاہر تھے اس طرح کہ چوتھ میرے منہ سے بندھوتے تھے اور خدمت مولوی نے فرمایا کہ ایک شب اہل رسم و عبادت کی ایک جماعت کے ساتھ اتفاق رقص و سماع کا ہوا جب صبح آپ کی خدمت میں آیا ایک گروہ اکابر کا دہانچہ جو تھا آپ نے نظر غضب سے میری طرف دیکھا فی الفور پایا کہ ایک بار عظیم میرے اوپر گرا جاتا کہ ایک بڑا پہاڑ لگا اور میرے شانہ پر رکھ دیا سو اسقدر میں مجھکا کہ ناک میری زمین کے قریب پہنچی اور جی گھٹنے لگا اور عذاب میں پڑا اور پیشانی سے پسینا ٹپ ٹپ کرنے لگا اور خوف تھا کہ رابطہ حیات قطع ہو مولانا شہاب الدین احمد چشتی علیہ الرحمہ کہ علماء متبحر اور آپ کے اصحاب اہل سے تھے اور اسکے بعد ذکر آگیا اُنھوں نے جب میری عاجزی اور لاچارگی دیکھی آپ سے میری سفارش کے لیے تواضع اور نیاز مندی کی آپ نے ایک ساعت بعد مولانا شہاب الدین احمد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مرد سیرابی اوچھڑی ناپاک کو ایسا پاک کرنا ہی اور بکاتا ہو کہ اچھے آدمی اُسکے کھانے کی رغبت کرتے ہیں ہم بھی بعض نفوس کی پاکی میں اُنس سے کم نہیں ہیں یہ کہہ کر وہ ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور اٹھ بڑا تھم ملائی الفور وہ بار میرے شانہ سے اُتر گیا اور وہ گرانی جاتی رہی حضرت استاد مہذومی حافظ غیاث الدین محدث علیہ الرحمہ کہ بڑے علماء زمانہ اور اعیان ہرات سے تھے اور حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی نظر کو پہنچے تھے اور شیخ بہاء الدین عمر اور لنگہ والد بزرگوار شیخ نور الدین محدث قدس سرہ رو جمہا کی بہت ملازمت کی اور سلطان ابوسعید مرزا کا قریب تمام استقدر رکھتے تھے کہ کبھی کبھی مرزا کے تخت پر بیٹھتے اور اُسکو ثنوی سنایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ ایک دن بمقام مسجد جامع میں حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت میں پہنچا اور اُس مجلس میں بہت سے علماء اور فقہا حاضر تھے اور صرف نعال میں سب سے فروتر ایک مرد فقیر قستانی بیٹھا ہوا تھا اور حضرت سکوت میں تھے اچانک سر اٹھایا اور اُس مرد قستانی کو اپنے سامنے بلایا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اسے تیرے سپرد دینے کیا اسکی حمایت میں تقصیر کرنا میں نے قبول کیا اور مجھے اور کسیکو حاضریں سے اس سفارش کا راز معلوم نہوا مگر زبیرہ سال بعد کہ حضرت مولانا وفات کر گئے تھے اور میرزا سلطان ابوسعید کے زمانہ میں ایک شخص ظاہر ہوا کہ امیروں کی مدد سے لوگوں کو تہمت جھوٹی میں قتل کرتا تھا اور زر کر لیتا تھا اتفاقاً اُس مرد قستانی کو پکڑا چونکہ وہ مال بال ترکھتا تھا کہ خلاص ہوتا قتل کی تجویز آئی

لیے ہوئی تھی تاکہ اور لوگ دین اور اس پکڑنے والے کا کام پیش جائے اور بازار اسکا گرم تر ہو آخر مقدمہ بیان تک پہنچا کر سستی اسکے گلے میں ڈالکر دروازہ عواق پر لائے تاکہ وہاں آئے دار پر لٹکا دین اس انتہا میں میرزا کے پاس سے میں واپس اپنے گھر کو جانا تھا دروازہ پر پہنچا اور اندر داخل ہو گیا پوچھا کہ یہ کیا ہوتا ہے کہا ایک فقیر کو تہمت ہوئی میں پکڑا ہوا اور چاہتے ہیں کہ قتل کر دیں میں ان کے بڑے حاجب اسکی نگاہ میرے اوپر پڑی شور مچایا کہ اے حافظ میں فقیر قسستانی ہوں کہ حضرت مولانا سعد الدین نے جامع مسجد میں آپ سے میری سفارش کی اور فرمایا کہ اسکی مدد اور حمایت میں کوتاہی نہ کرنا اور تھنے قبول کیا اب مدد اور حمایت کا وقت ہو جب تیز نگاہ سے میں نے اسے دیکھا پہچانا اسی وقت اسے میں نے ریا کیا اور وہیں سے باگ پھیری اور میرزا کی ملازمت میں گیا اور اس فقیر فقہ اور حضرت مولانا کی سفارش عرض کی میرزا نے اس تہمت کرنے والے کو اس فقیر کے پاس سزا دی اور وہ فقیر اور نام آدمی اسکے شر سے خلاص ہوئے اور خدمت مانفا نے یہ حکایت بیان کر کے دو بیت ثنوی کی پڑھیں ثنوی از پس صد سال ہر چہ آید برو پیری بند معین ہویمو گزیرد دید او باقی بود + زانکہ دیدش دیدن تلاق بود خواجہ شمس الدین محمد کو سوسوی حضرت مولانا سعد الدین رحمہما اللہ سے بہت صحبت رکھتے تھے آپ کے بعض اہل اصحاب نے ایسا بیان کیا کہ ایک دن حضرت خواجہ نے حضرت مولانا سے کہا کہ مجھے دو بڑی مشکل حقائق توجہ پیش آئی ہیں کہ انکے حل کرنے سے عاجز ہوں اور کیسکو میں نہیں جانتا کہ اس مشکل کو حل کرے اور اس وجہ سے میری غلظت زیر بار ہو گئی ہے کہ سفر کروں شایکہ کیسکو دیکھوں کہ یہ بار میری خاطر سے اٹھائے حضرت مولانا نے فرمایا کہ کل صبح میری مشکل کا حل کے حل کی نیت سے اس طرف آؤ شایکہ کہ سفر کی حاجت نہ پڑے خدمت خواجہ دوسرے دن آئے جس وقت کہ انکی نظر حضرت کے چہرے پر پڑی نعرہ مارا اور بخود ہو گئے اور عرضہ تک اس بخود ہی میں رہے اور بعد ازاں قد کے یہ بیت ثنوی کی پڑھی اسی جمال تو جواب ہر سوال + مشکل از تو حل شدہ بے قیل وقال پھر سفر کا دوسو سہ انکی خاطر مبارک سے جاتا رہا ایک دن ایک عزم نے خلوت میں خدمت خواجہ سے پوچھا کہ آپ کو اس دن کیا ہوا کہ دیر تک بیہوش پڑے رہے اور آئینے کے بعد سفر ترک کیا فرمایا کہ جب میری نظر مولانا سعد الدین کے واسطے ابرو پر پڑی ایک مشکل میری حل ہوئی اور جب نظر میری دوسرے ابرو پر آپ کے پڑی دوسری مشکل حل ہوئی اسکی لذت اور ذوق سے میں نے فریاد کی اور بخود گریٹا۔ نصائح الانس میں مذکور ہے کہ ایک رویش جو آپ کی صحبت میں پہنچا تھا اسنے حکایت کی کہ مجھے علیر معطین کہ درویشوں کے معارف بیان ہوتے تھے بہت تغیر ہوتا تھا فریاد اور نعرہ بہت لگانا اور اس سے مجبور ہوتا ایک روز یہ حال آپ کے سامنے عرض کیا کہا جب تجھے تغیر ہو مجھے اپنی خاطر میں لانا چاہیے اور اسوقت کہ آپ سفر حجاز میں گئے تھے مجھے ایک مدرسہ میں کہ وہاں ایک بزرگ دھڑکتے تھے تغیر شروع ہوا آپ کی طرف میں نے توجہ کی دیکھا کہ آپ مدرسہ سے آئے اور میرے سامنے پہنچے اور دونوں ہاتھ میرے شانوں پر رکھے میں آپ سے باہر ہوا اور بیہوش

گھر پر واجب تھا افتادہ مجلس دعا برخواست ہو چکی تھی اور مجلس کے لوگ چلے گئے تھے اور دھوپ بچھ آگئی اور وہ روز
آخری پنجشنبہ رمضان کا تھا جسکے بعد عید تک دوسرا پنجشنبہ نہ تھا وہ یاد رکھا کہ جب کہ سے آپ انہیں عرض کروں جب
آپ کہ سے تشریف لائے اور آپ کی خدمت سے مشرف ہوا اور ایک جماعت آپ کے سامنے تھی مجھے نہوسکا کہ آپ سے
عرض کروں آپ نے میری طرف رخ کیا اور کہا پنجشنبہ تھا کہ اسکے بعد عید تک دوسرا پنجشنبہ نہ تھا۔ حضرت مولانا سید
قدس سرہ کی وفات ظہر کے وقت چار شنبہ کے دن ہوئی جمادی الاخر کی ساتویں تاریخ اور سن آٹھ سو سات تھے بعض لوگوں
سے سنا ہے کہ حضرت مولانا کی تعزیت کے دن خواجہ شمس الدین محمد کو سوی قدس سرہ نے مجلس کی اور وعظ کیا اثنائے
وعظ میں برسہ منبر بہ بیت پڑھی بیت کشت خاک آئندہ شد بروزگار + منہود و جہ باقی و بس خاک تو وہ شدہ حضرت
مولانا سعد الدین قدس سرہ کے دو فرزند بزرگوار تھے ایک خواجہ عبد اکبر معروف بخواجہ کلان کہ حضرت کے اصحاب میں سے تھے
اور دوبار ہرات سے حضرت کی ملازمت میں بمقام ماوراء النہر پہنچے پہلی مرتبہ کہ راقم حروف (مصنف رشتہات) حضرت کی آیتا
ہوئی کے لیے متوجہ ہوا قریہ چل و خزان میں خواجہ کلان کی صحبت سے مشرف ہوا اور دوسری دفعہ جو حضرت کی ملازمت
میں جاتے تھے جب مجھے دیکھا تعجب سے پوچھا کہ کہاں توجا تا ہے اور کیا ارادہ ہے میں نے مجھ اپنا دوسو سہا کیا
اور بہت خوشی کی اور فرمایا مناسب ہے کہ تو ہمیں جدا نہو تا کہ باہمی موافقت سے یہ راستہ طو کر میں نے
قبول کیا اور آپ اسباب اور متعلقان فقیر کو اپنے پاس والا لے لے اس سفر میں شفقت اور عنایت بہت کی جب ہم
بخارا پہنچے اکثر اسباب اور بار برداری خادمان و متعلقان کی وہاں چھوڑ کر خواجہ کے ساتھ ہمراہی ایک عجات
اصحاب حضرت کے جو بخارا کے مرزخون میں رہتے تھے ولایت قرشی کی طرف چلے اور نصف میں حضرت کی سعادت
ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے اور مجلسوں میں بہت التفات اور الطاف بشمار حضرت کا خواجہ کلان کی نسبت
دیکھا جاتا تھا اور بہت تعلقین مصاحب اور خصوصیت کی کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے یقین نشین
ایک دن خلوت میں خدمت خواجہ کو طریق نفی و اثبات کا امر فرمایا اور کہا کہ اس طریقہ سے مشغول رہو اور
جب ہرانت کو مراجعت کرو جو شخص تمہارے واسطے آوے اسکو بھی اسی طریقہ پر لاؤ اور تعلیم ذکر کرو والدہ بزرگوار
تمہارے مولانا سعد الدین جب ہرات گئے ہیں تو انکا سلوک ابھی پورا نہیں ہوا تھا مگر ہرات میں یاروں کو سپرد
کیا ہے اور انکو کام پر مستعد کیا اور خود بھی بہت مشغولی کی ہر شب کام آگے چلا ہے اور سلوک انکا انہما کو پہنچا نکو چھا چکا
کہ کام پر رہو تا کہ ہم پوری ہو پھر یہ فنوی پڑھی بہت حاصل آمد کہ یار جمع باش + ہجو بہت گراں جریاری تراش + چند
روز کے بعد کہ حضرت نے خواجہ کو اجازت دی کہ خراسان کو مراجعت کریں مجھے بھی واپسی اور والدین کی ملازمت
کا امر فرمایا میں حضرت کی تعمیل ارشاد کے لیے خواجہ کے ساتھ پھر بخارا آیا اور انھوں نے چند روز وہاں توقف کیا اور
میں انکی اجازت سے جلد خراسان کو گیا اور دو ایک مہینے کے بعد وہ بھی ہرات میں آئے اور ہمیشہ اس اوسلے کی طرف

التفت تھے اور بہت مہربانی کرتے۔ حتیٰ کہ پندرہ سال بعد فرزند بی بی اور زندگی میں قبول کیا ایک روز حضرت محمدی مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے ایک تقریب سے خواجہ کلان کی صفت اور پاک طینت میں یہ مصرع پڑھا مصرع خاک او بہتر زخون دیگران + دوسرے فرزند حضرت مولانا قدس سرہ کے خواجہ محمد اصغر مشہور خواجہ خرد تھے کہ علوم ظاہری اور اخلاق باطنی سے بہرہ کامل آگئے تھے اور دونوں خواجہ کا کلام اللہ اور دقائق تفسیر اور حقائق تاویل سے آگاہ تھے۔ وفات حضرت خواجہ خرد کی دلالت زمین داور میں واقع ہوئی اور پختہ نوسو چھ تھے اور بعض خادم انکی نقش کو دہان سے ہرات لے آئے اور تحت مزار پر ایچہ والد شریف کے عقب میں مدفون ہیں رحمہما اللہ رحمۃ واسعہ۔

مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی

لقب اصلی آپ کا عماد الدین اور لقب مشہور نور الدین ولادت آپ کی خوجہ اور جام میں وقت حشائیسو بن گیا ماہ شعبان ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ میں ہوئی جیسا کہ قصیدہ رشخ بالشرح حال میں کہ آپ کے دقائق احوال پر بالا جمال مشتمل ہے ایسا فرمایا ہے قطعہ لبالہشت صد ہفتہ ہجرت نبوی + کہ رز کہ بیشرب ثرا و غائب جلال + تراویح قلہ پر از گاہ غرقم + بدین مضیف ہو گشت کردہ ام پر وبال + پوشیدہ زہر ہے کہ نسبت شریف حضرت مخدوم کا شیخ عالم عامل امام المجتہدین وارث علوم انبیاء و مرسلین امام محمد شیبانی رحمہ اللہ سے ملتا ہے کہ اعظم مجتہدین سے مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ کے تھے اور ایک صاحبین سے ہیں اور محمد بن عبداللہ بن طاؤس بن ہریر شیبانی ہیں اور ہریر ایک بادشاہ بغداد میں تھا اور حضرت عمر بن خطاب کے ہاتھوں پر اسلام لایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کتاب مصطفیٰ میں ہے کہ امام محمد اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں قرابت تھی اس واسطے کہ وہ محمد الحسن ابن عبداللہ بن طاؤس بن ہریر تھے اور وہ ایک بادشاہ تھا جو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر مسلمان ہوا اور ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن طاؤس بن ہریر ہیں آپ کے والد مولانا نظام الدین دشتی اور جد مولانا شمس الدین محمد دشتی شاہیر اہل علم و تقویٰ سے ہوئے ہیں محلہ دشت سے منسوب محروسہ اصفہان کے کجاہٹ بعض حوادث زمانہ وطن مانوت سے ولایت جام میں آئے اور قضاء فتویٰ کے عہدہ پر مقرر تھے اور ان باپ آپ کے امام محمد شیبانی کے فرزندوں سے ہیں آپ کا کہ مولانا قوام الدین محمد جو فرزند ان امام محمد سے تھے ان دنوں میں کہ اپنی ولایت سے دیار جام میں آئے ہیں انھوں نے انبیاء و خیر مولانا شرف الدین جامی شاہ مفتی نقاہت پناہ سے بیاد دی اور اس سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی کہ مولانا شمس الدین محمد دشتی انکو اپنے نکاح میں لائے اور اس سے مولانا نظام الدین احمد کہ آپ کے والد شریف میں پیدا ہوئے اور آپ کے آبا جی تک ولایت جام میں ساکن رہے ہیں کتاب سہلات اور قبائحات میں عبارت

دستی لکھتے رہے جب وہاں سے اٹھ آئے لفظ جامی اُسکے بجائے لکھتے رہے جس سال کہ حضرت مخدومی پیدا ہوئے
ہیں خاقان مغفور شاہ رخ سلطان انار اسد برہانہ ملک عراق و فارس کی تسخیر کا میاب ہوئے ہیں۔

ذکر حضرت مخدومی کی تحصیل علوم کا ابتدا سے حال میں اور آپ کے رجوع کا اہل
قتل و کمال سے جب کہ آپ عہد طفولیت میں اپنے والد شریف کے ساتھ ہرات میں آئے ہیں اور مدرسہ

نظامیہ میں اقامت کی اور مولانا جنید اصولی جو علم عربیت میں ماہر اور اُس فن میں شہرت تمام رکھتے تھے اُنکے
درس میں آئے اور مختصر مباحث کے مطالعہ پر مائل ہوئے جب اُس درس میں آئے ایک جماعت شہج مفتاح

مطلوب میں مشغول تھی آپ باوجودیکہ ہنوز حد بلوغ کو نہ پہنچے تھے اپنے میں اُسکے فہم کی استعداد پائی جو اور
مطلوب در اسکے ماشیہ کے مطالعہ میں معروف ہوئے اُسکے بعد مولانا خاجہ علی ہرقندی کے درس میں آئے جو بڑے

محقق روزگار اور اکمل شاگردان حضرت سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کے تھے۔ فرماتے تھے کہ وہ طریق مطالعہ
میں بے مثل تھے مگر فریب چالیس دن کے اُس سے مستغنی ہو سکتا تھا بعد ازاں مولانا شہاب الدین جاجرمی کے

درس میں پہنچے جو اپنے زمانہ کے افضل مباضین سے اور سلسلہ شاگردی حضرت مولانا سعد الدین نقاری
رحمہ اللہ میں سے تھے فرماتے تھے کہ چند روز اُسکے درس میں جاتا تھا اُس سے دو سخن میں نے سنے جو کار آمدین

ایک کتاب تلویح میں کہ بعض اعتراضات مولانا زادہ خطائی کو دفع کرتے تھے پہلے روز جو دوین روز مقدمہ اُن اعتراضات
کے دفع کے لیے ترتیب کیے اُنکو میں نے باطل کیا اور دوسری مجلس میں بڑے تامل کے بعد صورت جواب کی بیان

کی کہ فی الجملہ وجہ رکھتی تھی اور دوسرا سخن اُسکا فن بیان میں مطول تھیں سے تھا کہ مناقشہ کرتا تھا اور چنانچہ اس کا
دوہل زیادہ دفع اور اعتبار تھا اور کتاب کے لفظ و عبارت سے تعلق رکھتا تھا کہ اُسکی توجہ میں استقامت تھی بعد ازاں

سمرقند میں قاضی روم کے درس میں جاتے تھے جو محققان عصر سے تھے پہلی ملاقات میں ایک مباحثہ ہوا جو کچھ
طویل ہوا بالآخر قاضی اُسکے سخن میں آیا۔ مولانا فتح اللہ تبریزی کہ دانشمند تھے اور میرزا الف بیگ کے سامنے

صدارت کا مرتبہ رکھتا تھا حکایت کرتا تھا کہ اُس مجلس میں کہ میرزا نے قاضی روم کو سمرقند کے اپنے مدرسہ میں بٹھلایا
اکابر اور افاضل جان کے اُس مجلس میں حاضر تھے قاضی روم اُس مجلس میں اُنکو مستعدان خوش طبع کا کرتا تھا

مولانا عبدالرحمن جامی کی صفت میں ایسا فرمایا کہ جب سے سمرقندی کی بنیاد ہو سہرا سراج جامی کی جودت طبع اور توجہ
تعارف کے ساتھ کسی نے دریائے اُمویہ سے اس طرف چھوڑ نہیں کیا جو مولانا ابویوسف سمرقندی جو شاگرد مقرر تھے

روم تھا اُس نے نقل کی ہو کہ جب حضرت مولانا سید الرحمن جامی سمرقند میں آئے اتفاقاً ایک تذکرہ کی شرح فرماتا
ہیں کرتے تھے اور گئے تھے تعارفات جو قاضی نے اُس کتاب کے حواشی پر لکھے تھے اور سالہا قائم رہے ہر روز ہر

مجلس میں اُن سخنان مقرر سے ایک دو سخن ملک و اصلاح میں آتے تھے اور قاضی اُس سے بہت ممنون ہوتا تھا

اور ان اوقات میں شرح مخفیہ غنمی کو کہ اسکی فکر کا نتیجہ تھا درمیان میں لایا اور آپ اس میں تعریفات کرتے تھے کہ ہرگز قاضی کی
 خاطر میں نہ پہنچے تھے۔ ایک روز ہرات میں مولانا علی قوشی ترکون سکھ پیا با ۱۰ رسم سے ایک عجیب جتنا کر پانہ حکم
 آپ کی مجلس شریعت میں آیا اور چند شبہ نہایت مشکل فن مہیات کے باریک پیش کیے اور آپ نے فوراً ایک کا جواب
 شافی دیا چنانچہ مولانا علی ساکت ہوا اور مستحیر رہا اور آپ نے نوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ مولانا تمھارے جتنا میں اس
 بہتر کوئی چیز نہ تھی مولانا علی نے بعد ازاں اپنے شاگردوں سے کہا کہ اس روز سے مجھے معلوم ہوا کہ نفس قدسی اس عالم
 میں موجود ہے۔ یعنی خدم فرماتے تھے کہ یہ قوت اس سبب سے ہو کہ مشغولی بطریق فراجگان قدس اللہ تعالیٰ
 اور احکم مدد بخش تعقل کی اور قوت بخش قوت مدرکہ کی ہو اور کیفیت اور قوت آپ کے مباحثہ کی اور غلبہ اور استیلا اپنے
 ہم سبقوں پر بلکہ استادوں پر ایک امر مشہور اور ثابت ہے۔ آپ کے ایام تعطیل فراغ خاطر اور آسودگی حال سے گذر کر
 کرتے اور آپ کی طبیعت و ذال اور فکروں میں خوں یا کرتی جب کہ درس میں حاضر ہوتے اکثر ہوتا کہ ایک جہم سبقوں سے لے لیا اور ایک لحظہ مطالعہ
 جب سبق کے لیے حاضر ہوئے سب پر غالب ہوتے مولانا معین تونی کہتے تھے کہ آپ جب مولانا خواجہ علی کے درس
 میں آتے جہم کہ مستعدوں کی طبیعت کے نتائج سے پیش ہوتا آپ فوراً اسکو دفع کرتے اور ہر روز دو تین شہ
 وارد اور اعتراض خاص اس مجلس میں اپنے مطالعہ کے آثار سے چھوڑ کر چلے جاتے اور آپ اپنے رسوم علم کے لیے کہ سماع
 سے وابستہ ہو اہل زمانہ کی مجالس درس میں حاضر ہوتے تھے وگرنہ نفس الامری میں آپ کو کسی کی شاگردی کی احتیاج
 نہ تھی بلکہ اس حلقہ درس کے مدرس پر غالب آئے ایک روز آپ کے معلم اور استادوں کا تذکرہ ہوا آپ نے
 فرمایا کہ مجھے کسی استاد کے سامنے ایسا سبق نہیں لیا کہ انکو ہمارے اوپر غلبہ اور استیلا ہو جو بلکہ ہم ہمیشہ کچھ
 پر بحث میں غالب رہے ہیں بعض اوقات ہمارے ساتھ برابری کرتے تھے اور کسی کا حق استاد ہی ہمارے ہوتے
 ثابت نہیں ہو اور ہم درحقیقت اپنے باپ کے شاگرد ہیں کہ اس سے زبان سیکھی ہے۔ ایسا دریافت ہوا کہ آپ
 صرف اور خواہنے والد سے پڑھی ہو اور اس کے بعد علوم عقلی اور معارف یقینی میں کسی سے چندان احتیاج نہیں
 ہوئی ایک دن آغاز حال میں حضرت مولانا شیخ حسین اور مولانا داؤد اور مولانا معین کہ اصحاب شریک البحت تھے
 متفق ہو کر وظیفہ حاصل کرنے کے لیے میرزا شاہ رخ کے اراد بزرگ کی ڈیوڑھی میں جاتے تھے کہ آپ کی بھی آستین
 پکڑ کے کشان کشان ساتھ لیکے اور اس امیر کی ڈیوڑھی پر انتظار کیا ہو بعد از ملاقات جب باہر آئے آپ نے
 فرمایا کہ میرا ساتھ تھا ہمارے ساتھ بھی تھا پھر یہ صورت مجھے ممکن نہیں ہو اور اس کے بعد پھر ہرگز کسی کے دروازے پر
 اہل جاہ و دنیا سے آمد رفت نہیں کی اور ہمیشہ فقر و فاقہ کے گوشہ میں ہمت کا پائون دامن صبر و قناعت
 میں لیٹا رہا بیان تک کہ شیخ نظامی قدس سرہ کے سخن کا مضمون اُن کے حق میں ظاہر ہوا کہ مشغولی
 پون بعد جوانی نہ ہو تو بددکس نہ فرمے از در تو ہم را بر درم فرستادی ۱۰ من نمی خواستم تو میدادی ۱۰

فرمایا کرتے کہ ہم ایام جوانی میں ذلت اور خواری پر راضی نہیں تھے جیسا کہ مستعد اور فاضل سمرقند اور ہرات کے پیادہ ہمراہ رکاب قاضی روم اور مولانا خواجہ علی سمرقندی کے جاتے تھے اور ہم ان کے موافق نہ تھے بلکہ ہرگز شاگردوں کی عادت کے موافق ان کے گھریب حاضری نہیں دیتے اور اسی وجہ سے ہمارے وطن میں نقصان تمام ہوتا تھا۔

ذکر حضرت مخدومی کی صحبت کا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ میں پہونچنے کا سبب کہ علوم کی تحصیل کر چکے اور علماء رسمی کی آئینہ نش اور اختلاط کو ترک کر دیا آپ کو شروع احوال میں ایک کے ساتھ مظاہر حسن و جمال سے گرفتاری دل تھی اس تعلق سے خاطر میں ایک انحراف پیدا ہوا ہرات سے سمرقند گئے اور وہاں فضائل اور کمالات کے حصول میں چند روز مشغول رہے یہاں تک کہ ایک شب خاطر آپ کی مفارقت ظاہری اور فراحت مجبوری سے مجروح اور دہانک تھی حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کو واقعہ میں دیکھا اور اُن سے سنا کہ فرماتے ہیں جاؤ اور ایسا پار حاصل کر جو تیرے لیے ناگزیر ہو اور آپ کے اوپر اس واقعہ سے بڑا اثر ہوا اور ایک فکر عظیم خاطر میں پڑی جلد خراسان کی طرف گئے اور حضرت مولانا کے شرف صحبت و قبول کیا اور غور سے روز میں صحبت تشریف حضرت سے آپ کو شوق عظیم اور بولدگی قوی حاصل ہوئی چنانچہ ایک بزرگ جو اس طریق میں آپ کے رفیق تھے متحیر و مستعجب ہو گئے اور فرمایا کہ طریق خواجگان انکو جلد اور الگ کیا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ جامع مسجد ہرات میں ہر روز نماز کے پہلے اور نماز کے پیچھے یاروں کے ساتھ بیٹھا کونہ اور صحبت رکھتے اور حضرت مخدومی کا اس مقام سے گذر ہوا کونا ہر دفعہ کہ وہ گذرتے حضرت مولانا سعد الدین فرمایا کرتے کہ آپ جوان کو ایک عجب قابلیت ہو ہم اُس کے شیفہ ہو گئے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اُسے کس جیلہ سے صید کریں پہلے روز کہ آپ حضرت مولانا کی صحبت میں پہونچے گرفتار آئے ہو گئے کہ آپ نے فرمایا کہ آج کے دن ایک شہباز ہمارے دام میں پڑا اور اُسی آئینہ میں فرمایا ہو کہ حق سبحانہ نے اس جوان جامی کی صحبت سے ہمارے اوپر احسان کیا مولانا شہاب الدین محمد جاجری نے آپ کی گرفتاری کے بعد جو حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی صحبت میں چلی ایسا کہا ہو کہ اس مدت پانچ سو سال میں ایک مرد صاحب کمال دانشمند و نین خاک خراسان سے سر نکالتا حضرت مولانا سعد الدین کا شغری نے اُسکی راہ ماری مولانا عبد الرحیم کاشغری کہ ہرات کے دانشمند تھے توقیر تھے ایسا کہتے تھے کہ جب تک خدمت مولانا عبد الرحمن جامی نے ترک مطالعہ کیا اور طریق صوفیہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں یقین نہوا کہ مطالعہ اور تحصیل علوم رسمی سے بہتر کوئی دوسرا کام بھی ہو اور مرتبہ دانشمندی سے بالاتر بھی کوئی مرتبہ ہوتا ہو۔ آپ نے اس طریق کے ابتدا و شغل میں حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ

کے امر سے بڑے مجاہدہ اور ریاضتیں اختیار کی تھیں اور خلق سے نہایت متوجش اور محترمت سے اور نہائی میں بسر کرتے تھے اور
 کہ خلق میں آئے ہیں بول چال روزِ مرد کی آپ کی خاطر سے فراموش ہو گئی تھی اور الفاظِ مانوس جاتے رہے اور
 آہستہ آہستہ وہ الفاظِ آپ کی خاطر میں آئے ہیں اور ان اوقات کہ آخر میں آپ کو جذبہِ ینایم پہا ہوا اور آپ
 کیفیتِ زبردست حاصل ہوئی کہ بے خبر جانبِ کعبہ متوجہ ہوئے ہیں اور کو سو تک پہنچے وہاں آپ کو افاقہ
 ہوا اور جو شیار ہوئے اور فکرِ صحبتِ مولانا سعد الدین قدس سرہ کی اور شوقِ آپ کے دیدارِ مبارک کا حضرت
 غالب ہوا بے اختیار وہاں سے ارادہ کی باگ پھیری اور مولانا کی ملازمت کو چلے حضرت مولانا کی ملازمت کے
 درمیان آپ نے چند روزِ فصلِ بہار میں قصہٴ اودہ کی طرفِ تنہا کی جو حضرت مولانا نے ایک رقعہ لکھا اور اس کے
 پاس بھیجا اور وہ رقعہ یہ ہے کہ حضرت کے خطِ مبارک سے نقل ہوا۔ بسمِ اللہ الرحمن الرحیم سلام علیکم ورحمۃ اللہ
 وبرکاتہ تعالیٰ باخود دارد و بغیر خود گذاردتوقع ازان برادر و نور بھر برادر مولانا عبد الرحمن جامی آنکہ این فقیر
 حقیر عرضاتِ کردہ را از گوشہٴ خاطر خریف و درندارت و اشتیاقِ غالب داشتہ نمیدانم کہ چه نویسم اینہا ہمہ دسم و دسم است
 انچہ مقصد و است در عبارت نمی آید شیخ احمد غزالی میگوید کہ تعریفِ این طالبِ کمال کہ میگویم از جہتِ احتیاجِ است ملاقاتِ جہت
 تعطشی کہ مراست و غرت و شرف کہ ایشان راست نمیدانم کہ چه گویم مصرعِ رخسار من اینچہ تو بر گل نگری + والسلام
 والتحیۃ الغفر الخیر سعد کاشغری۔ جب یہ رقعہ آپ کے پاس پہنچائی الحال آئے پھر لکھے اور بعد ازان آپ کی
 ملازمت سے علوہ نہوئے۔ حضرت مخدومی فرماتے تھے کہ اس طریق کے ابتداءِ شغل میں انوارِ ظاہر ہوتے تھے جس طرح
 ہمارے حضرت مولانا نے اشارت کی ہم شغل کیا کرتے اور اپنی کرتے یہاں تک کہ پوشیدہ ہو جاتا تھا ورنہ انوار
 کشف و کرامات پر اعتماد نہیں ہو کوئی کرامات اس سے بہتر نہیں ہے کہ فقیر کو کسی صاحبِ دولت کی صحبت میں قبول
 اثر اور جذبہٴ ہاتھ لگے اور ایک دم اپنے آپ سے غلام ہو۔ حضرت استادِ مولانا رضی اللہ عنہ عبد الغفور
 علیہ الرحمۃ والفرقان کہتے تھے کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ بعض اشخاص پر اس گروہ سے کشف عوالم ہوتا ہے اور بعض
 پر نفی رہتا ہے اس میں کیا بعید ہے فرمایا کہ طریقِ دو قسم ہے ایک سلسلہٴ تربیت کا ہے کہ سالک نے جس راہ سے نزول کیا
 اسی راہ عود کرے اور دوسرے طریق وجہ خاص ہے کہ طریقہٴ ہمارے خواجگان کا ہے جو قدس الدار و اہم اور اس طریق کے
 سالک کا قبلہٴ توجہ بجز نفس ذات نہیں ہے اور اس طریق میں کشف عوالم ضروری نہیں ہے اور خدمتِ مولانا عبد الغفور
 فرماتے تھے کہ آپ کی خاطر مشاہدہ و وحدت اور کثرت کی طرح مشاہدہ تفصیلی کے طریقِ اجمال سے زیادہ مائل تھی۔
 فرماتے تھے کہ ہر گاہ اپنے تئیں مرتبہٴ اجمال میں ہم لیتے ہیں مخلوب ہو جاتے ہیں لیکن مولانا ہمارے اجمال کے تفصیل
 کی طرف کم جاتے تھے انکی جانب استغراق اس امر میں غالب تھے اور فرماتے تھے کہ سر وحدت اور مثنیٰ توحید الہیہ غالب
 آئے ہیں کہ اسکا دفع اپنے سے ممکن نہیں جانتا اور اس میں ہمارا کچھ اختیار نہیں ہے کوئی چیز پیش راہ اس سے خاطرِ

نہیں آتی اس بات نے زیادہ پکڑا ہوا۔
 ذکر ملاقات حضرت محدومی کا مشائخ بزرگ سے جو بچپن سے آخر تک ہوتین پرشیدہ۔
 تر ہے کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے علاوہ اور سب اکابر سے آپ نے تھے اور ملاقات کی بھی سب کے پہلے
 حضرت خواجہ محمد پارسیا بن قدس سرہ کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ سفر حاتم کے ارادہ سے دلائی
 جام سے گزرتے جاتے تھے اور قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمادی الاول سے لے کر جمادی الاخرہ کے اول سن آٹھ سو پانچ
 میں یہ ہوا ہو والد اس فخر کے نیاز مند اور مخلصوں کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ آپ کی زیارت کے قصد سے باہر
 آئے تھے اور میری عمر اس وقت پانچ برس کی پوری نہیں ہوئی تھی ایک نوکر سے لکھا کہ مجھے کانہ سے پر لیکر آپ کے
 محاذ پر انوار کے سامنے لایا آپ نے التفات کی اور ایک میر میری کر مانی عنایت فرمائی اور آج کے دن اُسے
 ساٹھ برس ہوئے اب تک آپ کی صورت منور کی صفائی میری آنکھوں میں اور لذت دیدار مبارک کی میرے
 دل میں ہو اور حقیقت یہ ہے کہ جو رابطہ اخلاص و اعتقاد ارادت اور محبت کا کہ اس فقیر کو نسبت بہمان خواجه کا
 قدس الدار و احم واقع ہو آپ ہی کی برکت نظر سے ہوا ہو گا اور مجھے امید ہے کہ اسی رابطہ کے عین سے اس کے زندہ
 مہمان و مخلصان میں قیامت کو اٹھایا جاؤں بہتہ و جودہ وہم مولانا فخر الدین اورستانی تھے رحمہ اللہ تعالیٰ کہ اجل
 مشائخ زمانہ سے تھے۔ فقہات الانس میں لکھا ہے کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مولانا فخر الدین اورستانی رحمہ اللہ فرج اور
 جام میں کہ اس فقیر کے والد سے متعلق تھے اترے تھے اور میں اس قدر چھوٹا تھا کہ مجھے اپنے زانو کے آگے بٹھلایا تھا
 اور اپنی انگشت مبارک سے مشہور نام جیسے عمر اور علی ہوا پر لکھتے تھے اور میں اسے بڑھاتا تھا آپ مسکراتے تھے
 اور تعجب فرماتے تھے وہ شفقت اور لطف آپ کا میرے دل میں تم محبت و ارادت اس گروہ کا ہوا اور اس وقت سے بڑھ
 اور ہی نشو و نما پاتا ہوا اور مجھے امید ہے کہ انھیں کی محبت میں جیون اور انھیں کی محبت میں مرون اور انھیں کے محبوب کے
 زمرہ میں اٹھایا جاؤں اللہ اعنی مسکینا و ائمتنی مسکینا و ائمتنی نے زمرۃ المساکین سوئم خواجہ برہان الدین
 ابو نصر پارسیا قدس سرہ آپ کو اتفاق صحبت خواجہ ابو نصر کی خدمت میں بہت پڑا ہے۔ نفحات الانس میں لکھا ہے
 کہ ایک روز آپ کی مجلس شریف میں ذکر حضرت شیخ محمدی الدین بن عربی قدس سرہ اور انکی تعنیفات کا
 ہوتا تھا اپنے والد بزرگوار (خواجہ محمد پارسیا) سے نقل کی کہ آپ فرمایا کرتے کہ خصوص جان ہو اور فتوحات دل اور
 بھی فرمایا کہ جو خصوص کو اچھا بائنا ہو اسکا داعیہ اور شوق متابعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو
 ہوتا ہے۔ چہارم حضرت شیخ بہار الدین عمر تھے قدس سرہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ کو استغراق اور تہلک
 عظیم تھے اکثر ایسا ہوتا کہ ہوا میں تیز ترید دیکھتے تھے ہر لمحہ ملائکہ مخلوق از انفس خلقت کو ملاحظہ کرتے تھے جسکا اثر گہرا
 ہوا ہو اور فرمایا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ بہ جوارہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ایک جماعت شہر سے پہونچی تھی

اور آپ کا دستور تھا کہ جو شخص شہر سے آتا اُس سے پوچھتے کہ کیا خبر ہے اُسی قاعدہ پر ہر ایک سے علحدہ ملحدہ پوچھا کہ شہر کی تھے کیا خبر ہو ہر ایک شخص ایک بات کہتا آخر کو مجھے پوچھا کہ تجھے کیا خبر شہر کی ہے میں نے کہا کہ جتنے کوئی خبر نہیں فرما کر راہ میں گیا دیکھا کیا میں نے کچھ نہیں دیکھا فرمایا کہ جو شخص فقیر کے پاس جائے چاہیے کہ شہر سے خبر لے اور نہ راہ میں کچھ دیکھا ہو پس یہ بیت پڑھی بیت دلارامی کہ داری دل درو بند و گر چشم از مہمہ عالم فرو بند پیچم خواجہ شمس الدین کو سوی تجھے قدس اللہ سرفزاتے تھے کہ حضرت خواجہ وعظا کہتے تھے اور حضرت مولانا سعد الدین اور مولانا جلال الدین محمد اسد اور مولانا جلال الدین ابو زید پورانی اور انکے سوا عزیزان دیگر کہ اسوقت میں تھے آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور معارف اور حقائق کی آپ کی تعریف کرتے خدمت مولانا شرف الدین علی نوری رحمۃ اللہ علیہ انکی مجلس وعظا کی بہمن ترغیب دلاتا ہے بعض عزیزوں سے سنا گیا کہ جس روز حضرت مخدومی حضرت خواجہ کو سوی کی مجلس میں قدس سرہ آئے خواجہ فرماتے کہ آج ہماری مجلس میں ایک شمع روشن کی اور حقائق و معارف پہلے سے زیادہ آپ کی زبان پر آئے۔ حضرت مخدومی نے فرمایا کہ خواجہ کو سوی علیہ الرحمہ حضرت شیخ محی الدین کی تصنیفات کے معتقد تھے اور توحید کے مسئلہ کو انکے موافق بیان کرتے اور اسے برسر مذہب علماء حاضر کے سامنے ایسی تقریر کرتے کہ اُس کی بیکی و بال انکار کی نہ تھی اور حقائق قرآنی اور حدیث نبوی اور کلمات مشائخ کے حقائق اور اسرار میں نہایت تہن نفہم تھے تھوڑی توجہ میں بہت سے معنی آپ کو القا ہوتے تھے کہ کبریاً قائل کے بعد اور دن کی خاطر میں کم ہو چکا۔ وعظا اور مجلس سماع میں آپ کو وجہ عظیم ہوتا اور سجدہ فہمہ مارتے اور اُسکا اثر سب اہل مجلس پر پڑتا۔ اور حضرت خواجہ بعض اوقات لوگوں کو ان صفات کی صورتوں میں دیکھتے جو انکے نفوس پر غالب ہوتی ہیں۔ انکے لئے کہ ہمارے اصحاب کہیں کہیں صورت انسانی سے باہر ہوتے ہیں مگر جلد بھر اُسکی طرف عدم دہرتے ہیں اور وہ ایک آدمی کا نام لیا اور کہتے کہ جس وقت میرے سامنے آتے ہیں سگان چار چشم کی صورت دکھائی دیتے ہیں اکثر ہوتا کہ آپ کی صحبت میں کوئی چیز کسی کی خاطر میں گذرتی آپ اُسکو ظاہر کرتے اس طرح سے کہ اُسکے سوا دوسرا نہ جانتا بیششتم مولانا جلال الدین ابو زید پورانی رحمہ اللہ موضع پوران میں انکی خدمت کے لیے بہت جایا کرتے۔ نفقات میں لکھا کہ ایک بار انکے برابر میں نماز پڑھ رہا تھا ایسا مغلوب اور فانی انگو میں نے پایا کہ گویا اپنی خبر انکو کچھ نہ تھی قیام میں جو کھڑے تھے تو کبھی وہاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اور کبھی بائیں ہاتھ دایرے ہاتھ میں رکھتے ہفتیم مولانا شمس الدین محمد اسد تھے رحمۃ اللہ علیہ کہ آپ آئے بہت محبت رکھتے تھے۔ نفقات میں بھی لکھا کہ ایک بار انکے ساتھ میں ایک راستہ پر جاتا تھا باتوں باتوں میں یہاں تک پہنچے کہ کہنے لگے مجھے اس چند روز میں ایک ایسا عرض آیا کہ ہرگز مجھے اپنی نسبت اُسکا گمان نہ ہوتا تھا اور امید اُسکی نہیں رکھتا تھا اور جمال کے طہر پر اشارہ اُسکی طرف کیا اس صورت سے

کہ میں اُس سر جمع کے مقام پر اسکا تحقق ہونا بھی بعض عارفوں نے کہا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی ذات سے کسی پر تجلی کرے تو یہ شخص کل ذاتوں موجودات کو اور انکے افعال صفات کو ذات و صفات اور افعال حق سبحانہ کی شفاعت میں تلاشی اور فائق پائے اور اپنے نفس کی نسبت موجودات کو ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ شخص مدبر اُن موجودات کا ہے اور یہ موجودات اُسکے ساتھ نسبت اعینہ کی رکھتے ہیں اور کوئی چیز ان موجودات سے کسی ایک پر نازل نہیں ہوتی الا یہ کہ وہ کھتا ہے کہ اس شخص پر نازل ہوئی ہے اور اپنی ذات کو ذات حق واحد اور اپنی صفت کو اُسکی صفت اور اپنے فعل کو اُسکا فعل دیکھتا ہے اسوجہ سے کہ وہ عین توحید میں مستملک اور فانی ہو گیا ہے اور استملک عین توحید میں اس بات کے لازم کر دیتا ہے کہ جو کچھ اُسکے ساتھ منسوب ہے اپنے ساتھ منسوب پاتا ہے اور موجودات کی نسبت اپنے تئیں توحید میں ایسے مقام پر پاتا ہے کہ اس مرتبہ سے بالاتر ہے اور جب کہ بصیرت مشاہدہ جمال ذات قدیم میں متجذب ہو گئی ہو عقل جو اشیاء میں فارق تھا اور ممکن اور واجب کو ایک دوسرے سے جدا کرتا تھا فطریہ نور ذات قدیم میں پوشیدہ ہو گیا اور قدیم و حادث میں جو تمیز تھی مرفوع ہو گئی اس واسطے کہ حق ظاہر ہونے کے وقت باطل ناچیز اور ناپید ہو گیا ہو اور اس حالت کو اس طائفہ علیہ کی اصطلاح میں جمع کہتے ہیں بہشت ہمارے حضرت تھے حضرت کے اور غرضی کے درمیان ملاقات چار مرتبہ ہوئی ہے دو بار سمرقند میں اور تیسری بار ہرات میں کہ حضرت مرزا ابوسعید سلطان زمانہ میں ماوراء النہر سے خراسان میں تشریف لائے تھے اور چوتھی مرتبہ مرو میں کہ جب حضرت حسب درخواست میرزا سلطان ابوسعید کے مرو میں آئے تھے اور حضرت مخدوم بھی ہرات سے حضرت کی ملاقات کے لیے مرو گئے آپ کے خطاب سے دیکھا گیا لکھا تھا کہ فواجی مرو میں خدمت خواجہ عبید الدب الدظلال جلالتہ اس کے تہرین سے پوچھا کہ تہن یا کہ قدر ہے جواب دیا کہ تھینا پچھن سال حضرت نے فرمایا کہ پس ہمارا سن بارہ سال زیادہ ہے اور غرضی نے کہا کہ اس ملاقات کے پہلے امد پیچھے حضرت مخدوم اور حضرت میں خط کتابت بہت رہی ہے اور آپ کا کمال اخلاص راؤ حضرت کے ساتھ آپکی تعنیفات نظم و نثر سے سب خاص و عام پر روشن ہے اور شہرت کے سبب احتیاج آگئے ہیں کہ نہیں ہے اور غلوں حقیقت اور محبت حضرت کی بھی آپ کی نسبت خطوط اور رفات سے جو آپ کو حضرت نے لکھے ہیں ظاہر ہے اُن تمام رفات اور مکتوبات سے یہ دو ورقہ بسبیل شہادت اور تہن کے خط مبارک سے آگاہ ہیں لکھے جاتے ہیں۔ رقعہ اوّلے بعد از رفع نیاز عرضہ داشت این بیچارہ گرفتار آنکہ گاہے میخوانم کہ گستاخی کردہ از خرابی احوال خود نسبت بملازمان آن آستانہ اندکے اعلام کنم لیکن می ترسم کہ از خرابی کہ حال این فقیر است موجب ملالت باریا فغان نشود ذکر الوحشتہ وحشتہ بہر جا کہ بہست آرزوی آن میباشد کہ نظر بخوابی این دراز بکنند طریقہ ترجمہ کہ از اخلاق کرام است نسبت باین ضعیف مرعی دار بند سبب گرفتاری خود جز آن نمیدانم کہ ہرگز یاد یوازہ کریمان و ابروہ بکینش سازد سرش را و آخر دہ والسلام والاکرام رقعہ ثانی عرضہ داشت

اشتیاق و آرزو مندی عتبہ بوسی بسیار است ہر چند با خود می گویم مصرعہ این کار و دولت است کنون تا کرا
رسد لیکن ہوا می آید کہ خود را بران آستان بیند بسیار است امید از الطاف بی نہایت حق سبحانہ آگاہ این
فقیر بے بال پرواہ ہمت و قدم را بخدمت عنایت قدسے روزے گرداند تا ہر چگونہ کہ باشد از مضیق جس خود می
نجات یافتہ متوجہ آستان بوسی توانم شد و السلام۔ حضرت مخدوم تین مرتبہ سمرقند گئے ہیں پہلی دفعہ میرزا
انج بیگ کے زمانہ میں اور قاضی روم کے درس میں آمد رفت کرتے رہے چنانچہ تھوڑا ذکر ہو چکا ہو اور
دوسرے بار حضرت کی صحبت کے لیے گئے ہیں اور اس جانے کی تاریخ شب شبہ انھوں نے محرم ششہ ۱۰۸۸
سو شتر ہو جیسا کہ خط مبارک سے آپ کے نقل ہوئی۔ اور تیسری نوبت بھی حضرت کے ادراک صحبت کے لیے
ہرات سے سمرقند گئے ہیں اور اتفاق ایسا ہوا کہ آپ اس وقت پہونچے ہیں کہ حضرت نے بحسب ضرورت عمرت نیز ملاوا
سلطان حمید میرزا جو سلطان ابوسعید کے بیٹے ہیں انکی مصالحت کے لیے ترکستان کا قصد کیا ہو جب تین روز صحبت اور
ملاقات میں گزرے حضرت ترکستان کی طرف گئے اور حضرت مخدوم کو تمام اصحاب اور اعزہ کے ساتھ فاراب کی طرف
روانہ کیا ہو اور مصالحہ کے بعد سلاطین کے ولایت نشاں میں آئے اور آپ کو فاراب سے بلاکر تاشکند میں چند شبانہ
روز ملاوحتیں ہی ہیں اور مجلسین عالی منعقد ہو ایں خدمت مولانا ابوسعید ادہبی رحمہ اللہ کہ حضرت کے اصحاب
تھے اور ذکر انکا تیسری فصل میں اس کتاب کے مقصد سوم سے لکھا کہ ان مجتہدین میں حاضر رہے ہیں ان مجالس کی
کیفیات اور خصوصیات سے حکایتیں فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اکثر اوقات حضرت اور مخدوم کے درمیان
صحبت سکوت کے ساتھ گزرتی تھی و کبھی حضرت باتیں کہتے تھے ایک دن حضرت مخدومی نے حضرت سے
کہا کہ ہمیں بعض مقامات فتوحات میں مشکلات ہیں کہ انکا حل ہونا مطالبہ اور تامل سے میسر نہیں حضرت نے
مجھے حکم فرمایا کہ فتوحات مجلس میں لایا اور حضرت مخدوم نے اس مقام کو جو سب سے مشکل تر تھا انکا ذکر عرض کیا
اور شیخ کی عبارت کو پڑھا حضرت نے فرمایا کہ ایک دم کتاب چھوڑ دو تا کہ مقدمہ بیان کروں پس توفیق کیا
اور تمہید مقدمات کرنے کے بہت سخنان عجیب و غریب کہے بعد ازاں فرمایا کہ اب کتاب کی طرف ہم رجوع کریں
جب کتاب کو کھولا اور ملاحظہ کیا گیا مقصود نہایت واضح اور ظاہر تھا حضرت مخدوم کی اقامت حضرت
کی ملازمت میں بمقام تاشکند پہونچے مشایخ و فضلاء ہی ہر بعد ازاں اجازت لیکر تاشکند سے سمرقند کی طرف
روانہ ہوئے اور راہ قرشی سے خراسان آگئے اور تاریخ اس سفر کی آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی اس طرح
کہ سمرقند کے سفر کے لیے تیسری دفعہ باہر آنا روز و شبہ غزہ ربیع الاول ششہ ۱۰۸۸ سو چوراسی کو تھا اور دوسرے
دو شبہ کو باردوم میں تخت خاتون کے نزدیک پہونچے اور شبہ کو دیان سے کوچ کیا و سہ شبہ کو اندر
پہونچے اور جمعہ کو آب اسیر سے عبور کیا اور شبہ کو قرہ شادمان میں پہونچا ہوا اور پانچ حضرت سے ملا

ہوئی اور بروز یکشنبہ حضرت ترکستان کو روانہ ہو گئے اور مکہ فاراب کی طرف بھیجا پندرہویں ربیع الآخر کو فاراب سے شاش کی طرف روانگی ہوئی یا بیسویں کو شاش پہنچے اور آٹھویں جمادی الاول کو شاش سے خراسان گئے اور پندرہویں کو سمرقند میں پہنچے دو شنبہ الیسویں کو کوچ ہوا اور پنجشنبہ تک شادمان میں توقف ہوا اور دو شنبہ کو قرشی میں پہنچے اور ہلال جمادی الآخر کا شنبہ پنجشنبہ کو قرشی میں دیکھا گیا حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ حضرت خلدون کو جلد لسر لاتے ہیں اور اگر کوئی چیز آپ کی خاطر مبارک پر گران ہو تو تعقی قوت غالب کے ساتھ اسکو رفع کرتے ہیں اور اس گروہ کی باتیں جس شیرینی سے کہ حضرت فرماتے ہیں کسی سے ہمیں نہیں سنیں بعض مخدوم سے ایسا سنا ہے کہ حضرت نے بہت سے طالبوں کو حضرت مخدوم کی ملازمت میں بھیجا اور اکثر مستعد آپ کی صحبت کی تحریص کرتے پہلی مرتبہ کہ راقم اینجود اور النہر کو جاتا تھا جس رات جیون کے کنارہ پہنچا خواب میں حضرت کو دیکھا فرماتے ہیں عجیب ایک بات ہے کہ دریا سے نور خراسان میں موجیں مار رہا ہوا اور لوگ ایک چراغ کا لورینے کو اور ار النہر میں آنے ہیں جب قرشی میں حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا اگر شروعات میں فرمایا کہ ہرات میں مشائخ وقت سے کسکو دیکھا ہے میں نے کہا کہ مولانا عبد الرحمن جامی اور مولانا محمد روجی کو۔ فرمایا جس کسی نے خراسان میں مولانا عبد الرحمن جامی کو دیکھا ہو اسے دریا کے اس طرف آنا کیا ضرور ہے بعد ازاں فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ خدمت مولانا عبد الرحمن جامی مریدین کرتے اور مولانا محمد کرتے ہیں میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے فرمایا حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالحق غجدانی کے کلمات قدسیہ سے ہے کہ فرمایا غنی کا دروازہ بند کر اور یاری کا دروازہ کھول خلوت کا در بند کر صحبت کا در کھول خدمت استاد مولانا رضی الدین عبدالغفور علیہ الرحمہ نے حاشیہ نقبات کے مکملہ میں لکھا ہے کہ حضرت مخدومی کسیکو یقین نہیں کرتے تھے ہاں کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے مجاز تھے اور غیب کی طرف سے اذن پائے ہوئے تھے لیکن اگر کوئی سچا طالب آتا ہے اس طریق سے پوشیدہ آگاہ کرتے تھے اور مثلاً اسکا کمال لطف آپکا تھا۔ فرمایا کرتے کہ مجھے بارشینی کا تحمل نہیں ہے لیکن آخر حال میں ارباب طلب کے طالب تھے۔ فرماتے کہ افسوس طالب نہیں نکلتا طالب بہت مگر اپنے حظ کے طالب ہیں راقم حروف کے والد علیہ الرحمہ حضرت مخدوم کی ملازمت بہت کرتے اور آپ سے التفات اور اشارت کے ساتھ اس گروہ کے شغل بالینی سے مشرف ہوتے تھے کہتے تھے کہ ماہ ذی الحجہ ۱۱۸۵ھ آٹھ سو ساٹھ میں بمقام مشہد حضرت امام ہمام علی رضا علیہ التمجید والسلام کو میں نے واقعہ میں دیکھا روضہ سے قدم باہر رکھا ایک بزرگ میرے سامنے آئے نہایت نورانی باشکوه تمام حیہ الہ پاک دھویا ہوا اپنے اور تجنیذہ پائے ہوئے تھے آپ کے سامنے میں گیا اور سلام کیا اور خوشنما بن گیا کاجواب دیا التفات کیا فرمایا اس شہر میں تو کب آیا میں نے کہا دو تین روز ہوئے کہ میں آیا ہوں فرمایا کہ

اترا ہو کما میں نے فلان جگہ کہا جا اور اسباب جو تیرے ساتھ ہوئے آ اور ہمارے گھر آ کر کہ تیرے لیے اچھی جگہ مجھے مقرر کی
ہو میں نے تواضع سے کہا بندہ نے آپ سے ملازمت نہیں کی ہو فرمایا مجھے سعد الدین کا شغف سہی کہتے ہیں
تیار ہوا اور ہمارے مکان پر پہنچو یہ کہا اور چلے گئے ہیں جا کا حبيب دن ہوا شہر کے نوکران سے ہو چکا کہ اس شہر
میں کوئی بزرگ اس نام کے ہیں کہا کہ شیخ سعد الدین مشہدی ایک مروزا بد ہو کہ شیخ اور مقتدا ایک جماعت کا ہو
مگر کا شغری نہیں ہو میں گیا اور اُسے دیکھا نہ وہ تھا کہ خواب میں اُسے دیکھا تھا حبيب اُسکے پاس سے میں باہر آیا ایک
ایک قافلہ ہرات کا ہو بچا اور اسمیں جان پہچان کے لوگ تھے ملاقات کے بعد اور ہرات کے مشائخ کا حال پوچھنے
کے بعد ایسا دریافت ہوا کہ حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ ہرات میں مقتدا سے خلق تھے مگر انھیں
ایام میں دنیا سے رحلت کر گئے چند روز کے بعد کہ ہرات آیا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مزار پر حضرت
مخدوم کی ملازمت میں پہنچا اور خلوت میں یہ واقعہ آپ سے عرض کیا فرمایا تیری خاطر میں اسکی تعبیر کیا آئی ہو
میں نے کہا کہ میری خاطر میں یہ آیا ہو کہ ہرات میں وفات پاؤں اور مجھے اُنکے تخت مزار پر کہ اُنکا مکان ہو دفن کرنا
فرمایا اسکی تعبیر کسوا سنے اس وجہ پر نہیں کرنا کہ آپ نے مجھے مکان معنوی اپنے کی طرف کہ عبارت اُس نسبت
سے ہو کہ آپ اسمیں رہے ہیں دلالت کی ہو اُس خواب کا اس طرح پر گمان کرنا بہتر ہو جب حضرت مخدوم نے
یہ تعبیر فرمائی تو میں نے نیاز مندی تمام سے کہا کہ اب اُنھوں نے رحلت کی اُنکے بجائے آپ ہیں اگر ایک طریق کا
اشارہ آپ فرمائیں غایت درجہ بندہ نوازی ہوگی حضرت مخدوم نے جیسا کہ اُنکی عادت تھی استبعاد کیا
اور اپنے تئیں اُس سے دور رکھا لیکن اُس اثنا میں بطریق کنایہ ایک شغل کا اشارہ کیا جب کہ راقم ان اوراق کو
ماہ شعبان سنہ ۱۳۵۶ نو سو چار میں خواجہ کلاں پڑے معاذ اللہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی خدمت میں نسبت
دادادی واقع ہوئی اور بندگی میں قبول کیا حضرت والدہ جبرگوار علیہ الرحمہ نے کہا جو خواب کہ میں نے چالیس سال
پیشتر دیکھا اسکی تعبیر اب ہوئی۔

ذکر حضرت مخدوم کے کفیتہ العبد جانے کا اور مختصر بیان اُن واقعات کا جو اس سفر میں پیش آئے
آپ ماہ ربیع الاول سن ۱۲۸۶ سو ستتر کے درمیان سفر حجاز کو گئے ہیں اور اُنکے آنے جانے کی تاریخ تفصیلاً
اس فصل کی اخیر میں آپکے خط مبارک سے نقل ہوگی جس وقت اُس راہ کے اسباب مہیا کرنے میں مشغول
تھے خراسان کے اعیان سے ایک گروہ نے اس ارادہ کے فتح کے لیے التماس کر کے کہا کہ ہر روز آپ کے
التفات کے ذریعہ سے بہت مہمت مسلمانوں کے ساختہ و پرواختہ ہوتے ہیں اور ہر ایک مہم جو آپ کے مہم
ہمت سے بادشاہوں کے دربار میں سر ہوتے ہیں ایک حج پیادہ کے برابر جو آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا
بہکے حج پیادہ پا دا کیے ہیں کوفتہ اور دراندہ ہو گیا ہوں بعد ازین چاہتا ہوں کہ سوار ہو کر حج ادا کروں اور جب

ہرات سے متوجہ ہوئے نیشاپور و سبزدار و بسطام اور دھقان و سمنان و قزاقین اور سجدان سے عبور کیا اور
 حاکم ہندان شاہ منوچہر نام نے اخلاص و نیامندی بہت کی اور تین شبانہ روز آپ کو اہل قافلہ سمیت ٹھہرایا اور
 بادشاہی ضیافتیں بجالایا اور آپ کی ملازمت میں ایک گروہ کے ساتھ نوکروں اور متعلقوں سے طریق ہمارے اور
 رفاقت مسلوک رکھا اور ان کے قافلہ کو گردستان سے سلامت آمار دیا اور بغداد کی سرحد پر پہنچا دیا اور آپ اول
 ماہ جنادی الاول بعد امدین نزل کیا اور چند روز بعد بہ نیت زیارت روضہ مقدسہ حضرت امیر المومنین علیؑ
 رضی اللہ عنہ بغداد سے حلب کو گئے اور جب کربلا پہنچے یہ غزل نظم فرمائی غزل کردم زیدیہ پایے سوئے شہیدین
 بہست این سفر برب عشاق فرض عین و خدام مقدس بسم گزشتہ پای و حقا کہ گذر دوسم از فرق فرستدین
 کعبہ بگرد و روضہ او طوف میکند و رکب ابھیچ این ترو حون این این و از قاف تا بقاف بہست از کراش
 آن بہ کہ حیلہ جوی کند ترک شید و شین و آنرا کہ بر عذر بود جسد مشکبار و از سوی مستعار چہ حاجت زیب و زین
 جامی گدای حضرت اوباش تاشود و باراحت وصال مبدل مذاب میں و میران زویدہ سیل کہ در نرب کرب
 باشد قضای حاجت سائل دائمی نہ چھر بغداد میں آئے اور ان ایام میں عجائب امور جو ظہور میں آئے ان کے روضہ
 کا ہجوم تھا اور ان کا اعتراض سلسلہ الذہب کے بعض ابیات پر تھا اور اس واقعہ کی صورت بالاجمال یہ ہوئی
 فتح نام ایک شہزادہ خان جام کا باشندہ کہ برسوں سے آستانہ دولت حضرت مخدوم کے جوار میں رہتا تھا اور
 اس سفر خیر انجام میں ہمراہ تھا ایک دن بعض عوارض نفسانی کے بہت سے آئے اور آپ کے خادم گنگو
 ہوئی اور بڑی کدورت اور نزاع تک نہایت پہنچی اور اس نے نہایت سختی طبع اور کثافت ذاتی سے ملازمت آپ کی
 چھوڑ دی اور ایک جماعت روافض کے ساتھ علاقہ جنسیت اور مناسبت کے سبب ارتباط اور اختلاط قبول
 کیا اور اپنا رخت و پارا قاست انکی منزل دربار میں آٹھا لیکیا اور ایک تمثیل کہ آپ نے دفتر اول میں کتاب سلسلہ
 سے نقل بعض کتب قاضی مفید رحمہ اللہ سے کی جو اس مضمون کے بیان میں کہ اکثر اہل عالم روضہ عبادت اپنے خیر و
 و محیل کی طرف رکھتے ہیں اس تمثیل کے اول اور آخر حذف کر کے اور چند ابیات کہ اس جماعت کے حاصل عقیدہ
 کے بیان میں تھے جدا کر کے انھیں دکھائے اور ایک رافضی نے کمال تعصب اور اس فتنہ کی استواری اور اس
 فتنہ کے پڑھنے کے لیے چند بہت بڑا دگین اور حامل اور غالی روافض ہر طرف سے آپ کے اہل قافلہ کی نسبت
 و غرو اشارت سے باتیں شور انگیز فتنہ آمیز کہتے تھے یہاں تک کہ ایک چون بغداد کے ایک وسیع مدرسہ میں
 مجلس عالی مرتبہ کی اور حضرت مخدوم نے نشست کی اور قاضی حنفی اور شافعی آپ کے دانے اور بائیں ہتھے
 اور مقصود بیگ بھتیجے حسین بیگ اور فلیل بیگ سلا حین بیگ کہ حاکم بغداد کی طرف سے تھے ان کے مقابل برا
 اور ترکانون کے ساتھ بیٹھے اور بغداد کے خاص و عام اس مدرسہ کے درویش پرانہ و حام کر آئے اور کثرت سے

کو سامنے کیا اور مضمون اس حکایت کا ساتھ ملاحظہ سابق اور لاحق کے سب کے حضور میں پیش ہوا اور آپ نے بطور خوش طبعی کے فرمایا کہ چونکہ نظم سلسلۃ الذہب میں حضرت امیر اور انکی اولاد بزرگوں اور رضی اللہ عنہم جنہیں کی تعریف کی ہو تو خراسان کے سنی لوگوں سے مجھے خوف تھا کہ ناگاہ ہیکو رفض سے منسوب کریں ہم کیا جانتے تھے کہ بغداد میں جنہاں ردافض میں مبتلا ہو جائیگے اور جب اہل مجلس نے مضمون حکایت پر کماحقہ اطلاع پائی گشت توجہ وانتون میں لیکر بالاتفاق سب نے کہا کہ ہرگز اس امت میں کسی نے حضرت امیر کو اس خوبی سے نہیں سزا اور آپ کی اولاد کی تعریف میں ایسا مبالغہ نہیں کیا پھر قاضی القضاات حنفی اور شافعی نے سب بزرگان حاضر سے اس حکایت کی صحت پر ایک منظر لکھا اسکے بعد آپ نے قاضیان و اعیان کے سامنے اس شخص سے کہ سرگروہ ان ردافض کا تھا اور نعمت حیدری نام پوچھا کہ شریعت کی رو سے ہمارے اور آپ کا رکھنا ہر یا زروے طریقت کہا دونوں رو سے سے فرمایا اولیٰ حکم شریعت اٹھ اور ازروے دست موخچہ انکی جو مدت العمر سے نہیں چنی اُسکو چن جیہ اپنے یہ بات کہی اہل شردان کی ایک جماعت جو آپ کی دوستی سے اُن مجلس میں حاضر تھی دست کر کے گئی اور نعمت حیدری کو لپٹ گئی اور قہقی کے ہونچے تک آدھی موخچہ اُسکی لائی پھر قہقی سے قطع کی اور دوسری آدھی کو قہقی سے کاٹا اور جب موخچہ اُسکی بالکل قطع کر لی آپ نے فرمایا کہ ہر گاہ دست پیچہ ہو پنا ازروے طریقت مردود نظر اہل طریقت کا تو ہو گیا اور لباس فقر تیرے اور ہر مرام ہوا اب بالفرد اپنے کو پیر طریقت کی نظر میں ہو پنا چاہیے تاکہ فاتحہ اور تکبیر تیرے کام میں لاوے اور طریقان کے قاعدہ کے موافق چاہیے کہ کر بلا کو جاوے اور دمان تکبیر سادات سے قبول کر کے پھر برسرِ مہادہ آوے اسکے بعد نعمت حیدری کے برادر طریقت کو جسے بعض ابیات نامو اب کہی تھیں اور ابیات سلسلہ پرانیزاد کی تھیں اور خشونت اور تعصب میں کوئی سبقت اپنے ہمسران سے لیکر یا تھا سامنے لائے اور عقاب و خطاب کیا اور آثارِ قہر و سیاست حاکمانہ اُسکی نسبت ظاہر کی یہاں تک کہ اُس مجلس میں تختہ گلاہ اُسکے سر پر رکھی اور اُسکو اٹھا گئے پر سوار کیا اور تمام اقران و اعوان کے ساتھ نرا اور قشہر تمام کے ساتھ شہر و بازار کے گرد بندہ اوچن گشت دیا اور ان وقائع اور جنہاں اہل بغداد کے پیچھے آپ نے یہ غزل نظم فرمائی نظم کبشی ساقیا بلبل سربوٹ و زفاطم کہ درت بغدادیان بشوے + مہرم بلب نہ از قہق می کہ پیکس + زانباے این دیار نیسیر ز بد بکشتگوٹ اذنا کسان و فادمرت طبع مدار + از طبع دیو خاصیت آدمی جوے + در راہ عشق زہد و سلامت نمی خیزد خوش آنکہ با جفا و ملاصت گرفت نجوے + عاشق کہ زدنقب بہ نہا غائے وصال + دارد و زافنے زلفی رگسگان کوے + بے رنگی است دے صفیہ وصف عاشقان این شیوہ کم طلب اسیران گم ہوے + جامی مقام رہست روانیست ایلیاتی بر خیز تا نسیم بجاک مجاز زروے + اور آپ کی مدت اقامت بغداد میں چار مہینے تھی اور بعد ازیں

انہی نظم کے
کلام کے ساتھ
یہ جوہر ہے
کچھ اور بھی

اس سال کے حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کیا اور آنحضرت کی نعت میں نظم لکھی جسکا مطلع اول یہ ہے تو قطعاً عمل رحلت بہ بندای ساربان کر شوق بارہ میکشد ہر دم برویم قطرہ ہای خون قطعات اور شوال کے آخر میں حرم حرم حرم قبلہ عزت و شرف میں پہنچے اور اس مقام مبارک میں یہ غزل فرمائی غزل قدماشہد مولای انخوا اجملی + کہ مشاہد شد از انکسار ہدم نو از کج رویش آن مظهر عالی کسب جہو اجملی + آشکارست و انکسار علی انزل + چشم از پر تو رویش بخدا بینا شد + جایی آن ارد اگر گور شود مغزلی + زندہ عشق تو دہشت نیر و برگز لا ینزالی بود این زندگی دلم نزل در جہان نیست متاعی کہ ندارد بے خاصہ عشق تو بنفقت بی مدلی + دعوئے عشق تو لاکن و سیرت تو بغیر باب ال زنجیری دغلی + مشکک جامہ من سو فدا در چنہ چو تو در جامہ کہ رفتار گنبد لغلی + چون ترا چاہئے شہد محبت نرسید + از شہد محبت چہ حاصل تر لباس صلی جامی از قافلہ سالار در عشق ترا کہ گہر پند کہ انکسیت کے گوی علی + اور مشہد مقدس اور مدینہ منورہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کر کے ایک قصیدہ غرا آنحضرت کی منقبت میں نظم کیا کہ مطلع اسکا یہ ہے شعر محبت زار ملک یا شہد یا نجف + ہر شام رقد تو نقد جان کف + اور سید شرف الدین محمد نقیب نے کہ اس وقت میں سید السادات اور نقیب القباویں نے باریکات اپنی اولاد و اخلا نام لکھا کہ ایک ساتھ استقبال کیا کیا اور شرا کط فطیم و توقیر پیش کین اور تین شبانہ و زآپ کی مہمانداری بزرگانہ کی اور عمدہ خدمات بجالایا جب ذیقعد کا چاند دکھلا دیا حضرت مخدومی نے اہل قافلہ کے ساتھ قدم باد میں رکھا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس راستہ کے درمیان قصیدہ تصنیف کیا جس میں اکثر معجزات مندرج ہیں اور اول مطلع اس قصیدہ کا یہ ہے بیت بانگ رحیل از قافلہ بر خاست خیز او ساربان + زخم جہد بر راحلہ آہنگ رحلت کن روان + اور دوسرا مطلع اسکا یہ ہے یار مدینہ است این حرم کز فاکش آید بوی جان + یا ساحت بانج ارم یا فرضہ روض الجنان + اور تیسری بعد مدینہ میں پہنچے اور شہر انکار زیارت روضہ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجایا کر متوجہ مکہ مبارک ہوئے اور دس روز بعد اوائل ذی الحجہ میں وہاں پہنچے اور حرم میں پندرہ روز ٹھہرے اور اداسے مناسک حج اسلام اور اسکے شرائط و آداب ادا کر کے پھر متوجہ مدینہ منورہ کے ہوئے اور حالت توجہ زیارت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ غزل فرمائی غزل بہ کعبہ رفتم از آنجا ہوا ہے کوی تو کر دم + جمال کعبہ تماشا بیا درو سے تو کر دم + شکار کعبہ جو دیدم سیاہ دست تنہا + دراز جانب شعر سیاہ موی تو کر دم + چو علقہ تو کر کعبہ بصد نیاز گرفتیم + دھای علقہ گیسو سے مشکبوسے تو کر دم + نہادہ خلق حرم سوسے کعبہ دی رات + من از میان مہر بوی دل بسوی تو کر دم مرا بیچ مقامے بنو وغیرہ تو کامی + طواف دسی کہ کر دم بحسب تجوی تو کر دم + بموقف عرفات ایستادہ خلق دعا خوان من از دعالب خود بے گفت گوی تو کر دم + فنا دہ اہل منی در پے منی مقاصد ہو چو جامی از مہر ملائح من از روی تو کر دم روضہ منیر صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت کے بعد توجہ شام کی طرف کی اور دمشق میں چالیس روز ٹھہرے اور قاضی محمد جو قاضی القضاات اس ملک کے تھے اور اکمل محدثان روزگار اور محدثین میں نہایت سند عالی رکھتے تھے انکے

سید
سید
سید

ساتھ معیت میں رہیں اور اُس سے حدیث کی سماعت کی اور سند حدیث کی لی اور قاضی اس بات اقامت میں آپ کے
یہاں پر ہمانداری اور خدمتگاری جیسی کہ چاہیے بجالائے اسکے بعد آپ حلب کو روانہ ہوئے اور جب حلب پہنچے سارا
اور ائمہ اور فضلاء نے وہاں کے تحفے اور ہدیے پیش کیے اور اُن ایام میں قیصر روم نے آپ کا آنا خراسان سے
جہاز کی طرف سنا تھا بعض اشخاص خاص کو ہمراہ خواجہ عطار الدکرانی کے جوہر سے ارادہ آپ کی ملائمت کا
کر رہا تھا اور اس آستانہ پر آمد رفت رکھتا تھا مع پانچ ہزار شہر فی نقد اور سونہر موعودہ و ایڑا مزد خدام تک
کہ کے زبان نیاز و مسکن سے التماس کی کہ آپ چند روز سایہ التفات ملک روم کی مسامتہ پر وائیں اور اس
ولایت کے رہنے والوں کو اپنے قدم شریف سے نوازش فرمائیں اور منجملہ اتفاقات مسند یہ تھا کہ آپ ہر چند
قبل از پہنچنے قاصدان قیصر کے الہام آسمانی کے موافق دمشق سے حلب کو منوجہ ہوئے تھے جب وہ قاصد دمشق
پہنچے آپ کو نہ کیا بہت ماسف کیا اور آپ ہنوز حلب میں تھے کہ دمشق سے خبر پہنچی کہ قیصر کے آدمی آپ کے طلب میں آئے
بے توقف طلبے تبریز کا راستہ لیا کہ مبادا وہ قاصد دمشق سے حلب میں آدین اور آپ کو بالجامعہ اور ابراہیم طلب کر لیں اور
جب حلب میں تھے اُس زمانہ میں راستے بوجہ حرب و ضرب لشکر کے روم و آذربائیجان کے انقلاب اور اغیار
میں تھے وہاں کا حاکم محمد بیگ نام کہ سردار ترکمانوں کا تھا اور حسن بیگ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا بوجہ حسن
اعتقاد اور کمال اخلاص کے جو اُسے حضرت مخدوم کے ساتھ رہا مع تین سو سوار مسلح اپنے اقربا اور اتباع کے
آپ کے قافلہ کے ساتھ ہوا اور اُس قافلہ کو گردستان اور مواضع خطرناک سے سلامت آنا دیا اور ولایت
تبریز میں پہنچا دیا اور قاضی حسن اور مولانا ابوبکر طرابلسی اور درویش قاسم اور شقاوی نے کہ بڑے صدر اور ندیم اور
مجلس حسن بیگ کے تھے تمام امرا و کلاں اور اعیان سے اُس دیار کے ساتھ ہستہ استقبال کیا اور بڑے
اعزاز و اکرام سے آپ کو اچھے عمدہ مکانات میں لیجا کر فرود کش کیا اور باعث ہو کر آپ کو حسن بیگ سے ملاقات کرائی
اور حسن بیگ نہایت اکرام اور احترام سے گیا اور تحفے اور ہدیے شانانہ گزرائے اور بڑے اہرار سے التماس کی کہ
تشریف رکھیں آپ نے بہانہ کیا کہ بہکو ملازمت اپنی والدہ عمر رسیدہ کی واپس ہو اور خراسان کو روانہ ہوئے
اور جب ہرات پہنچے میرزا سلطان حسین مرو میں تھا جیسے خبر آپ کے مقدم شریف کی سنی بعض معتدیان خاص کو
تحفہ ہائے لائق کے ساتھ ہمراہ خط کے جوہر اخلاص اور نیاز پرشتل تھا آپ کے واسطے بھیجا اور اُس کتب کے
شروع میں یہ بیت لکھی تھی بیت ابلا بمقدک الشریف فانه فرح القلوب و نزهة الارواح اور اسی کے
قریب رقمہ امیر نظام الدین علی شیر کا پہنچا جس میں یہ رباعی تھی رباعی انصاف بدہ اسی فلک مینا فام
تازین دو کلام خوب تر کرد خرام و خورشید جہان تاب تو از جانب صبح و یامہ جہان گرد من از جانب شام
حضرت مخدوم کے خط شریف سے دیکھا گیا کہ جو ایک کتاب کی لپیٹ پر لکھا تھا کہ اتفاق سفر مبارک دار السلطنت

ہرات سے کہ سب آفات سے محفوظ مصلوں رہے سو طہوین ربیع الاول سترہ آٹھ سو ستتر میں واقع ہوا اور
جمادی الاخریٰ کی چھ کے دنوں میں بغداد پہنچا ہوا۔ نصف شوال کو جد کے کنارہ اتفاق پڑا اور بیسویں
دن قافا دیوان سے روانہ ہوا غرہ ذیقعدہ کو نجف حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے پایاں میں آئے اور بائیس تیسویں کو
توفیق نزول کی مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بیست و نہم ذی الحجہ کو مکہ شریف میں زاد ہوا اللہ تعالیٰ شرفا پہنچا
ہوا پندرہویں کو شام کی طرف کوچ کی نیت ہوئی پچیسویں کو مدینہ شریف پہنچا ہوا ستائیسویں کو کوچ محرم کے
عشرہ آخر کے درمیان دمشق میں آئے نماز جمعہ کے بعد ربیع الاول کی چوتھی کو دمشق سے خراسان میں پلٹ آئے اور
بارہویں دن حلب اور روز دوشنبہ بستم ربیع الثانی کو بلدہ حلب سے قلعہ پرہ کی جانب ہم روانہ ہوئے جمادی الاول
کی چوبیسویں کو تبریز میں پہنچے آٹھم جمادی الاخریٰ کو خراسان کی چلے رجب کا ہلال ایک منزل پیشتر درود زمین رہی
دکھلائی دیا جمعہ کے دن اٹھارہویں شعبان کو شہر رات میں آئے اور یہ شبہ آٹھ سو اٹھتر میں عمار
از نفا نس نفاس مسعودہ حضرت قدس سرہ اور وہ پیش رشخون میں لائے جاتے ہیں۔

رشتہ ایک روز کسی قریب سے فرماتے تھے کہ اعمال اہل تحقیق کے نزدیک نہ وہ ہو کہ آیا واحد کسی کے اور اور
وزرا کے جنس سے ہوں یا کہ فاسقین ظالم کے سلسلہ میں منظم ہوں بلکہ اصالت عبارت اس حسن جوہر سے ہو کہ ذات
انسانی میں ہوتا ہو جیسی فطرت سلیم اور شریعت پاک اور جو چیز کہ افراد انسانی میں اسکو لوگ اصل جانتے ہیں میں بد اصلی ہو
رشتہ فرماتے تھے کہ بد ذات آدمی جب چاہتے ہیں کہ کسی کی عیب جوئی کہ میں اول وہ بڑا بیان کہ خود انکی ذات میں
موجود ہیں انکی زبان پر جاری ہوتی ہیں اور وہ انکی فہم سے نزدیک ترین۔

رشتہ فرماتے تھے کہ سب فقر اور سائل پر شفقت اور رحمت کرنی لازم ہو اور بڑے بھلے سے فقرہ دینے مکرین اس میں
نظر کرنی چاہیے کہ انکا پیدا کنندہ کون ہو صہبہ اور شعلی کی حاجت نہیں کہ اُسکے ساتھ احسان کریں اور کوئی عالی ہمت
اور پرہیزگار گدائی کو اس شخص کے دروازہ نہ آئے گا کمان سے ثابت ہو کہ اس گدڑی اور لباس بھول ہیں کوئی صاحب
دولت نہیں ہو اور اکثر ایسا ہوا ہو کہ اولیا حق سبحانہ اپنا حال نگاہ گدائوں کی صورت میں پوشیدہ کرتے ہیں۔

رشتہ ایک دن کسی سے آپ نے پوچھا کہ کس کام میں ہو کہا حضوری میں ہوں اور عافیت کے دامن میں پانوں لپیٹے
ہوں اور گوشہ میں فراغت سے بیٹھا ہوں فرمایا حضوری اور عافیت یہ نہیں ہو کہ تو گارے گری کے کپڑے میں پانوں
سیٹے گوشے میں بیٹھے عافیت یہ ہو کہ اپنے آپ سے دور ہوا ہوا اسوقت خواہ گوشہ میں بیٹھا یا آدمیوں میں رہ۔

رشتہ فرماتے تھے کہ علامت جو انفرادی کی رہ ہو کہ ہمیشہ غمخوار اور غمناک رہے کارخانہ آئی میں فارغ بیٹھا غمخوار نہیں جس
کسی کو خزن اور اندر نہیں ہو اس سے بوسے غفلت آتی ہو اور جو کوئی خزن اور اندر نہیں ہو اس سے بوسے جمعیت اور
حضور کی آتی ہو ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کی نسبت خزن و اندر کی صورت میں ظاہر ہوتی ہو۔

رشتہ محبت ذاتی وہ ہے کہ ایک کا ایک دوست ہو اور اس کا سبب معلوم نہ ہو اور یہ لوگوں میں بہت کم ہے جو شخص کہ اس کو جناب حق سبحانہ سے ایسی محبت پیدا ہو وے اس کو محبت ذاتی کہتے ہیں اور یہ بہترین اقسام محبت ہے نہ یہ کہ جب لطف دیکھے دوست رکھے اور جب سختی دیکھے بے میل ہو جائے۔

رشتہ کوئی شخص آپ کے سامنے کتنا تھا کہ فلان درویش ذکر جہر بہت کتا ہے خالی زبان سے نہیں معلوم ہوتا فرمایا کہ ای فلان قیامت کے دن وہی ذکر زبانی اس کو کفایت ہے اسی ذکر زبانی سے نور پیدا ہوتا ہے کہ تمام صحرا سے قیامت کو روشن کرے پھر فرمایا کہ کہا ہے ذکر جہر میں ایک خاصیت ہے کہ ذکر خفیہ کو نہیں ہو اس واسطے کہ جب نفس مفہوم ذکر کے سمجھنے میں محقق ہو گیا اولاً متخیلہ اس لفظ کے عقل سے اثر پذیر ہو جائے دوسرے وقوف ناطقہ کلم سے قیصر یہ قوت سامع سے پوچھتے وقوف متخیلہ دوسری بار اور اسی طرح نفس اور قوت عقلیہ اور یہ ایک حرکت دور یہ ہے جو موافق حرکت دور یہ وجودیہ ہے اور اس کے ساتھ محقق ہونے کی طلب میں حرکت معنوی اس حرکت کی نسبت کہ اس حرکت معنوی کی صورت ہے مددگار اس تحقیق کے حصول کی ہے۔

رشتہ ایک دن ایک شخص نے آپ کی مجلس شریف میں کہا کہ ایک نے اکابر سے لکھا ہے کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہے کہ اے علی من ذکر فی ترجمہ میں نہیں اس کا ہون جو میرا ذکر کرے۔ جس کا یہ حال ہو وہ ذکر کرے کہ جو کرے فرمایا کہ جس وقت تلو ناسا ستہ کام اور ناخوش فعل اس سے صادر ہوتے ہیں یہ ملاحظہ نہیں ہے کہ کس طرح ذکر جہر میں یہ ملاحظہ کرتے ہیں حق سبحانہ بظاہر و باطن سب کا محیط ہے ذکر جہر ہی خوب ہے۔

رشتہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سبب کیا ہے کہ آپ تصوف کم بیان کرتے ہیں فرمایا کہ انگاہ کہ یکہ گیرانانی باطنی اہم رشتہ فرماتے تھے کہ کلمات قدسیہ اولیاء اللہ کے قدس الہدایہ اہم مشکوٰۃ حقیقت حضرت رسالت سے اقتباس کیے ہوئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن اور حدیث کی تنظیم واجب ہے تنظیم کلام اولیاء بھی لازم ہے انکی باتوں کا ساتھ ادب اور حرمت کے ساتھ زندگی کرنی چاہیے تاکہ کوئی شخص اپنے سے متع حاصل کرے۔

رشتہ شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس اللہ تعالیٰ سرور نے اپنی ایک تصنیف میں لکھا ہے کہ بسم اللہ اسی بالسان الکامل بعض علماء وقت کے نزدیک یہ معنی بہت مشکل معلوم ہوئے کہ اس کلمہ کی تفسیر اس عبارت سے کیونکر ہو ایک ن حضرت مخدوم سے عرض کی گئی اور اس معنی کا انکشاف چاہا گیا فرمایا کہ وہ عبارت تفسیر لفظ اسم کی ہے نہ تفسیر لفظ اللہ کی۔

رشتہ ایک دن فرماتے تھے کہ آج ہماری خاطر میں پڑا اور مجھے کہیں نہیں دیکھا کہ منظر حقیقت حالی کی صورت منعکس ہو آئینہ کے اندر نہ کہ عین آئینہ اس واسطے کہ منظر وہ ہے کہ حکایت اور نقل کرنے والا ظاہر حال سے ہوا اور اوصاف اور احکام اس کے اُس منظر میں ظاہر ہوں اور جو ہر آئینہ کی یہ حالت نہیں ہے اس بات سے غرض آپ کی دوسری خبر

تھی اس تمثیل سے فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے غزیرہ جو آپ کی ملازمت میں ہمیشہ حاضر رہتے تھے فرماتے تھے کہ ایک دن خواتین شمس الدین محمد کو سوی قدس سرہ کی مجلس وعظ میں تھے سر منبر فرمایا کہ مدت ہوئی کہ وہ سخن اہل شریع کا مشکل تھا کہ تکلفشار مومن اور کافر سب کی نسبت حق قرار دیا ہو اور کہا ہو کہ اسکا فشار اس طور پر ہوگا کہ جانب راست چپ میں اور جانب چپ استین آئے اسواسطے کہ بے نامل یہ صورت عین عذاب کرنا ہو پس انبیاء اور اولیاء بلکہ صالحین اور مومنین کے جن میں کوئی مفسد و مفسور نہ ہو چاہے ایک خاطر میں ایسا آیا کہ چپ اور راست کے لانے اور لیجانے سے غرض یہ ہو کہ جسمانی کو روحانی میں لیجائیں اور روحانی کو جسمانی میں لائیں اور چونکہ یہ توجیہ جو خواجہ نے فرمائی محفل اور مہم تھی لہذا حضرت مخدوم سے پوچھا گیا کہ اس کلام کے معنی کیا ہیں۔ فرمایا کہ مصوفیہ قدس العدار و احکم برزخ کو قبر کہتے ہیں اور برزخ عبارت اس مرتبہ سے ہے کہ عالم جسمانی اور عالم روحانی کے درمیان واسطہ ہو پس اس کلام کے معنی کہ روحانی کو جسمانی میں لاتے ہیں یہ ہے کہ روح کو صورت مثالی کے ساتھ مہصور کرتے ہیں یعنی اسکو ایک صورت مقداری پیدا ہوتی ہے جو کم و کیف سے عبارت ہو اور یہ کہ جسمانی کو روحانی کرتے ہیں یہاں جسم سے مراد وہ بدن نہیں ہے جو قبر کے اندر ہو اسواسطے کہ روح مجروح نہ آئے بالکل چھوڑ دیا ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ طائر روح کے لیے جو پہلے اس جسم کثیف سے تعلق رکھتا تھا اور اس حیثیت سے اسکو مجازاً جسمانی کہا ہو بعد ازاں کہ اس جسم کثیف سے مفارقت ہوئی ہو قطعاً میں دوسرا متعلق پیدا ہوتا ہو نہایت درجہ لطیف کہ اس متعلق کی نسبت سے اسکو روحانی کہتے ہیں اور دوسری وجہ اس سخن کے لیے وہ ہے کہ اس عالم میں صفات روحانی صفات جسمانی میں پوشیدہ ہیں اور صفات جسمانی ظاہر ہیں پس ہر شخص افراد انسانی سے کہ اس عالم کون و فساد میں ہو اور بناؤ نگار اسکی ذات میں ہو صفات انسانی اس سے ظاہر ہیں اور صفات سبجی اور شہوی مخفی چونکہ یہ مقولہ ہے کہ تمام معانی اس عالم میں صورت دار ہونگے اس طور پر کہ ہر شخص کہ اُس میں کوئی صفت صفات درندہ سے پوشیدہ تھی وہ اس درندہ کی صورت میں ظاہر ہوگا پس ہر آئینہ روحانی جو صفت معنوی پوشیدہ ہو جسمانی ہو جائیگی اور جسمانی کہ وہ انسان کی ایک صفت اب ظاہر ہو روحانی یعنی پوشیدہ اور مخفی ہو جائیگی ان دو وجہ میں جو بیان کی گئیں تعذیب نہوگی۔

رسول اللہ ﷺ ایک دن ایک غزیرہ نے مجلس میں آپ سے یہ حدیث پوچھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یوجز ابن آدم فی نفقۃ کلما الاستیاضۃ فی المار والیطین آدمی اپنے نہا نفقات اور مصارف میں آخرت کے اندر اجر اور ثواب پائیگا مگر وہ نفقہ کہ پانی اور مٹی میں خرچ کرے پس اس حدیث کی رو سے لازم آتا ہے کہ مکانات خیر مثل مساجد اور عبادت گاہ اور خانقاہ وغیرہ کے بنانے کا آخرت میں کوئی اجر نہوگا آپ نے فرمایا کہ ہماری خاطر میں اس حدیث کے اور معنی آتے ہیں کہ مراد آب و گل سے عالم اجسام ہو مقصود یہ ہے کہ آدمی جو نفقہ کرے

عوض اسکا پائیکالا وہ نفقہ کہ اسہیں قعد اور نیت عالم اجسام سے متجاوز نہوا، ر خاص جسم کے فوائد اور حظوظ اور اسکا ہوازم کے لیے کرے۔

رشحہ ۱۸ فرماتے تھے کہ اگر علم اولین و آخرین حاصل کیا ہو دم اخیر میں کوئی علم اسکی دستگیری نہ کر گیا اور تمام معلومات لوح اور اک سے محو ہو جائینگے مگر یہ کہ حضور و آگاہی کا ملکہ حاصل کیا ہو جو کہ آخری دم میں دستگیری کرتا ہو یہی ہر جوانی غنیمت ہو چند روز ریاضت کر لینی چاہیے اور ایک گوشہ میں بیٹھنا چاہیے اور نماز حاصل کرنا چاہیے کہ خاطر حق اور ارباب کی مزاحمت سے خلاص ہو۔

رشحہ ۱۹ فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم میں ایسا شخص میں نے کم دیکھا جو ہسین ایک قسم کی چاشنی اور قبولیت نہوا اس گروہ کی ابتدا اور مشائخ کی انتہا ہو جسکو اس گروہ نے قبول کر لیا بہت کمر ہوا کہ ہاتھ اس سے اٹھا لین ہر چند نفس و ہوا کے غلبہ احکام سے کنارہ پر جا پڑے پھر اسے انور سے لیتے ہیں۔

رشحہ ۲۰ فرماتے تھے کہ بعض آدمی عجب چیزیں کھاتے پیتے ہیں جیسے شراب، ہفت اسوا سٹلے کہ آنکو خوشی کی ایک کیفیت حاصل ہو جس کسی نے شراب پی یا تو وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل گیا یا راندہ ہو گیا کہ خلق خدا اس سے تشویش میں ہو اور جسے بھنگ پی گدھا یا بیل ہو گیا کہ سوا شہوت رانی اور کھانا کھانے کے کچھ نہیں جانتا اور اس حال کا نام حضور اور کیفیت رکھا ہو کوئی کیفیت ہوشیاری سے خوشتر نہیں ہر اپنے حال سے آگاہ ہو جو کوئی ان چیزوں سے حضور اور کیفیت پیدا کرتا ہو وہ کیفیت بھی اسکی سروریش کے لائق ہو اور اسی عالم میں اسکا اثر اسکے سروریش میں ظاہر ہو اور بہت آدمی خوب مبتلا ان چیزوں کے ہیں۔

رشحہ ۲۱ فرماتے تھے کہ میری آخرت جوانی کی ہو جس طور سے کہ جوانی میں گذرانے میں پیری کے زمانہ میں اثر اسکا اُنکے چہرہ پر ظاہر ہوتا ہو۔

رشحہ ۲۲ ایک دن ایک فضول مردہ دل زہد اور تقویٰ سے دم مازتا تھا آپ کی مجلس شریف میں آیا تھا کھانا لائے اور اتفاقاً نکلان حاضر نہ تھا کھانے لگا نکلان لاؤنا کہ نمک سے ابتدا کیا نے کل ہم کرین آپ نے خوش طبعی سے فرمایا کہ روٹی میں نمک ہو پھر کھانا شروع کیا اس درمیان میں کسی کو دیکھا کہ اُس نے روٹی ایک ہاتھ سے توڑی اُس سے تعرض کیا اور کہا روٹی ایک ہاتھ سے توڑنی مکروہ ہو آپ نے فرمایا کھانا کھانے کے وقت لوگوں کے منہ اور ہاتھ کی طرف دیکھنا مکروہ لیا وہ یہ وہ خاموش ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد بائیں کرنے لگا اور کھا کھانا کھانے کے وقت بات کہنی نہ ہو آپ نے فرمایا کہ بہت بک بک کرنا مکروہ ہو زان بعد آخر مجلس تک خاموش رہا۔

رشحہ ۲۳ ایک دن کسی نے آپ سے التماس کی کہ مجھے آپ ایسی تعلیم کریں کہ باقی عمر اسکے اندر میں مشغول رہوں فرمایا کہ کسی نے چارے سے حضرت مخدوم میرزا محمد الہ الدین قدس سرہ سے یہی درخواست کی تھی آپ نے دست

مبارک باین پہلو پر رکھا اور قلب معذوری کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسمین مشغول رہو کہ کام ہی ہر لینے دتوف قلبی کو اپنے اوپر لازم کرو اور اسی معنی کے متضمن وہ رباعی ہر جواب نے فرمائی ہر رباعی اسی خواہجہ کو ہی اہل دل نزل کن در پہلو ی اہل دل دے حاصل کن ۔ خواہی مینی جمال محبوب ازل بہ آئینہ تودل است و در دل کن ۔

خوارق عادات آپ کے سے یہ بین قدس سسرہ ایک نذر عالم متقی کہ سفر حجاز میں ہرات سے آپ کے ساتھ گیا تھا اُس نے کہا میں بنڈا کے مقام میں بیمار ہو گیا اور مرض میرا بڑھ گیا اور اسمین شدت ہوئی اور آپ نے مجھے عرصہ میں پوچھا اور اس سبب سے میں نہایت ملول تھا ایک دن یاروں میں سے ایک شخص آیا جلدی سے اور کہا ابھی تیری عیادت کو آپ آتے ہیں اُس خوشخبری سے مجھے ایک کیفیت پیدا ہوئی اور طبیعت میں قوت آگئی کہ تکیہ سے سر اٹھایا اور اپنے کچھونے پر بیٹھا اچانک آپ تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھے اور میرا حال پوچھا اور فرمایا کہ تیری بیماری کو طول ہو گیا میں نے یہ مشہور بیت پڑھی بیت گر بر سر بیمار خود آئی عیادت ۔ صد سال بامید تو بیمار توان بود ۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ ہمارے اوپر تو بیت پڑھا ہے پھر ذرا اٹھ ہوئے اور جب رہے اُس وقت میری پیشانی پسچی آپ نے سر اٹھایا اور میری پیشانی پر پسینے کے قطرے دیکھ کر فرمایا کہ تکیہ رکھ شاید کہ اس پسینے سے مرض میں کمی ہو میں نے تکیہ لیا آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے میرے آدمیوں نے زیادہ کپڑے اڑھائے اور بسنا بہت آیا اور اُسی دن تب جاتی رہی تین دن بعد میں اٹھ ہوا اور آپ کی خدمت میں گیا ایک شخص نے بندگان صلح سے کہ وہ بھی آپ کے ساتھ صفر حجاز میں محتاکا بیت کی کہ مراجعت کے بعد جب ہم حلب میں پہونچے ہر شخص ایک مکان میں اُترائے میں سراسے میں ٹھہرا اور بیمار ہو گیا اور ایسا کمزور ہو گیا کہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور ساتھی مجھے ناامید ہو گئے گرمی کے دن تھے اور گھڑ کا دروازہ بند اچانک دیکھا کہ کسی نے دروازہ کھولا کہ کپڑی کا گوشہ دکھلائی دیا مگر نہ سمجھا کہ کون شخص ہے اس نے دل میں کہا شاید میرے یاروں میں سے کوئی ہو کہ میری خبر فینے کو آیا ہو اور اس خیال سے کہ میں سو رہا ہوں اٹھ گیا ہوں کہ مبادا جاگ اٹھے میں بولا کون ہو آؤ اور یہ میں جانتا تھا کہ آپ کو میرے مرض کی خبر ہو کر یہ گمان نہ تھا کہ میرے دیکھنے کو آئیے جب دروازہ کھلا دیکھا کہ آپ کے چہرہ کے نور سے گھر روشن ہو گیا مجھے کیفیت پیدا ہوئی چاہا کہ اٹھوں اور اپنے میں اٹھنے کی طاقت پائی اور حال یہ تھا کہ اس مدت میں مجھے جنبش کی مجال نہ تھی فرمایا کہ بیٹھے رہو میں اُسی طرح بیٹھا رہا آپ آئے اور میرے پاس بیٹھے اور فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے مجھے اُس تخفیف سے کہ آپ کے دیدار کے سبب سے حاصل ہوئی تھی یہ بیت آپ کی تصنیف کا طرہ میں آئی اور پڑھی بیت خوش است از یاد تو پیوستہ جامی ۔ دے اکنون بدیدار تو خوشتر چہ سیر ادا ہنا ہاتھ پکڑا اور استین میری دہان تک چڑھائی کہ وضو کا پانی پہونچے اور اپنی گود میں رکھا اور چند بار اپنے دست مبارک دہان پر

پھر اچھے لے سکو نماز کا وضو کرتے ہیں اور اسی طرح میرا ہاتھ آپ کی گود میں تھا کہ آپ خود ہی غائب ہو گئے
 میں نے بھی آپ کی موافقت سے آنکھیں بند کر لیں اور متوجہ نہ ہوا عرصہ ہو چکا تھا میں نے آنکھ کھولی کہ آپ
 اس خود رفتگی سے باہر آئے یا نہیں دیکھا کہ ابھی آنکھیں بند ہیں پھر میں نے بھی آنکھیں بند کر لی جب ایک گھنٹہ
 گزر گیا سر اٹھایا اور میرا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ طلبیوں نے کو نسا شربت تجویز کیا
 میں نے کہا رتب ہی اور اس وقت طلب میں رب ہی نہیں ملتا تھا کہا تم تیرے لیے شربت ہی بھیجتے ہیں اور
 اُسٹھے اور رب ہی بھیج دیا میں نے اسی وقت اپنے اندر تخفیف پائی اور تین دن بعد مرض کل دور ہو گیا
 کہ نشان تک نہ رہا خدمت مولانا رضی اللہ عنہ عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران فرماتے تھے کہ ایک دن میں
 آپ کے جوہ میں گیا ہر آمینہ آپ کا وقت تقاضا کرتی تھی جب مجھے دریافت ہوا پڑا رنج ہوا اور تمام اعضا میں گرانی
 ظاہر ہوئی ایسی کہ بیٹھنے کی طاقت نہ رہی اٹھا اور باہر آیا یہ حالت ایسے مرض کی باعث ہو گئی کہ ہر لوگ ایسے
 ہو گئے اور ساتویں روز بڑا قلق اور اضطراب تھا اور حال متغیر ہو گیا نہ چنانچہ رہا تھا کہ آپ کے دیدار مبارک کی
 مجھے آرزو ہوئی میرے سر ہانے آئے جس وقت کہ کسی عضو میں بحال حرکت کی نہ تھی بڑی تشویش سے میں نے
 اپنا عرض حال کیا اور تلقین شغل کی درخواست کی جو کچھ اشارہ کیا اسمیں مشغول ہوا اور آپ کی صورت کا بھی تصور
 کیا اور آپ بھی متوجہ ہوئے ایک لحظہ بعد وہ کیفیت آثار پر آئی اور حالت خوش سے بدل گئی اور اس حالت
 کی لذت کل قوسے اور اعضا کو پہنچی چنانچہ میں اٹھا اور دو زانو ہو بیٹھا جب آپ نے سر مبارک اٹھایا
 مجھے بیٹھے دیکھا فرمایا کہ تشویش کی بات نہیں ہو فاتحہ پڑھی اور چلے گئے میں نے جوہ کے دیکھ آپ کی مشقت
 کی اور وہ مرض اسی روز بالکل جاتا رہا اور پھر گزرا جب اس ماجرے کو چند سال ہو گئے ایک شخص صاحب
 حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہ سے حضرت کے لکھنات کی حکایتیں بیان کر رہا تھا میں نے یہ سرگشت
 اس سے بیان کی وہ گیا اور آپ سے بیان کر کے خواہش کی کہ تفصیل اُسکی کیا ہو فرمایا کہ جب صور غل
 اور غلبہ آسکے مرض کا پہنچتا تو رنج ہوا اُسکے سر ہانے گئے اور مشغول ہوئے کہ اُس سے بار اٹھالیں
 میں نے پایا کہ اُس سے مرض اٹھا اور بیماری طرف پھرا پہنچے تفرع کی کہ مہین اس با کا تحمل نہیں مجھے بھی دیکھا
 ایک عزیز اعیان ولایت گیلان سے بیمار ہوا اور قریب مرگ ہو گیا چنانچہ اسکے یار احباب کنبہ اور قبیلہ سے
 گریبان چاک کر ڈالے شور غل مچا اور تجنیز تکفین کی تیاری کرنے لگے اچانک اس موقع پر جس و حرکت کے
 آثار اسمیں پیدا ہوئے اور تھوڑا افتاد اُس سکرانے سے ہونے لگا اور اسی دن بستر سے کمال صحت اور
 عافیت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور جو لوگ کہ اُس حالت سے خبردار تھے حیران اور متعجب ہوئے اور کسی نے اسکی
 حقیقت حال سے اطلاع نہ پائی بعد چندے محرم اور مخصوص لوگوں سے اُس نے یہ حکایت کی کہ اُس شدت اور

اضطرابِ مرض میں کہ روح میری مفارقت کے قریب تھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی ظاہر ہوئے اور التفات کی کہ میرا مرض جاتا رہا اس واقعہ کے بعد اُس عزیز گیلانی نے میں ہزار دینار گیلانی کی قیمت کا اسباب نہیں صوف اور کتان وغیرہ سے بطریقِ معاملہ گویان کے آپ کے پاس بھیجا اور سید و غایتِ نیاز مندی کر کے التماسِ طریقت کی اور آپ نے ایک مختصر رسالہ مفید طریقِ خواجگانِ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کے طریق میں لکھا اور اُسکے لیے بھیجا اور اُس رسالہ کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ اس قسم کی باتوں کا کہنا اور لکھنا نہ اس فقیر کا طریقہ تھا مگر چونکہ اُس طرف سے بوسے اخلاص و داغِ ذوق میں پہنچی باعثِ تقریر اور تحریر ان مضامین کی ہوئی رہا مٹی با انیمہ بے حائل و ہیج کسے + دراندہ پار سائی و لبو النوسی + دادیم نشانِ زکج مقصود ترا گرامرِ سیدیم نوشاید برسی + اسی واقعہ کے مثل دوسرے شخص کو عزیزوں پنج سے پیش آیا اور ایک جماعت جسے اُس عزیز کو دکھایا اور اُس سے قصہ کو سنا حکایت کرتی تھی مکہ کے راستہ میں ایک عرب نے کراہ پر اپنے اونٹ آپ کو دیے تھے اُسے لپکے عمدہ خاص اونٹ کی طبع کی اور بڑے مبالغہ اور اصرار کے ساتھ آپ سے خریدا اور جودل میں آئی قیمت دیکر لاوا دس روز کے بعد اونٹ بیابان میں تھک گیا اور ایک رٹیلے ٹیلے کے نیچے مر گیا وہ عرب آپ کے پاس آیا سختی اور بیگیاہی سے کہنے لگا کہ تمھارا اونٹ عیب دار اور بیمار تھا جو میرے ہاتھ بیجا اور آپ کے منہ پر بہت سخت مسست کیا اور بے ادبیان کین اور روپیہ اپنا کمال اصرار سے لیکر آپ نے فرمایا کہ اس عرب میں تغیر ہوا ہو غالباً اُسکی موت قریب ہو چکی ہے شریف سے اُٹے پھرے اور اُسی ٹیلے کے تلے پہنچے عرب گرا اور مرا اور اُس ٹیلے کے نیچے دفن ہوا ایک گروہ اصحاب جو کہ سفر حجاز میں آپ کے ہمراہ تھے کہنے لگے کہ غنی سوادِ بخارا جو بغداد میں روافض سے جا ملا اور وہ سب فتنہ فساد برپا کیا اور مردودِ نظر سعادت اثر کا ہوا بغیر حج ادا کے بغداد سے تبریز کو پلٹ گیا اور آپ ہنوز مکہ شریف سے اُٹے نہ پھرے تھے کہ آئے تبریز میں شام کے وقت اپنے گھوڑے کو جو دیے تھے گھنٹہ بھر پیچھ آیا اور تو بڑہ میں ہاتھ ڈالا کہ گھوڑے نے سب جو کھائے یا نہیں اُس وقت گھوڑے نے منہ کھول کر اُسکی انگشت شہادت و انٹون میں پکڑ کے جڑ سے اکھڑی اور اُسکی شدتِ الم سے مر گیا اور سختی اور سختی سے جان دی۔ خدمتِ مولانا شمس الدین محمد روجی علیہ الرحمہ نے جو بڑے اصحاب حضرت مولانا سعد الدین سے تھے ایسا فرمایا کہ ایک روز مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی کے ساتھ ہم رو دمالان کے کنارہ بیٹھے تھے برسات کا پانی چڑھا دیا تھا ایک ماسی مردہ پانی کے اوپر تیری آئی آپ نے اُسے پانی کے اوپر سے اٹھالیا اور اُسپر دست مبارک پھیرتے تھے اور اُس میں زندگی کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا ایک لحظہ بھر کے بعد بٹنے لگی اور اپنی طبیعت کے برخلاف آپ کی گود کی طرف جھکی اور اُسی طرح آپ کی بغل میں تھی جب تک ہم شہر کو گئے آپ نے گود سے اُسے زمین پر رکھ دیا اور اُسکے وہ سرا سید آپ کے پیچھے دوڑی بہت دور ہمارے پیچھے دوڑا کی اور ہان تک پہنچی کہ

سو اوپر یادہ کی کثرت سے ہم اسکی نظر سے چھپ گئے وہ بھی غائب ہو گئی۔ ایک جوان صاحب جمال کو بندہ
آپ کا منظور نظر تھا اُسے حکایت کی کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ سیر کے لیے موضع سیاہ دان گیا تھا اور بہت
اصحاب اور نوکر ہمراہ تھے جب سات ہوئی اور سورن کا وقت آیا ہر ایک شخص ایک گوشہ میں بیٹھا اور اپنے ایک
برے مکان کے ایک گوشہ کو پسند کیا اور تکیہ لگایا اور ایک بڑی شمع صبح تک وہاں روشن رہی اور میں بھی
اسی مکان کے ایک گوشہ میں سو رہا کہ آپ سے بہت دور تھا جب دو تین گھنٹے گزرے یہ سبب میں جاگا اور
اپنے شیخ اس ہیئت سے بیٹھا دیکھا کہ جس طرح نماز کے تشدد میں بیٹھے ہیں اچھا ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا
کہ یہ کیا حالت ہے پھر میں سو رہا اور آپ بھی اسی جیسے تھے اپنی کو بیٹھا دیکھا ہر دن خوب میں نے لکھا پایا
کہ آپ اپنی جگہ دو زانوں پر اکتے بیٹھے ہیں میں نے بغیر کلمہ لکھا اور سو رہا تھوڑی دیر گزری مگر اچھا پھر سیر
جاگا اور اسی طرح اپنے کہ دو زانوں صورت پر بیٹھا باز باہر حیرت ہوئی اور اس شب کو چند بار یہ صورت
ہوئی آخر کار جانا کہ آپ کی توجہ خاطر کے سبب یہ سہمی باہر آیا اور رون و کیا اور صبح تک آپ کے سامنے
دو زانوں بیٹھا رہا آپ کے غمخون سے ایک غمخیز نے نقل کی کہ میرا ارادہ ہوا کہ شہر سے سہ ہزار جان اور
سکونت کردن جب آپ کے سامنے گیا اور اپنے ارادہ کو ظاہر کیا فرمایا کہ بہت مناسب ہے شہر سے جلد باہر
اور جلد آنے میں دیر نہ کرو کہ فرصت غنیمت ہو اور نادانانہ کمالات میں لگے ہیں اور ایسا اہتمام کیا کہ خادم کو بلایا اور
منزل تجویز کر دی اور بار دیگر جلد آنے کی تاکید کی جب میں شہر آیا بعض موانع کے سبب وہ ارادہ پورا
نہو اس سے باز آیا ایک ہفتہ بعد چرگم میں آئے اور ہزار شاہ رخ جولد تھیں وہ مع دیگر اسباب جو گھر میں تھا
بالکل لیکے اور مجھے تباہ کر دیا۔ ایک دن حضرت مولانا سید الدین احمد شیخ الاسلام رات کے تمام شاگردوں
کے ساتھ آپ کی صحبت شریف میں آئے اور آپ نے کھانا کھلا کر قوالوں کو حکم دیا کہ اس مجلس میں غزلیہ کا
ساز بجائے اور راگ راگنی سائین اتفاقاً دو تین روز اس صحبت کے بعد حضرت مخدوم زیارت کاہ کی طرف سیر کے
طور پر گئے اور وہاں شیخ شاہ سے جو مشائخ پرہیزگار سے تھے ملاقات کی اور خبر صحبت شیخ الاسلام اور اس
مجلس کے گانے بجانے کی آپ کے جانے سے پیشتر شیخ شاہ کو بہت پسند تھی اس صحبت میں شیخ نے اپنے
کہا کہ تم مقتدر علماء عالم کے اور پیشوا عارفان عرب و عجم کے ہو یہ کیا بات ہو کہ آپ کی مجلس شریف میں
مزار بجائے ہیں اور گانا گاتے ہیں جب شیخ نے یہ اعتراض کیا آپ نے انکے کان کے قریب سر لگائے اور ایک فن
حقا کے اندر انکے کان میں کہا کہ اہل مجلس سے کسی نے اس کے مضمون پر اطلاع نہیں ہائی دفعہ شیخ سے ایک یاد
نکل اور بیہوش گر پڑے تھوڑی دیر بعد جب اپنے حال پر آئے آپ کے سامنے بہت نیاز مندی کی اور پھر اس
قسم کی باتیں نہیں کہیں اس فقیہ کے والد علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ ایک روز بعض تفسیر عرب سامنے رکھی تھیں اور

اس آید کہ ہم لعل نسلخ منہ النہار میں غور کر رہا تھا کہ یکایک میری خاطر میں آیا کہ اس آیت کی تاویل یہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے نور وجود مراد لین اور لیل سے ظلمت عدم چاہیں لیکن جس وقت کہ نور وجود اُن سے دور ہو عدم کی تاریکی میں ہیں بعد از ظہور اس معنی کے نیت کی کہ یہ صورت آپ کے حضور میں عرض کر دن دوسرے دن ملازمت کی نیت سے آپ کے سامنے میں گیا جب بیٹھا فرمایا کہ تمکو تغیروں کے مطالعہ میں کسی وقت ایسا ہوتا ہو کہ بعض آیات قرآنی میں معنی جو نہ مناسب مشرب اس گروہ کے خاطر میں آتے ہیں کہ کتب قوم میں تمھاری نظر سے نہیں گذرے بیان کرو میں نے اُن مقدمات کی شرح میں قیام کیا اور آپ نے تحسین فرمائی۔ ایک فاضل دانشمند نے کہ حضرت مخدوم کے اعلیٰ ذکا گردن سے تھے ایسا فرمایا کہ ایک دن آپ کی ملازمت کا قصد کیا شہر سے جو سرخس کو چلا شہر کے باہر نزدیک لنگر مولانا محی الدین کے ایک جوان صاحب جمال سامنے آیا ایک دو نظریے اختیار اُسکی طرف پڑیں اسی حال کے قریب ایک شخص گذرتا تھا کہ رنگین غمہ کی پوشاک اُسکے کانہ سے پڑتی اُسکے ایک غمہ کا گوشہ ایسا میری داہنی آنکھ میں لگا کہ میں نے جانا ایک قیر میری آنکھ پر آ رہا بہت غصہ کیا نظر بڑھایا اور آنکھ سے بہت پانی نکلا زان بعد آپ کی ملازمت میں گیا میں نے دیکھا کہ ایک جماعت عزیزان کے ساتھ مجلس کے در پر بیٹھے ہیں میں بھی بیٹھ گیا ایک لحظہ کے بعد سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ ایک درویش نے حرم کے طواف میں ایک جوان صاحب جمال کی طرف نظر کی اچانک ایک ہاتھ پیدا ہوا اور اُسکے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ ایک آنکھ اُسکی پانی ہو کر اُسکے منہ پر گر پڑی پس ایک ہاتھ نے آواز دی کہ نظریہ بلطینہ ان زودت فردا تک ایک نظر پر ایک طمانچہ اگر زیادتی تو کر گیا ہم بھی زیادہ کر گئے ہیں تقریر کر کے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آنکھ کو نگاہ رکھنا چاہیے تاکہ ہاتھ نگاہ رکھیں۔ ایک عزیز نے اہل علم و صلح سے کہ حضرت مخدوم سے اخلاص اور آمدورفت رکھتا تھا کہا کہ ایک روز آپ کی ملازمت کی نیت سے میں سرخس گیا اور آپ محل میں بیٹھے اور ایک عزیز صوفیہ سے اُسوقت آیکا فطر بیٹھا تھا اور سر طرف کی بات ہو رہی تھی کہ اٹھا لیکن میں حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ سے نقل کی کہ انھوں نے فرمایا ہو کہ ہر سال بارہ مہینے کی مدت گزرنے میں روزہ کی فرضیت بارہ ماہ سے ایک ماہ میں وارد ہوئی ہو اور جو کوئی مہینہ ہو بے تعین و تخصیص کے محسوب ہو اور ماہ رمضان کی خصوصیت نہیں ہو میں یہ نقل سنکر بہت ملول اور ناتواں ہوا اس واسطے کہ حضرت شیخ محی الدین سے پورا خفیہ میرا تھا اور اُس سے ایسی باتوں کے سلسلے پر راضی نہ تھا فی الحال اُس مجلس سے میں اٹھا اور حضرت مخدوم کو بھیج دیا حاصل کیے شہر میں واپس آیا اور وہ عزیز بھی آپ سے بغیر میرے پیچھے سے باہر آیا میں دوسرے دن اس بات کی تحقیق کے لیے آپکی خدمت میں گیا اور قبل از میرے بیان کے آپ نے پر قسم کے مقدمات کے انھارے زبان میں اور کلام کی روانی بیان پر ختم ہوئی کہ فرمایا تمکو اپنے فقہائے زمانہ کے طور و طریق سے راضی ہونا چاہیے کہ حضرت

شیخ محمد الدین قدس سرہ نے کتاب فتوحات مکینہ میں بعض فقہائے زمانہ کے مذہب میں ایسا لکھا ہے کہ غلاف وقت میں فقہار مصر کے زمرہ سے ایک شخص نے سلطان وقت کی رائے کی مصالحت سے روزہ فرض کے باب میں ایسی صورت کے مثل سے فتوے لکھا۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی اولاد میں سے ایک عالم عارف روم خراسان آیا تھا اور چند گاہ حضرت مخدوم کی ملازمت میں رہا اور آپ اسکے اوپر بہت التفات رکھتے تھے اور اسکے لیے سرسزار پر ایک علیحدہ مکان مقرر کیا جتا فرماتے تھے کہ ان ایام میں ایک شب حضرت مخدوم ہمارے مہمان پر تشریف لائے ہم نے عشا کی نماز پڑھی اور انکی خدمت میں صبح کے وقت تک صحبت بطریق سکوت کی اور وہ شب میرے اوپر ایک نفس کے مثل گذری کہتے تھے کہ ہر آئینہ طریقہ انجان قدس العباد و اہم کا ایسا ہے کہ جب تک کسی کے حال پر التفات نہیں کرتے اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا اسنے خلافت کی کہ ایک رات ایک ماسیہ پر میں پڑا ہمارا کی بہت تھی اور ہمہ برس رہا تھا بیکراری کی حالت میں توجہ آپ کی طرف کی راہ نشین ہو گئی اور تاریکی کی تشویش سے مجھے خلاصی ہوئی۔

حضرت مخدوم کی وفات کی تاریخ میں ایک شجرہ ولایت کے ثمرات یعنی اولاد کی طرف ایمان ہو رہا ہے مولوی شاہ مولانا رسی الدین عبدالغفور علیہ الرحمة والعفوان حاشیہ نفحات الانس کے مکملہ میں جو حضرت مخدوم کے فضائل و شمائل کے ذکر میں ہے آپ کے انتقال کی کیفیت تفصیل دار لائے ہیں اور وہ ایک مشہور کتاب ہے اور اسکے مضامین افواہ عام میں ہیں لہذا یہاں پر مختصراً بیان ہوتا ہے جانا چاہیے کہ آپ کے مرض کی ابتداء روز یکشنبہ تیرہویں محرم الحرام ۱۰۸۷ھ آٹھ سو اٹھانوے سے تھی اور جمعہ کی صبح کو کہ چٹا دن آپ کے مرض کے شروع کا تھا بنفس آپ کی ساقط ہوئی اور جب بانگ سنت نماز جمعہ کی دی آپ کا نفس مبارک منقطع ہوا اور دنیا سے عالم بقا کو رحلت کی فضا اور وقت اور شعرا زمانہ نے آپ کے مرثیہ اور تاریخ وفات میں قصیدے اور قطعات اور رباعیاں بہت کچھ لکھیں از انجلیدہ قطعوں میں قطعہ اولے خوش آفاق صفت جامی + کان فی مقلۃ الوری نواب + چون غمان ناقت از دیار فنا + کرد در کعبہ بقار در + سال راہ وفات روز شنبہ + شہر دوم روز ماہ حاشیہ + قطعہ ثانی جامی کہ بود بلبل جنت قرار یافت + فی روضۃ فخلدۃ ارضنا السما + کلک قضا نوشت روان بہر شین + تاریخہ دامن دفاہ کان آسنا + واضح ہو کہ خدمت خواجہ کلان فرزند بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے دو صاحبزادیاں رکھتے تھے ایک حضرت مخدوم کے نکاح میں آئیں اور دوسری راقم قلم کے + اے ہوئیں اور اس کی بابت کہا گیا تھا قطعہ دو کو کب ثمرت از بیج سعد ملت دین + طلوع کرد در بربان نیش + از ان یکے لبسیا گشت بیت عارف جام + دزین جفینیش دبال یعنی شداوچ شرف + اور حضرت مخدوم کے اس لڑکی سے چار پسر پیدا ہوئے پہلا فرزند ایک دن سے زیادہ نہ بچا اور کسی نام سے سے نہوا کر دوسرے فرزند

آپ کے خواجہ صفی الدین محمد تھے اور ایک سال بعد فوت ہوئے اور آپ اُسکے مرنے سے نہایت مغموم ہوئے چنانچہ اس مرثیہ سے کہ اُسکے واسطے لکھا ہو اور پہلے دیوان میں مرقوم ہو معلوم ہوتا ہو اور اتفاقات عجیبہ سے یہ ہو کہ تقدیر کا جو صفی ہو اُسکی وفات بعد تخلص اس فقیر کا کیا اور لقب اس فقیر کا کہ خیر ہو اُسکی ولادت کی تاریخ کی تھی چنانچہ اس باغی میں کہ آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی نظم فرمایا رباعی فرزند صفی دین محمد کہ جہان شد زندہ باد چنانکہ فی مذکور چون شد بوجود اوجہان فزکنان ۴ شد سال ولادت وی از فرزعیان ۴ اور اُسکی وفات بعد امیر نظام الدین علی شیر نے اُسکی تاریخ وفات میں یہ فقرہ پارکلمہ پر مشتمل بنا کر حضرت مخدوم کے پاس بھیجا جو کہ بقائے دیات شہابا داد مگر تیسرا فرزند آپ کا خواجہ ضیاء الدین یوسف تھا اور تاریخ اُسکے ولادت کی جیسا کہ آپ کے خط مبارک سے دیکھی گئی اس طرح ہے کہ ولادۃ فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف ابنۃ الدنیا تاتنا فی النصف الاخر من لیلة الاربعاء التاسع من شوال سنۃ اربعین وثمانین وثمان مائۃ ایک دن حضرت مخدوم فرار میں پانی کے لب جو میں تھے قدیم کے شمال میں واقع ہوئے تھے ایک خادم خواجہ ضیاء الدین کو کاندھے پر لیے ہوئے محل رسد سے باہر آیا اور تھینا اسوقت پانچ برس کے ہوئے جب پاس آئے تو کہا یا خواجہ عبید اللہ کو میں نے نہیں دیکھا آپ مسکرائے اور فرمایا کہ خواجہ کو دیکھا ہے مگر شے یاد نہیں پھر فرمایا کہ ان اوقات میں ایک شب ایسا خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ عبید اللہ اس موضع میں آئے ہیں اور اُس روانہ کی طرف اشارہ کیا جو مسجد کے شمال کو واقع ہے اور میں ضیاء الدین یوسف کہ ہاتھوں پر لیے آپ کے سامنے گیا اور کہا امیدوار ہوں کہ اس لڑکے پر نظر عنایت ہو اور اسے التفات و قبول سے مشرف فرمائیں حضرت خواجہ نے اُسے میرے ہاتھ سے لے لیا اور اپنا منہ اُسکے منہ پر رکھا اور ایک نہایت سفیہ چیز اپنے دہان مبارک سے اُسکے منہ میں گرائی چنانچہ منہ اُس سے بھر گیا اور کچھ زیادہ ہوئی اُسکے بعد اُسے میرے ہاتھ میں دیدیا اور میں سوتے سے جاگا اور اس خواب کا مضمون دیکھا جو خداوند متعال نے میں حضرت کے مناقب کے درمیان قلم کیا ہو۔ اور چونکہ فرزند خواجہ ظہیر الدین عیسیٰ تھا کہ خواجہ ضیاء الدین یوسف کی پیدائش سے نو سال بعد پیدا ہوا اور تاریخ اُسکے ولادت کی جیسا کہ آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی یہ ہو (ولادت فرزند ارجمند ظہیر الدین عیسیٰ وسط وقت الظہر من یوم الخمیس خامس محرم سنۃ احدى و تسعين و ثمان مائۃ ابلتہ اللہ بناتنا حسنہ و رزقہ اللہ سعادۃ الدارین محمد و آلہ الطیبین الطاہرین) اور قریب چالیس روز کے بعد مر گیا اور آپ نے اُسکی تاریخ ولادت اور وفات میں یہ دو قطعہ نظم کیے قطعہ منہ زند ظہیر دین نجم محرم ۴ در منتصف ظہر شد آرام بل ما ۴ جز ذلک عیسیٰ نشد از غیب اشارت ۴ جستم چو نامش ز رستم نامہ ۴ ملفوظ ز عیسیٰ چو شمار نہ مکتوب ۴ تاریخ ولادت بودش ذلک عیسیٰ قطعہ آخری نور دیدہ ظہیر دین کہ قناد ۴ و ادب بردش ہم نزد یک ۴ بود برتی ز آسان کردم ۴ زاد دج بردش ہم فوکت

مولانا عبدالغفور رحمہ اللہ

آپ کا لقب صنی الدین ہے شہر لاہور کے تھے اس دیار کے بزرگوں سے سنا گیا کہ اولاد سعد عباد رضی اللہ عنہ سے جتنے جد بڑے انصار سے ہیں اور قبیلہ خزرج کے سردار ہیں اور آپ بڑے ملائذہ اور اصحاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ سے تھے اور تمام اقسام علوم عقلی اور نقلی میں نیکانہ زبان اور قزاقانہ زبان تھے اور آپ نے اکثر تصنیفات حضرت مولانا کے سامنے پیش کیں اور حضرت مولانا نے اور از مقابلیہ شرح فصوص الحکم کے آخر کتاب مولوی میں یہ کلمات قدسیہ لکھے تھے کہ تمت مقابلیہ ذی الکتاب بینی وہیں صائبہ وہو الانج

امفاضل والموسل الکمال ذوالرأی الصائب والفکر الثاقب رضی اللہ والدین عبدالغفور رحمہ اللہ سبحانہ لنفسہ ویكون له عوضا عن كل شئ فی اواسط جہادی الاول المتشظیہ فی ملک شہر یسنة ست وثمانماتہ وانا الفقیر عبدالرحمن الجمالی عفی عنہ۔ خدمت مولوی نے حاشیہ نغات کے نگار میں اپنا مال اس عنوان سے تعبیر کیا ہے کہ ایک فقیر کو شغل کی رغبت اس طریق میں ہوگی اور آپ کی ملازمت میں آیا اور تعلیم کی درخواست کی آپ نے اسے تلقین ذکر لالہ الامجد محمد رسول اللہ کی اور اپنی صورت مبارک کا حفظ آئین شریک کیا وہ شخص اسی صحبت میں آپ کے زمانے سے مشغول ہوا اسی وقت اُس میں اثر متبرہ اس گروہ کا ظہور میں آیا اور اپنے کو فضا و روشن میں دکھایا اور اسکو بہت لذت اور شوق عظیم ملا اور نشان یوم قبل الارض کا مٹوا ہوا یہ حال آپ سے عرض کیا فرمایا کہ یہ میری کار اور دوست سے بھی چھپانا چاہیے یہ بہ مشغل مکر اور کثرت عمل سے کیفیت بخیر و اُس میں ترقی کر گئی ایک دن اُس شخص نے آپ کے سامنے شکایت بھنے اشغال کی جو اس نسبت کے متور کا سبب تھا عرض کی آپ نے فرمایا کہ چارہ اس سے نہیں ہو کہ اُس نسبت کو کسی ایک شغل ظاہری کے ساتھ جمع کرنا چاہیے اور اُس شخص کی صحبت کو جس سے یہ نسبت پائی ہو لازم رکھنی چاہیے یہ ملک دوسرے کی ہو کہ اس شخص میں منکس ہوگی ایسا کرنا چاہیے کہ اس شخص کی ملک ہو جائے اور یہ بات دوام صحبت سے میری ہوگی اور فرمایا کہ کسی کام میں مجھ سے ظاہر مشغول ہونا چاہیے تاکہ یہ شخص نہ کہ خلافت سے مستانہ اور نشانہ نہ بنے اور نہ نہیں بنا ہو کہ ایک شخص کسی بزرگ کے پاس گیا اور التماس تعلیم طریق کی فرمایا کہ تیرا کوئی پیشہ ہے کیا نہیں فرمایا کہ جاچند دوزی سیٹھ پویند کاری سیکھ کہ اس گروہ کے معنی روشن بے صورت شغل نہیں ہوئے اور فرمایا کہ اس حالت کا حصول اور اس نسبت کا تحقق آئی ہو اس واسطے کہ اور اکال افعال کے متور ہو اور حقیقت کام کی اجراض اور اقبال ہو اجراض ماسوا سے اور اقبال یعنی پیش آمد حق سبحانہ تقاضے اور ایک آن میں ممکن ہو نفس آدمی ایک آئینہ کے مثل ہو کہ رخ دوسری طرف رکھتا ہو اسکو لپٹنا چاہیے کہ نہ اسکا جانب حق واقع ہو ایک عزیز نے ایک مشائخ کی صحبت میں نعرہ مارا اور گریہا جب وہ اٹھا صوفی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور فرمایا کہ بعد اسکے کہ قلب کا ربط حضرت حق سبحانہ میں حاصل ہوا اور نسبت اگاہی متحقق ہوئی تو

کبھی نسبت اسوا کو بھلا دینے والی ہے اور اسکو حال کہتے ہیں اور کبھی ایسی نہیں ہے اور اسکو علم کہتے ہیں اور علم کو حال میں مندرج رکھتے ہیں اور
 حال کے شمار میں محسوب کرتے ہیں اور یہ تفاوت بلحاظ تفاوت استعداد و شخص کے ہے جیسے صفائی اور کدورت میں اور فرمایا کہ
 آدمی کو بہت کم مشغول ہونے پر طبیعت مقررہ حال ہو اسے خط مستقیم کی مثال فرض کرنا چاہیے اسواسطے کہ خیال اس میں کلاؤ
 امر واحد سے حال کی مشغولی جمیعت کی معاون ہے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ
 سے فرمایا ہے کہ راہ کو مثل خط مستقیم فرض کرنا چاہیے اور فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم میں
 ایک زبان ہے کہ سب نگاہ سب کے ساتھ سب حال میں اس نسبت کی ورزش کر سکتے ہیں اس نسبت کی
 ورزش کو اصل بنانا چاہیے اور اسکے غیر کے ساتھ بقدر ضرورت مشغول ہونا۔ یہ نسبت شریعت نہایت لطیف ہے
 اور اسکی کوئی حد نہیں اور وقت مقرر نہیں ذری بات میں جاتی رہی لہذا کبھی بلا مراقبہ ظاہر ہوتی ہے جب نسبت
 میں خلل آوے اس کے سبب کو دھونڈنا چاہیے اور ملاحظہ کرنا کہ کیا چیز اسکے باعث ہوئی اسکے دور کرنے میں
 مشغول ہونا لازم ہے۔ اور فرماتے تھے کہ بہت سے امور حسی کا ملاحظہ مددگار نسبت اور حالت کا ہونا ہے اور فوت
 جمیعت کو دیتا ہے اور یہ امر غیر مضبوط ہے اور مختلف احوال اور متفاوت اوقات کے موافق وقوع پاتا ہے انہیں سے صحرا
 جو صورت اطلاق ہے یعنی اطلاق کے ملاحظہ کو مددگاری اور پہاڑ جمیعت اور عظمت کے معنی کا فائدہ دیتے ہیں اور
 پانی کی آواز جو کفائتہ مراقبہ کے وقت فوت مراقبہ کی دینے والی ہے اور سایہ کا پیچھے سایہ واسطے کے لگا رہنا اس معنی کا
 فائدہ دیتا ہے کہ آدمی فوت اور طاقت سے ضائع ہو اور وحشی جانوروں کی آنکھوں کا اور آنکی وحشت کا دیکھنا نسبت
 حیرت کے مفید ہے اور جنازہ کا ملاحظہ نسبت فنا کے قوت بخش ہے اور روسنی کی آواز کو کھڑے ہوئے محبوب کی یاد دلاتی ہے
 اور فرمایا کرتے کہ ایک روز حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت میں ہم جاتے تھے اتفاقاً ایک گدھے کے ساتھ
 کہ آنکھیں اسکی کھلی ہوئی تھیں فرمایا کہ عجب استہلاک ہے اور اسوقت آپ کی نسبت بہت قوی ہو گئی اور فرماتے
 تھے کہ ایک دن بڑا سخت قبض ہو گیا جگل کی طرف باہر گیا باغ آہو کے پاس جب ہم پہنچے اور ایک اثر دیکھا تو ناظر آیا ناظرین
 گنداکہ ہر آئینہ یہ اپنی اپنی استعداد کے موافق مبداء فیاضی سے فیض حاصل کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ آسودہ ہیں
 فی الحال قبض رفع ہو گیا اور نسبت عظیم نے احاطہ کیا اور اکثر چاندنی رات میں جب قبض ہونا سایہ اور آنکی
 پردی سے دور ہو جاتا خدمت مولوی فرماتے تھے کہ ایک روز آپ کے سامنے میں آیا اور لوگوں کے اخلاط سے
 شکوہ کر رہا تھا فرمایا کہ خلق خدا کو عالم سے نہیں نکال سکتے اسطرح جینا چاہیے کہ خلق کو اس شخص پر دست ترف
 نہ اور ان ایام میں کتاب نفحات الانس کی تالیف میں مشغول تھے فرمایا کہ ایک بار دو صفو لکھے جاتے ہیں اور
 لکھنے کا شعور نہیں ہے بلکہ عادت قلم جاری رہتا ہے اور فرمایا کہ بعض اکابر کا قول ہے کہ بون اور بات کرنا باطنی
 شغل کے ساتھ جمع نہیں ہونا یہ سخن آتے نہایت عجیب ہے۔

من فوائد القاسم المدونة

اور وہ چار رشتہوں میں لائے جاتے ہیں۔
 رشتہ ایک دن احوال جنات کی تحقیق میں کلام ہو رہا تھا خدمت مہلوی نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین
 العزلی قدس سرہ اپنے بعض رسائل میں لائے ہیں کہ اسمین اختلاف ہو کہ ابوالحسن ابیسی جو یاد دوسرا کوئی ہو
 اور تحقیق یہ ہو کہ وہ غیر ابلیس ہو اور ابلیس انہیں کا ایک ہو اور ابوالحسن خفنی متواہ دونوں ران اپنی ایک دوسرے
 سے ملنا اور اس سے اولاد ہوتی اور چونکہ ان کے وجود کی بناوٹ آگ اور ہوا سے ہو کہ وہ غیر نفیس ہیں لاجرم غن
 سبکی اور خفت ہو خصوصاً جب کہ روئے اسکے ساتھ مل گئی ہو پس یہ نہایت سبک اور سریع السیر اور
 کثیر الحولت ہوتے ہیں اور ترکیب انکی بہت سست اور بے بنیاد ہو اور تھوڑی ایہ اور آزار یا گرا کی اور
 سے کہ بنی آدم وغیرہم نے انکو پونے گرجاتے اور مر جاتے ہیں اور اسی ہوتے سے غم انکی کوتاہ ہوتی ہو اور جب
 جنات کسی پر ظاہر ہوتے ہیں کسی صورت بنائی ہوئی میں تو دل بواک جاتے ہیں وہ اسکی نظر سے غائب جاتے
 ہیں اور حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ طین اسکی تیار کرتے ہیں مگر یہ ہو کہ ان سے نہ بھاگ سکیں یہ ہو کہ نظر
 اسکی صورت پر جائیں اور دائیں بائیں کسی طرف کو نہ دیکھیں اور جب تک انکی صورت پر کسی کی نظر نہ پڑے
 اسکی نظر سے غائب نہیں ہو سکتے اور ایک قیدی کے مثل اپنی جگہ رہتے ہیں اور اس سبب سے بہت سے کام اور
 حرکتیں اور تسویلات اور تخیلات کرتے ہیں کہ دیکھتے والا اسکی طرف توجہ کرے اور اسکی زبان انکی طرف سے پھر جائے
 اور یہ بھاگ سکیں اور حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ تعلیم انکی قیدی کی اس وجہ پر ابھ کی تعریف سے کہ
 کہ نیچے الامام جوئی اور فرمایا کہ جن میں علم و دانش کم ہو اور ان کے اور کلمات امور معنوی میں نہایت کوتاہ ہوتے ہیں
 خصوص معرفت اللہ میں اور اکثر یہ پلید اور بے فہم ہیں اور ان کے لئے اور ساتھ رہنے میں زیادہ فائدہ نہیں ملتا
 صحبت انکی مفید ذات آدمی میں انکی مصاحبت سے گہرا ہوا ہو اس واسطے کہ وہ جزئلہ ہی اور موالی سے کہ
 ہیں اور جزراگ کا انہیں غالب ہو اور آگ کے خواص سے خود اور سرکشی ہو اور فرمایا ہے کہ جنگلون میں گویا
 جو ہوتا ہو انکی کشتی اور لڑائی کے آثار سے ہو اور اس گرد باد میں یہ ہوتے ہیں کہ باہر گیر جنگ جہاں کرتے ہیں
 اور ان کے درمیان آشوب فتنہ اور لڑائی اور محارہ بہت ہوتا ہو ایسی تکرار و جھجکی وجہ سے جو انکی ذات کو لازم ہو
 اور جب ایک آئین کام رہا ہے تو وہ برنخ میں چلا جاتا ہو اور اسکو دنیا میں واپس آنے کی مجال نہیں ہوتی اور
 ان کا مقام برنخ ہی میں ہوتا ہو تا وقتیکہ عشر ابلا با د کا قائم ہوا اور وہ گردہ کہ انہیں کا دوزخی ہوا اور جہنم میں
 لائق عذاب کے تو دنگو زہر رہے عذاب کرتے ہیں جب کہ آتش سے چند ان اثر پذیر نہیں ہوتے پر چند آتش
 سے جاسیے کہ عذاب کیے جائیں کیونکہ وہ آتش بربا تب آتش ہنصری سے زیادہ گرم اور سوزان تر ہو۔

رشتہ آپ خطرات شیطانی اور نفسانی کی بابت فرماتے تھے کہ حضرت شیخ قدس سرہ فتوحات میں لائے ہیں کہ شیطان دو مہین ایک شیطان صوری اور دوسرا شیطان معنوی شیطان صوری البیس ہے وہ کبھی امتحانی کسی کی خاطرین ڈالتا ہے تاکہ شیطان معنوی کہ نفس ہے اس میں تعریف کرے اور اسے امور باطلہ سے گردانے اور کبھی کبھی شیطان معنوی ایسے کام کرتا ہے کہ شیطان صوری نہیں کر سکتا مثلاً شیطان صوری نے ایک سنت حسنہ کا انکار کیا اور کسی کے دل میں ڈالا اور یہ امور حق سے ہے اس واسطے کہ حدیث میں واقع ہے کہ جو کوئی سنت حسنہ نہ لے کرے کہ قیامت تک اُس سنت پر عمل کرے اُسکو بہرہ آئیے ثواب سے ملے گا پس شیطان معنوی نے اُس القا کیے ہوئے میں تصرف کیا اور اُسکو آمادہ اسپر کیا کہ اہا حدیث کو بنام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وضع کیا اور اُس کا سنت حسنہ نام رکھا کہ اسپر آدمی عمل کرے اور اُسے اس میں ثواب اور اجر ہو اور اس حدیث سے غافل رہا کہ جو نفس جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر تہقیر طوفان باندھے اُسکی جگہ دوزخ ہے دوسری مثال بھی حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شیطان صوری نے مثلاً تلاوت قرآن کو باواز بلند ایک دل میں القا کیا اور یہ امر حقیقی ہے کہ شیطان معنوی نے دوسرے کی سماعت کو اُسکے ساتھ ضمیمہ کیا تاکہ اُسکو تاملی یعنی تلاوت کنندہ کہیں اُڑا کر یا اُس کے ساتھ بادل کر دیا اور اسکی مثالیں بہت ہیں۔

رشتہ اما صاحب کتب الحق الیقین نے عبادت اضطراری اور عبادت اختیاری کے بیان میں فرمایا ہے کہ جس طرح نفس ادراک کہ معرفت ہے وہ جب عبادت اضطراری اور رحمت عام کا ہے اور ادراک کہ علم ہے مستلزم عبادت اختیاری اور سیر و سلوک اور رحمت خاص کا ہے اس سخن کے معنی کی شرح میں فرمایا کہ ادراک معرفت بنا بر ایک اصطلاح کے کہا اور مراد اُس سے ادراک بسیط ہے کسو واسطے کہ حق سبحانہ نے مدرکہ کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ فطرت کی راہ سے واحد وجود حق تعالیٰ کا ہے بدون اسکے کہ اُس کا شعور ہو اور یہ وجدان بحسب فطرت اُسکو حاصل ہے کسو واسطے کہ ہر ایک چیز موجود ہے کہ قوت ہے کہ اُسکو پاتی ہے اسے اول وجود کو پایا ہے بعد ازاں اُس خیر کو پایا پس وجود مثل نور ہے کہ اول وہ نظر کے ادراک سے مدرکہ بنتی ہے اُسکے بعد اشیاء محسوسہ ہر گاہ مدرکہ فطرت کے موافق واحد وجود حق تعالیٰ کی ہے پس وہ وجود اضطرار وجود کے آثار اور لوازم کے اثر پذیر ہے اور نہ تاثر القیاد اور تذلل ہے کہ اُسکو نسبت وجود حق تعالیٰ واقع ہے کہ خواہ پاسے یا نہ پاسے اثر پذیر ہو اور وجود خارجی اور اُسکے لوازم کو قبول کیا اور نفس اس القیاد اور تذلل کا حقیقت عبادت ہے کہ بحسب حال سے حاصل ہے پس ایک عبادت حسب حال اُسکو اضطراری ہے اور یہ ادراک بسیط موجب ظہور رحمت عام کا ہے کہ عبارت فیض اور جودت سے ہے کہ مدرکہ اور تمام موجودات پر منبسط اور پھیلا ہوا ہے اور نفس اشر کے ساتھ ملقب ہے اور ادراک کو علم ایک اصطلاح کے موافق کہا یعنی ہر گاہ اس معنی کو ادراک کیا کہ اُسکی مدرکہ وجود حق تعالیٰ کی واحد ہے اور اُسکی مطیع و منقاد بحسب واقع اور بحسب حال ہے یہاں چاہا کہ صفت اُردو کی اُسکی

مطابق صفت واقعی حال کے موافق عبادت حق سبحانہ اور قبول اس کے امر و نہی کا بحسب ظہر اختیار کیا تاکہ ظاہر اس کا باطن کے مطابق ہو اور حال امرادی اس کا موافق حال واقعی ہو اور یہ ادراک مرکبیت اور سواری پر کہ موجب عروج کا مرتبہ عالیہ اور سیر و سلوک اور رحمت خاص پر کہ رحمت رحیمی پر قول حق سبحانہ تعالیٰ کا واطلقت الجن والانس الا لیعبدون اس کا مطابق اس مقام میں درست ہوتا ہو خواہ عبادت اضطراری کے اعتبار سے ہو خواہ عبادت اختیاری کے ساتھ ہو اور اکابر نے کہا ہے کہ سر عبادت میں یہ ہے کہ یہ عبادت اختیاری مطابق اس عبادت اضطراری کے ہو کہ مدد کر کہ ہمیشہ بحسب انقیاد اور تذلل کے حاصل ہو اور ارادت عالی واقع کے مطابق ہو۔

رشتہ آپ اسکی بابت کہ کفار کو عذاب جاودانی ہو گا اور اکابر نے اس میں اختلاف کیا ہے فرماتے تھے کہ بعض نے سوال کیا ہے کہ عدل و حکمت کا مقتضا ہے کہ گناہ تنہا ہی اور محدود کا عذاب بھی تنہا ہی اور محدود ہو پس کیا سبب ہے کہ کفر تنہا ہی کو عذاب نامتناہی ہے؟ امام غزالی قدس سرہ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ جزا سے اعمال کی قدر حق سبحانہ جانتا ہے اور اس بات کا پانا عقول ناقصہ کے دریافت سے بالاتر ہے پس جزا جو کفر کے مماثل اور مشابہ ہو آخرت میں جاودانی ہوگی اور جزا سے اعمال کے سر پر حق سبحانہ کے سوا کسی کو اطلاع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہر گاہ کفار کی نیت اور قصد یہ ہے کہ ہمیشہ کفر پر ہیں پس عاقبت میں بھی انکی جزا ہمیشہ ہو مگر جو لوگ فاعل عذاب جاودانی کے نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ کفر ایک جہل عارضی ہے اور موافق اور ملائم مزاج روح کے نہیں ہے بلکہ مناسب مزاج روح اور آریکات کے امور عقیدہ میں اور صفات جہل آخریہ دور ہو جاتی ہے مسافت کے کلمات قدسیہ بعض بنیادیم نے جمع کیے ہیں انہیں سے چند مقام میں تشویش اور خلش رہتی تھی مولوی آسیادی علیہ الرحمۃ کی حدیث میں غفلت ہوتی اور جواب ملتا انہیں سے بعض یہ ہیں کہ چھ رشحوں میں وارد ہیں۔

رشتہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کچھ آدمی سے سرزد ہوتا ہے اگر شرعیت میں اسکی کوئی حد اور تعزیر مقرر نہیں ہے اس سے رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے کسوا سئل کہ وہ قدر اور ممکن اور خلق حق سبحانہ سے موجود ہوا ہے۔ اس سخن کے معنی میں فرمایا ہے اگر یہ کوئی فعل خواہ اس پر حد شرعی عائد ہو خواہ ناید نہواں قبل سے ہے کہ حق سبحانہ کے اقتدار اور ممکن اور خلقت سے موجود ہوا ہے اور یہ ہے کہ قسم مذکورہ میں نظر حقیقت قضا و قدر پر رکھنی چاہیے تاکہ جنگ اور آشوب نہ ہو اسکے سوا دوسری صورت میں نظر احکام شرعیت پر کرنی چاہیے تاکہ سلسلہ امور دنیا کا اپنے انتظام پر رہے اور کسی قسم کی امانت شرع شریف میں راہ نیامد۔ اس صورت میں رنجیدہ ہونا اور جنگ و آشوب کرنا موجب رضا حق سبحانہ اور خوشنودی اس کے رسول کا ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور اس جنگ و آشوب میں ہزار فائدہ صوریہ و معنی مندرجہ میں اور اس میں فرو گذاشت اور مستی بجز الحاد و زندہ کیچ نہیں ہے۔

رشتہ اس سخن کی شرح میں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ قضا و قدر کی آنکھ سے نظر کرنا اور سب کی پیش نظر کوئی کی دینی چاہیے

تاکہ جنگ نہ فرماتے تھے کہ اپنے تمثیل اُس چیز کی جو کہ باہر مگوینی حاصل ہوئی ہو اور یہ اضافت بادی ملا بہت ہی اور مگوینی امر ہو اسلئے کہ کہتے ہیں اپنے اُس امر کے حصول میں احتیاج زیادہ وسا کٹ اور امتداد زمانہ کی نہیں ہے۔
 رشحہ ۱۱ اس سخن کے معنی میں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ارادہ وجہ باقی کا مسخر ہو فرماتے تھے۔ اپنے ارادہ حصہ وجود کا کہ ہر موجود کو حاصل ہو اور اُمیہ وجود مطلق کا وہ ہی مسخر وہی حصہ ہے اس معنی سے کہ سالک اُس حصہ پر غالب ہو سکتا ہو اور اُسکو آئینہ جمال مطلق کر سکتے ہیں۔ اور فرمایا۔ دوسرے معنی بھی خاطر میں آتے ہیں کہ ارادہ وجہ باقی سے توجہ بوجہ خاص لین اور جب نتیجہ اس توجہ کا فنا کرنا غیر کا ہے اور اثبات حق سبحانہ کا پس جہان کہ حق سبحانہ ثابت ہو۔
 اشیا مسخر ہوں اور اُس حال میں حق سبحانہ باطن صاحب اس ارادہ سے مسخر کرنے والا ان اشیا کا ہوگا۔

رشحہ ۱۲ اس سخن کے معنی میں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ فتوحات میں مذکور ہے کہ ظہور عالم کا سر معلوم نہیں ہوتا مگر مجاہدات کثیرہ اور ریاضات عظیمہ سے جبکہ ساتھ بہتین ہوں فرماتے تھے کہ بھینا الہم سے مراد وہ ہے کہ نشانہ اُسکے قہر و ذات حق سبحانہ ہو اور جب تک ہمت موجود نہ ہو اور یہ بہت والا مجاہدات کثیرہ اور ریاضات عظیمہ اپنے آپ پر اختیار کرے سر ظہور عالم کہ اسرا غاصب سے ہو اُس پر نہ کھلا اور حرف یہ بہت بغیر اتحاد مجاہدہ اور ریاضتوں کے یا فقط مجاہدہ اور ریاضت سے تحصیل اس ہمت کے کوئی فائدہ اور نتیجہ نہ ہوگا۔

رشحہ ۱۳ اس سخن کے معنی میں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ بعضے عارفوں کو قدرت اسکی دی ہے کہ جو چیز چاہیں پیدا کریں اور فرق مخلوق حق اور مخلوق عارف کے درمیان یہ ہیں کہ عارف کا مخلوق اسوقت تک باقی ہے کہ شگلو کسی ایک حضرت میں حضرات سے اثبات کرے۔ فرماتے تھے کہ لازم نہیں ہے کہ عارف اپنے مخلوق کا متوجہ توجہ حسی شہادت سے ہو بلکہ حضرت مثال میں اگر متوجہ اسکی صورت مثالی کا ہو اُس موجود شہادت کے وجود خارجی کے باقی رکھنے میں کافی ہو پس حیات تک کہ عارف سے وہ توجہ اُس موجود شہادت کے ساتھ حضرت مثال یا حضرت شہادت میں باقی ہو تو وہ موجود بھی حضرت شہادت میں باقی ہو اور جب وہ توجہ منقطع ہو جائے وہ موجود فی الحال معدوم محض ہو جائے۔

رشحہ ۱۴ اس سخن میں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ شیخ بہار الدین عمر قدس سرہ چند روز سفید گھوڑے پر سوار ہوئے تھے انکے بعض مومنون سے اُسکا سبب پوچھا گیا اُس نے کہا سفید گھوڑے کا اختیار کرنا اس جہت سے تھا کہ بعض حکایات صوری ایسے حضرت شیخ کو مشہود ہوئے ہیں۔ فرماتے تھے کہ ہر صورت کی خصوصیت بنسبت ارباب کا شفا اور مشاہدات کے بوجہ اختلاف استمداد اور اختلاف معانی و حقائق کے ہے کہ اشیا کی صورتوں میں اپنے مختلف ہوتے ہیں مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو بجلی صوری ایک درخت کے لباس میں جو وادی امین میں تھا واقع ہوئی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوان مخطوط کی صورت میں ظاہر ہوئی چنانچہ بعضے احادیث

اسکے ساتھ ناطق ہو انتہی کلام پوشیدہ نہ ہے کہ حضرت شیخ اعظم محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اپنی بعضی تالیفات میں لکھا ہے کہ رایت ربی علی سورۃ الفرس اور حضرت شیخ رکن الدین علاء الدین قدس سرہ نے اپنی بعضی تفسیفات میں شرح اس سخن میں فرمایا ہے کہ سالکین حق سبحانہ کو تجلیات صوری کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ اور وہ آثار سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات نوری کے ساتھ دیکھتے ہیں اور وہ افعال سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات معنوی کے ساتھ دیکھتے ہیں اور وہ افعال سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات فوٹی کے ساتھ دیکھتے ہیں اور وہ ذات سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات صوری میں کہ آثار سے نسبت رکھتی ہو حق تعالیٰ جین اشیا کی صورت میں بندہ پر تجلی کرتا ہے جو مفردات عنقریب اور بحادن و نباتات و حیرانات اور افراد انسان سے ہیں اور وہ یہ کہ موالیدہ لما شہ سے کسی ایک میں تجلی کرے جس وقت کہ تجلی ہوا مرتبہ سے دوسرے مرتبہ میں کہ اُس سے اوپر ہو طبعی اُس سے اوپر کے اُفق میں تجلی کرے نہ ان بعد دوسرے مولود ہیں کہ اُس کے اوپر ہو ابتدا کرے جیسا کہ پب معادن سے تجلی کرے جس وقت کہ نباتات کو پہنچے صورت مردان میں کہ اُفق معادن کا ہو تجلی کرے اس واسطے کہ وہ معادن سے اقرب برتبہ نباتات ہو کہ ان میں نمو کی پیدائش ہو اور جس وقت نباتات سے حیوان کے ساتھ طبعی کی کچھو کی صورت میں تجلی کرے کہ نباتات کا اُفق ہو اور اقرب نباتات برتبہ حیوان ہو کہ بعض خاصیت حیوانات آسمین ہو کہ اگر اسکا سر تنہ سے کاٹ لین خشک ہو جائے اور بار بار کرنا بھی اُسکا مخصوص ہو کہ جب تک سر درخت کی شاخ مادہ درخت پر نہ ملائیں حاطہ اور بار بار نوادہ یہ بھی حیوانات کی خاصیت ہو کہ جب تک سر مادہ سے نکلے مادہ حاطہ نو اور وہ یہ حیوان سے انسان کو پہونچے بندر کی صورت میں تجلی کرے کہ اُفق حیوان ہو و اقرب حیوانات بانسان ہو بہت شعور اور زیر کی سکے جو آسمین ہو اور دوسری صورت اُفق انسان کے اور تجلیات صوری میں نہیں ہو کہ غایت اُسکی یہ ہو کہ نہایت تجلی صوری مرتبہ انسان میں ہو کہ حق سبحانہ بصورت صاحب تجلی کے تجلی ہو اور سالک کے لیے لغزش گاہ قدیم اس سے سخت تر نہیں ہو کہ حق سبحانہ اُس کے اوپر اُسکی صورت میں تجلی کرے جیسا کہ سالک اُس تجلی میں اپنے اوپر دوسرے کو نہ دیکھے بجز چند نظر کرے سب اپنے تئیں دیکھے اور حجاب موجودات کو اپنا حاطہ اور سوچا ورے اور سبحانی ما اعظم شانی دانا الحق سبحانی جتنی سوے المدد ہل فی الدارین غیری اور اُنکے اُشال سب اسی تجلی سے حاصل ہوں اور اگر اہل کشف کے قدم اسی تجلی صوری میں پھسلے ہیں تب تو ایسی برائتین کی ہیں اور حکما کی لغزش قدم تجلی معنوی میں ہوئی ہیں کہ متابعت انبیاء علیہ السلام سے منہ پھرا ہو اور اپنے مرکبات معنوی پر مغرور ہو گئے اور اگر اسی کے صوامین ہلاک ہو گئے اور چونکہ اولیا برکت اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ ہیں اگر خطبات شکر میں انہیں کوئی سہو ہو گا تو یہ وقت اُس سے فوری ہو کہ لاجرم حق سبحانہ نے اُنکو تجلیات صوری نوری و معنوی کے منازل سے ڈال کر تجلیات فوٹی ذاتی کو پہونچا یا اور لغزش اقدام سے خلاص کیا اور اُنکے سر کو تجلی ذات رفیع الدربقا

کی دائمی نعمتوں کو حاصل کیا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ ہی فضل اللہ تھا
دیتا ہوا ہے جسکو وہ چاہتا ہو اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

رشتہ خدمت مولوی آسیادی مولانا عبد الغفور علیہ الرحمۃ والفران نے وجود باری تعالیٰ اور اسکی محبت باشیا
کی نسبت کے بیان میں فرمایا ہے کہ وجود ممکن اسکی حقیقت کا غیر ہو اور عارض اسکی حقیقت کا ہی مثلاً زیور
در ذہن ایک حقیقت ہے کہ یہ وجود خارجی اس حقیقت کو عارض اور اس سے آمیختہ ہوا اور وہ حقیقت اس
ضمیر کے واسطے سے مبداء آثار کا ہوا پس حقیقت میں یہ وجود عارضی مبداء آثار ہوتا ہے اسواسطے کہ وجود سے
تغیر اس چیز کے ساتھ کرتے ہیں کہ مبداء آثار ہوا اور وجود واجب میں حقیقت اسکا ہے کہ خلاف وجود ممکن ہو پس
وہ حقیقت خود ہی مبداء آثار ہے بدون اسکے کہ اسکے ساتھ کوئی شئی آمیختہ ہوا اور حکماء و صوفیہ کو اس میں اختلاف ہے
کہ وہ وجود جو مبداء آثار موجودات کا ہوا کون سا وجود ہے شیخ رکن الدین علاء الدولہ اور چند صوفیہ اور اکثر حکماء
تشکیکین سے متفق ہیں کہ وہ ایک صفت صفات حق سبحانہ سے ہے کہ اسے موجودات پر افاضہ وجود کا کیا اور فیض
اور وجود عام اور نفس الرحمن وغیرہ سے ہے اور حضرت شیخ محی الدین بن العربی ادا آنکے پیرو اور اکثر صوفیہ اور
محققین اگلے اور پچھلے اور تھوڑے حکماء تشکیکین سے اتفاق رکھتے ہیں کہ وجود کہ مبداء آثار ہوا وہی وجود
حق سبحانہ ہے کہ میں حقیقت خود ہی نہ غیر پس تمام ممکنات موجود ساتھ وجود واجب کے ہیں یعنی ذات کو
اشیا و کسے ساتھ ایک علاقہ معیت کا ایسا ہے کہ وہ معیت مہول الکفایت ہے اور کوئی شخص منجملہ ارباب تحقیق کے
انبیا اور حکماء سے اس معیت اور اسکی حقیقت کے نزدیک سرائع نہیں لگے غایت یہ ہے کہ ایک جماعت افراد انسا
سے سرعیت پر اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق مطلع ہوئی ہیں ایک تھیل جو اس علاقہ کے مشابہ ہے کہ
فی الجملہ مناسب رکھتی ہے نہ یہ کہ فی الواقع ویسا ہی ہو نسبت عارض کی معروض کے ساتھ ہو بلکہ فقرے
مولانا عبد الغفور علیہ الرحمۃ والفران کو چند روز آپ کی وفات کے بعد ایک شب خواب میں دیکھا اور اسکی
خاطر میں آیا کہ دنیا سے رخصت کر گئے ہیں آگے جا کر سلام کیا اور جواب سنا زان بعد پوچھا کہ حضرت میں جب
دار آخرت میں گئے ہو ستر و حید وجود اور اسکی معیت باشیا سے کہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی نے اس میں
گفتگو خلوص کے ساتھ کی آپ کو کیا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ جب میں اس عالم میں آیا حضرت شیخ سے بری
ملقات ہوئی اور آئے اس مسئلہ کا ستر و حید فرمایا سخن وہی ہے کہ پہنے لکھا ہے پھر سے پوچھا کہ عالم آخرت میں بھی
عشق و عاشقی اور تعلق خاطر مظاہر جمیلہ سے ہوتا ہے نہ ملایا کہ یہ کیا تو کہتا ہے مذاق اور عاشقی وہ ہے جو بیان ہے
اسواسطے کہ عالم اجسام کا حسن و مختلف اجزا کی ترکیب سے حاصل ہوتا ہے جلد تغیر ہوتا ہے اس سبب سے کہ
وہ اجزا ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اسوجہ سے عشق جاتا رہتا ہے اور تعلق خاطر نہیں رہتا لیکن اس عالم کے

من جو بسا گناہ سے حاصل ہوئے قابل فنا اور زوال کے نہیں اور کبھی نہیں بدستے کیونکہ اسکے اجزا میں ہر شے
 نہیں ضرور بیان کا عشق و عاشقی برقرار ہے غایت یہ کہ روح کے بدن سے منکلی ہی اس تعلق اور انس کے باعث
 جو روح کو بدن سے ہوتا ہو دو تین روز تشویش جو ہر روح میں آجاتی ہے لیکن جب صاف پاک ہو گئی ہے اس طرح
 مذاق اور عاشقی پر آجاتی ہے جب یہ باتیں نہایتیں اس فقیر نے کہا کہ جواب نے فرمایا وہ اسرا آخرت سے ہوا اور
 مشہور ہے کہ فرودن کو اجازت نہیں کہ اسرا آخرت کا اظہار کریں یہ کیونکر ہو کہ وہ وہابیات بات ہے کہ وہاں
 کے زبان زد ہوا۔ اصل کچھ نہیں کہ لوگوں نے خواب میں بہت بار حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان
 اسف کو دیکھا ہے قدس ابداً و ارحم اور ان سے عالم آخرت کے عجائبات سننے میں اور اگر افشار ہمسرا آخرت
 جائز نہ ہوتا قرآن و حدیث اسے بیان کرتے دوسری بار انھیں دنوں اس فقیر نے خواب دیکھا کہ خدمت مولوی
 بیاضی اسکی نماز میں آنا کہ اس میں کیا صبر ہے کہ دوستان حق سبحانہ اکثر آفات و ملیات میں گرفتار رہتے ہیں
 فرمایا نماز ادا کرنا یہ ہے کہ ریاضتیں موجب ترقیہ دماغ اور تصفیہ قواسم دماغی ہیں اور جب دماغ صاف ہوتا ہے تو اس
 قوت دماغی کے متعلق وہ نور مطلق لبط ہوتا ہے کہ تمام موجودات کو پیدا ہو اور سب کمونات کا مقصود ہے اور اس سنی کا
 ظہور جنھوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہیں اور تو اور ہر فرد انسانی کو کہ یہ تصفیہ حاصل ہو وہ نور مطلق اسکی قوت دماغی
 سے تعلق ہو جاتا ہے خواجہ مولوی عبدالغفور کی وفات صبح یکشنبہ پانچویں شعبان ۱۲۹۱ھ نو سو بارہ میں بعد از
 طلوع آفتاب ہوئی ہے اور بعض بزرگان وقت سننے انکی وفات کی تاریخ میں یہ قلعہ نظم کیا ہے قطعاً
 چو شد عبدالغفور آن کامل عصر و لعل غرہ کو ریای غفران + سر آمد و زگار دین دلش + فرودت آفتاب علم و عرفان +
 چو خواہی روز و ماہ و سال تو نش + بکویت بنہ پنجیم ز شعبان +

مولانا شہاب الدین برجدی رحمہ اللہ

آپ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے بڑے اصحاب سے تھے اور علوم ظاہر و باطن کے عالم اور دنیا
 مقرر ہرات سے تھے آپ کا مولد برجد ہے کہ ولایت قاین کا ایک قصبہ ہے اور نام آپ کا احمد بن محمد ہے انکے والد
 نے حکایت کی کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ مولد سنیہا پہاڑ پر کھڑا ہوں اچانک شیخ الاسلام احمد جام قدس
 سرہ ظاہر ہوئے انکے سامنے میں گیا اور سلام کیا جواب دیا اور فرمایا کہ حق سبحانہ تجھے ایک فرزند صالح دیکھا
 چاہیے کہ اسے ہمارے نام کرنا کہ وہ ہمارا ہے اس خواب کے بعد حضور سے دلوں میں شہاب الدین پیدا ہوا اور انکا
 احمد نام رکھا اور اس سے میں اسید اور ہو اکتے ہیں لڑائی سے آزار بہد صلاح اور تقویٰ کے لئے ظاہر تھے چنانکہ اس زمانہ میں نماز تہجد
 نوافل عبادات ان سے فوت نہیں ہوئیں اور جب بن شباب کو پہونچے اپنا سامان بود و باش کا مدرسہ میں لے گئے اور تحصیل علم میں مشغول ہوئے
 اور تھوڑے زمانہ میں برابر کے لوگوں سے سبقت لے گئے اور چند روز مولانا نور الدین خوارزمی اور مولانا شمس الدین محمد جاجرعی اور مولانا

خواجہ علی برقندی اور دو کچھ لکھنؤ میں اور عظماء و متقین کے درس میں آتے جاتے تھے اور ان سب درس گاہوں میں اکثر طلبہ پر فائز رہے اور حضرت برہان الدین ابو نصر یارِ ساقی سرہ کی مجلس میں حاضر ہوتے رہے اور کتب احادیث جیسے مصابیح اور مشارق اور صحیح بخاری اور مسلم کا استماع کرتے تھے اور حضرت خواجہ نے ان کے لیے اجازتِ حدیث کی روایت لکھی ہر اور تحصیلِ علوم عقلی اور نقلی کے بعد ارادت کا رخ مشائخِ طریقت کی صحبت کی طرف لائے اور صوفیہ کی خدمت اور ملازمت اختیار کی اور شیخ زین الدین خانی اور شیخ بہاء الدین عمر خواجہ شمس الدین محمد کو سوی وغیرہم قدس المدارسِ اہم کی خدمت میں پہنچے ہیں اور آخر الامر حضرت مولانا سید محمد قدس سرہ کی صحبت میں پہنچے اور دوسروں کی ملازمت سے خلاص ہوئے فرماتے تھے کہ شروع شروع میں حضرت مولانا کے گرد میں بہت پھرا اور کوئی اثر نسبت ان عزیزان سے اپنے باطن میں نہیں پاتا تھا اور اس جہت سے میں بہت طول اور رنجیدہ تھا یہاں تک کہ نماز جمعہ کے بعد محلِ ہرات کے سامنے اڑدھام عوام کے اندر میں سیر کرتا تھا اچانک آپ کو میں نے اُس کثرت میں دیکھا راستہ اکائین کے پکڑا اور بہت نیاز مندی کی فرمایا کہ اور جب تک اُن علوم رسمی کو کہ تیرے سینہ میں ہیں تو لکھ گیا فائدہ نہیں ہوگا اور اس کہنے میں میرے باطن کو اپنی طاقت کھینچا اور متوجہ بیرون مسجد ہوئے اور میں اُن کے پیچھے بے اختیار روانہ ہوا اور دوسرے اُن کو میں تاک رہا تھا تھے کہ مسجد جامع سے باہر آئے اور بازار کی طرف چلے اور فردوز آباد دروازہ سے باہر گئے اور میں بھی اُن کے پیچھے باہر گیا دیکھا کہ ایک چوب فروش کی دوکان کے در پر گئے اور دو دھنی بچ گزی پر کار عمارت کے لیے خریدیں اور اپنی مرزئی کو تر کر کے دوش مبارک پر رکھا اور چاہا کہ ایک دھنی اٹھائیں میں فوراً آگے بڑھا اور کہا اگر حکم ہو میں یہ خدمت کروں گا یا اگر شرم و انشندی تیری مانع نہ ہو دوسری دھنی کو اٹھا اور ایک دھنی کو آپ اٹھایا اور روانہ ہوئے اور پہنچے بھی بضرورت دوسری دھنی کو کا نہ سے پر اٹھایا اور نہایت انفعال کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے جاتا تھا اور شرم کے مارے پسینا گرتا تھا اور کبھی اُنکھ بند کر لیتا اور کبھی کھول دیتا اور آپ بفراغِ خاطر آگے آگے جاتے تھے اور بے تماشا پشت پشت کہتے تھے یہاں تک کہ دروازہ سے آئے اپنے دل میں کہا کیا ہو کہ پاپے پارہ کے محلہ میں لکھنؤ میں کہ بازار کی نسبت خلوت ہو آپ سیدھی بازار میں آئے اور جب چوک کے سرے ہم پہنچے میں نے اپنے دل میں کہا کیا ہو کہ بازار خوش میں آؤں کہ بازار ملک میں کثرتِ خلق سے راہ نہیں چل سکتے خصوصاً جب کہ ایک لبنی دھنی کا نہ سے پر ہو آپ نے بازار ملک کی طرف رخ کیا اور میں آپ کے پیچھے جاتا تھا ایک حالتِ غریب اور خجالت کے ساتھ جو بندار دانشمندی کے سبب سے مجھے تھی تا اُنکھ بازار ملک سے کوچ کو چلے جو مسجد کے نیچے کو جاتا تھا جو وقت کہ دھنی آپ کے دروازہ میں پہنچا دی اور کندھے سے زمین پر رکھ دی اس موقع پر آپ کی مین عنایت اور حسن تربیت سے مجھے بڑی کیفیت ملی اور نسبت ان عزیزوں نے میری اڑی کے بعد

آپ کے دامن ملازمت اور متابعت کو میں نے مضبوطی سے آپ پر فرمایا کہ باعث میری افسردگی کا درس تدریس سے یہ تھا کہ جن دنوں مدرسہ خواجہ علی خرم الدین میں دروازہ خوش کے باہر مدرسہ تھا ایک روز آپ کی ملازمت میں گیا اور گھر کے دروازہ پر کھڑا ہوا یکا یک آپ باہر ایک کیفیت عظیم کے ساتھ آئے کہ ہرگز آپ کو اس کیفیت سے پہلے نہ دیکھا تھا ظاہر اور باطن میں میں نے بڑی تفریح کی اور دل میں التماس التفات کی فرمایا کہ سباحۃ و مجاہدہ سے علوم رسمی کے آدمی کا دل سیاہ ہوتا ہو اور اسی جہت سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا کہ طالب علم کو چاہیے کہ باجۃ علمی کے بعد میں باہر متغافل کرے ایسے قریب التفات کی کہ میرے دلیں ایک چراغ روشن ہوا اور باطن کو منور کر دیا ایسا کہ ہر تو اس کا تمام قوسے اور ہاتھ پاؤں میں میرے جم گیا اور میرے تمام اعضا میں سرایت کر گیا اور بڑی حلاوت اس سے ملی اور آپ نے اس عمل میں فرمایا کہ چراغ روشن شدہ کو مخالفت ہواؤں سے نگاہ رکھنا چاہیے تاکہ بجھ نہ جاوے یہ کہا اور مجھے رخصت کر کے گھر میں لگے اور میں پاس انقاس سے نگہداشت اس چراغ روشن کی کرتا تھا اور سٹالو اور مذاکرہ علمی میں خوب حاضر وقت رہتا تھا حتیٰ کہ ایک دن مجھے درسی حلقہ میں ایک طالب علم کے ساتھ کہ مسئلہ میں ستمناں ناموہ کتا تھا بحث پڑی اور سخن کو طول ہوا اور اعتراض پر انجام ہوا بعد از فراغ اور زک دینیہ حریف کے میں نے دیکھا کہ وہ نور تبدیل بظلمت ہو گیا اور وہ چراغ گل ہو گیا نہایت ملول اور محزون ہوا اور آدھا سبق چھوڑ کر آپ کی دیوڑھی پر آیا اور بہت طالت اور خجالت تھی ایک لمحہ میں باہر آئے اور جس وقت آپ کی نظر مبارک میرے سر پر پڑی فرمایا کہ داؤر اس نسبت کا سر غصہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اگر یہ بخانا کہ غصہ کہ ملاحظہ باطن کو نور یعنی سے غالی کرتا ہو میں نے سر جھکا لیا اور باطن میں زاری اور نیاز مندی تمام کی اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا آپ نے رحم کر کے پھر التفات کی کہ وہی چراغ روشن ہو گیا بعد ازاں درس و افادہ کا کلچر برہم کر دیا اور تمام محبت اپنی اس نسبت کے منتہا پر جمائی اور جو چیز مانع اسکے ظہور کی تھی بالکل چھوڑ دی آپ کا سن شریف پچیس سال کا تھا اور سنہ ۱۰۸۰ھ چھوٹا یا ستاون میں دنیا سے لگے اور قبر مبارک آپ کی تخت ذرا حضرت مولانا سعد الدین پر ہو قدس سرہ۔

مولانا علاء الدین اپنی رحمت اللہ تعالیٰ

آپ کا نام محمد بن المؤمن ہو اور پیدائش کا مقام آپ بڑی کہ ولایت توہستان کا ایک گاؤں ہو آپ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے اصحاب بزرگ سے تھے اور حضرت مولانا کیم نعل کے بعد مولانا نور الدین عبد الرحمن قدس سرہ کی خدمت میں آمد رفت رکھتے تھے اور آپ کو مولانا علاء الدین کے ساتھ بہت التفات تھا ایک روز تقریباً فرات سے تھے کہ طہنیت مولانا علاء الدین اور ان کے فرزند مولانا عیاض الدین کی خاک پاک سے گوندھی ہوئی ہو اور پیشہ خدمت مولوی کا کتب داری تھا اور اس شغل کو پردہ کار اپنا بنایا تھا فرماتے تھے

کہ سلطان ابوسعید مرزا کے زمانہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہ ہرات میں تشریف لائے تھے اور
جو آپ کی ملازمت میں حاضر ہوا تو پوچھا کہ تو کون ہو اور کیا کام کرتا ہو میں نے کہا ایک فقیر ہوں خادمان مولانا
سعد الدین کا شغری کا اور کتب دار بنی کرتا ہوں فرمایا کہ کتب دار بنی مت کہو اور تصغیر سے اسکا نام نہ لو کہ کتب
برا کام ہو اور بہت فوائد اس سے ہوتے ہیں اسکے بعد ہمارے حضرت مولانا کی حکایتیں بیان کیں اور ان
خصوصیات سے کہ آپ کے درمیان واقع حقیقتیں بہت چیزیں نقل کیں اور بہت مہربانی کی خدمت مولوی
کہتے تھے کہ آغاز حال میں ہرات کے مقام تحصیل علوم میں مشغول تھا جب ملازمت حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کی اختیار کی مطالعہ میں فتور آیا متردد تھا کہ آیا بالکل ترک تحصیل کروں کبھی مشغولی کروں اس
فکر میں ایک روز شہر سے باہر نکلا جب کہ مدرسہ میر فیروز شاہ کے دروازہ پر پہونچا اسکے جماعت خانہ میں آیا
اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور محراب سے پیٹھ کر کے بیٹھا اور اسکی تحصیل اور ترک کے اندیشہ میں پڑا اچانک
گوشہ محراب سے ایک آواز میں نے سنی کہ کہنے والے نے کہا ترک کر اور آسودہ ہو حال میرا بدل گیا دہان سے باہر آیا
اور خیابان کی طرف منھ کر کیا بیان تک کہ تل قطیان تک پہونچا اس گورستان میں ایک دیوانہ تھا نجم الدین عمر نام
اچانک دور سے نظر آیا اور اپنے آپ کا ماتھا میں نے کہا کہ اسکے پاس جاؤں دیکھوں کہ اس بارہ میں کیا کتا ہو اسکے
قریب پہونچا بولا کہ ابھی تو شاہ فیروز کی مسجد میں تو تھا تجھے میں نے نہیں کہا کہ ترک کر اور آسودہ ہو میں متحیر ہوا اور اسکے پاس
سے واپس آیا ترک و تجرید کا داعیہ غالب ہوا انھیں قدموں حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت میں آیا
اور دہان حضرت اکیلے جامع مسجد میں ایک ٹھکانے مراقبہ میں بیٹھے تھے جب آپ کے سامنے میں بیٹھا سر اٹھایا اور فرمایا
اخرج وافتح مثل مشہور ہو حاصل تحصیل بے حاصل کو چھوڑ دینا چاہیے اور بالکل اس نسبت میں متوجہ ہونا چاہیے
اس کلام سے جو آپ نے فرمایا خاطر میری تردد سے بالکل بخت ہو گئی اور پوری بہت سے طریق خواجگان قدس
اللہ ارواحہم پر پیش آیا کہتے تھے کہ ایک دن حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے ساتھ خواجہ شمس الدین محمد
کوٹسوی کے وعظ میں گیا انھوں نے کہا کہ میرے پیچھے بیٹھا اور میں کبھی مجلس وعظ اور صحبت سماع میں نعرے مارا کرتا
جب خواجہ منیر پڑھے اور حقائق معارف کہتے شروع کیے اس درمیان میں کام اس جگہ تک پہونچا اور ایک حالی ظاہر
ہوا کہ نعرہ مارنے کا وقت تھا میں نے چاہا کہ نعرہ کروں آواز میری نہ نکلی دوسری بار ایک حالت ہوئی کہ نعرہ مارنا
چاہیے تھا تب بھی آواز نہ نکلی سیطرح تین بار ہوا میں جان گیا کہ اپنے میری محافظت کی اور فریاد نہ کرنے دی اسی
اثنائیں دیکھا کہ آپ کو بخود دی اور غفلت ہوئی اور استغراق اور فنا آئی اچانک میری حالت ایسی ہوئی کہ بہت
نورے میں نے لگائے جب مجلس ختم ہوئی اور میں اٹھا آپ نے فرمایا کہ غریب نعرے تجھے گوشہ میں کر دینگے یعنی واردا
اور احوال پیدا ہونگے کہ اسکے غلبہ کے وقت بے اختیار نعرہ اور فریاد تو بہت کر گچھا اور میں اندھون بیمار ہو گیا اور

اُس مرتبہ حضرت مولا نے اُس روز فرمایا کہ جو عنقریب نوبت تجھے گوشہ میں بیٹھا دینگے آپ کا سخن حق پر اور وہ مثنیٰ ایسی نظر میں نہیں آئے اور اب میں مجاہدوں کیونکر ہوں فقہ میں سو گیا و کیا میں سنہ کہ آپ آئے اور فرمایا بسم ربی اللہ حسین اللہ کو کلمۃ علی اللہ انصرفت باللہ فوجدت امرہ الہ اللہ اسرار اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ جب میں جاگا یہ کلمے میری زبان پر جاری تھے اور خبر کو اتنی طاقت ہوئی کہ وہ کیا اور بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتی اور یہ بھی حضرت مولوی نے کہ کہ جس دن حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے مجھے لڑی نفی اثبات کا سکھلایا اسی اثبات میں کہ کہ حضرت حق سبحانہ کو بالذات محیط سب اشیا کا اعتقاد کرنا چاہیے آپ کریمہ اللہ کل شیئہ محیط اسکی شاید جو اگر علم الہام تراویل تکوین اس سخن سے کہ حضرت مولانا نے فرمایا میں بہت دیر آپ ذرا ست سے پائے فرمایا کہ اہل نظام نے کہا ہے کہ علم حق سبحانہ تمام اشیا کا محیط ہے اور قد احاط بكل شیئہ علم کی دلیل سے یہ خود اعتقاد کرنا چاہیے اس سے پارہ نہیں جو اس بات سے میں خوش ہوا دوسرے دن بوقت کی خدمت میں پہنچا فرمایا مولانا علماء الدین فائدہ نہیں سہا لیسے ہی اعتقاد کرنا چاہیے کہ احاطہ اور محیط ذاتی ہوا بلکہ تہیہ کا اعتقاد ہی ہوا انتہی کلامہ قدس سرہ و انجیح ہو کہ حق سبحانہ کی معیت اور احاطہ اشیا کے اور پر جیسا کہ بڑے عقیدے نے تحقیق کی ہے دو صورت پر ہوا ذاتی اور معناتی اور محیط ذاتی دو قسم جو پہلی قسم معیت ذاتی۔ تمام ذرات موجودات سے عمر تائید کم و کثرت ہے جیسا کہ حق سبحانہ نے کہا واللہ کل شیئہ محیط دو قسمی معیت ذاتی اذقہ اسی کہ وہ خواص مقرران سے مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تخزن ان اللہ معنا اور فرمایا ان اللہ مع الحسنین اور معیت ایک معیت بحسب علم اور قدرت اور تمام صفات حضرت الوہیت کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقد احاط بكل شیئہ علما اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ علی کل شیئہ قدیر اور قدس سرہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کا قسم اول جو ان دو قسم کی معیت سے جو ذاتی میں واللہ اعلم

ذکر ملاقات، اور مقالات، مولوی عبد الکریم قدس سرہ کا

داصح ہو کہ حضرت شیخ کی پیدائش حضرت کی ہوجوین کا شہر جو اور انہوں نے اوائل حال و طلب میں اکثر ملک عجم اور عرب کی سیاحت کی ہوجوین برس بعد حرم کی مجاوری کی اور اپنے وقت میں شیخ حرم اور مرجع طالبان تھے مولا نا علماء الدین علیہ الرحمۃ ان اوقات میں کہ مجاور حرم محترم زادہ اللہ شرفا ذکر امت کے تھے حضرت شیخ کے اس اکثر آیا جایا کرتے اور منظور نظرات عنایت حضرت کے تھے اور معارف و لطائف سنار کے تھے انہیں سے بے بغیر یہ میں لکھتے جاتے ہیں۔ حضرت مولوی فرماتے تھے کہ ایک دن شیخ نے مجھے پوچھا کہ ظلم کیا ہے میں نے کہا ایک چیز کا غیر مہذب میں رکھنا فرمایا کہ دل یاد کرو حق کا محل ہے جو چیز حق کے سوا دباں رکھیں ظلم ہے۔ کہتے تھے کہ شیخ نے

مجھے پوچھا کہ ذکر کو نساہت میں نے کیا لاکہ الا اللہ فرمایا کہ یہ ذکر نہیں یہ عبادت ہی میں نے کیا آپ فرمایا
 ذکر وہ ہو کہ تو جانے کہ نہیں جان سکتے۔ اور یہ بھی شیخ نے فرمایا کہ جہل کی طرف منحہ لانا چاہیے اور غار کی نیت
 ایسی کرنی چاہیے کہ خدا کی عبادت کرتا ہوں کہ نہیں جانتا ہوں اللہ اکبر حضرت مولوی کہتے تھے مجھے ایک روز حالت ہونی اور
 ابلہ۔ امر کا شہود دینے کم و کیف حاصل ہوا کہ اُس سے کسی ایک عبارت سے تعبیر نہیں کر سکتے ناگاہ اُس حالت میں
 ہمارے حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ ایو اور اسی حالت کو مضبوط گرفت کر
 کہ معنی کلام شیخ عبد الکبیر کے کہ منہ جہل میں لانا چاہیے ہی ہیں۔ کہتے تھے کہ مجھے حرم کی مجاوری کے زمانہ میں خانہ کعبہ
 کے ساتھ محبت کا علاقا ایسا مضبوط ہو گیا تھا کہ دوسری جگہ مجھے قرار اور آرام نہ تھا چنانچہ ایک دن میں اُٹھا
 کر آیا تھا ہوا چلی اور خانہ کعبہ کے اُسے پردوں کو جنبش دی اور بعض دیوار خانہ کعبہ کی کھل گئی مجھے ایک کیفیت
 پیدا ہوئی کہ میں نے نعرہ مارا اور بیہوش گر پڑا اتفاق کے بعد شرمندہ اُٹھا اور حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا جب
 آپ کے پاس میں بیٹھا چاہا کہ اپنی گرفتاری کی شکایت کروں قبل اسکے کہ میں بات شروع کروں فرمایا کہ یا محمد
 کلک مع البیت یعنی اچھی نرا کیا دالی بیت حرم کے ساتھ ہی میں رونے لگا اور باطن میں آیکا تو سل چاہا فرمایا یا محمد
 ماتری فی البیت فموجود دہل فی الجبال فی الجدار فی السماء فی الارض فی الحجر فی المذرم موجود مشہود
 بل کل ذلک ہو و ہوا اول والاخر والظاہر والباطن و ہواللہ الذی لا الہ الا ہو اور اس محل میں جس چرخ کی طرف
 ان اشیاء سے کہ آستین سے اشارہ کرتے تھے جب میں نظر کرتا جو موجب تعلق کا خانہ کعبہ سے ہوا تھا اُس شے سے
 ہوتا تھا اور سب اشیاء میں وہ معنی مشابہ ہوتے تھے اور حضرت شیخ کے تصرف اور التفات سے نسبت جی خانہ اور
 غیر خانہ سے برابر ہو گئی اور باطن میں قید جہت سے چھٹی پائی کہتے تھے کہ ایک دن شیخ عبد الکبیر کے پاس میں آیا ایک
 بڑی جماعت سادات اور مشائخ حرم علماء و فقرا آپ کی مجلس میں حاضر تھی اور آپ عارف الہی میں سخن کر رہے تھے ایک
 علماء سے ایک فقیہ سخت طبع نے جو کہ اہل اللہ اور اُنکے کلام کا منکر تھا اعتراض کی راہ سے شیخ کی باتوں میں غلط
 دیا نیررگان مجلس سے ایک نے اُسکو ٹھکر کا چپ رہو اُس نے کہا اگر غرض شروع یا نا محقول کہوں تو مجھے منع کر
 اور اگر شروع اور محقول ہو تو کیوں منع ہوتے ہیں جب اُس نے یہ بات کہی حضرت شیخ نے میری طرف منہ کیا اور کہا
 ای عجب مجھے اس سے فلاحی دے فقیہ نے کہا کہ میں کیا ظلم کرتا ہوں کہ غلامی چاہتے ہو تم ایک سخن کہتے ہو اور میں بہر
 کرتا ہوں جواب دینا چاہیے یہ تمام کیا مبالغہ ہی میں نے دیکھا کہ شیخ غصہ ہوئے اور متوجہ ہو کر کہا کہ کہو کیا شبہ ہے
 اُسے چاہا کہ سخن کے دفعہ منہ کے کھل کر پڑا اور بیہوش ہو گیا شیخ اُٹھے اور اپنی خلوت میں در آئے اور مجلس منتشر
 ہو گئی اور فقیہ اسی طرح اوندھا پڑا رہا آخر ایک ڈولا لائے اور فقیہ کو اس میں ڈال کر باہر لے گئے مہنوز و ہلر سے خانہ
 شیخ کے قدم باہر نہ رکھا تھا کہ درگاہ دوسرے دن جو میں خدمت میں آیا میری خاطر میں آیا کہ اولیا اہل کرم ہیں اور یہ

مرد جاہل تھا اور آپ کے احوال باطنی سے غافل کیا ہوتا اگر اسے معاف کرتے شیخ نے فرمایا اے عجب ایک شیخ
ہو کہ دو دھاری ہو نہایت نیر اور اس کے قبضہ کو زمین میں گاڑ دیا ہو اور تلوار کے سر کو اوپر کی طرف چھوڑ دیا اچھا
ایک جاہل آتا ہو اور اپنے ننگے سینہ کو اُس تلوار کے سر پر رکھتا ہو اور خبی قوت ہو زور کرے اور اپنے کو ہلاک کرنا ہو
تلوار کا کیا گناہ ہو کہتے تھے کہ ایک دن حضرت نے مجھے پوچھا کہ جب پر تم سے خطا ہو تو تم کیا کہتے تھے میں نے کہا فرماتے
تھے کہ میں ایک مرد فقیر ہوں جب میرے سامنے آتے ہو اپنے تئیں چست کرتے ہو اور خدا سے آگاہ ہوتے ہو اور
باہر جاتے ہو خدا کو بھول جاتے ہو اور پھر نہیں پہچانتے حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم اپنے شیخ کے مقابلہ میں کیا کہتے تھے
میں نے کیا کہ ہم سکوت کرتے تھے شیخ نے فرمایا کہ تم عجیب سست آدمی تھے یا یہی تھا کہ مقابلہ میں کہتے کہ ہم خدا کو
نہیں پہچانتے تم پہچانتے ہیں کلام اتمام شد قدس سرہ راقم انجوف کہتا ہو کہ بعض اکابر نے کہا ہو کہ یہ آئینہ مریدین ہے
تئیں لکھا ہو یا میرا آئینہ مریدین خدا کو دیکھا ہو حضرت سے تم قدس میں سنا گیا کہ فرماتے تھے کہ میں حالت عیادت میں تم مدین میں تھے اور کتب
از حبلہ انفس نفیسہ شرفیہ اور وہ دو قسم ہیں اول جو کچھ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے نقل
کرتے تھے دوم وہ ہیں جو خود کہتے تھے اور قسم اول اسمین سے یہ سات رشتہ ہیں۔

رشتہ کہتے تھے کہ حضرت مولانا فرماتے تھے ہم نہ تھے اور خدا تھا اور ہم نہ ہو گئے اور خدا ہو گا اور اب بھی ہم نہیں ہیں اور
خدا ہو دیکھو کہ بعد از چند سال کس سے جدا ہو گئے اور کسکی مصاحبت ہو گی اب بھی اُسکے مصاحب ہو اور جو بھاری
قبر سے باز رہیگا اپنے ساتھ نہ جائیگا اُس سے دل منقطع کر دو۔

رشتہ کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا ہو کہ میرا پر ات قدس سرہ نے جو فرمایا ہو کہ درویشی ناگلی است بختہ و آئینے بر آن
بختہ نہ کف پارا ازان در دے و نہ پشت پارا گردی نہ حقیقت درویشی ہو بلکہ صفت اور رسم درویشی ہو حقیقت
درویشی با خدا ہوتا ہو۔

رشتہ کہتے تھے کہ ایک دن ہمارے حضرت مولانا کی ڈیوڑھی پر صبا کا گروہ بیٹھا تھا آدمی نے تئیں سے مباحثہ
کیا ایک نے کہا ذکر کرنا افضل ہو دوسرے نے کہا تلاوت کرنا افضل ہو اس غصہ میں آپ باہر آئے
اور پوچھا کیا سخن در میان تھا مباحثہ کو عرض کیا آپ نے فرمایا کہ با خدا ہونا افضل ہو۔

رشتہ کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا ہو کہ جو خدا کے ساتھ حاضر ہو بہشت میں نقد ہو اور جو خدا سے غافل
ہو دوزخ میں نقد ہو۔

رشتہ کہتے تھے کہ ایک روز اہوان کامل سے ایک شخص کا رے حضرت مولانا کی مجلس میں آیا ہاتھ میں عصا اور کپڑا
چادر ڈالے حسین گلشنی دان مسواک اور تسبیح لگی ہوئی تھی مجھے اُسکے دیکھنے سے بڑی حضرت ہوئی میرے چہرے پہ
میں نے ملامت کی فائدہ کچھ نہوا جب وہ گیا فرمایا اے فلاں حبیب کہ آخوت کے لوگ دنیا داروں سے منفرد ہیں

اللہ والے آخرت کے لوگوں سے مغفرت ہیں۔

رشحہؒ کہتے تھے کہ ایک دن ہمارے حضرت مولانا نے بہت سکوت کیا زان بوسہ اٹھایا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! یہ تو میرا چہرہ ہے۔

رشحہؒ کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا اللہ دوست نے تمہارا ہاتھ پکڑا اور اپنی طلب میں درون پر پھرتا ہوا پھر دو بیت پڑھیں بیت آنکہ فرام بدست است مرا زو نہ نشان + دست گرفتہ مرا در عقب خویش کشان +

اوست دست من و پانیز بہر جا کہ رود + پاسے کو بان ز پیش میر و دست نشان + اور قسم دوم کے یہ چوبیس شیعہ ہیں

رشحہؒ فرماتے تھے کہ طالب کو تین چیز لازم ہیں کہ اُن سے چارہ نہیں آؤں دوام وضو دوم حفظ نسبت سوم احتیاط

رشحہؒ فرماتے تھے کہ بزرگوں نے لا الہ الا اللہ کے معنی میں کہا ہے کہ ذکر مراتب سلوک میں اپنے کبھی لا معبود الا اللہ

کے اور کبھی لا مقصود الا اللہ اور کبھی لا موجود الا اللہ قبل اسکے کہ سیرالی اللہ میں ابتدا کرے جب لا الہ الا اللہ

کے چاہیے کہ لا معبود الا اللہ سوچے اور سیرالی اللہ میں لا مقصود الا اللہ درجہ تک سیرالی اللہ انتہا کو نہ

پہنچے اور سیر فی اللہ میں قدم نہ رکھے لا موجود الا اللہ سوچنا کفر ہے۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ جو طالب سنت کو اپنے اوپر فرض کرے وہ نقصان اُسکے دین کا ہے بعضی سنن ہیں حضرت

رسول معتبول صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھیں فقہیہ نافلہ تک اشارت اسکا ہے سننوں کے انکار

اور آداب شرعی کا حق سے چارہ نہیں اور سب سعادتیں ظاہری اور باطنی اُس پر موقوف ہیں۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ یہ ہم اپنے حصول نسبت کی نہ بیکار ہوتی ہو اور نہ بیکار۔ بیکار نہیں ہوتی اگر ناقابل ہو

اور بیکار نہیں ہوتی اگر قابل ہو۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ ہر طالب مبتدی کہ نیک کام کرے اور کوئی اُسکی تعریف کرے اور وہ تعریف اُسکے نفس کو

بہند آوے اس پسند آنے کی ظلمت نفس طالب کے لیے اس سے کم نہیں ہے کہ ذی رحم محرم سے نہ کرے۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ یہ کار جو آدمی کو پیش آیا ہو کسی موجود کو نہیں پیش آیا وہ طاعات رسمی اور عبادات

مادی کوئی کام کی گرہ نہیں کھولتی مگر کو بندگی میں جست باندھنا چاہیے اور کئے اور دیکھے اور کھانے میں

احتیاط کامل کرنی لازم ہو۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ اس طریق میں چاہیے کہ کوئی چیز طالب کے پیش نظر نہ ہو نہ ذہنی ہو نہ آخرت نہ اپنا نفس افس

ہو اگر ایسا ہو تو اُسکی نشانی یہ ہو کہ اُسے اپنی شناخت کے لیے پیدا کیا ہو مگر نہ یا بہشت کے لیے پیدا کیا یا دوزخ کے لیے

رشحہؒ فرماتے تھے کہ جو کوئی اس عالم میں اپنے آپ سے خلاص نہوا بدن کی دیرانی کے بعد روح اُسکی فلک قمر

کے نیچے رہتی ہے جیسے کیا پائون خاک غرت کی کپڑے میں بھینس جائے اور یہ سخن حضرت شیخ محمد الدین بن العربی کا ہے

کہ فرمایا ہو کہ جو شخص غلک قبر کے نیچے رہا رہا میں نے یہ بات مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی سے کہی اور اظہار کیا کہ میرے نزدیک یہ عقیدہ بہت مشکل ہے جو شیخ نے فرمایا ہے اور حال آنکہ اکثر مومن خلاص آپ سے نمونے مرجاتے ہیں حضرت مولانا قدس نے فرمایا کہ جو شخص خدا پر ایمان لایا وہ آسمان میں سوار کر کے آفراس سوار کر کے باہر نکل جائیگا۔
 رشحہ فرماتے تھے کمالِ مسلمانی تسلیم اور رضامین ہو صاحبِ تسلیم کی گردن میں اگر ابلیم کی طرح طوق ڈالیں چاہیے کافل حق سبحانہ ایسا راضی ہو کہ مومن اپنے ایمان سے۔ سچا بندہ قضاے حق سے راضی ہو نہ اپنے فعل سے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب مرد کو کوئی کردہ پہونچے اگر اپنا بندہ ہو اسے تفاوت میں ڈالتا ہے اور اگر بندہ خدا ہو تفاوت نہ کرے بیت نفع و خیر تفاوت می کند + بت گری باشی کہ اوست می کند +۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس کسی میں عشق شورا نگیز نہیں ہے یہ کام امیر حرام ہے۔
 رشحہ فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس الدار و احکم میں ہوش دردم اصل بزرگتر ہے اگر ایک غفلت سے گزرے اسکو بڑا گناہ جانتے ہیں اس حد تک کہ بعض کفر شمار کرتے ہیں شیخ قطار قدس سہ کا شعر اسکی تائید کرتا ہے جان کہ فرماتے ہیں بیت ہر انکو غافل از حق یک دانست + در آئندہ کافراست اما نہائی سست +
 اگر ان غافل پیوستہ بودی + در اسلام بروی بستہ بودی +

رشحہ فرماتے تھے کہ مولانا ابو زید پورانی علیہ الرحمۃ کہتے تھے جس طرح کہ عوام گناہ سے پرہیز واجب ہے خواص کی غفلت سے پرہیز واجب ہے جس طرح عوام گناہ سے ماخوذ ہوتے ہیں خواص غفلت سے معذور ہوتے ہیں بیت
 یا مکن یا پیلانان دوستی + یا بنا کن خانہ در خورد پیل + کم نشین بایار ازرق پرین + یا کش بر غامسان گشت نیل +
 رشحہ فرماتے تھے کہ ہر جماعت کو اس میں ملکر بیٹھے ہیں جو ایک اپنے طور میں راسخ ترین اور ان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اسواسطے کہ حکم غالب کے لیے ہر جیسے تراندہ کا پلہ کہ جو ایک گران تر ہے اس دوسرے کو جگہ سے اٹھا لیتا ہے اور اپنی طرف کھینچتا ہے پس بہت ایسی چاہیے کہ اگر تمام اہل عالم اس شخص کا اقتدار کریں سب کو اپنے طور پر کھینچے اور اپنا رنگ کلام و تمام شدہ را تم انجودن نے اس سخن کا موچہ حضرت کے خط مبارک سے ایک کتاب کی پشت پر لکھا دیکھا تھا
 ان کلمات قدسیہ کمال سلطنت و سلطانی یہ ہے کہ اپنے تصرف میں اپنی تمام رعایا اور خواص کو اپنا لباس پہنا دے جیسے کہ اسکی نظر جس کسی پر پڑے اپنے سوا دوسرے کو نہ دیکھے اسکے بندوں کا کمال اس میں ہے کہ وہ آپ سے بالکل خالی ہو جائیں اور اپنے اندر جو کچھ کہ بادشاہ کے سوا ہونے کیسے اور نہ جانیں نہ دیکھنے اور نہ جاننے سے بھی خالی ہوں
 اذاتم فخر ہم غلام الاانا۔ یعنی جس وقت فقر ان کا تمام اور پورا ہو گیا پس نہیں ہیں وہ مگر ہیں ہوں۔

رشحہ فرماتے تھے کہ نعرہ مان غفلت کی علامت ہے اسواسطے کہ نعرہ اُسوقت لگتا ہے کہ منی کے ساتھ حاضر ہوا اور اگر ہمیشہ حاضر رہے تو کچھ نعرہ نہ مارے بلکہ حضور اور آگاہی موجب فنا اور سبے شعوری کی ہر زبان نعرہ زنی

۱۴۷

نہیں ہوتی جو شخص نعرہ مارتا ہو گیلی گاٹری کا حکم رکھتا ہو کہ آگ میں پڑے جیت مکئی باقی ہو آواز کرتی ہو بہت گفتگو کن دوسرے مرد سرکشائی دیکر راجہ نیک بکوش و صبر کن زانگہ بھی پڑا کرتی رہا سخی زاول کہ مرا عشق نگارم برہوڑ ہمسایہ شب زانگہ من لفتودہ گم گشت مرانا لہ چو عشقم بغیرودہ چون ہمہ ہمہ لبوخت کم گردودہ و تر جسم جھاگ مت اٹھا اور سر سے مت چھلک دیکر کا منہ مت کھول خوب جوش میں آ اور صبر کر اس واسطے کہ میں تجھے پکاتا ہوں اول سے جو معشوق کا عشق مجھے اڑا لیا ہمسایہ رات کو میرے نالہ سے نسو یا نالہ میرا کم ہو گیا جبکہ عشق زیادہ ہو واجب لکڑی سب جل گئی دھواں کم ہو جاتا ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگ قدس سرہ نے اکا سب جیب اللہ کے معنی میں کہا ہے کہ مراد کسب رضا ہے سخن کے معنی یہ ہیں کہ بندہ کو چاہیے کہ اس بات کا کسب کرے کہ راضی اُس چیز کے ساتھ ہو جو حق ہے چاہے کسے اور اس معنی کا حصول تب ہی حقیقت میں آدیکہ کہ بندہ فنا سے محقق ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ عوام خدا کو خلق سے پہچانتے ہیں اور خواص خلق کو خدا سے جب اضطراب سے ایک دروازہ خواص کے منہ پر کشادہ ہو انکو ایک چیز معلوم ہوتی ہے کہ جانتے ہیں کہ تمام خلق اُس در کی طرف متوجہ رہتی ہیں رشتہ شاہ ایک دن یہ حدیث پڑھی کہ افضل ایمان المران علیم الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ آدمی کا افضل ایمان یہ ہے کہ وہ جانے کہ ہر آئینہ اللہ کے ساتھ ہے جہاں کہیں وہ ہو۔ اور کہا ہے یہی تعلیم کافی ہے اگر کسی کو اور ایک ہی بیت یار باقیست ہر گاہ ہستی دے جائے دیگر جوئی ہو ادب باش دے یا تو درزیر یک کلیم است او پس بر او حق و خود را باش ترجمہ یار تیرے ساتھ ہے جہاں تو ہو دوسری جگہ ہی شہرے کیا تو ڈھونڈتا ہے تیرے ساتھ ایک کلمی میں وہ ہو پس جا ہی حریف اور اپنا ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں اس فکر میں پڑا کہ ایمان شہود احوال ظاہر سے ہے یا احوال باطن سے آپ آنے والے سے میں نے سنا کہ گنا بندہ کی نسبت احوال باطن سے ہے اور حق کی نسبت امور ظاہر سے اس واسطے کہ بندہ اس مال میں اپنی حقیقت باطن کو پہنچتا ہے اور حق سبحانہ اسم او صنعت سے بظاہر پہنچتی کرتا ہے رشتہ شاہ ایک روز یہ رباعی خواجہ ابو الوفا خوارزمی علیہ الرحمۃ کی پڑھی رباعی چون بعض ظہورات حق آمد باطل پس منکر باطل نشود جز باطل دیکل وجود ہر کہ جز حق پسند دے باشد حقیقت الحق باقی غافل دے ترجمہ ہر گاہ حق سبحانہ کا بعض ظہور باطل بھی ہو تو جابل کے سوا کوئی باطل کا انکار نہ کرے گا۔ کل وجود جو کوئی حق کے سوا دیکھے تو وہ حقیقت الحق باقی سے غافل ہے۔ اور فرمایا چالیس پیرس سے اس رباعی کے معنی ہم ایمان لائے ہیں ایک شب ایام جوانی میں ایک فساد کے ارادہ سے میں باہر نکلے نکلا اور ہمارے گانوں میں ایک تھانہ دار پڑا شہر اور بد نفس تھا کہ اس کے برابر شرارت نفس میں کسی کو نہیں جانتا تھا

اور تمام گانوں والے اُس سے ڈرتے تھے اُس آدمی رات کو مین نے دیکھا کہ ایک جاگھات میں کھڑا
ہو جب اُسے دیکھا تو مین ڈرا اور اُس فساد کو چھوڑ دیا اور اُس جگہ مین نے جانا کہ بدبھی اس کا رخا نہ میں
سینک کے کام میں رہتے ہیں اور اُس بزرگ نے از روئے تحقیق فرمایا ہو بیت لا شکر الباطل نے طورہ بد
خانہ بعض ظہور لہذا کلامش تمام شد ترجمہ باطل کا اُسکے طور میں انکار مت کر اسوا سنے کہ وہ بھی بعض ظہور
میں سے اُسکے ہو۔ یہ شعر شیخ ابو مدین مغربی کا ہو قدس سرہ اور دوسرے ابیات اُسکے یہ مین ابیات
واعظ منک بمقدارہ حتیٰ تونی حق اثباتہ بد فالحن قد لظہر فی صورۃ بد نیکر بالجاہل نے ذاتہ ترجمہ
اور اپنے آپ سے اُسکو اُسکی مقدار سے بے بیان تک کہ تو اُسکے حق اثبات کو دفا کرے پس حق کبھی ایسی
صورت میں ظاہر ہوتا ہو کہ اُس سے جاہل اُسکی ذات میں انکار کرتا ہو۔

رشحہ ۱۲ فرماتے تھے کہ اگر اُس شخص کے درمیان جو علوے کا قلم تیرے منہ میں دیتا ہو اور اُس شخص کے جو
تیرے جیت مارتا ہو تو قرن کرے توحید میں تیرے نقصان کی علامت ہو۔

رشحہ ۱۳ فرماتے تھے کہ ایک روز مین نے حضرت مولانا نور الدین عبد الہزن جامی قدس سرہ سے پوچھا کہ
منقول و ماثورہ دعاؤں میں آیا ہو اللہم اشغلنا بک عن سواک ترجمہ بدریہ بکوانے ساتھ سوا اپنے سے
مشغول کر ہر گاہ غیر اُس سے نہیں ہو پس اس دعا کے معنی کیا ہیں فرمایا کہ کات خطاب کا اشارت نفس
ذات سے ہو لینے ہمیں مشغول کوفات کے ساتھ غیر ذات سے کہ صفات و افعال ہیں۔ لینے ہمیں شہود ذاتی
کے ساتھ تجلیات اسمائی و صفاتی اور افعال سے خلاص کر۔

رشحہ ۱۴ فرماتے تھے کہ حسین بن المنصور نے جو انا الحق کہا اپنی حقیقت کو کہتا تھا اور فرعون نے جو انا ربکم کہا
وہ آپ اپنی صورت کو کہتا تھا اگر وہ بھی اپنی حقیقت کو پہچانتا وہ انا کہتا اُسکا مقبول ہوتا۔

رشحہ ۱۵ فرماتے تھے کہ ایک رات ایک ادرے غلبہ کیا تھا کہ اپنا منہ درو دیوار اور پتھر اور رُوھیلے پر ملتا تھا اور
فریاد اور شور غل مچاتا تھا پس کہا کہ ہر ذرہ ذرات وجود سے ایک تل رخسار محبوب کا ہو کہ اُسکے حسن کو بڑھاتا ہو
بیت ہر کر افر کا وجود بود پیش ہر ذرہ در سجد بود ترجمہ جبکہ ذرہ وجود ہو ہر ذرہ اُسکا مسجود ہو۔

من توارق عاداتہ حضرت مولانا عطار کو الطاف اور اشرف اوتصرف کمال تھا اُس زمانہ میں کہ
راقم انجود ماوراء النہر سے آیا تھا اُنکی خدمت میں گیا دیکھا کہ دو طالب علم آپ کے سامنے بیٹھے ہیں اور
مصباح کا سبق لے رہے ہیں اور آپکے ہاتھ میں کتاب مصابیح ہو اور اُسین دیکھتے ہیں مجھے ایسا معلوم دیا
کہ اُنکی آنکھ کتاب کے صور خطی پر ہو اور دل آپ کا دوسرے ادرے مشغول ہو خاطر میں آیا کہ یہ کس قسم کا سبق دینا
ہو کہ ایک ساعت پڑھیں اور آپ حاضر نہ ہوں آپ کو اس خطرہ پر شراف اطلالت ہوئی میری طر متوجہ ہو کر سکر استے

ہوئے فرمایا ہر چند یاروں سے کہتا ہوں کہ مجھے لیاقت سبق پڑھانے کی نہیں ہو میرا یقین نہیں کرتے تم کو شاید قبول کر لیں حضرت مولانا غیاث الدین احمد آپ کے صاحبزادہ علیہ الرحمۃ کہ علما متقی سے تھے اور حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت اور قبولیت کاثرین انکو حاصل تھا کہتے تھے کہ گرمیوں کی رات کو محلہ شمع ریزان میں عشا کے بعد کوٹھے پر میں چڑھا کہ سوؤں اتفاقاً مہینہ شروع کا تھا اور تھوڑی سی چاندنی نکل رہی تھی اور میرے مکان کے تلے ایک گھر کا ٹون کے آدمی کا تھا اور اکثر اوقات غالی پڑا رہتا تھا خصوصاً گرمیوں میں اچانک آوا اس گھر سے میرے کان میں پڑی تعجباً اُس کوٹھے کے کنارہ میں گیا اور مجھے کو دیکھا ایک مرد اور ایک عورت دھماکے سے سلتے بیٹھے باہم بات کر رہے تھے فی الحال میں پلٹ آیا اور اپنے بچوں نے پراگیا جب رات گزر گئی اور فجر کی نماز پڑھی اور اپنے والد کی خدمت میں محلہ اشتر بان کو گیا جب اُنکے سامنے بیٹھا فرمایا کہ ہمسایہ کے بام پر جانا اور گھڑین نگاہ کرنی جائز نہیں ہو کسی کو کیا کام ہو کہ وہ کس کی آواز ہو ہمسایہ کے گھر سے آتی ہو اپنے حال پر رہنا چاہیے اور فضول نہیں کرنی چاہیے مولانا غیاث الدین احمد کہتے تھے کہ اُس روز سے مجھے یقین کامل ہوا کہ اس گروہ کو قوت باصرہ کے علاوہ دوسری نظر بھی ہوتی ہو کہ اندھیری رات میں دور کے مقامات سے چیزیں دیکھتے ہیں اور مسافت مکانی اُس نظر کی مانع نہیں ہو اور اُسی نے بیان کیا کہ میں ایک روز ایام جوانی میں شاگردوں کے ساتھ گانز گاہ کی سیر کو گیا تھا اور ان میں ایک لڑکا صاحب جمال تھا سوتے وقت آئے میرے بائیتی کہیہ لگایا جب چراغ گل ہوا میرے دل میں آیا کہ اسکی طرف میں پاؤں پھیلاؤں دو تین بار یہ خطرہ مجھے آیا آخر کو میں نے اپنے دل میں کہا کہ والد تیرے حال سے واقف ہیں اور اکثر اوقات تیرے پاس موجود کل جو شہر میں تو جائیگا یہ صورت تیرے منہ پر کھینکے پاؤں اپنا نہ پھیلا یا اور سورہ صبح شہر آیا اور آپ کی خدمت میں پہنچا فرمایا کہ تو یہ تجویز کرتا ہو کہ ایک مخلوق تیرے پاس حاضر ہو اس سے شرمنا ہو اور پاؤں نہیں پھیلاتا اپنے خالق سے کہ ازلا اور ابد ادنیاء اور آخرت میں تیرے پاس حاضر ہو بطریق اولیٰ چاہیے کہ تو شرم کرے اور بے ادبی کرے۔ ایک شخص نے آپ کے یاروں میں سے نقل کیا کہ میں شروع احوال میں آپ کی خدمت میں پہنچا ایک دن کتب خانہ میں بیٹھے تھے اُنکے سامنے میں گیا کہ ایک پرچہ کاغذ کا ہاتھ میں ہو کبھی لپیٹتے ہیں اور کبھی کھولتے ہیں جب مجھ دیکھا فرمایا فلاں آؤ یہ کاغذ ہے فوراً میں نے ہاتھ بڑھایا کہ لون آپ نے ہاتھ پیچھے کو ہٹالیا میں متحیر ہوا پھر ہاتھ بڑھایا کہ لے جب چاہا کہ لون پھر کھینچ لیا اور تیسری دفعہ وہ کاغذ میرے ہاتھ دیا جب میرے ہاتھ وہ کاغذ لگا اُس میں سے ایک آتش بجلی سی چمکتی ہوئی نکلی اور میرے ہاتھ میں دراکی اور نسوں کی راہ سے نہایت جلد وڑی اور دل تک پہنچی اور میرا دل اُس آتش سے ایسا جلا کہ میں سمجھا کہ ہوا گیا اس ڈر سے کہ ایسا نون مر جاتاں کاغذ ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا آپ میرے اوپر چھو اور چلائے کہ اٹھا جب میں نے اٹھا یا ایک کیفیت چھا گئی کہ میں بہوش گر پڑا اور بہت دیر تک اُس سے بہوش رہا

نامتہ والوں کے ساتھ بیٹھی بن اور ایک کتاب اُنکے آگے ہو اور پڑھتی بن اور بن خلافت عادت لگنے دریا
گیا بن نے سنا والدہ اُنس کتاب سے ایک دعا پڑھتی تھیں کہ جو اُسے شب جمعہ کو چند بار پڑھے تو حضرت پیغمبر ﷺ
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے جب بن نے سنی آرزو میری زیادہ ہوئی اور اتفاقاً وہ شب جمعہ تھی والدہ سے بن نے کہا
کہ آج رات کو یہ دعا پڑھتا ہوں شاید مقصود حاصل ہو انھوں نے فرمایا جا اور پڑھ کہ ہم بھی پڑھتے ہیں بعد ازاں
بن اپنے نگوشت خانہ میں گیا مشہور ہوا اور جن مشہور گھڑے لکھا تھا بن نے عمل کیا اور یہ بھی بن نے سنا تھا کہ جو کوئی
شب جمعہ کو تین ہزار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے آنحضرت کو خواب میں دیکھے وہ بھی کیا ہوا
کہ آدھی رات ہوئی پھر بن لیٹ رہا اور آنکھ لگ گئی دیکھا کہ بن اپنے گھر میں باہر سے آیا والدہ میری زمستانی صفت
کے کنارہ کھڑی بن بن دیکھا تو کہا اُسکے کیون دیر کی کہ میں تیرے انتظار میں تھی ابھی حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم ہمارے گھر آئے ہیں کہ آنحضرت کے سامنے تجھے لیچلون پھر میرا ہاتھ پکڑ کے تالاب تانی صفہ کی طرف چلین میں نے
نگاہ کی کہ آنحضرت صفہ کے کنارہ پشت بجانب قبلہ کیے بیٹھے بن اور آنحضرت کے گرد ایک بڑی جماعت بیٹھی
ہو اور وہ سری ایک جماعت کھڑی ہو اور حلقہ باندھے ہوئے ہو اور آنحضرت عالم کے اطراف و جوانب کو خطوط سے
بن اور ایک شخص آنحضرت کے سامنے بیٹھا ہوا خطوط لکھ رہا ہو جو آنحضرت لکھوا رہے بن مجھے اب اس معلوم ہوا کہ
وہ شخص مولانا شرف الدین عثمان زیار لگا ہی تھے کہ علماء ربانی اور اکمل القیام زمان سے تھے جب والدہ مجھے
اُنکے لائین اور اس قدر بھی نہ ٹھہریں کہ آنحضرت مہاتما صیغہ خارج ہوں اُنکے آئین اور کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے عذر
دیا تھا کہ ایک فرزند صاحب دولت دراز عمر تیرے ہو گا یہ وہ ہو یا بن آنحضرت نے میری طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے
فرمایا کہ ہاں یہ وہ فرزند ہے پس مولانا شرف الدین عثمان کی طرف رخ کیا اور فرمایا اُسکے لیے ایک مکتوب لکھ دے
پس مولانا نے قلم اور کاغذ اٹھایا اور میں اس پر نظر کرتا تھا میں سطرین لکھیں اور ان سطرون کے نیچے ایسی گوہری
آدمیوں کی کہ جیسے قبائون پر ہوتی ہیں بہت سے نام جدا جدا لکھے اور لپیٹا اور میرے ہاتھ میں دیا میں چلا اُس
درمیان میں بن نے اپنے دل میں کہا کہ اس مکتوب کے مضمون کو تو نے نہ جانا اُلٹ چل اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہلاتا کہ آنحضرت مضمون کو تجھے کہیں میں اُلٹا پھر اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لگا
اور کہا یا رسول اللہ مجھے نہیں معلوم کہ اس مکتوب میں کیا لکھا گیا آنحضرت نے میرے ہاتھ سے لیا اور پڑھا اور
میں نے ایک دفعہ کے پڑھتے میں آنحضرت علیہ السلام کی تعینون سطر کو یاد کر لیا پس آنحضرت نے مکتوب لپیٹ کے
میرے والہ کیا اور میں چاہتا تھا کہ اور کوئی بات پوچھوں کہ اچانک دروازہ کی آواز آئی اور والدہ میری شج
ماجر میں لے گھر کے دروازہ سے آئیں میں نیند سے جوتا فرمایا کہ محمد کوئی خواب تو نے دیکھا میں نے کہا یا انھوں نے
کہا میں نے بھی دیکھا اور بیان کیا کہ خواب میں دیکھا کہ زمستانی صفہ کے کنارہ پشت قبلہ کھڑے ہوں اور حضرت

رسالت صلہ اللہ علیہ وسلم اس گھر میں آئے ہیں اور تالستانی معنفہ پر پشت بقبیلہ بیٹھے اور میں تیرا انتظار کر رہی ہوں کہ
 اچانک تیرا وارنہ سے آیا اور میں تیرا ہاتھ پکڑے آنحضرت کے سامنے لکھی اور آنحضرت پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ وہی فرزند خود ہے آنحضرت نے فرمایا
 کہ ہاں یہی ہے اور آپ کے سامنے کوئی شخص بیٹھا تھا کہ ثابت کرتا تھا آنحضرت نے اسے فرمایا کہ تیرے واسطے کاغذ
 لکھا گیا اور تیرے ہاتھ دیا اور تو نے آنحضرت کے ہاتھ دیا اور آنحضرت نے مضمون تیرے سامنے پڑھا اور پھر تیرے
 ہاتھ دیا اور جو واقعہ کہ میں نے دیکھا تھا والدہ نے مجھے تمام نقل کیا اور دونوں خواب اول سے آخر تک موافق
 اور مطابق تھے فرماتے تھے کہ ابتدا جوانی میں جب کہ تہجیہ روج میں تھا اور مجھے اس طریق کا شوق پیدا ہوا
 یعنی لوگوں سے میں نے پوچھا کہ ہر بات میں کوئی بزرگ ظاہر تہن کہ انکی خدمت میں جاؤں اسے شیخ سید الدین
 سہاسی کا نام لیا اور وہ کما دہ حضرت شیخ زین الدین خوانی کے خلفا سے ہیں قدس سرہ کہ آج کل سالکوں کے
 ارشاد اور طالبوں کی تعلیم میں مشغول ہے اس وقت شہر کی طرف میں چلا راستہ سے حضرت شیخ کے سرسرا گیا
 شیخ صدر الدین وہاں موجود تھے اور اتفاق سے اس موقع پر یاروں کے ساتھ ذکر کر رہے تھے انکے حلقہ
 ذکر کے کنارہ میں ایک لکھڑا ہوا اور انکے غوغا کو دیکھا میری مرضی کے موافق نہوا وہاں سے شہر کو چلا راہ میں
 حافظہ سمعیل مجھے ملے اور وہ ایک بزرگ روج کے تھے کہ خدمت مولانا محمد سے پیشتر حضرت مولانا سعد الدین
 قدس سرہ کی ملازمت میں پہنچے تھے اور آپ کا شرف قبول پایا تھا اور بعد انکے انتقال کے حضرت مخدومی
 مولانا نور الدین جامی قدس سرہ کے ساتھ حج ادا کیا تھا اور اس طریق سے بہرہ کامل اُنکو تھا فرمایا کہ حافظ نے
 مجھے کہا کہ ان سے آتے ہو اور کیا ارادہ ہیں نے قصہ بیان کیا کہ مسجد جامع کے دروازہ جاؤ وہاں ایک
 بزرگ ہیں کہ یاروں کی ایک جماعت ہے کچھ مسجد جامع کی دہلیز پر صحبت رکھتے ہیں اُنکو بھی دیکھو غالب ہو کہ اُنکی صحبت
 تجھے درخور پڑے گی اُلے قدموں مسجد کے دروازہ کو رخ کیا اتفاقاً حضرت مولانا غریزون کی ایک جماعت سے
 مسجد کے دالان میں بیٹھے تھے اور سکوت کیے ہوئے میں دروازہ کے باہر کھڑا ہوا اور دیوار سے تکیہ لگا لے لیٹا
 اور اُنکا سکوت دیکھا تھا اور شیخ صدر الدین کے حلقہ ذکر اور انکے اصحاب کے شور غل کی سوج میں تھا اور ہاتھ
 دل میں کہتا تھا کہ وہ فریاد اور اضطراب کی مٹی اور یہ سکوت اور آرام کیا ہو اچانک حضرت مولانا نے سر اٹھایا اور
 مجھے کہا اور آگے آؤ میں نے اختیار آگے کیا مجھے اپنے برابر بٹھلایا اور فرمایا اگر کوئی غلام یا نوکر شاہنچ مرزا کے سامنے
 کھڑا ہو اور ہمیشہ آگے اونچی آواز سے پکارے شاہنچ شاہنچ بہت بے ادبی ہے ادبی ہے یہ کہ نوکر بادشاہ
 کے آگے اور غلام مولا کے آگے چپ اور حاضر رہنے اور شور غل کرے پس یہ بیت پڑھی بیت کار نادان کو تہ اندیش
 یاد کر کہ سیکر در پیش است ترجمہ کو تہ اندیش نادان کا یہ کام ہے ایسے شخص کی یاد کرنی جو سامنے موجود ہے پھر
 میرے ہاتھ میں نگاہ کی اور میرے ہاتھ اور انگشت میں اُنکو مٹی دیکھی فرمایا جو شخص حاجت کا دست آگے بڑھائے اسکا

ہاتھ خالی ہو تو کیا بہترین ہو میں نے فوراً انگشت سے اگوٹھی نکال ڈالی اور آپ اُسٹے اور مسجد میں آگئے بعض
 حاضرین نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جاؤ میں آپ کے پیچھے ہو لیا آپ ایک جا بیٹھے اور مجھے اپنے سامنے
 بٹھلایا اور ایک طریق بیان کیا اور فرمایا کہ مسجد جامع اچھی جگہ پر ہیں سکونت کرادو کام پر آمادہ رہ میں آپ کے
 اشارہ کے موافق مشغول ہوا اور والدہ میری نے بھی اس معنی سے خبر پائی روج سے انکی خدمت میں آئیں اور
 طریقہ حاصل کیا بعد چند روز کے جامع مسجد کے گنبد میں جہاں پنج وقتہ نماز پڑھتے تھے تہجد ادا کیا اور مراقبہ پیش
 یکایک ایک نور ظاہر ہوا جیسے ایک چراغ کہ گنبد کی چھت اُسکی شعل سے پوری دیکھی اور وہ نور ہر دم زیادہ
 ہوتا تھا بہاں تک کہ ایک بڑے انار کے برابر ہو گیا اور نام گنبد اس سے روشن ہو گیا جیسے دن میں ہو اور دیگر
 وہ روشنی رہی جب صبح ہوئی مجھے اُس صورت سے ایک غرور اور پندار حاصل ہوا تھا آپ کی مجلس میں آیا
 اور بیٹھا آپ نے غضب کی نگاہ سے میری طرف دیکھا کہ تجھے مغرور دیکھتا ہوں اسقدر کہ کوئی نور اپنے وضو کا دیکھے
 ایسا مغرور ہو جائے میں جس زمانہ میں کہ میں مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ کی ملازمت میں تھا راتوں کو
 گلی کوچوں میں پھرتا تھا دس بار مشعل نور کی میرے دائیں بائیں سے روشن ہوتی تھیں اور جہاں میں جاتا وہ
 میرے ہمراہ ہوتا تھا اور ہرگز مجھے اُسکی طرف التفات نہوا اور اُسے میں نے کچھ خیال نہیں کیا اس کے بعد آپ بہت غصہ ہوئے
 اور کہا اٹھو اور دوسری بار اس صفت کا ہو کر میرے سامنے مت آؤ اور مجھے مجلس سے نکلوا دیا اور میں اُنکے سامنے
 سے شکستہ خاطر باہر آیا اور رونے لگا اور اُس حالت سے استغفار کی اور میں نے بہت کوشش کی کہ میری خاطر سے
 غور جاتا ہے چنانچہ حضرت کی برکت التفات سے وہ پندار مرتفع ہوا اور میری والدہ پر اُسکے مثل نور ظاہر ہوا تھا
 اُس سے مدد نہ کر سکیں اور اُنکو اُس نور کے مشاہدہ سے حفاظت تمام تھا اور اُنکے دیکھنے سے اُنس عظیم تھا
 تھے کہ انھیں ایام میں کہ یہ نور ظاہر ہوا تھا ایک شخص نے مجھے بہت تواضع اور عاجزی کی اور خوشامد اور نیاز کو
 بڑھایا میں نے اُس سے کہا کیا ماجرا ہو اور اس تمام نیاز مندی کا سبب کیا ہو کہ تو کرتا ہو کہا ایک اندھیاری
 میں جامع مسجد کے گوشہ ستایہ میں بیٹھا تھا اچانک کوئی شخص ستایہ کے دروازہ سے آیا اُس اندھیری آدھی رات
 ستایہ روشن ہو گیا جب میں نے نظر کی تو آپ تھے اور تمھارے ساتھ کوئی اور چراغ نہ تھا جب تم باہر گئے ستایہ
 پھر تاریک ہو گیا میں نے جانا کہ راست کتا ہو۔ فراتے تھے کہ میں جب حضرت مولانا کی ملازمت میں ہوں
 ایک بڑا اضطراب پیدا ہوا اور نسبت خواجگان قدس الہدار واحتم کی نہیں حاصل ہوتی تھی اور جامع
 میں اتوں کو سرزمین پر راتا تھا اور زرار روتا تھا اور دنوں کو جنگل چلا جاتا فریاد و زاری اور فزع کیا
 اور سات اٹھ مہینے کے قریب میرا حال سیرج گزدا ایک سرد آپ نے مجھے گریب و بریان دیکھا تو فرمایا کہ داد
 بہت روڈ اور داری کو اور اپنے کو ایسا بناؤ کہ محل ترجم ہو کہ یہ گریہ و زاری بڑا اثر رکھتی ہے ہم بھی جوانی میں

ایسی کر کے کیا کرتے تھے اور اس بات کے درمیان التفات فرمایا کہ فی الجملہ ایک اثر نسبت ان عزیزان سے ظاہر ہوا ہے۔ ان کے ایک شہسوار جامع مسجد بن پیل پابہ کے پیچھے مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آدھی رات ہوئی اور مجھے منہمک اٹھنا کہ نیند الدن اچانک میں نے دیکھا کہ آپ میری پیچھے مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور میں غافل ہوں اور واقعہ ہوا کہ ایک شہسوار لائے شہر منہمک ہوا اور چاہا کہ آپ کے پیچھے بیٹھوں آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ فلاں کیوں اٹھا میں نے کہا نیند لگی چاہا کہ مالہ و ن اس بات کے لئے میں لطفہ کیا کہ میرے لیے طریقہ عزیزان تمام ہو گیا مولانا شہاب الدین برہنہ دی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ ایک دن علامہ باج حضرت مولانا اسعد الدین قدس سرہ کی ملازمت میں پانچواں آیا کہ آن کی شب سارا اپنے پیر کو نسخہ حاصل ہوئی اور نسبت پڑی کہ ساتون فلک کے فرشتے اسپر رشک لیکر خدمت مولوی نے فرمایا کہ ایسا دربارت ہوا کہ وہ مولانا محمد روجی تھے کسو اسٹے کہ اُسکے والد اذنت خاص رکھتے تھے خدمت مولانا محمد فرماتے تھے کہ میرے حضرت مولانا کو وہ قوت اور قدرت تھی کہ جب چاہتے اور جبکہ چاہتے نسبت خواجگان کچھا دیتے اور غلبت اور بخودی کو پہنچا دیتے ایک روز انکی ملازمت میں مسجد کے دروازہ پہنچے مغرب کی اذان دی ہم اندر آئے اور نماز پڑھی اتفاق سے اُس مسجد میں ایک ختم تمام ہوتا تھا اور حافظ اور قاری ایک آئے تھے اور شمعیں روشن کی تھیں اور آدمی بہت جمع ہوئے یہ بھی ٹھہر گئے اور ایک گوشہ میں قبلہ رد ہوئے اور میں اُنکے پیچھے بہت دور اور انکی طرف متوجہ بیٹھا ایک بار گئی سر اٹھایا اور پھر کر دیکھا اور مجھے اُٹھایا کہ میرے برابر آئیں اٹھا اور آپ کے برابر آیا کہ بیٹھوں ہنوز پورا نہیں بیٹھا تھا کہ التفات کی اور مجھے بالکل عجیبہ کھو دیا یہاں کہ میں واقعہ نہیں کہ کس طرح بیٹھا اور اُس نسبت بخودی کو امتداد ہوا اسوقت میں حاضر ہوا کہ موزن نے عشاء کی گھیر گئی اور اُس فرصت میں ہرگز تلاوت قرآن اور شعر خوانی اور لوگوں کے شور سے مجھے خبر تھی فرماتے تھے کہ ابتدا میں ایک دفعہ جامع مسجد کے ستقایہ میں تھا اور کتاب ثنوی میرے ہاتھ میں تھی اچانک حضرت مولانا ستقایہ میں آئے اور فرمایا کہ یہ کونسی کتاب ہے جو تیرے ہاتھ میں ہے کما ثنوی ہے فرمایا کہ ثنوی تیرے سے کام نہیں لکھنا گوشش کرو کہ اُسکے لئے تمہارے دل سے اُبلے۔ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت میرے حوہ میں آئے اور قرآن شریف طاق کے کنارے دیکھا فرمایا کہ کونسی کتاب ہے میں نے کہا کہ سمعہ ہے فرمایا کہ یہ علامت بیکاری ہے یعنی مبتدی کو چاہیے کہ شروع سلوک میں نفی و اثبات کے طریقہ میں مشغول ہو تلاوت قرآن کا متوسطان ہوا نماز کا ادا کرنا تھی لوگوں کا کام ہے مبتدی کو سب میں ضروری کام نفی و اثبات کا ہے فرماتے تھے کہ حضرت مولانا کی ملازمت میں بڑی سخت مشغولی ہو گئی اور نہایت سعی سے اسے کو نسبت عزیزان پر جانے تھے راتوں کو جو مسجد تک بیٹھے مجال نہ تھی کہ اس راتوں سے دو سر زانو بیٹھیں اور اگر چیز دیا دام برابر پھر زانو سے بڑے تھے اُنکی ہرگز پروانگی اور اسکی فرصت نہ تھی کہ دور کریں فرماتے تھے کہ مشغولیوں کی ابتدا میں ایک دن بیٹھ کر

صحن میں چار زانوین بیٹھا تھا اور مراقبہ کر رہا تھا یکایک بین آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا ایو بے ادب بندو بادشاہ کے سامنے ایسے بیٹھے ہیں بے اختیار جگہ سے اچھلا اور دو زانو ایسا بیٹھا کہ بگی اینٹ سے سخت چوٹ لگی اور بہت درد ہوا اس وقت سے چالیس برس ہوئے کہ پھر چار زانو نہیں بیٹھا اور اب ہر چند کسی طرح بیٹھوں فرق نہیں کرتا جس طور عادت ہو گئی ہو اور چار زانو بیٹھا خوش نہیں آتا۔ فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا شیخ بہار الدین عمر کی ملاقات کو چنارہ جاتے تھے ایک دراز گوش پر سوار تھے میں ان کے ساتھ پیادہ پا جاتا تھا اور سواری ہانکتا تھا اور بیچ کھانا کھایا تو پیاس بہت لگی اور پانی پینے کی مجال نہ تھی آخر آپ نے مجھے کہا کہ فلاںے تو پیاسا ہو میں نے کہا ہاں فرمایا کہ جس وقت سے باہر شہر سے ہم آئے ہیں میں خود پیاس کے اندر رہا ہوں کہ میری طرف سے نہیں ہو جاپانی پی کہ تیری پیاس نے مجھ میں اثر کیا ہے میں گیا اور پانی پیان بعد شیخ کے دروازہ آیا اور جوتا اور عصا اٹھکامین نے لیا اور آئے میں ددر بیٹھا اور شیخ آپ سے باتیں کرتے تھے اور میں بیٹھا اور سنتا نہیں تھا اپنے دل میں کہا کہ بیٹھا بیٹھا نہیں چاہیے آؤ شیخ کی طرف توجہ کرو تب بحسب طبع اپنے تئیں شیخ پر ٹھیک کیا اور جب کہ دل میرا ان کے دل کے سامنے درست ٹھہرا تو شیخ نے میری طرف منہ کر کے شور کیا کہ ہو تو یہ کیا کرتا ہو پھر بسم کیا اور حضرت مولانا بھی مسکرائے باوجودیکہ ایک لحاظ سے زیادہ وہ توجہ نہیں واقع ہوئی اثر عظیم اُس پر حاصل ہوا اور کیفیت زبردست ظاہر ہوئی اور چار پانچ دن دم بہم اثر قوی کہ راحت عظیم کا موجب تھا باران متواتر کی مثال ریزان ہوتا تھا بعد ازاں حضرت مولانا میں نے پوچھا کہ ایک فقیر اخلاص کی راہ سے تھوڑی توجہ کرتا ہو نہ رک کیون نہیں تاب لاتے فرمایا انہیں سب سے کہ انکو جناب حق سبحانہ میں اتصال تمام علی الدوام حاصل ہو اس توجہ میں کہ طالب کرتے ہیں ان کے اور حق سبحانہ کے درمیان ایک حائل پیدا ہوتا ہو اور اُس کے بقدر ایک حجاب ہو جاتا ہو اگی فرماد اس وجہ سے ہو۔ فرماتے تھے کہ ایک دن ابتدائیں جامع مسجد کے صحن میں مشرقی صنفہ کے پاس قبلہ دین بیٹھا تھا اُٹھ مشغول تھا ناگاہ دیکھا کہ تخت سلمان قرآن کے آگے ایک شخص غلامی ظاہر ہوا نہایت کالاپتلا اور بلبلا اس قدر کہ سر اسکا حجرہ کی چھت تک تھا سر بہت چھوٹا جیسے جوڑ ہندی اور منہ کھلا ہوا سفید دانتوں سے بھرا ہوا البی گردن اور بدن چھوٹا اور پتلے پانوں اور دراز دیکھا کہ وہاں سے ہنستا ہوا میری طرف رخ کیا اور آہستہ آہستہ میری طرف آنا شروع کیا ٹیڑھا اور سیدھا ہونا تھا درمیان میں کرتا تھا میں نے اپنے دل میں کہا ایک چھوٹا دیو ہو چاہتا ہو کہ تجھے نسبت غزیران سے باز رکھے اور تیرے شغل کو برہم کرے میں نے اپنے تئیں طریقہ پر جا دیا اور از حد مشغول ہوا ہر چند اس نے حرکتیں کیں اور ایسے کام کیے کہ اپنے وقت سے جاتا رہوں میرے ہوا جس قدر وہ زیادہ آگے آیا میں زیادہ اس پر شغل میں لپٹا یہاں تک کہ بہت ہی

پاس آگیا اور دیکھا کہ میں اپنے کار سے نہیں بھرتا ہوں جست کی اور میری گردن پر سوار ہوا اور پانوں سے کے مثال
میری کمر میں لپٹے میں اُسی طرح اپنے کام پر تنگ تھا اور کچھ اضطراب نہیں کیا تھوڑی دیر بعد پانوں میری کمر سے علیحدہ کیے
اور دھوئیں کی طرح ہوا میں پھرتا گیا اور غالب ہوا اور پھر ہرگز ایسی صورت نے مجھے تشویش نہی فرماتے تھے کہ
سبا دی احوال میں مسجد جامع کے اندر تحت عاریان سے میں نے سہارا لیا اور آسمان میں نظر کرتا تھا اچانک
دیکھا کہ ہر ستارہ جو آسمان پر ہو زمین کی طرف متوجہ ہوا اور ازلے کی طرح اترنے شروع ہوئے اور سب
میری طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر مجھے نزدیک ہوئے کہ کمان بھٹا کر ہاتھ بڑھاؤں ستارہ تک پہنچ
جائے اس حال کے دیکھنے سے بڑی کیفیت حاصل ہوئی اور بخود ہی کامل ملی قریب صبح تک وہ کیفیت
اٹھائی فرماتے تھے کہ ازل حال میں ایک روز اپنی والدہ کے پاس میں بیٹھا تھا دیکھا کہ ایک وارد ہوئی
میری طرف متوجہ ہوا میں سمجھا کہ مجھے بخود کر گیا والدہ سے کہا کہ میرے حال سے خبردار رہنا اور شام کرتی رہو کہ
مجھے کتنی تھکن فوسہ ہوتی ہیں یہ کہا اور مجھے اس کیفیت نے دہلایا اور جیس کر دیا اور میں بیہوش گرا جب
اٹھ کھولی والدہ کو سر حال روتے ہوئے دیکھا میں نے کہا کیوں روتی ہو کہا کہ کس طرح نہ روؤں میں تیار نہ
ہوئے کہ تو مردے کی طرح پڑا ہوا ہے کہ ہر چند شور باور پانی تیرے منہ میں ڈالتی تھی تیرے گلے سے نہیں اترتا
تھا اور میں تیری زندگی سے مایوس ہو گئی تھی حساب کیا تو پندرہ فرض مجھے فوت ہوئی تھیں میں لپکا اور قضا
پڑھی فرماتے تھے کہ شروع شروع میں جامع مسجد کے اندر اگلی سنتین ادا کیں اور میں مشغول تھا اچانک کیفیت
بخود ہی کی غالب ہوئی اور ایک مدت رہی اور یہ دو تین دن میں اکیلا رہا وہ بخود ہی ہو جاتی تھی پھر ایسا ہوا
کہ ہر روز ہوتی تھی اور اُس درجہ کو پہنچی کہ ہر روز دو تین بار ظاہر ہوتی تھی اور دم بدم اسکو ترقی تھی اس
تک کہ متواتر ہوئی اور چند روز یہ حال تھا کہ غیبت اور بخود ہی شعور اور آگاہی پر غلبہ کرتی تھی چہرہ
آہستہ کم ہونے لگی اُسکے فتور سے میں ڈرا اور حضرت مولانا سے عرض کیا کہ غیبت اور بخود ہی زوال پرتی ملی
اور میں اُس سے ہراسان ہوں فرمایا مت ڈر کہ کثرت غیبت ضعف باطن سے تھی اب تھوڑی قوت ہوگی
وہ کیفیت معہودہ زائل نہیں ہوئی اور اس وقت کا شعور اُسی بے شعوری کا حکم رکھتا ہے اور وہ حال تھا ادا
اب مقام ہو گیا انتہی کلامہ قدس سرہ واضح ہو کہ حال اصطلاح صوفیہ میں قدس الہی ادا اہم عبارت
اُس وارد سے ہو کہ دل پر نازل محض بخشش حق سبحانہ سے ہوتی ہے کہ صاحب حال کو آنے اور جانے میں سکون
اختیار نہیں ہوتا مثل حزن اور سرور قبض و بسط اور شریطہ حال سے ایک یہ ہو کہ البتہ زوال پاتا ہو اور اپنے
نیچے سے مثل اُسکے وارد ہوتا ہے اور جب حال سالکین کا ملکہ ادا و ثابت ہو جائے اُسے مقام کہتے ہیں اور مقام
اس گروہ کی اصطلاح میں عبارت ایک مرتبہ سے ہو مرتب اور منازل سے کہ سالک کے تحت قدم آئے اور

تائیم اور مستقیم ہونے کا محل ہو جائے اور زوال بناوے پس جو حال کہ فوق سے تعلق رکھے سالک کے تحت تصرف میں نہ آوے بلکہ وجود سالک اُسکے تصرف کا محل ہوتا ہو اور مقام جو تحت سے تعلق رکھے محل تصرف سالک اور ملکیت سالک کا ہوتا ہو اور یہی وجہ ہے کہ صوفیہ قدس الصداہر و احہم کہتے ہیں کہ احوال از قسم مواب اور مقام از قبیل مکاسب سے ہے۔ فرماتے تھے کہ اوائل میں حضرت مولانا کے امر سے ہمیشہ جامع مسجد ہرات میں رہتا تھا اور مشغول تمام رکھتا تھا راتوں کو مسجد میں پھر کرتا اور زرار زرار روتا تھا اور سارا اپنا مسجد کے پیلپیون سے ملا تھا اس نسبت کے گم ہو جانے سے چنانچہ منہ اور پیشانی اور سر میرے میں درم مثل جو زوار بادام کے ابھر آیا تھا اور مسجد سے باہر نجاتا تھا مگر ضرورت وضو و طہارت کے ایک بار چالیس روز بیتال ہوئے تھے اور آدمی ان ایام میں بہت جامع مسجد میں آتے تھے اور کسی سے میں نے نہیں پوچھا کہ یہ کثرت آدمیوں کی غیر جمعہ میں کس واسطے ہو جب کہ یہ بلا گزر چکی تھی میں نے سنا کہ ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ وہ وقت بیتال کے ایسا اور ایسا ہوا میں نے پوچھا کہ کون بیتال کہا شاید تو اس شہر میں نہیں جانتا تھا میں نے کچھ نہیں کہا فرمایا اُس اوائل ایام میں کہ میں متکلف مسجد جامع کا تھا تین شبانہ روز مجھ پر گزرے کہ کچھ کھانا نہ پہونچا سیطاقت ہو گیا اٹھا کہ قوت کی طلب میں باہر جاؤں بایان پانوں مسجد کی چوکھٹ سے آگے رکھا تھا اور منور سیدھا پانوں نہ اٹھا یا تھا کہ ایک امام میرے دل میں پہونچا کہ ہماری صحبت کو ایک نان کے عوض تو نے فروخت کیا پانوں کو پیچھے میں نے مٹایا اور ایسا طبا پنچ سخت میں نے اپنے منہ پر مارا کہ اُس حرب کا نشان ایک ہفتہ میرے منہ پر رہا اسوقت مسجد کے آگے میں گیا اور ایک گوشہ میں بیٹھا اور دامن میں پانوں لپیٹ لیا اور اپنے نفس سے کہا اگر تو مر جائے قوت کی طلب کے لیے باہر نجاتوں اس حال میں ایک نسبت قوی غالب مجھ ہوئی کہ کھانے کی خواہش نہ رہی یکایک ایک مرد میرے پاس آیا کہ میں نے اُسے کبھی نہ دیکھا تھا اور ایک بھیل قند سفید کی جودس سیرے زیادہ تھی میرے سامنے رکھی اور بغیر بات کیے واپس گیا اور مجھے اُسکا قند لانا یا اچھا نہ معلوم ہوا کہ ایسا اُسکا اٹھا پھر جانا اور مجھے اپنی طرف مشغول نہ کرنا۔ فرماتے تھے کہ مشغولیوں میں اور ملازمت حضرت مولانا میں ایک جوان صاحب جمال سے میرا تعلق خاطر ہو گیا اور رابطہ محبت قوی ہوا اُس عہد تک کہ تمام دل کو اُسکے خیال نے ڈال دیا اور اُسکے بجز کوئی علاقہ نہ رہا یہاں تک نوبت پہونچی کہ اُسکے پیکر ظاہری کی بھی پر نہیں رہی اور اُسی سوزش اور محبت سے آرام تھا اور ان ایام میں بالکل آپ کی ملازمت ترک کی کہ مجھے شرم آتی تھی کہ اس وصف پر آپ کے سامنے بیٹھوں دہشت اور وحشت اُس حد کو پہونچی کہ جب آپ کو دوسرے دیکھتا تھا جاتا اور کسی گوشہ میں گھس جاتا کہ نسبت شرمسار اور اُس جوان کے عشق میں بیحد و بقرار تھا اتفاقاً بعد از چند ایک گوشہ سے جاتا تھا یکایک آپ کو میں نے دیکھا کہ سامنے سے ظاہر ہوئے اور کوئی سفر اور گریز گاہ نہ تھا کہ

افعال میں کھڑا ہوا اور شرم سے سر جھکا لیا اور پناہ پشانی پر آگیا آپ آگے آئے اور دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور یہ بیت شنوی کی پڑھی بیت ناگزیر تو منہم اسی حلقہ گیر ہدیک نفس غافل مباحث از ناگزیر غافل اس موقع پر باطن میں التفات کی کہ تمام عشق اور محبت اُس جوان کا میری لوح دل سے دھل گیا اور رابطہ محبت کا منقطع ہو گیا اور علاقہ دوستی آپ کی طرف منتقل ہوا۔ فرماتے تھے کہ ایک جوان تاشکندی تھا مجر دوار مریاض اور ہمارے حضرت مولانا کے ملازمان سے اُسکو بھی ایک جوان سے محبت کا علاقہ ہو گیا تھا اور شدت سے میلان اُسکے باطن پرستوں ہو گیا ہزار خواری اور محنت سے ٹھوڑا زیادہ و سرانجہ پیدا کرتا اور اُس جوان کے سر راہ والدیت اور گھات میں ٹھیکتا کہ دوسرا نہ اٹھائے جب تک کہ وہ جوان پہونچتا اور اٹھاتا اور وہ اپنے تئیں اُس جگہ برگزیدہ ان کو نہ کھلاتا اور ایسا نہ کرتا کہ وہ اُس صورت پر اطلاع پاوتے میں اُس ماجرے سے واقف ہوا تھا سے میں نے کہا بڑی محنت سے تو ایک چیز پیدا کرتا ہو اور سر راہ جوان کے ڈالتا ہو بارے ایسا کہ وہ تھے دیکھتے تاکہ تیری محنت ضائع نہ ہو جون ہی میں نے کہا انگھ میں پانی بھرا لیا اور ایک آہ دل سے کھینچی اور کہا نہیں چاہتا ہوں کہ ایک بار منت میری طرف سے اُسکے نازک دل پر پڑے مدت مولوی فرماتے تھے کہ اُس یار تاشکندی کے معاملہ سے معلوم ہوا کہ محبت اُسکی محبت ذاتی تھی۔ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت مولانا نے مجھے کہا کہ کچھ تجھے معلوم ہو کہ فلاں نے کیا کیا حال ہو اور ایک طالب علم غریب کی طرف اشارہ کیا کہ دور کی ولایت سے تحصیل علوم کے لیے ہرات سے آیا تھا اور آپکا ملازم ہوا اور ترک تحصیل کی اور مولانا جلال الدین قانی علیہ الرحمہ کے مدرسہ میں اُسکا حجرہ تھا اور کمال ترک و تجرید میں تھا اور آپ کے اصحاب سے کم ملتا تھا اور اکثر اوقات پپ اور منہم رہا کرتا آپ سے میں نے کہا مجھے اُسکا حال معلوم نہیں اسقدر جاننا ہوں کہ شغل دائمی رکھتا ہو فلاں کہ اُس سے تحقیق حال کرو اور اُس سے جب تک کچھ دریافت نہ کرو تو اُسکو مت چھوڑو میں آپ کے فرمانے سے اُسکے حجرہ میں گیا اور کہا تمہارا کیا حال ہو کہ آپ کے اصحاب سے نہیں ملے اور ہمیشہ تنہا گوشہ حجرہ میں بیٹھ رہتے ہو اور آمد رفت کا دروازہ یاروں پر بند کر دیا کہ میں مرد فقیر اور مسافر ہوں اور اپنے میں قابلیت اختلاط اصحاب نہیں پاتا ہوں ناچار مراحم انکے وقت کا نہیں ہوتا ہوں میں نے اصرار کیا کہ البتہ تمہارا ایک حال ہو کہ وہ تمہارا نفع ہو صحبت سے اور مجھے ظاہر کرتا چاہیے اُس نے کہا کہ یہ کیا سبب ہے جو کرتے ہو میں نے کہا اس کام پر میں حضرت کی طرف سے مامور ہوں اور جب تک حال نہ کہو گے اس سبب کو میں ترک نہ کروں گا جوان سمجھا کہ میرا بامداد دیکھ جگہ سے ہو ایک آہ کھینچی اور کہا اے فلاں میرا حال عجیب و غریب ہو اور شرم اُس میں سے یہ ہو کہ جب عشا کی نماز جماعت سے پڑھتا ہوں اور حجرہ میں آتا ہوں ایک لحظہ مراقبہ کرتا ہوں اور اپنے طریقہ مقررہ سے مشغول ہوتا ہوں جب ایک ساعت کہ گزر جاتی ہو ایک نور بے نہایت میرے اوپر ریزاں ہوتا ہو اور میرے جمات

شفشگانہ کو دالیتا ہی اور بین اسس نور کے ظہور میں آپ نے غائب ہو جانا ہوں اور صبح کے وقت ایک اُس غنیمت اور بخود دی میں رہتا ہوں اور دن بھر خوشی اور راحت میں بسر کرتا ہوں۔ یہ حال ہر سیر شبانہ روزی کا جب مجھے اسکا طریق معلوم ہوا اسکی غیرت اور رشک سے جلا چنانچہ بے اختیار استعوانکھ سے روان ہوئے اُس سخن نے بڑا کام میرے باطن میں کیا اُسکے پاس سے میں باہر آیا اور پھر حضرت مولانا نے مجھے پوچھا کہ تو نے کیا دریافت کیا تحقیق آپ کا مقصود یہ تھا کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ ایسا آدمی آپ کے گرد رہتے ہیں اور ایسی مشغولیاں رکھتے ہیں۔ خدمت خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سجاد الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت والد کے حکم سے کبھی کبھی اُس طالب علم کے لیے کھانا میں لیجاتا تھا اور وہ ہر تین چار روز میں اکیس یا افطار کرتا جب ہاتھ کھانے کی طرف بڑھتا اُس شخص کے مشابہ ہوتا کہ پیٹ بھرا ہوا ہے۔ خواجہ قطب الدین حصارمی دولتمند تھے اس گروہ سے بہت اعتقاد اُسکو تھا اُس طالب علم کے حال سے آگاہ ہوا ایک غلام کو تعینات کیا کہ ہر روز خوان خواجہ سے ایک پیالہ طعام لذیذ کا اور ایک قرص نان میدہ کا اُسکے لیے مدرسہ میں لیجایا کرے۔ پہلے دن کہ کھانا لیگیا غلام کو اپنے سامنے بٹھلایا اور وہ سب کھانا غلام کو کھلایا غلام خالی پیالہ گھر میں لیگیا اور میان سے کہا کہ اُس ملائے تمھارے کھانے کو بڑی رغبت سے کھایا اور تنکوہ عار خیر کسی خواجہ خوشدل ہوا اور غلام ہر روز کھانے کا پیالہ لیجاتا اور اُسی طالب علم کے کتے سے کھایا کرتا اور یہ بات پوشیدہ رکھتا ایک سال مدت کے بعد یہ قضیہ ظاہر ہوا خواجہ نے غلام کے لات ماری اور پھر کھانا مدرسہ بھیجا خدمت مولانا محمد فرماتے تھے کہ ایک روز میرے والد حضرت گے سامنے بیٹھے تھے اور بین خدمت میں کھڑا تھا اچانک والد نے فرمایا کہ محمد فلان کام کر آپ نے اُسے کہا ای فلان یہ وہ محمد نہیں ہے کہ تنے دکھایا ہے۔ اسوقت فرمایا کہ والد حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے بیمار ہو گئے تھے حضرت خواجہ نے دودرویش کو انکی خدمت اور تیمارداری کے لیے مقرر کیا تھا اور والد حضرت خواجہ کے آن درویشوں سے سختی اور بد خوئی کرتے تھے حضرت خواجہ اُس حال سے واقف ہوئے اٹھے اور والد کے سر بھانے آئے اور فرمایا کہ ای پدر یہ درویش لوگ جو ہماری محبت میں نہیں آتے میں براے خدا آتے ہیں طالب خدا میں ہمہ پر انکی حرمت اور خدمتگاری واجب ہے اُنکے ساتھ کیلئے سخت روئی اور درشت خوئی کرتے ہو آپ کے والد نے کہا کہ ای بہاء الدین تو مجھے نصیحت دیتا ہے حال اُنکے تیرا باپ ہوں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہاں تم میرے باپ ظاہر نہیں ہو لیکن معنی میں تمھارا باپ ہوں مجھے بصورت تنہ ترہیت اور پردوش کیا ہے اور میں تمھیں معنی میں تربیت کرتا ہوں۔ والد حضرت خواجہ کے خاموش ہوئے اور وہ درشتی اور بد خوئی ترک کر دی جب حضرت مولانا نے یہ سخن فرمایا والد سے بہت متاثر ہوا۔ اور مجھے کام کرنے نہیں فرمایا اور ہمیشہ غلطہ اور تقدیر کرتے اور سر حذر علی جویا

اور سنا زندی کرنا وہ رعایت اور حرمت میں زیادتی کیا کرتے اور نوبت دیاں تک پہنچی کہ راہ میں قدم بھیجے
 آگے نہ رکھتے اور مجھے آگے کرتے تھے اور اگر میں انکار کرتا استغدر مبالغہ کرتے کہ میں عاجز ہوتا اور بیچارہ تھا
 کی نہ رہتی تھی فرماتے تھے کہ اکیڈن ہمارے حضرت مولانا کے مرض موت میں شیخ مظفر کو کئی کہ سلسلہ خلوت
 سے ایک بزرگ تھے ایک مرید ساتھ لیے آپ کی عیادت کو آئے اور ایک لمحہ بعد کہا اگر اجازت ہو تو
 اپنے طریق پر چند ذکر میں کروں آپ نے فرمایا بہتر ہو پس اُس بزرگ نے اپنے مرید کے ساتھ چند ذکر بطریق
 جہر کہے اور تھوڑی دیر چپ رہے پھر شیخ نے سر اٹھایا اور آپ سے پوچھا کہ تم سید ہو آپ نے فرمایا ہاں
 شیخ نے کہا کیا بات ہو کہ اس مدت العمر میں اپنی سیادت ملنا ہر نہ کی حال آنکہ اخلاص نسبت کاروائی میں ہی
 فرمایا کہ جب ہمارے والد نے وفات کی اُنسے شجرہ اور نسبت نامہ باقی رہا ہیکو شرم آئی کہ اُس دسے مکان
 لکائیں اور ہر طرف اُسے لیجائیں اور لوگوں کو دکھلائیں ہم گئے اور اُسے دیوار کی ایک راہ میں کھدیا اور تھوڑی سی
 لیس دی اور اپنے دل میں ٹھہرا لیا کہ جو کوئی ہم سے نسب ہمارا پوچھے پوشیدہ مکرین اور جب اس مدت العمر
 میں کسی نے ہم سے نہ پوچھا ہم نے بھی نہیں کہا آج کے دن جو تم نے پوچھا ہم نے نہیں چھپایا اور جو واقعی تھا کہدیا پس
 آپ نے شیخ سے پوچھا کہ ہماری سیادت سے تمہارے استفسار کا سبب کیا ہو گا اس مراقبہ میں ایسا مشاہدہ
 کیا کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور فرمایا ہمارے فرزند سعد الدین نے دو شخص کو اپنے
 مریدوں سے ہم تک پہنچایا اور مرتبہ ولایت پر واصل کیا آپ مسکرائے اور فرمایا چاہیے کہ آنحضرت نے زاہد
 کے ہون مرید شیخ نے کہا ہمارے شیخ کے کان میں تھوڑا ثقل ہو آنحضرت نے قیس اور دو قرآنے اور شیخ
 دو شخص تھے آپ نے اُس مرید سے کہا سچ یہ ہو جو تو نے کہا اور اُس کو شاہی تیز گوشہ و تیز ہوشی پر دی
 پھر فرمایا کہ حق سبحانہ کی عنایت سے شبلیں آدمی ہمارے یاروں میں سے درجہ ولایت کو پہنچے ہیں مذمت
 مولانا محمد نے کہا اس محل میں کہ ہمارے حضرت مولانا نے یہ سن فرمایا میرے دل میں آیا کہ دیکھیے ان شبلیں آدمی
 کے اندر میں بھی داخل ہوں یا نہیں آپ نے میرے خطرہ سے واقف ہو کر میری طرف نظر کی اور ہنس
 فرمایا لیکن ہاں اور نہیں کچھ نہ فرمایا۔

ذکر آپ کی صحبت کا شیخ عبدالکبیر مینی قدس سرہ سے اور بعضی باتیں کہ شیخ سے سی ہیں

جس زمانہ میں کہ خدمت مولانا محمد علیہ الرحمۃ کہ مبارک میں زاد اہلہد شر فادکرانہ مجاور تھے حضرت
 شیخ کی بہت ملازمت کی ہو فرماتے تھے کہ شیخ نہایت عالی مشرب اور بزرگوار اور اپنے زمانہ میں قبلہ
 مشائخ حرم کے تھے بہت ثقہ لوگوں سے اُس ملک میں سنا ہو کہ جب آپ بین کی طرف سے کہ میں آئے
 ایک سال تک رات نہ کچھ کھانا اور نہ کچھ مہا اور حرم کے طواف سے نہ آسودہ ہوئے اور اُس ایک سال

ہدایت میں نہ بیٹھے الا خود تشہد نماز میں۔ فرماتے تھے کہ جب پہلی بار میں حضرت شیخ کی صحبت میں پہنچا بہت بزرگوار اس مجلس میں حاضر تھے میں چوکھٹ میں بیٹھ گیا ایک لحظہ بعد سر اٹھایا اور میری طرف نظر کی آنکھیں پوچھا کہ میں سوچتا ہوں وہ کون ہے بعضے لوگ جو مجھے پہچانتے تھے انھوں نے کہا کہ سلسلہ نقشبندیہ سے جو آتے فرمایا یلیح یلیح ہم المخلصون ہم الصديقون ترجمہ نمکین نمکین وہ خالصین ہیں دوسرے یقین ہیں اور شیخ لوگوں کی تعریف میں بڑے خلیل تھے کبھی جو سید اور شبلی کا ذکر آتا کہ مناسب اُنکے مشرب کے نہوتا کہتا کہ فلا نے سر دکھا ہے یا فلاں نے بار دکھا ہے۔ کہتے تھے ایک دن حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرا ایک باپ تھا پانی پر چلتا اور ہوا میں اُڑتا لیکن توحید کی بو اس میں نہ تھی ایک روز مجلس میں کہ بہت اکابر علما اور فقرا اور عارف حاضر تھے ایک تقریب میں فرمایا کہ حق سبحانہ عالم الغیب نہیں ہے اگر حاضر ہیں اس بات سے کانپ اٹھے اور بعض بیچ پاپا کھانے لگے اس واسطے کہ بظاہر خلاف نص معلوم ہوتا تھا حضرت شیخ نے پایا کہ وہ کلام بعض کے حوصلہ عقل میں نہیں سماتا اپنے قصہ سے تنزل کیا اور فرمایا جہاں کہ حق ہو سب شہادت ہو اور اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے کہ غیب کہ سکین جب غیبت معدوم ہو تو معدوم کا علم نہولیں عالم الغیب حق قرآن میں واقع ہو سہاری نسبت ہو نہ حق سبحانہ کی نسبت۔ راقم انجروت نے دوسرے دن خلوت میں خدمت مولانا محمد علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ نے کل فرمایا کہ شیخ نے اس سخن میں اپنے قصہ سے تنزل کیا اگر تنزل کرتے وہ سخن کس معنی پر خیال کیا فرمایا کہ مرتبہ ات بحت اور ہوت صرف میں سب نسبتیں اور اضافات سا قاطب ہیں اور جب اس مرتبہ میں اضافت نسبت علیت کی نہیں ہے پس اس مرتبہ میں عالم الغیب نہ کہیں فرمایا کہ حضرت شیخ حیوان نہیں کھاتے تھے اور گوشت کھاتے تھے پر پزیر کرتے کہتے تھے مجھے تعجب آتا ہے لوگوں سے کہ جو چیز دو آنکھ رکھے اور انکی طرف دیکھے اُسکے گلے پر چھری رکھتے ہیں اور اُسکو مار ڈالتے ہیں اور اُسکے گوشت کو آگ پر سنیکتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ حضرت شیخ کے اس کلام سے کہ آپ نے نقل کیا اسکی بواقی ہے کہ شیخ اس زمانے میں مقام ابدال کے ساتھ متحقق ہو گئے کہ یہ صفت خاص طبقہ ابدال کی ہے کہ کسی حیوان کو نہیں مارتے اور نہ آزار دیتے ہیں اور کوئی حیوان نہیں کھاتے اس سبب سے کہ حیات حقیقی کا سربان اشیاء میں ہے اُسکا شہود ان ابدال پر اس مقام میں غالب ہوتا ہے کہ حضرت شیخ ہمیشہ کے روزہ دار تھے اُنکے پاس ایک تھیلی تھی جس میں تھوڑے ستور رکھتے تھے اور کاسہ جو میں جب افطاری کا وقت آتا اس کاسہ جو میں کو تھیلی سے باہر نکالتے اور تھوڑا آب زرم اس میں آتے اور تین انگشت سے اس تھیلی میں سے ایک بار تھوڑے ستور نکالتے اور اس پانی میں ملائے اور پیتے اور دوسری رات تک غذا اور شربت اُنکا یہی تھا۔ فرماتے تھے کہ جب حضرت کی ملازمت سے معر میں آیا میں سنا کہ بعض مشائخ کبار نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک بڑا اولیاء بنا ہوا ہوتا ہے بعد ازاں قطب نامان

اور غوث روزگار اور دو سال مرتبہ غوثیت میں متکفل رہتا ہی پھر جاتا ہی اُس عرصہ میں خبر رسید کہ اُن کی گزشتہ آنکھ شیخ عبدالکبیر کی جاتی رہیں اُسکے بعد دو سال اور زندہ رہے پھر کہ مبارک میں وفات کی اور اُنکی قبر مبارک وہاں مشہور ہو اُسکی زیارت کی جاتی ہو اور اُس سے برکت حاصل کی جاتی ہو۔
من فوائد الفاسد المسموعۃ اور وہ گیارہ رشمہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔

رشمہ فرماتے تھے کہ حافظ کا شغری رحمہ اللہ تارے سے میں نے سنا ہی جو حضرت خواجہ محمد پارہ سا قدس سرہ کی مجلس میں کہ بہت حاضر ہا کرتے تھے ایک دن او اُس میں حضرت خواجہ کے سامنے میں بیٹھا تھا اور آپ خاموش تھے اور وہ خاموشی بہت دیر تک رہی آخر کو میں نے کہا ای خواجہ کوئی سخن فرمائیے کہ اُس سے فائدہ ہو سکے اور بہرہ مند ہوں فرمایا کہ جو شخص ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں پاتا ہمارے سخن سے بہرہ نہ پائیگا۔
رشمہ یہ بھی حافظ سے نقل کی کہ کما ایک روز حضرت خواجہ نے یہ بیت پڑھی بیت برصفت کہ میسر شود مکن چہ
کہ خویش را بسر کوئی آن نگار کشے + اور لفظ کشی کا کاف کے فتح سے پڑھا اور پھر مصراع دوم کی تکرار کی۔ کہ خویش را بسر کوئی آن نگار کشے + اور اس دفعہ لفظ کشی کا کاف کے ضمہ سے پڑھا۔

رشمہ فرماتے تھے کہ ایک دن خواجہ شمس الدین محمد کو سوئی قدس سرہ کہتے تھے کہ باز کی صفت ہونا چاہیے کہ ایک پرواز کی اگر شکار ملا خوش والا قرار پکڑا اور ہم کہتے ہیں بلکہ ہما کی صفت رہنا چاہیے کہ ایک پرواز بھی نہ کرے اور نہ ہو سکے استخوان پر نفاعت کرے۔

رشمہ فرماتے تھے کہ آدمی نہایت کاہلی سے کہتے ہیں کہ کل کام کر لیجے وہ نہیں سوچتے کہ آج کا دن گزرے دن کی کل ہو اس دن میں کیا کام کرتے ہیں جو کل کر لیجے اس سخن کا مضمون جو فرمایا اس قطعہ میں نظم کیا گیا قطعہ کن درکار باز نہا تقصیر کہ در تاخیر آفتاب است ولسوز + بفر دافکنی امروز کارت + ز کند یہاں طبع حیلست آسوز + قیاس امروز گیر از حال فردا + کہ ہست امروز تو فردا می دیروز۔

رشمہ فرماتے تھے کہ ہمارے مولانا فرماتے تھے کہ سمرقند میں میرادل تنگ ہوا حصار گیا وہاں بھی مل جل ہوا کہو اسلئے کہ اُس سفر میں نیت دینی اپنی طرف سے نہ پائی ایک دن راستہ چلا جاتا تھا ایک شخص سے سامنے آیا اور یہ بیت پڑھا اور پڑھی بیت با عاشقان نشین و ہمہ عاشقی گزین + باہر کہ نسبت عاشقی ہرگز مستور پھر اُس شخص سے کہ کما ای جوان یہ بیت تجھے سیکھ اور اُسکے مضمون پر عمل کرنا کہ تیرا سفر بیابان نہ ہو بلکہ گھاٹ کا شکر ہو کہ اس سفر میں لوٹ پوری رہی بیت یاد کر لی اور واپس گیا فرماتے تھے جو شخص اس بیت کا عامل ہو ایسی سعادت کو پہونچتا ہو کہ ہرگز اُسے شقاوت نہ ہو۔

رشمہ فرماتے تھے کہ ایک دن مولانا محی الدین واعظ فرماتے برس کی عمر تین چار سے حضرت مولانا کے

پاس آئے بڑی نیازمندی کے ساتھ کہتے تھے کہ بہت رکبے کہ حق تعالیٰ مجھے سیدھی توجہ اپنی جناب کی طرف کرامت فرمائے مجھے اُس مجلس میں دل کے اندر اُس پر اعتراض کیا کہ ایک بوڑھا صوفی نوے برس کی عمر کا زاری و نیاز کے ساتھ توجہ راست مانگتا ہے اب کہ ہم بوڑھے ہو گئے ہیکو معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ پیر فقیر کی طرف تھا کیونکہ توجہ راست وہ ہے کہ قبلہ سالک کا ذات بحت ہو اور اسما و صفات کی طرف توجہ سے خلاص ہو اور یہ بدرجہ انہی غایت صعب اور دشوار ہے۔

رشتہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ تیس برس ہوئے کہ غفلت پر قدرت نہیں رہی اگر ہم چاہیں کہ ایک وقت اپنے کو غافل کریں اُس پر قادر نہیں بعد ازان یہ بیت خسرو کی غزل سے پڑھی بیت بجان تو کہ فراموش نیستی نفسے اگرچہ می شدی اکنون نمی شنوی چکنم ترجمہ تری قسم کہ فراموش تو نہیں ایک دم اگرچہ ہوتا تھا پہلے پر اب نہیں ہوتا۔

رشتہ ایک دن خلوت دراجتن اور باطن باحق اور بظاہر باخلق کے معنی میں باتیں فرماتے رہے بعد ازان یہ بیت پڑھی بیت قصاب وہ اگرچہ کھاراک بکشت زار ہم میچرخ در وہ ہم برتنارہ ایم ترجمہ قصاب نے کانٹوں کے ہر چند سین بیٹھ جب قتل کیا پھر بھی کانٹوں میں ہم چرائی کرتے ہیں اور بھی اُسکے ٹھکانے کی سہی نہیں رشتہ فرماتے تھے کہ مثل سیری مرغابی کی مثل ہو جو دریائے زہر سے چاہے تو پانی میں بہ چھپا لے چاہے تو دریا کے اوپر اور اس سخن میں بیان مقام جمع الجمع کے اندر متحقق ہونے لگا جو کہ شہود حق اور خلق کا باہر گرج جمع کرنا ہے رشتہ ایک دن فرماتے تھے کہ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے کہا ہے کہ بچھے اولیا کو بعد از ریاضت بسیار ظہور عالم کا بھید کھل جاتا ہے کل شب کو میں نے یہ بات حضرت حق سبحانہ سے چاہی ایکلہ ظاہر ہوا کہ میری طاقت بشری کو اُسکے بار اٹھانے کا تحمل نہ تھا قریب ہوا کہ وجود عنقریب میرا کچھ جاسے اور ریزہ ریزہ ہو اور روح بدن سے نکل جائے پھر مناجات اور زاری کی اس وقت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اُس معنی کو پوشیدہ کر دیا اور اب تک اُسکا اثر باقی ہے اور یہ میری گفتگو آج کے دن کی گھنٹی یا قمیسی میری ہے اور علوت کے برخلاف اُس دن زیادہ باتیں کرتے تھے۔

رشتہ ایک دن کہتے تھے اگر مجھے چھوڑ دین تو ہرگز لب نہ کھولوں میرا بات کہنا ضرورت کی وجہ سے ہر جس کو دو بیت پڑھیں بیت عاشقانہ چارہ رو سے یا توجہ آنگہ ہلب بدوزند و در تو می نگرند بدوزند تو مقیم تو ان کو حلقہ نیزند و بگذرند ترجمہ عاشقوں کو نہ مٹھے ہو اُسکے سوا کہ کہ کرین بند لب نہ تھے و یکمین بیٹھ اور پر نہیں ٹھہر سکتے ہ ماری زنجیر و چلبے پل میں۔

من خوارق عاداتہ قدس سرہ لفظ عزیز تھہ روح کے کہ مولانا کی خدمت میں قدیمی سابقہ اور

اخلاص رکھتے تھے انھوں نے ذکر کیا کہ آپ کے والد کا ایک ساریان نہایت سخت مزاج تھا کہ انکے اونٹوں کا کام کرتا اور مولانا اسوقت چھوٹی عمر کے تھے ایک دن اونٹ پر سوار ہوئے اور ہر طرف کو چلاتے تھے اُس شتریان کو کچھ کام تھا حاضر نہ تھا جب اونٹوں کی طرف آیا کہ آپ اونٹ پر سوار ہیں اور ہر طرف چلاتے ہیں اور خوشنہیں آئیں جہالت اور سختی کرنی شروع کی اور اونٹ کو درستی سے بٹھلایا اور لکھو کجاہ سے زمین پر گرادیا کہ آپ کے چوٹ آئی آپ روتے ہوئے ٹھہرے آپ کی والدہ نے جو اس بات کی خبر پائی ساریان کو سخت مسست اور برا بھلا کہا جب رات ہوئی آپ اُسی ملال اور ماندگی میں سو گئے اور وہ ساریان عادت کے موافق اونٹ کے پاس سوار ہوا جب تھوڑی رات گزری تھی کہ وہی اونٹ جس پر آپ سوار ہوئے تھے اپنی خواجگاہ سے اٹھا اور ساریان کو اپنے سینہ کے نیچے لیکر گڑنا شروع کیا ساریان جاگا اور بہت چلایا جو لوگ اُسکے پاس تھے جاگ اٹھے اور اُسکے پاس گئے جب یہ حال دیکھا بے قرار ہو کر لکڑیاں اُس اونٹ کے سر اور پیچ پر ماریں اور برجنڈ سسی کی آستے ہرگز نہ چھوڑا اور اُس طرح سینہ تلے ملتا تھا یہاں تک کہ خاک کے برابر کر دیا اور اس صورت کا مشاہدہ موجب فریہ عقیدہ اور توجہ والدین اور اجابہ اقربا کا مولانا کی نسبت ہوا۔ ایک جوان معمار بہت خوش طبع اور اہل تھا لیکن فسق و فجور اور شراب خواری میں مبتلا اور عمارت مدرسہ و خانقاہ سلطان مرزا میں عمارت کے کام پر مقرر تھا ایک دن دروازہ کی پشت پر کہ خانقاہ اور مدرسہ کے درمیان جو پار پر بیٹھا ہوا پانوں لٹکائے عمارت کے کام میں مشغول تھا اور سوار پاؤں سب اُس پار کے نیچے سے گزرتے تھے اتفاقاً اس دن مولانا مزار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے سوار پھرے تھے اور گزرگاہ اٹکا اُس پار کے نیچے سے تھا جب پاس آئے تو وہ جوان عقاد اور ادب کے سبب دونوں پانوں اپنے اٹھا کر آپ کی تعلیم کے لیے کھڑا ہو گیا اور بہت نیاز مندی کی اور آپ کو اُس موقع پر یہ ادب اُسکا پسند خاطر ہوا اُسکی نظر توجہ کی اور نظر غور سے کی گویا وہ نظر ایک تیر تھی کہ اُسکو شکار کر لیا جب آپ اُس پار کے نیچے سے گزرے اُسکو اُس لمبندی پر بے اختیاری اور اضطراب ایسا عظیم پیدا ہوا کہ بے اختیار گارے اور چونہ میں ہاتھ پانوں پھرے سنے اپنے کو اُس پار سے نیچے گرادیا اور آپ کے پیچھے دوڑا اور پیچھے دروازہ جامع مسجد تک گیا جب آپ اپنے گھر آئے وہ مسجد کے غسٹخانہ میں گیا ہاتھ پانوں دھوئے اور غسل کیا جب غسٹخانہ سے باہر آیا آپ بھی اُسکے قریب مکان سے باہر آئے اور اُسپر بہت التفات کیا اور جامع مسجد میں تنہا آئے اور وہ آپ کے پیچھے گیا اور اُسوقت اُسکو طریقہ تلقین فرمایا اور نفی انتہات میں مشغول کیا اور تمام مقیدین سے ہوا اور ایک ہی دفعہ ہرک صحبت اور اخلاط اپنے ایمان قدیم کا کیا اور صحبت کو ملازمت اور خدمت پر آپ کے اصحاب کے اصحاب کی حصر کیا اُسکے بابر آشنا اور دوستان قدیم اس معاملہ میں منہج اور منہج تھے کہ

اُسے کیا ہو کیا کہ الکیا برگی ایسی پریشانی اور سنجواری سے منفرد ہو کر صحبت احباب کو بالکل چھوڑ دیا بعد ازاں
جب تک زندہ رہا ہرگز کسی نے اُس سے ترک ادب نہیں دیکھا تین برس بعد ابتداء توبہ سے مرگیا۔ ایک
طالب علم نے کہ تحصیل بیجاصل کو ترک کر کے آپ کی ملازمت میں آیا اُس نے نقل کی کہ ایک روز آپ مسجد
جامعہ میں بیٹھے تھے اور ایک گروہ اصحاب آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے ہر شخص ایک امر کی نگہداشت
میں جیسر وہ مامور تھا اور میں بھی سوافقت کے لیے آنکھیں بند کیے تھا اور نفی خاطر کر رہا تھا ناگاہ میری
خاطر میں گذرا کہ سنا ہے اس سلسلہ کے خواجگان قدس الدتعالیٰ اور اہم کچھ کچھ خاطر کسی پر جاتے
ہیں اور اُس کے باطن میں تصرف کرتے ہیں اور ہرگز مثل اُس کے کوئی امر آپ سے دیکھنے میں نہیں آیا یہ بات
تو سچ نہیں کہ آپ کو قوت تصرف نہوس ثابت ہو کہ ہماری استعداد میں قصور یا فخر ہو کہ آنکے تصرف کے
قبول کرنے کے لائق ہم نہیں ہیں جب یہ خطرہ دوبار ہوا اور مشغل باطنی سے باز رکھا یکایک دیکھا کہ دل میرا
لڑا اور ٹپنے لگا اور بڑا تغیر میرے باطن میں پیدا ہوا میں نے سر اٹھایا دیکھا کہ آپ تیز تر مجھے دیکھ رہے ہیں حال
میرا بدل گیا قلوب اور اضطراب باطن میں ظاہر ہوا آپ کی صورت دیکھنے اور اُس قسم کی نگاہ کی وجہ سے
جو خلاف عادت تھا ایک عجیب کیفیت مجھ میں ہوئی کہ بے اختیار میں نے فہرہ مارا اور بخود گر پڑا اور بہت
دیر تک اُس بیخودی میں رہا جب افاقہ ہوا آپ کو یاروں کے ساتھ مراقبہ میں پایا اور ایک کیفیت تو
اپنے باطن میں پائی کہ ہرگز ویسی ندیکھی تھی اور دس روز کے قریب اُسکا اثر اپنے اندر دیکھتا تھا اور
اُس سے بڑی لذت مجھے ملتی تھی اوائل حال میں کہ راقم بیخود جامع مسجد ہرات میں ہر روز آپ کی ملازمت میں
ہو جتا تھا ایک روز آپ کے پیچھے میں نماز ادا کر رہا تھا دیکھا کہ آپ وقت نیام واسپنے پانوں پر کھڑے ہیں
اور بائیں پانوں کو آرام دیتے ہیں خاطر میں آیا کہ نماز میں آداب قیام سے ایک یہ جو کہ دونوں پانوں پر
ٹھیک کھڑے ہوں بغیر اسکے داہنی طرف یا بائیں طرف تجلیں الا جب کہ مانع شرمعی ہو اور دروسے
دونوں پانوں پکڑا ہونا دشوار ہو حال آنکہ آپ کے پانوں میں عارضہ کا اثر ظاہر نہیں ہو یہ ترک ادب
آپ سے کسی طرح ہو اور اس خطرہ نے غلبہ کیا جب نماز سے میں فارغ ہوا صحبت میں بیٹھے تھوڑی دیر کو
کیا بعد ازاں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک روز دھکائی میں والدہ مجھے زیارت حضرت بہاؤ الدین عمر
قدس سرہ کے لیے لیکے اور حضرت شیخ اُن دنوں زیارت گاہ میں رہتے تھے اور اتفاق سے موسم بارش کا
تھا اور ہوا نہایت سرد اور پانی تھ سے بندھا ہوا مجھے ایک سواری پر بٹھلایا اور پانوں میرے ڈھک دیے
تھے جب شہر سے ہم باہر آئے بایان پانوں میرا ٹھل گیا اور میں نے نہایت حیا اور ادب سے کچھ نہ کہا
اور دم نہ مارا اور مجھے خود اتنی قدرت نہ تھی کہ اپنے پانوں ڈھک لون اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی میرا

پانوں سردی میں اینٹھ کیا بیان تک کہ زیارت گاہ ہم پہنچے ایسا پانوں میرا کام سے گیا تھا کہ مجھے سواری سے اتار اہت عرصہ میں تھوڑی ص و حرکت میرے پانوں میں ہوئی اُس روز سے پانوں میں نقص گیا ہو کہ نماز میں پورا اسپر نہیں کھڑا ہوا جاتا۔ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ مسجد جامع ہرات کے صحن میں کھڑا ہوں یکایک جناب مولانا ظاہر ہوئے اور میں اُنکی پیشوائی کے لیے آگے گیا دیکھا کہ دونوں آنکھ آپ کی جاتی رہی ہیں اس صورت سے نہایت متوحش اور غمناک ہوا صبح جو آپ کی ملازمت میں گیا شغل تھا کہ یہ خواب آپ سے کس طرح عرض کروں اور دیکھیے اسکی تعبیر کیا ہو آخر یہ بات قرار دی کہ کچھ نگہوں اور منتظر ہوں شاید کہ آپ کوئی بات فرمائیں کہ یہ مشکل حل ہو بڑی دیر تک صحبت سکوت سے گزری اور یہ تشویش خاطر سے نہیں جاتی تھی بعد از انتظار بیا آپ نے سخن آغاز کیا اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ انسان کی دو آنکھ ہیں ایک عالم ملک کی ناظر ہو اور دوسری عالم ملکوت کی پس اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ ایک شخص کی داہنی آنکھ نابینا ہو اور بائیں روشن ہو اُسکی یہ تعبیر ہو کہ نظر اُسکی عالم ملکوت سے نابینا ہو اور اُسکی توجہ عالم ملک کی طرف ہو اور یہ حال اہل حجاب کا اور مرتبہ عوام کا ہو اور اگر خواب میں دیکھے کہ اُسکی بائیں آنکھ نابینا ہو اور داہنی آنکھ روشن ہو اُسکی یہ تعبیر ہو کہ نظر اُسکی عالم ملک سے نابینا ہو اور توجہ اُسکی عالم ملکوت کی طرف ہو اور یہ واقعہ حال اہل کشف کا اور مرتبہ خواص کا ہو اور جو دیکھے کہ دونوں آنکھ کسی شخص کی اس گروہ سے نابینا ہو اُسکی تعبیر یہ ہو کہ نظر اُسکی ملک اور ملکوت اور عالم ناسوت سے بالکل ہٹ چکا ہو ہو اور عالم جبروت و لاہوت کا ناظر ہو اور یہ حال اخص خواص کا ہو تمام شد کلام او قدس سرہ و اوضح ہو کہ اصطلاح صوفیہ قدس اندازہ احم میں عالم ملکے اُسکو عالم خلق بھی کہتے ہیں عبارت مرتبہ شہادت ہے ہو یعنی عالم جسم حیوانات اُسکا قعر دایرہ فلک الافلاک سے تا میرکز کرہ خاک ہو اور یہ ملک عالم ہے کہ وجود اُسکا ذات اور مادت پر موقوف ہو اور عالم ملکوت کہ اُسکو عالم دید بھی کہتے ہیں عبارت عالم ارواح اور روحانیات اور فرشتوں سے ہو اور وہ ایک عالم ہے کہ وجود اُسکا موقوف مدت اور مادت پر نہیں ہو بلکہ حکم و امر حق سبحانہ ہیواسطہ اور بے سبب موجود ہوا ہو اور شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشانی نے اپنے اصطلاحات میں یوں کہا ہے کہ اس عالم کو اس جہت سے عالم امر کہتے ہیں کہ صرف امر کن سے موجود ہوا ہو اور حضرت شیخ اکبر شیخ محی الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس عالم کو عالم امر اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں امر محض ہو اور کوئی نہیں ہو اسواسطہ کہ اس عالم کے لوگوں کی استعداد کہ ملائکہ ہیں اسطرح کی ہو کہ شے مخالف کو نہیں راہ نہیں ہو کہ نہی کو اسپر مرتب ہونا چاہیے اور عالم جبروت عبارت عالم اسماء و صفات الہی سے ہو اور عالم لاہوت عبارت مرتبہ ذات سے ہو بلا اعتبار اسماء و صفات کے اور عالم ناسوت عبارت عالم اجسام و حیاتیات

سے جو ادنیٰ لفظ لاہوت اور ناسوت کا کہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہی منجملہ عبارات انصاری و اصطلاحی
انکے سے جو کبھی صوفیہ اسکو مرتبہ غیب و شہادت پر اطلاق کرتے ہیں اور اعداد ناما تر ہی

ذکر آپ کی کیفیت انتقال کا دار الفناء دنیا سے دار البقاء آخرت کو

آپ کی وفات وقت چاشت شبہ کے دن سو طحون رمضان سنہ نو سو چار میں ہوئی اسی سال
کے اوائل شعبان میں بہت باعث ہوئے اور بڑی کوشش کی کہ راقم انجروف کی نسبت داماد غنی آ
کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی خدمت میں ہو جاوے اور خود مجلس عقیدہ
باتفاق مولانا استاذی رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ و النعمان کے حاضر ہوئے اور انکے حضور میں نکاح ہوا پھر تھینا
چالیس روز کے بعد بیمار ہوئے اور ابتداء انکے مرض کی روز شنبہ نوین رمضان تھی اور جمعہ کی شام
اس مہینے کی پندرہویں کو آپ کے پاس میں آیا بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ اب تو بیمار ہے حضرت مولانا
قدس سرہ کی سلک اولاد میں آیا دوسرے کیسکو تیرے اوپر قدرت نہیں اسکے بعد تو سایہ حمایت اور
حنایت میں آپ کی ہوا امیدوار رہ اور دل خوش رکھ کہ سب کام بامداد میں اور بڑی نوازش اور پسندیدگی
کی اس اثنا وہیں بیٹھے اصحاب نے آپ کے پوچھا کہ آپ کے کدام آپ کے بعد کہاں جائیں فرمایا جہان انکا
زیادہ عقیدہ ہو کہا اگر آپ کے ہی گرد رہیں تو کیسا ہو فرمایا دور نہیں بعد ازین یہ عبارت کہی انا کہ متعین نہ ایشا
از حالی بحالی و از صفی بصفی نقل میکنم ترجمہ جو لوگ متعین ہیں وہ ایک حال سے دوسرے حال میں اور
ایک صفت سے دوسری صفت میں نقل کرتے ہیں۔ میری خاطر میں اس عبارت کے معنی اس مجلس میں
یہ آئے کہ یعنی جو لوگ کہ متعین ہیں مرتبہ ولایت و ارشاد میں دنیا سے کہ آخرت میں جاتے ہیں حکیم ان کو
الذی لا یموتون و لکن یتقلون من دایرے دایرے ایک حال سے دوسرے حال میں نقل کرتے ہیں اور یہ انتقال
دارستمال موجب انقطاع انکے قبض و فائدہ کا نہیں ہو بلکہ جب تک کہ وجود بشریت کے مقید ہیں ممکن ہے
کہ انکی فیض رسانی میں بوجہ عوارض بشری گاہ گاہ فتور واقع ہو لیکن جس وقت کہ اس قید سے بالکل
خلاص پاویں اور عالم برزخ میں قدم رکھیں ہر آنکہ انکا فائدہ اور فیض اتم و اکمل ہوگا جیسا کہ سلطان
ولد فرزند بزرگوار مولانا جلال الدین رومی قدس سرہا نے وفات کے وقت مریدوں سے کہا اگر روح میری
میرے بدن سے مفارقت کرے غم نہ کرو اور نہ امید مت ہو کہ جب تک تموا رہیاں سے نہ نکلے کوئی کام نہیں کر سکتی
بعد از ان کہ خدمت مولانا نے وہ سخن کہا کسی نے ان لوگوں سے مراقبہ کا طریق پوچھا فرمایا طریقہ ہمارے مراقبہ کا
جو ہم کرتے ہیں نادرا و دیہی مستحق ہے اگر اسکا حفظ دشوار ہے مگر کوئی ناشبات کے طریق سے مشغول رہنا چاہیے
اور اس حقیقت سے کہ تم اعتقاد کیے ہو کہ حق ہو لہذا چاہیے اور ہمیشہ اس حقیقت کو آپ سے طلب کرنا پس فرمایا

کہ اب باری وظیفہ دل کا یا اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ سن مولانا عبد الغفور علیہ الرحمۃ سے عرض کیا فرمایا کہ اگر اس سے پیشتر میں یہ سن سنا اس سے زیادہ آپ کی ملازمت کرتا اور آپ کی فوت صحبت پر افسوس کیا اور جب صبح شنبہ سوٹھویں تاریخ ہوئی خاک پاک طلب کی اور تمیم کیا اور اشارت سے نماز ادا کی اور مکتوب آفتاب کا وقت تھا کہ انفس نفیہ آپ کے در پر آنے لگے اور تا وقت چاشت یہ حالت رہی اور اس اثنا میں تمام رکعتیں تھے اور ایسا منہموم ہوتا تھا کہ اپنے کو بڑی کوشش سے نسبت خواجگان قدس العدار و احکم پر متعین کیا تھا اور آپ کے انفس نفیہ سے کلمہ مبارک اللہ کا نکلتا تھا اور اس درمیان میں ایک زامہ صالح کہ اس طریقہ سے مناسبت اسکو زیادہ تھی آپ کے سامنے بیٹھا تھا آسنے پلا کر کہا لا اے لا الہ الا اللہ آپ نے دست مبارک سے اشارہ اُسکے ہتھ کی طرف کیا کہ لا اے لا الہ الا اللہ کہو خدمت مولانا عبد الغفور نے علیہ الرحمۃ و الغفران حاضر تھے اُسکو کہا کہ کلمہ اللہ کہو اُس نے بلند کہا اللہ اللہ آپ نے اپنے ابرو سے مبارک سے اشارت کی کہ یہی کلمہ کہو یعنی یہ مقام فنی و اثبات کا نہیں ہو بلکہ مقام صرف اثبات کا ہو اس طرح اللہ کہتے ہوئے نفس مبارک آپ کا منقطع ہو گیا اور روز یکشنبہ سترھویں مہینے کی آپ کی نعش کو ضیابان لیکے اور خاص و عام شہر اور گردنواح ہرات نے صحرائے عید گاہ میں آپ کے اوپر نماز ادا کی اور تخت مزار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مرقد کے پیچھے دفن کیا اور چار مہینے کے بعد ایک ایسی صورت واقع ہوئی کہ آپ کے بعض اصحاب نے اصرار کیا اور آپ کو دہان سے حضرت شیخ اسلام خواجہ عبد اللہ انصاری قدس سرہ کے حوالی مزار غافلہ انوار میں کا زر گاہ لیکے اور اُس خطرو میں کہ حضرت مولانا نے اپنے واسطے بنایا تھا دفن کیا اور بعض بزرگوں نے اُنکی تاریخ وفات میں یہ قطعہ موزون کیا قطعہ شیخ روحی کہ بود ز استحقاق + زبدۂ عارفان روئے زمین + کرد پر داز از نشیمن خاک + روح پاکش با وجہ جلین + مرشد عصر بود و ناخوش + ز اتفاقات و ہر گشت ہمین + ترجمہ شیخ روحی جو تھا با استحقاق + زبدۂ عارفان دینی خاک کے گھر سے کر گئی پر دار + روح پاک اُسکی با جلین + مرشد عصر تھی یہی تاریخ + ہو گئی اتفاق ہو گئی مقالہ تمام ہوا جس میں ذکر طبقہ خواجگان سلسلہ شریفہ نقشبندیہ کا تھا قدس العدار و احکم علیہ بعد اسکے تمام مقاصد اور خاتمہ موعود کا شروع ہونا ہو جس میں حضرت کے آبا و اجداد کرام و اولاد و اصحاب عظام کا اور حضرت کے احوال و اطوار اور خصائل اور فضائل اور معارف اور لطائف اور کمالات اور خوارق عادت اور امتثال و ارتحال کا ذکر ہو۔

پوشیدہ نرس ہے کہ جملہ حکایات و امثال حقایق و دقایق سے کہ انشاء احوال میں حضرت سے ہے واسطہ شروع ہوئے اور دوسرے مقصد میں بیان ہوئے تھوڑے اُس قبیل سے ہیں کہ حضرت امیر عبد الاول اور خدمت

محمد قاضی رحمہ اللہ تقالے اپنے مسہومات میں لائے ہیں از انجا کہ میں نے بھی حضرت سے اُن باتوں کو بے واسطہ سنا تھا جائز نہ رکھا کہ اُسکو فرد گذاشت کروں اور اس مجموعہ شریفہ میں نہ لاؤں فرد گذشتہ وہ چند نقل مسہوم بھی اس عبارت کے ساتھ کہ وہ عزیز لائے ہیں وارد کیا تاکہ بحکم ان اللہ یا حکم ان تو دو الامامہ اے ایہا ترجمہ پر آمینہ اللہ تمکو حکم دیتا ہو کہ امانت کو اُسکے اہل کے حوالہ اور ادا کرو۔ بلا آمیزش خیانت کے عمدہ اولیٰ امانت بابر آؤں اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہو اور اُسکے ہاتھ میں باگ تختین کی ہو۔ مقصد اول اسمین ذکر ہے حضرت کے باپ دادا اور اقربا کا اور تاریخ ولادت اور احوال بام طفولیت کا اور تحوُّر اذکر حضرت کے فضائل اور اخلاق و اطوار کا اور ابتدا سفر اور مشائخ زبان کی ملاقات کا جو ماوراء النہر اور خراسان میں ہوئیں اور اس مقصد میں تین فصل ہیں۔ فصل اول حضرت کے آباد اجداد اور اقربا کے ذکر میں فصل دوم میں حضرت کی تاریخ ولادت اور احوال طفولیت اور سب قدر شامل و اخلاق و اطوار کا ذکر ہو فصل سوم حضرت کے ابتدا سفر اور مشائخ زمانہ کی ملاقات کے بیان میں ہے فصل اول آباد اجداد و اقربا سے حضرت کے ذکر میں۔ مخفی نہ ہے کہ اکثر آباد اجداد اور اقربا پدری و مادری حضرت کے صاحب علم و عرفان اور صاحب ذوق و وجدان ہوئے ہیں ان اوراق میں بعضہ احوال لکے اور اصحاب و خلفاء اُنکے برسبیل جال مذکور ہوئے ہیں

خواجہ محمد التامی رحمہ اللہ

حضرت کے جہ اسطے تھے اور اصل میں بغداد سے ہیں اور مشہور خوارزم سے ہیں اور شیخ عالم باب امام ربانی ابو بکر محمد بن اسماعیل نقال شاشی علیہ الرحمہ کے اصحاب سے تھے کہ بڑے علماء و شافعیہ سے ہیں ابو بکر نقال کے مقامات میں مذکور ہے کہ انھوں نے عمر کے سال کو تین قسم کیے تھے ایک سال کفار کی جنگ کے روم کی طرف جاتے تھے اور ایک سال حج اسلام کو لے اور ایک سال اپنی ولایت میں رہتے تھے اور علوم شریعت و طریقت کی تعلیم میں مشغول رہتے جس سال کہ زیارت حرمین شریفین زاد ہما اللہ نقال و کرامتہ کے لیے گئے تھے وہاں سے مراجعت کر کے بغداد میں جب پہنچے خواجہ محمد تامی کہ بغداد کے نامی گرامی اعیان سے تھے حضرت شیخ کی صحبت میں گئے ہیں اور آپ کے مرید ہوئے اور وطن البون چھوڑ کر اپنے ساز و سامان اور عیال اطفال کے ساتھ ہمراہ شیخ ولایت شاش میں گئے ہیں اور ہفتہ العزیزین شاش کی ہو اور آخر حیات تک شیخ کی خدمت اور ملازمت میں رہے ہیں۔ حضرت شروع احوال میں جب ولایت شاش میں رہا کیے زیارت قبر شیخ کی مداومت رکھنے اور فرمایا کرتے کہ حضرت شیخ مجھ سے بہت

بہت مددگار ہیں منقول ہو کہ ایک زامعیل انجسکاؤر سلسلہ خواجہ احمد سیوی قدس سرہ ۵۰۰ میں آچکا
ہو فربہ شیخ کے سامنے گذرتے وقت وہاں کے کسی آدمی سے پوچھا کہ شیخ کو وفات کی کتنے برس
گذرے ہیں لوگوں نے کہا بڑا زمانہ گذرا اور تاریخ یاد کی اسمعیل اتانے کہا کہ پرانی گھانٹاں کام میں نہیں
آتی یہ کہنا تھا کہ ہوا سے ایک گھاس کا تنکا نیچے آکر اُسکی آنکھ میں گر پڑا اور بار بار نہ نکلا اور آنکھ میں
غلش کترایا یہاں تک کہ وہ آنکھ جاتی رہی۔

شیخ عمر باغستانی رحمہ اللہ

موضع باغستان سے تھے کہنا شکند کے پہاڑ کے تلے سے ہو اور یہ شیخ جد اعلیٰ اور سی حضرت کے
ہیں اور شیخ کی نسبت سولہ واسطوں سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو پوچھتی ہو رضی اللہ تعالیٰ
عنہما اور اصحاب بزرگ قطب الاولین شیخ مجذوب محبوب شیخ حسن بلغاری سے تھے اور شیخ حسن مرید
شیخ شمس الدین محمد رازی کے ہیں اور وہ مرید شیخ حسین سقا کے اور وہ مرید شیخ ابوالخیر سہروردی
کے اور وہ مرید شیخ احمد غزالی کے اور وہ مرید شیخ ابوبکر نساج کے اور وہ مرید شیخ ابوالقاسم گیلانی
کے قدس العدار و احکم اور نسبت شیخ ابوالقاسم کی حضرت رسالت ﷺ سے تھے کہ ایک تہذیب معروف آذربائیجان
کے ہوا اور باپ اُسکا خواجه عمر نام بڑے تجار سے تھا اور شیخ حسن بن علی سال کی عمر میں کفار کے ہاتھ دشت
میتاق میں گرفتار ہوا اور اُسکو اسیر کر لیکے اور سات برس اُنکے در بیان رہا اور تیس برس کے سن میں
جذبہ قومی سے مشرف ہوا اور توبہ و انابت اور عالم کے اخلاق و جواب بن سیرلی اور بہت سے اولیاء اور
مشائخ بزرگ کو دیکھا اور نو سال بلغاریہ رہا اور تین سال بخارا میں اور سیستان میں برس کران میں اور
ایک سال داغہ تبریز میں رہا سن شریف اُسکا جیسا کہ اُسکے کلمات قدسیہ سے معلوم ہوتا ہے تراویح بزرگ
ہوا ہے کسوا سطلے کہ آئے فرمایا ہے کہ میں تیس برس کی عمر میں جذبہ الہی سے مشرف ہوا اور میں ایک قطب بن
کہ قلب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوا ہوں اور مجھے کچھ اسمیں شک نہیں ہے
اور جس طرح کہ آنحضرت کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی ہے سو سال میری عمر کے بھی ابتدا جذبہ سے آخر حیات
تریسٹھ ہونگے اُسکی وفات شب و شنبہ بائیسویں ماہ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ چھ سو اٹھانوے میں ہوئی
اور قبر مبارک اُسکی سرخاب تبریز میں ہے اور اُس تین سال کی مت میں کہ حضرت شیخ حسن بخارا
رہے ہیں خدمت شیخ عمر باغستانی اُنکی صحبت اور خدمت میں رہے اور کمالات حاصل کیے حضرت فرمایا
تھے کہ جب میں مولانا یعقوب چرخی کی ملازمت میں پہنچا احوال میرا پوچھا فرمایا کہ گمان کا رہنے والا ہے

میں نے کہا ولایت نشاں نہا کہا حضرت شیخ عمر باغستانی سے تجھے کوئی نسبت ہے مجھے بھلا نہ معلوم ہوا کہ پہلی دفعہ میں اپنی قرابت شیخ کے ساتھ ظاہر کروں چھپایا اور کہا میرے ابا مرید و معتقد اُس خانوادہ کے سب سے ہیں حضرت مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہار الدین قدس سرہ انکے طریقہ کے معتقد تھے اور پسند کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ انکے طریقہ میں جذبہ استقامت جمع ہے سادہ ہے پھر مولانا یعقوب نے کہا کہ یہ اچھی تعریف ہے کسب اسطے کہ بعد از ظہور جذبہ اور اُسکے استیلا کے کہ عبارت نسبت ذوقیہ ہے استقامت شریعت میں اُلٹ و شوار ہے اُفقِ میل ہے کہ اہل جذبہ کو استقامت نہیں ہوتی الا مضبوط آدمی جمع کر سکتے ہیں پس حضرت خواجہ شیخ علی کمال قوت کے ساتھ تعریف کرتے رہتے

رشحہ ۱ حضرت فرماتے تھے کہ شیخ عمر بڑے فرزند اپنے خاوند ظہور کو کہا کرتے کہ ظہور ملانہ و صونی نہویہ نہوہ نہو مسلمان ہو۔

رشحہ ۲ فرماتے تھے کہ کوئی شخص دور کے راستہ سے حضرت شیخ عمر قدس سرہ کے پاس آیا تھا کہ طریقہ حاصل کرے فرمایا جس موضع میں تو تھا مسجد بنی کہا کہ تھی پوچھا کہ احکام مسلمانانہ جانتا ہو یا نہ جانتا تھا کہ تیرا ایمان آنا بفائدہ ہے عبادت کے احکام معلوم اور جاسے عبادت معلوم پائی جا اور مشغول ہو۔

رشحہ ۳ فرماتے تھے کہ شیخ عمر نے فرمایا کہ مرید کے دل کو غیر سے خالی کرنا ہوں اور جناب احدیت کی طرف ناظر کرنا ہوں یہ سب کچھ کرنا ہوں لیکن نہ میں کرنا ہوں۔

شیخ خاوند ظہور رحمہ اللہ

یہ فرزند بزرگوار حضرت شیخ عمر کے بین علوم ظاہر و باطن کے عالم تھے اور غل عافیت اور تربیت والدہ شریف اپنے بین درجات عالیہ اہل ولایت کو پہنچے ہیں اسکے باوجود صحبت بعض مشائخ ترک سے بہت فوائد حاصل کیے حضرت نے اپنے چچا خواجہ محمد علیہ الرحمۃ سے نقل فرمائی ہے کہ اُنھوں نے کہا شیخ خاوند ظہور ترکستان گئے ہیں اور تنگوز شیخ کے ساتھ کہ خاندان تالیسوی کے بزرگوں سے تھے صحبت رکھی اور اُس سے فائدہ حاصل کیے ہیں جب اُسکے گھر اترے شیخ نے کھانا پکایا اور اُسکی ضعیفہ مسلطہ تھی جو خدمت میں کہ عورت سے تعلق رکھتے ہیں آتش کا پکانا اور روٹی بنانی وہ یہ کام نہ کرتی تنگوز شیخ اپنے نفس سے آتش پکاتے آئینہ کیلا تھا آگ نہیں جلتی تھی اور شیخ اپنا سر جوڑے اور راکھ کے قریب لیجا کر اہتمام کرتے کہ آگ جلیے ضعیفہ آئی اور ایک لات شیخ کے سر پر چڑی اسطرح سے کہ اُسکا سر اور ڈاڑھی راکھ میں آکودہ ہو کئی شیخ نے اُسکے ظلم پر صبر کیا اور کچھ کہا بعد از نچت اور فراغت کے کھانا کھانے سے تمام واقعات اور مشکلات شیخ خاوند کو غلوت میں لکھے اور آپ نے سب کو حل فرمایا اور شیخ محمد غلوی نام شخص ملازم شیخ ظہور کا تھا کہ طریقہ

اُسکا آپ کے نزدیک پسندیدہ نہ تھا اور بار بار اُسکی دو اکر نیکی فکریں ہوئے مگر وہ اصرار کرتا اور اُنکے پاس سے نہیں جاتا اور ترکستان کے سفین میں بھی وہ ساتھ رہا بعد چند روز کے کہ شیخ خاوند ظہور نے تنکوز شیخ جتین کھنجر اور استفادہ اور استفاضہ کیا آخر میں تنکوز شیخ نے اسے کہا کہ یہ مرد ظہوری تمھاری صحبت کے مناسب نہیں ہو اور کہا کہ میں کل خصصت کے وقت اُسکو مدیہ دوں گا تم اُسکے مرتبہ کو اُس مدیہ سے معلوم کرو گے دوسرے دن کہ شیخ خاوند ظہور پٹنے کو تیار ہوئے تنکوز شیخ نے تبر کیا یعنی ایک سو دس بزرگ بے زرہ شیخ مخدوم کو دیا اور اُسکے قبول کرنے میں تردد کرتا تھا شیخ خاوند ظہور نے فرمایا کہ تبر کی شیخ کی تبرک ہو بے حکمت نہوگی قبول کر لو اور کے بعد قبول کیا اور شیخ خاوند ظہور بخار کی طرف چلے جب اُس مقام پر پہنچے کہ دوراہہ تھا ایک خوارزم کیا تھا اور ایک بخارا کو شیخ خاوند ظہور نے اُسکو کہا ہمارے صحبت تمھارے ساتھ آئندہ نہیں ہو تمھیں چاہیے کہ خوارزم کی طرف جاؤ اور اُس طرف روانہ اُسے کر دیا اور خود بخارا کی جانب متوجہ ہوئے اور اُس سے کہہ دیا کہ تنکوز شیخ کا مدیہ اشارہ اسکا ہے کہ تیرے سامنے ناقص العقل آدمی جمع ہونگے جیسے تیراک کی آواز اُسکے لڑکیاں اور بے عقل جمع ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی ہوا کہ جب وہ خوارزم گیا بیٹھے جاہل اور عوام الناس اُسکے پاس اکٹھے ہوئے اور اُسکے مرید ہوئے اس سلسلہ کے بعض عزیز دن سے قدس العدار و اہم سنا ہے کہ جب تنکوز شیخ نے خلوت میں وقائع اور مشکلات شیخ خاوند ظہور کے حال کے ہیں آپ نے کہا یہ بھی دوسری مشکل ہماری حل کر دو کہ باوجود کمالات معنوی اور علوم دہبی کے وہ کیا تحمل تھا کہ اپنی منکوحہ کے ظلم پر آپ نے کیا اور اُسکو بے ادبی پر نہ چڑھا کہ شیخ نے کہا کہ ہمارے لیے ان علوم اور احوال کا ظہور سے ہو کہ ہم جاہلون کی جفا کا تحمل اور اُس پر صبر کرتے ہیں۔

رسخہ حضرت نے فرمایا ہے کہ شیخ خاوند ظہور کی تصنیفات طریق صوفیہ میں ہر اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ توحید کے معنی یگانہ کرنا بدن کا شہوات کی عبادت کے لیے ہے اور یگانہ کرنا دل کا خطرات سے عبودیت کے لیے ورنہ حق واحد ہے اور توحید واحد کی مجال ہے جیسا کہ کہا گیا بیت ما وحد الواحد من واحد + اذ کل من وحدہ واحد + ترجمہ کسی ایک نے واحد کی توحید نہیں کی اس واسطے کہ ہر ایک واحد کی توحید سے منکر ہے۔

رسخہ شیخ ہی نے فرمایا ہے کہ جادشمن سے دل کو شہاد و ست کے طلب کرنے کی کیا حاجت ہے اور آپ کے اشعار معارف کے مضمون کے بہت ہیں اور حضرت کبھی کبھی معارف اور لطائف کے بیان میں کچھ انہیں سے بڑھا کرتے از اجلہ یہ نہیں ہیں ابیات نگاہ بان دو چشم است چشم دل داری نگاہ پار نظر انداز کر دیا بیا بلا ساد کہ چشمش چشم تو نگزد + ذرون چشم تو بنید خیال اغیار سے + کجا ست در سہ عالم چنان سر انداز

کہ عاشقی بنیائش ادا کند رازی دای پیچران عشق موزید کہ عیب ست + الایحالی کہ پس پردہ غیب ست
شیر زاد بیشہ عشق قوی در کار خود دگو حریف من بیتا زور بازو بنگر ترجمہ دلدار کی چشم دونوں آنکھ کی
آنکھیں ہیں پس دوسرے یار کی صورت سے نظر کر نگاہ رکھ خبردار ایسا نہو کہ تیری آنکھ کو اسکی آنکھ دیکھ لے
اور تیری آنکھ میں اغیار کا خیال مشاہدہ کرے تمام دنیا میں ایسا معشوق کہاں ہو کہ ایک عاشق آنکھ
خیال سے اپنا راز کہے ای بیخبر و عشق اختیار نہ کر کہ عیب کی بات ہو الا اُس جال کا کہ پردہ غیب کے پیچھے ہو
شیر زاد عشق کے جنگل کا مہون اپنے کار میں مضبوط اور توانا مہون حریف سے کہہ دو کہ آؤ تاکہ میرا زور بازو

خواجہ داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ شیخ خاوند طور کے فرزند ہیں اور والدہ حضرت کی خواجہ داؤد کی صاحبزادی اپنے آباؤ اجداد کی طرف
سے سید یحییٰ - اور شیخ خاوند طور کے والد بھی طبقہ سادات سے تھے اور خواجہ داؤد علیہ الرحمہ صاحب
آیات و کرامات اور مالک خوارق عادات تھے منقول ہو کہ جب حضرت خواجہ محمد پار ساقی سہ
ولایت اندجان سے سمرقند کو گئے ہیں اپنے ایک شخص خاص کو شاش کی راہ سے خواجہ داؤد کے پاس
سفر حجاز کے استخارہ کو بھیجا تھا جب وہ قاصداً لٹا پھر خواجہ داؤد نے اُسے ایک پوستین لومڑی کی دیا
اور حضرت خواجہ محمد پار ساقی کے لیے تبریشہ (کاسٹن) اور کھونڈنے کا اوزار بھیجا اتفاق سے اُن دنوں ہوا
بہت گرم تھی اُس قاصد کی خاطر میں گزرا کہ یہ کیا وقت انعام پوستین کا ہو پھر سوچا کہ اولیاء اللہ
کام حکمت سے خالی نہیں جب تبریشہ حضرت خواجہ کے سامنے لائے فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھ چھوڑو
کہ اس کے اندر چھپی بات ہوگی کہتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ کو مدینہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم میں موت آئی قبر کھودنے کا اوزار تھا اُس تبریشہ سے قبر مبارک آپ کی کھودی ہو اور اُن قاصد
کو جو پوستین دی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ راستہ میں بہت جاڑا پڑا کہ اگر وہ پوستین نہ لیتی تو قاصد مرجا تا تھا
دن حکمت پوستین دینے کی اُسے ظاہر ہوئی۔ حضرت سید عبدالاول قدس سرہ نے اپنے مسموعات
میں لکھا ہے کہ اخیر عشرہ ذیقعدہ ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی میں حضرت ناشکند میں حضرت شیخ خاوند طور
مزار پر تھے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت شیخ کے انتقال کو کتنے برس ہوئے ہیں منہر مایا کہ تیس سال ہوئے کہ خواجہ
داؤد کا انتقال ہوا آپ اس وقت سات برس کے تھے اور خواجہ داؤد کی مدت عمر پچتر سال تھی چنانچہ اس سال
آٹھ سو اٹھاسی میں ایک سو ستائیس برس ہوئے۔

بابا برآبر رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ حضرت عمر باغستانی کے بڑے اصحاب سے ہیں اور جذبہ عظیم آنگو تھا اُسے پوچھا کہ تمہیں آبریز کیوں کہتے ہیں

فرمایا کہ جب حق سبحانہ روز ازل میں آدم کی مٹی گوندھتا تھا تو اس میں پانی گرتا تھا اس روز سے ابریز میرا قلب کر دیا وہ ابتدا و خلد و جذبہ بہین جب کبھی سہ راہ بیٹھے انکو نئی نئی ذریعہ اور فنکون سے تیرکمان بناتے اور ایک تیرا سمن سے ہر ایک کی طرف پھینکتے آسمانوں کو کرتا اور مہربان۔ کہتے ہیں اسکی ایک گائے تھی کہ کبھی اُسپر کوئی چیز لاد کر بطور مہمانہ شیخ عمر یا عستانی کہ اس آدمی بغیر بیٹے اور انکے بیچ میں کبھی فرسنگ کا فاصلہ تھا جو شخص راستہ میں اس گائے کے دلوں سے پانی پیتا تو اس کے پتہ میں بڑا وسیع ہوتا کسی کو مجال تصرف نہ تھی وہ گائے کیلئے مانی اور آتی اور کوئی اسکو نہیں مانگتا

شیخ برہان الدین ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ بابا ابراہیم کی اولاد اور احفاد سے ہیں وہ کئی جذبہ قوی رکھتے تھے اور بابا یاسین کے مرید جو ایک بزرگ پانچین کے تھے ولایت شاش میں آئے اور تاشکند میں سکونت کی حضرت نے فرمایا کہ پہلی دفعہ جو حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ سمرقند میں آئے ہیں شیخ برہان الدین انکی ملاقات کو گئے اتفاقاً حضرت سید پارزا نو بیٹے تھے اور اصحاب جمع تھے شیخ برہان الدین کو اس قسم کی نشست اُن سے خوش نہ آئی کہ تم شیخ ہو جب تو چاہے زانو بنیٹھو گے تو مرید تمھارے سوئنگے ایسی نشست تمھیں مناسب نہیں ہو اور اس باب میں بہت مبالغہ کیا حضرت سید کے اصحاب اُسے بخشنوت پیش آئے اور انھوں نے اپنا مبالغہ نہ چھوڑا جب تک کہ حضرت سید کو دوزانو بگیا ایک ساعت بعد حضرت سید طہارت خانہ میں گئے اور ہر طرف سے اصحاب جیسے میر مخدوم اور حافظ سعدی وغیرہ شیخ برہان سے تعرض کیا شروع کیا اور مشکل باتیں تو حید کی اُسے پوچھیں انھوں نے کہا میں یہ باتیں نہیں جانتا استقدر جانتا ہوں کہ حضرت سید کا باغبان تین روز میں مرتا ہو اُسکے بعد حضرت سید کو فالج کا عارضہ ہو گا اور اُس مجلس سے اُٹھے اور باہر آئے جب حضرت سید طہارت خانہ سے باہر آئے پوچھا کہ یہ عزیز کہاں گیا یا رون نے قصہ کہہ سنایا اور حضرت سید نے انکو قوض پر بلاست کی جب تین روز اس صحبت پر گزرے باغبان مر گیا اور ان چند روز میں ہوانایت گرم تھی حضرت سید گرمی کے دفع کے لیے ایک سیخ دان میں آئے اور سو رہے جب بیدار ہوئے فی الفور فالج انپر گرا اس سبب سے حضرت سید شیخ برہان کے ساتھ نیاز مند دی اور حسن عقیدہ کے مقام پر پہنچے تیسرے روز چند سیر مصری کرانی اور چند سیر مصری سفید شیخ برہان کے لیے بھیجے تھے حضرت فرماتے تھے کہ درمیان جو سید قاسم سمرقند میں آئے تھے میں شیخ برہان کو اُنکے پاس لیگیا اول نہیں پہچانا میں نے کہا انکی ملاقات آپ سے ہو محکمہ کشتیر کے باشندہ ہیں اور شیخ برہان الدین انکا نام ہو حضرت سید نے پہچانا اور پھر اُن سے مصافحہ کیا اور روئے اُسکے بعد فرمایا کہ میں قاضی زاوہ روم سے تمھارا حال بہت دریافت کرتا تھا اور انھوں نے کوئی جواب نہ دیا اور میں نے تمھارے حال سے کچھ خبر نہ پائی تھی الحمد للہ کہ تمکو سلامت پایا۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت سید

شیخ برہان سے لات لکھا کے ہوئے تھے اور بار بار آپ فرماتے تھے کہ تیج برہان الدین سے میں نے سنا ہے کہ کہتے تھے
آداب میں کھانا کھانے کے لکھا کہ نہ مارو دسترخوان پر کرکچ کوئی نہ کرو یعنی چاہیے کہ گودے کی ہڈی کو سختی سے
رکالی اور روٹی پڑھارو

شیخ ابوسعید ابن زریح رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ بھی بابا آریز کے پوتوں میں سے ہیں اور شیخ برہان الدین اس کے نانا ہیں ابوسعید شیخان مشہور
محلہ کفشیہ میں بیٹھے تھے بزرگ و مجذوب تھے اور تقیم الاحوال حضرت اُنکے بہت معتقد تھے ورنہ حضرت کے کمال
اخلاص اور آداب رکھتے اور حضرت کی ملازمت کرتے مولانا محمد قاضی نے کہ حضرت کے خادمان مقبول سے
ہیں اور قسیرے مقصد میں ذکر اُنکا آئیگا کتاب سلسلہ العارفین میں کہ زیادہ اُسکا اہت کے ذکر شامل اور
میں ہر لکھا ہے کہ ایک باہر قندیں مری و باہمیلی اور حضرت کوچ مین دشت عباس گئے اور بے جوے عباس کے
کنارہ بیٹھے اور اُس حوالی میں تمام زراعت شیخ ابوسعید کی تھی اور کھیتی کے قریب آتھی مدام حضرت کی
صحبت میں آتے جاتے اور کبھی اپنی کھیتی کی طرف نظر نہ ڈالی اور اپنے متعلقان کو کھیتی کی طرف نہ دیا
کہ اُسکے جنب و جمع کا اہتمام کرے ہر چند حضرت نے فرمایا کہ کھیتی کے کام کاج میں مشغول اور ہمارے آئے کہ
اُس شغل کا باہر نکلنا اور اصل کھیتی کی طرف رخ نہ کیا آخر کار یاروں کی ایک جہت نے حضرت کے
فرمانے سے شیخ کا غلہ درو کیا اور دانہ نکالا اور شیخ کے لیے بھیج دیا حضرت فرماتے تھے کہ ابوسعید مالد الدین
ہو کہ اس حاصلات کے جاتے رہنے سے مفائق نہ کرے لیکن اسوجہ سے کہ کمالی ادب و احترام کرتا تھا
برتاو کیا۔ اور اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ شیخ ابوسعید کے مرنے میں حضرت نے فرمایا کہ خوار الدین عجمدانی
علیہ الرحمۃ فوت میں خواجہ ابو نصر بار ساقس سرہنے دعا کا ہو اور فرمایا کہ خواجہ علی بن ہماص ہمسا
تھے اور ہم اُنکی حمایت اور برکت و بہت میں رہے اب جو رحمت اُسی میں گئے تو فی جلیہ ہو شیخ ابوسعید
بھی ہمارے ہمسا یہ اور استغفار کرنے والوں سے تھے اور جب تک کہ ایک جماعت استغفار ہو بلا
اور عذاب دور ہو استغفار وہ نہیں ہو کہ کوئی زبان سے استغفار نہ کرے بلکہ چاہیے کہ تمام ذر عمل اُسکے خوب
معفرت ہوں اور یہ عزیز کہ ہم میں سے گیا اسی قبیل سے تھا اللہ اُسے جزا و غروب ابوسعید شیخان
کی وفات ۹۴۵ھ ہاٹھ سو چار سو تیس میں ہوئی اور قبہ کفشیہ احاطہ میں ہے

شیخ بخش رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ درویش خالوادہ شیخ عمر باغستانی کے قرائبیوں سے تھے صاحب جذبات و احوال بیدہ حضرت
فرماتے تھے کہ پہلی بار جو میں نے سمرقند سے ہرات کا ارادہ کیا خدمت مولانا سہا کا شعری قدس

اللہ تعالیٰ سرورِ مہین چاہتے تھے کہ میں اُن سے جدا ہوں ایک عزیز سمر قدس میں خانوادہ نواحِ جکان قدس اللہ اور احسن سے اور اصحاب شیخ بخشش علیہ الرحمہ سے تھا اور مولانا کا رگزار تھا اسکو اس معنی میں کچی پڑی تھی کہ اس عالم میں کیونکر رہنا اور کیا کام کرنا چاہیے خدمت مولانا سعد الدین نے اسے میرے پاس سفارش کر کے بھیجا وہ مجھے بازار میں ملا اور کہا نہ ہمارا ہرات نہ جانا کہ خدمت مولانا سعد الدین تمہارے جانے سے نہایت ملول اور غمناک ہیں اور اس باب میں بہت مبالغہ کیا میں نے جواب دیا کہ اُس ولایت کا بڑا اشتیاق ہے اور ارادہ مصمم ہوا ہے میں رہ نہیں سکتا کہا اگر جاتے ہو ایک میر، و سہیت قبول کرو کہ اُس سے کشش پاؤ گے بڑی مسافت میں جاتے ہو اور بھاری مطلب رکھتے ہو تمہارا جب ہو کہ شیخ عمر باغستانی کے خانوادہ کی توجہ اہم پلازم کرو اور اُس سے غافل نہ ہو کہ میں نے شیخ بخشش کو جو اس خانوادہ کے طبقہ سے ہیں دیکھا ہے اور نت اُن سے لی ہے وہ کمالِ جذبہ کے ساتھ شریعت میں مستقیم ہیں اور یہ بلند مقام ہے اور ہمارا اس سے بڑا درجہ نہیں ہوتا اگر ٹیپے قوت داروں کو اُس کے بعد یہ رباعی پڑھی اور میں نے یاد کر لی رباعی عشق آتش چو تو غم اندر رگ و پوست نہ تا ساخت مرا تھی و پر ساخت ز دوست + اجزای وجودم کو دوست گرفت نہ نامی است زمین بر زمین و باقی سہم دوست + ترجمہ ہمہ عشق آیا اور رگ و پوست میں فون کی طرح پیر گیا ہے کہ مجھ خالی کیا اور دوست سے پڑ کر دیا۔

سے وجود کے اجزاء سے دوست نے لیلیٰ میں برائے نام مولانا باقی سہم ہے

مولانا تاج الدین درغمی رحمہ اللہ

یہ حضرت سید احمد بزرگوار سے ہیں اور حضرت سکنا مولانا تاج الدین کے پوتوں سے تھے اور آپ اپنے زمانہ کے ائمہ ہیں اور علوم ظاہر و باطن کے عالم اور کمالی ائمہ اور ورع اور فقر اور جود غایب اور کرامات ظاہرہ میں معرود تھے

رشتہ حضرت محمد پارہ سا قدس اللہ سرہ نے سورۃ یسین کی تفسیر کے شروع میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ مولانا تاج الدین رحمہ اللہ نے تلاوت قرآن میں فرمایا ہے کہ حق تلاوت حضور قلب سے پڑھنا ہے ساتھ خشکے اور قبول امر کرنا اور باز نہ مہمانی سے اور عبرت حاصل کرنا قصوں اور مشکون سے اور مسرت سے اور غم و گریہ عذاب کی وعید سے ہو۔

مولانا محمد شہناغی رحمہ اللہ

فصل شہناغی کو ولایت سمر قدس سے آتر پور میں ایک بڑا گائون ہے اور شہر سے چھ میل ہے اور شہر سے چھ میل ہے مولانا اپنے وقت بزرگ تھے علوم ظاہر اور اس گروہ کے علوم کے عالم و حقیقت ایسی تھے اور بڑی

ورزش شریعت اور متابعت سنت کے علوم باطنی آپریشن اور ارباب ولایت کے احوال و مقامات میں ہر دور اور یہ خدمت مولانا تاج الدین درغمی کے قریبیوں سے ہیں اور حضرت خواجہ محمد یار قادری سرہانگی کو دیکھا ہے حضرت فرماتے تھے کہ مولانا محمد لپشاغری سے مجھے قرابت بواسطہ مولانا تاج الدین غمی کے ہر جمعہ اللہ

خواجہ ابراہیم شافعی رحمہ اللہ

حضرت کے مامون ہوتے ہیں عالم عارف اور فاضل کامل اور اس گروہ کے ذوق و وجد سے بہرہ کامل اٹھو تھا اوائل حال میں حضرت سید شریف جربانی علیہ الرحمہ کے سمرقند کے مدرسہ انکی تیمورین مصاحب رہے تھے اور ان سے معمولی علوم حاصل کیے ہیں اور ان کے ہمراہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی ملازمت کی ہے اور اس مجلس عالی میں اس نسبت شریف کو حاصل کیا ہے حضرت فرماتے تھے کہ میرے مامون خواجہ ابوبکر علیہ الرحمہ نے میری تعلیم کے سرے پر یہ بیت لکھی تھی کہ بیت پیدا ست حال مردم رنڈا نچنان کہ ہست خرم کسیک فاش کند ہر نہان کہ ہست ۛ فرماتے تھے کہ ایک روز میرے مامون کی یہ کیفیت تھی کہ گورستان چاکرہ میں پھرتے تھے اور درود کے ساتھ یہ بیت پڑھتے تھے اور روتے تھے بیت فراق دوست اگر اندک است اندک نیست ۛ درون دیدہ اگر نیم دوست بسیار است ۛ ترجمہ فراق یار اگر کم کم نہیں بکھو ۛ ذری سابل جو آنکھوں میں ہے ہمت بکھو ۛ فرماتے تھے کہ اپنے مامون سے مجھے یاد ہے یہ رباعی کہ پڑھا کرتے تھے رباعی تابندہ ز خود فانی مطلق نشود ۛ توحید نیز داو مقف نشود ۛ توحید حلول نیست نابون تست ۛ عارف بکنا فادی حق نشود ترجمہ جب تک بندہ اپنے سے فانی بالکل نہو اس کے نزدیک توحید ثابت نہو توحید حلول نہیں ہو تیرا فنا ہونا عارف آدمی کی پہلے باتوں سے حق نہیں ہوتا

خواجہ عماد الملک رحمہ اللہ

خواجہ عماد الملک ایک شیخ ہوئے ہیں فاضل کامل اور حاجی حرمین اور منسلط الحال کہ حضرت کی ہمیشہ ان کے عقیدے میں فرماتے تھے کہ خواجہ عماد الملک میرے بڑے باپ کے دیکھنے کو ناسکند آئے تھے اور شب کو چار بجے رات بہت گزری تھی اور خدمتگار سب چلے گئے اور سو رہے ہیں اور ایک لڑکا ان کے سامنے رہے تھے اور میں چھوٹا تھا امید مجھے نہ تھی کہ اس قدر ٹیٹھ سکونگاہ میری نشست سے تعجب کرتے تھے اور باہم حکایات کہتے تھے اور میں سنتا تھا از انجملہ خواجہ عماد الملک نے یہ سخن فرمایا کہ سب احوال اور مواجہد سے استقامت بہتر اور محبوب تر ہے جیسا کہ کہا ہے بیت یار ہم ملک استقامت دہ ۛ کاستقامت ز صد کرامت بہتر ہم انکی مجھے استقامت کا ملک دے کہ استقامت سو کرامت سے بہتر ہے۔ مولانا مسافر ایک عزیز مشائخ ترک سے تھے اور حضرت نے ابتدا سے سفر اور احوال میں اس سے صحبت داری کی فرماتے تھے کہ اوائل مسافرت

ایک موسم زمستان کے مولانا مسافر کے ساتھ شاہرہ ضیہ میں ہم حجرہ تھا ایک وقت مولانا مسافر ولایت نساں
 میں آئے تھے فرمایا کہ اس زمانہ میں کہ فرکت میں ہم تھے خواجہ عماد الملک چارے پاس آئے تھے اور اتنا س کی گئی
 کہ انکو میں طریقہ تہلاؤن پہننے کہا کہ اول تم وجود معنوی پیدا کرو اسکے بعد ہم طریقہ تہلاؤن کے اور تین روز کی
 تحصیل مہلت دیتے ہیں خدمت خواجہ عماد الملک نے تین روز بعد کچھ نکدا سنبے بھی کچھ نکدا حضرت نے فرمایا کہ
 میں نے مولانا مسافر سے کہا کہ تعجب ہو خدمت عماد الملک نے نہیں کہا کہ ہکو وجود معنوی حاصل ہو مولانا مسافر
 نے کہا کہ وجود معنوی کیا ہے میں نے جانا کہ وجود معنوی جو مولانا مسافر کہتے ہیں وجود معنوی مصطلح نہیں ہے میں نے
 کہا کہ وجود معنوی وہ ہے کہ طالب وجود معنوی ہو مولانا مسافر نے تعجب کیا کہ اور کہا رکھتے ہو کہ ہماری صحبت کے
 سبب لطافت اور آگاہی ایسی باتوں کی تمکو کیسے حاصل ہو گئی ہے حضرت نے فرمایا مولانا مسافر نہیں جانتے
 تھے کہ ہم اسکو قبل از صحبت اور ملاقات انکی جانتے تھے انتہی کلام یہ پوشیدہ ہو کہ وجود معنوی مصطلح
 صوفیہ قدس الہار و احم عبارت ولادت ثانیہ سے ہے کہ وہ سالک کا باہر آنا رحم طبیعت اور اسکے احکام
 سے ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز ملکوت آسمان میں وہ شخص نہ داخل ہوگا جو دو مرتبہ
 پیدا نہیں ہوا اور جو شخص وجود معنوی سے باہر معنی کہ مذکور ہو سے مشرف ہوا ہو پر آئینہ اسکو حاجت اسکی
 نہوگی کہ کسی سے طریقہ چاہے پس وجود معنوی اس محل میں محمول آئیے ہوگا کہ طالب اس وجود ثانی کا ہو اور
 وہ شخص جو طالب وجود ہوا اس سبب سے ہے کہ اس وجود کے نور سے ایک اثر آسیر چمکا پس مجازاً کہہ سکتے ہیں
 کہ اسکو یہ وجود معنوی حاصل ہوا اور اعداد انا تر ہے۔ ایک پیر بزرگ حضرت کے چچے سے بھائیوں سے اس زمانہ میں
 ماسکند سے آئے تھے انکے سامنے یہ ذکر ہوا فرمایا کہ آخر الامور مولانا مسافر نے خواجہ عماد الملک کو طریقہ تہلا ہوا اور حضرت
 خواجہ مریدان مولانا سے تھے اس سلسلہ کے حضرات سے سنا گیا کہ فرمایا بخارا میں ایک پیر میں نے دیکھا تھا
 مولانا مسافر سے وہ کہتا تھا حضرت مولانا نقاست اور بلہارت لباس اور تمام آداب شریعت اور طہارت میں
 بڑی احتیاط اور کمال اہتمام رکھتے تھے ایک روز انکے پاس میں بیٹھا تھا کہ ایک رنگر نیر دو کپڑے سوئے انکے
 رنگ کر لایا آپ نے بعد از یک لفظ اس سے کہا کہ ان کپڑوں کو پھر پانی میں غوطہ دے اور خوب مل تاکہ پتھر
 ہو جائیں کہ میری خاطر میں تردد ہوتا ہے رنگر نیر بولا محمد دم میرے رنگ اور طراوت اسکی برباد ہو جائیگی اور
 میری محنت و سنج باطل ہوگا آپ نے اصرار کیا وہ مرد ناچار ہوا اٹھا اور کپڑوں کو لگیا اور مولانا مراقبہ میں
 میری خاطر میں اعتراض پیدا ہوا کہ ایک بیچارہ نے دو ہفتہ تکلیف اتھائی خوب رنگا اور حاضر لایا کوئی بجا
 ظاہر نہیں یہ عام مبالغہ کیلئے تھا جو مولانا نے کیا آخر کو وہ خطرہ دور کیا اور میں بھی مراقبہ ہو گیا اور انکے بند کرنا
 اسکی میان میں مجھے غیبت ہوئی دیکھا کہ ایک راستہ میں جاتا ہوں اور میرے آگے آگے مولانا جاتے ہیں اچانک

ایک بہت بلند بہار پتیں آیا اسکی راہ بہت تاریک اور تاریک اور ناہموار سی مولانا کو دیکھا کہ اُس بہت سی
 بہت سخت اور چلتے ہیں اور بہت تیز کڑنے والے جانور کی طرح پرواز کیے جاتے ہیں میں بڑی محنت سے ایک مور
 ضعیف لنگ کے مثل کرتا اٹھتا اور جاتا ہوں اور جو قدم رکھتا ہوں تو فہم کہ میں گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اچھا
 ہوشیار ہوا اور اسی کے قریب مولانا نے بھی گر اٹھا یا اور فرمایا اسی فلاں ہم اگر لطافت اور طہارت لباس اور
 تمام امور میں احتیاط مانگتے ہیں ایسے اونچے بہار اور راہ تنگ و تاریک میں میسا تو نے دیکھا آسانی
 سے نہیں چل سکتے۔

خواجہ شہاب الدین شاشی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے جد امجد ہیں صاحب آیات و کرامات اور احوال و ہوا سید مجنون اور مجدد و مہم لوگوں سے
 بہت محبت رکھتے اور اکثر زراعت میں اور کبھی تجارت میں مشغول رہتے اور اغلب ایسا بہا ہی کہ
 سفرون میں بد رفتہ کے پابند نہ تھے اور تنہا سفر کیا کرتے اگر کبھی رانہ زن اُنکا راستہ روکتے بلند آواز
 سے مجذوبوں کا ایک ایک نام لیتے اور مدد کو بلاتے فوراً وہ جماعت حاضر ہوتی اور اُنکو دفع کرتی اور اُنکو
 سلامت اُتر وادیتی اور اُنکے دوار کے تھے ایک خواجہ محمد دہسہ خواجہ محمود کہ حضرت کے والد امجد ہیں
 منقول ہے کہ جب خواجہ شہاب الدین کی وفات قریب پہونچی اپنے بڑے بیٹے خواجہ محمد سے کہا کہ اپنے فرزند کو
 لاؤ کہ اُنکو دواع کروں اور خواجہ محمد کے دو بیٹے تھے خواجہ اسحاق اور خواجہ مسعود دونوں کو لائے خواجہ
 شہاب الدین نے اُنپر مہربانی کی اور فرمایا کہ محمد بیٹے تیرے بہت پریشان اور سرگردان ہونگے خصوصاً مسعود
 سبب اُسکی سرگردانی کا خواجہ اسحاق ہوگا اور بعضے ناپسندیدہ اوصاف اُنسے کہے زان بعد خواجہ محمد
 حضرت کے والد سے جو خواجہ محمد کے چھوٹے بھائی تھے کہا تو بھی اپنا فرزند لا اور حضرت اسوقت بہت چھوٹے
 تھے حضرت کو ایک فرقہ میں لپیٹ کر لائے جو وہی خواجہ شہاب الدین کی نظر آپ پر پڑی بقرار ہو گئے
 کہ مجھے اٹھاؤ اُنکو اٹھایا اسوقت حضرت کو اپنی گود میں بٹھلایا اور اپنا منہ اُنکے تمام اعضا پر لکڑت
 روئے اور فرمایا وہ فرزند کہ میں مانگتا تھا یہی افسوس کہ اُسکے ظہور کے وقت میں نہ ہو گا اور اسکے تصرفات
 عالم میں نہ دیکھو نگا قریب زمانہ ہے کہ یہ پسر عالمگیر ہو اور شریعت کو رواج دے اور طریقت کو رونق دے
 سلاطین زمانہ اسکی اطاعت کریں اور اُسکے امر و نہی پر راضی ہوں اور جو کام اُس سے ظاہر ہونگے پیشتر
 مشائخ بزرگ سے ہوئے ہونگے اور جب قدر جو کچھ شروع سے آخر تک حضرت پر گذرا ہے سب ایک ایک
 جملہ ظاہر کیا اور ایک بار دوسری مرتبہ منہ اپنا حضرت کے تمام اعضا پر ملا پھر خواجہ محمود کے حوالہ کیا اور
 اُنکو وصیت کی کہ میرے اس فرزند کی حفاظت کرنا اور اسکی تربیت جیسی کہ چاہیے بجالانا بعد ازاں خواجہ

کی طرف منہ پھیرا اور فرمایا کہ تم جتنا کہ باپ نے میرے فرزندوں پر نوازش اس قدر نہیں کی اور فرزند محمود کو بہت نوازا ہم کیا کر سکتے ہیں تیرے فرزند بن کو اس قسم کا کیا اور فرزند محمود کو اس قسم کا ذلک تقدیر الخیر الحکیم یعنی یہ ہے تقدیر اللہ عز و جل حکمت والے علیم کی مین کیا کروں

خواجہ محمد شاشی رحمہ اللہ

یہ علاقائی بھائی خواجہ شہاب الدین کے بن حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ محمد برادر خواجہ شہاب الدین کو کبھی طور و کلمات کے ذوق سے بہت بہرہ تھا۔ خواجہ شہاب الدین فرمایا کرتے کہ جب تک میرے بھائی نے دختر خداداد حسینی کو کہ اس ملک کا حاکم تھا قبول نہیں کیا تھا اُنکے ہمارے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا ایک دوسرے کے مقاصد کو اپنے نامہ اور مقاصد معلوم کر لیتے تھے جب دختر اسکی قبول کر لی اور اس سے میل جول کیا اسکی شادی سے پہلے ہی سے ہمیں نفقود ہو گئے اور وسایط کی احتیاج بڑی اور خط کتابت اور مقاصد کے ہم محتاج ہو گئے۔

خواجہ محبوب شاشی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ خواجہ شہاب الدین کے چھوٹے بیٹے اور حضرت کے والد بزرگوار بن اور اس گروہ کے مذاق سے حظ واد اُٹھانے والا اور حضرت نے خدمت والد کی خواہش سے ایک رسالہ بہت نافع طریقہ خواجگان بن بنایا جو قدس سرہ اور اہم چنانچہ مشہور ہو اور اسکے آغاز میں کہا ہو کہ اس مختصر کی تالیف کا سبب یہ تھا کہ حضرت والد الفی فی اللہ مجھے اور انگوڑہ محل روزی کریم بن خیر ہو حسن ظن کی وجہ سے جو میری نسبت اُٹھو تھا امر فرمایا چاہیے کہ ہمارے لیے تو کچھ لکھے اہل اللہ کی باتوں سے کہ اس پر عمل کرنا مقامات بلند کے وصول کا سبب اور علوم حقیقہ کے حصول کا موجب ہو جو بحث اور استدلال کے طور سے خارج ہو جیسا کہ حضرت بنی علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ جس نے عمل کیا اس چیز کا جو اس نے جانا اللہ اسکو ان چیزوں کا علم دیتا ہو جسکو وہ نہیں جانتا سارے اُنکے حکم کا بجالانا اس فقیر کو واجب معلوم ہوا اس واسطے کہ حضرت ربوبیت کے ساتھ ادب کرنا اسکا مقتضی ہو کیونکہ اثر ربوبیت حق سبحانہ کا پہنچنا مجھے اولاً اُنکے واسطے ہو اور بعفون نے اسکی تحقیق میں کہا ہو کہ آداب حضرت ربوبیت سے وہ ہو کہ جو مظاہر کہ انھوں نے اثر ربوبیت کا قبول کیا ہو انکی تعظیم منظریت کی حیثیت سے واجب جانی اس واسطے کہ تعظیم بھی حکم والیہ ترجیح الامور یعنی اسکی طرف سب امور رجوع کرنے میں حضرت الہی کی طرف عود کرتی ہو آخر تک منتقل ہو کہ خدمت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کو قبل اسکے کہ حضرت اُنکے صلب سے رحم والدہ میں آدین جذبہ قوی پہنچا ہو کہ بہت تک سخت مجاہدہ اور ریاضتیں کی ہیں اور تھوڑا کھایا اور ہمیشہ خاموش رہے اور خاص و عام سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور وہ جذبہ پیار مینے رہا ہوں اشار میں حضرت صلب خواجہ محمود سے رحم والدہ میں آئے اور جب اُنکے حیدر خواجہ سکون پر آیا۔

فصل دوم حضرت کی تاریخ ولادت اور طفولیت کے احوال اور سیدہ خصال اور اخلاق اور اطوار کے ذکر ہیں واضح ہو کہ حضرت کی پیدائش ماہ رمضان سنہ ۱۸۷۳ء میں ہوئی یعنی عزیز جو حضرت سے قرابتِ قریبہ رکھتے تھے اور آپ کے چچ سے بھائی تھے فرماتے تھے کہ ولادت کے بعد سب تک والدہ آپ کی نفاس سے پاک نہیں ہوئیں اور غسل نہیں کیا حضرت نے پستانِ اُمّی میں لی اور چالیس دن انکا دودھ نہیں پیا اور حضرت فرماتے تھے کہ میں ایک سال کا تھا لوگوں نے چاہا کہ میرا موٹن تو ایک جشن کیا تھا کہ اچانک امیر تمپور کی وفات کی خبر آئی اور لوگ برہم برہم ہو گئے چنانچہ کھانا جو پکایا تھا کسیکو فرصت نہ ہوئی کہ اسے کھاوین دیکھیں خالی کین اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور اُس زمانہ میں آپ کے آباؤ بزرگ باغستان میں رہتے تھے حضرت کے زمانہ صغر سن سے آثارِ رشد و سعادت اور انوار قبولِ عنایت حق سبحانہ پیشانی میں روشن اور بویا تھے یہاں تک کہ جس کیسی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑتی ہے اختیارِ سراہ کر دے عادیاتِ بیتِ ستاؤ خطِ تراخواندہ و ثنا گفہ + فرشتہ روی ترا دیدہ و دعا گفہ + چہرہ بیتِ ستارہ نہ پٹھتا تیرا خطا سکی مدح کی اُس نے + فرشتے نے ترا منہ دیکھا اُس نے دعائیں دین + حضرت کی چار سال کی عمر سے نسبت اگاہی بجناب حق سبحانہ حاصل تھی فرماتے تھے کہ لوگوں میں آمد و رفت مکتب کی مجھے تھی میرا دل سب وقت حق سبحانہ سے حاضر اور آگاہ رہتا تھا اور اُس زمانہ میں میرا عقیدہ ایسا تھا کہ دنیا کے سب آدمی چھوٹے بڑے اسی طرح پر ہیں ایک بار اُس زمانہ میں جاڑے کا موسم تھا ایک صحرا میں پانوں و لیل میں جاتا رہا اور جو تیرے پانوں سے نکل گئے اور دلدل میں رینگے اور ہوا بہت ٹھنڈی تھی اور جو تیرے نکالتے تھے تک غفلت عارض ہوئی اور نسبت اگاہی سے باز رہا نے الحال اپنے کو میں نے ملامت کی اور بہت میرے اوپر اثر پڑا چنانچہ میں شدت سے رونے لگا اُس کے قریب ایک گنوار کا غلام ہل چلا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ غلام دہقان باوجود شغلِ بیل چلانے اور زمین جو تیرے نسبت اگاہی حق سبحانہ سے غافل نہیں ہو سکتا مشغولی میں غافل ہو گیا اور میرا گمان اُس سن میں تھا کہ سب کو سب حالت میں یہ نسبت حاصل ہے حضرت فرماتے تھے کہ جب تک میں حد بلوغ شرعی کو نہیں پہنچا یہ بچانا کہ آدمیوں کو غفلت ہوتی ہے خدا سے بھولنا جعفر علیہ الرحمۃ کہ حضرت کے بڑے اصحاب سے تھے اور تعمیرِ مقصد میں انکا ذکر الیگا کرتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے کہ میں بارہ برس کا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کوئی بھی حق سبحانہ سے غافل ہوتا ہے مجھے گمان تھا کہ حق سبحانہ نے تمام خلقت کو اس طور کا پیدا کیا ہے کہ اس سے غافل نہ رہیں اُس کے بعد دریافت ہوا کہ وہ عنایت جو حق سبحانہ کی طرف سے بعضوں سے مختص ہے اور بعضوں کو بڑی ریاضت اور محنت سے وہ مرتبہ میرا ہوا ہے اور بعضوں کو نہیں ہوا نہایت خراجِ حمد اسماں سے جو حضرت کے چچ سے بھائی میں منقول ہے کہ فرماتے تھے ہم اور تمام اطفال

صفر میں ہر چند چاہتے کہ حضرت کو اپنے کام اور کھیل میں جہاں کہیں آتا ہوں ہرگز میرے ہاتھ سے نہیں ہٹا دیتا۔ کیا کہنا ہے کہ مشغول اس میں ہوئے سب اس کا وقت نہ آتا تو چھوٹا با۔ تیار ہوا۔ چھوٹا کھینچا۔ معنی دوست و دشمن جاتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ اگر کہیں میں شیخ ابو بکر قیصال شاشی کے مزار پر خواب میں حضرت علیہ السلام میں نہ دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں میں گئے قہوون میں گر پڑا۔ نہ ت۔ میرا سر خاک سے اٹھایا اور فرمایا کہ غم مت کھا کہ ہم تیری تربیت کرینگے اس کی تعبیر میرے دو بہن میں نہ آئی۔ لہذا ان سے کہی تعبیر طلب۔ بہن کی سب سے ظلم طلب مجھے حاصل ہوگا اور اسپر میں راضی نہ تھا اس کا جواب میں نے دیا کہ تمہاری تعبیر میرے پسند نہیں آتی میں نے دوسری تعبیر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت علیہ السلام نعمت، احباب، اور مظلومین کی راہ لیا ہے۔ چھوٹا کھینچا۔ ظاہر ہو گئے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں عیسوی اللہ شہدہ اور حبیب آپ سے میری تربیت، اخلاقی، لی تو اس فقر میں صفت احیاء قلوب مردہ کی حاصل ہوئی۔ زمانہ گئے کہ یہی وقت ہو۔ یا غی۔ اس تعبیر کو سچا جانے ایسی قوت اور حالت سے مشرف کیا کہ یہ معنی ظہور میں آئے اور بہت دن غفلت سے اس دور و دور کو پہونچے فرماتے تھے کہ میں نے ابتداً حال میں خواب دیکھا کہ حیات رسالت جیلان، علیہ وسلم ایک بڑی جماعت اصحاب وغیر جم کے ساتھ ایک بہت بلند پہاڑ کے نیچے کھڑے ہیں۔ اپنا رنگ بچہ اٹھارہ کیا کہ آ اور مجھے اٹھا اور اس پہاڑ کے اوپر لیا میں آنحضرت کو گروں لیکر اور لیکھا اور اس پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی اور کہ میں جانتا تھا کہ حق تعالیٰ اس قوت ہو اور یہ کام تجھے ہوتا ہے لیکن میں نے چاہا کہ اور بھی جائیں۔ فرماتے تھے شریح میں حضرت خواب پر آئے خواب پر آئے ہمارا الدین قدس سرہ ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ آئے اور میرے باطن میں تعریف کیا چنانچہ پاؤں میں سے حسرت ہوئے بعد ازاں روانہ ہوئے اور میں بس طرح ہو سکا حضرت خواب تک پہونچا منہ پر اور فرمایا کہ مبارک ہو اور فرماتے تھے کہ اس واقعہ کے بعد مدت خواب میرا ساقس سرہ کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے چاہا کہ مجھ میں تعریف کرنا کر نہ کر سکے۔ فرماتے تھے کہ ایک پر تعالیٰ بیگ کی درگاہ کا یا مولیٰ یعنی بزرگ لقب کہ لوگوں کو سزا کے لیے ڈالتا تھا اور لکھیاں ارا کرتا اس نے ایک دن تاشکند میں پیغام بھیجا کہ شیخ زاد سے مزار میں جمع ہوں کہ انکی ملاقات کرو آتا ہوں سب جمع ہوئے وہ شہر آدمی تھے اور میں سب سے چھوٹا تھا جب وہ سائل آیا جس کسی سے مصافحہ اور مذاقہ کیا اسکو ایک کیفیت ہوئی کہ وہ گر پڑا جب مجھے مصافحہ کیا مجھے بھی کیفیت ہوئی مگر میں نے تیز دستی کی اور اس سے لپٹ گیا اور نہ ٹوٹا یہ سستی میری اسے بہت پسند آئی اور مجھ پر باوجودیکہ میں سب میں چھوٹا تھا مجھے سب پر مقدم کیا باتوں میں میری طرف رخ کیا اس درمیان میں لوگوں کو یہ خطرہ گذرا کہ باوجود تعریف اور استیلا کے یہ کیا کام ہو کہ انکو اختیار کیا ہو اسے اس خطرہ پر آ

ہوا فرمایا کہ میں مرید خواجہ حسن علی راہکار کا ہون اور ایک مدت انکی خدمت میں بسر کی اور باطن کے سبق کا اشتغال
 نہتے تھا اور کیسے طرح کشالیش نہوتی تھی آخر کو اپنے دل کا درد خواجہ سے عرض کیا۔ فرمایا کہ تجھے سلاطین کی درگاہ
 میں کوئی خدمت لینا چاہیے کہ تیری مدد و روزگار مظلومان کو پہنچ سکے پس مجھے اس شغل کا اشارہ فرمایا اور
 امیر سعید کو جو میرزا علی بیگ کے امرا سے تھا سفارش کی اور مجھے وصیت کی کہ ہمیشہ مسلمانوں کی کفایت تھا
 اور سبائیں و فقرا کی اور دین تیری کوشش کرنا اور کسی مسلمان کو اگر ضروری کام پیش آوے کہ اُسکے انعام
 سے تو عاجز ہو چاہیے کہ تو اُسکے غم میں رہے اور اپنے کو مہول رکھے اور ملامت ہی میں تو سو جائے امید
 ہو کہ یہ معاملہ آخر کو فتح تک پہنچائے بعد ازاں حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق مشغول ہوا اس اثنا
 میں مجھے فتح باب ہوا اور عقدے کشادہ ہوئے حضرت فرماتے تھے کہ اُن اوائل حال میں ایسی نیاز مندی
 میرے باطن میں غالب تھی کہ جب شخص بندہ اور آزاد اور سفید و سیاہ اور چھوٹا بڑا سامنے آتا سر کے بالوں
 میں رکھتا اور زبردستی نضرع اور عاجزی سے ہمیت اور التفات خاطر اُس سے چاہتا۔ فرماتے تھے کہ اوائل
 میں جھپٹی میرے والد کی گلشن میں بقی ایک بار غلہ ایک صحرائی ترک کے ہاتھ میرے پاس بھیجا تھا کہ اُسکو
 ٹھکانے سے رکھوں اور میں غلہ کے بند و بست میں مشغول ہو گیا اور وہ ترک گوئیں اپنی لیکر چلا گئیں
 انوقت خبردار ہوا کہ وہ باج چکا تھا میرے باطن میں بڑا اضطراب پیدا ہوا کہ اُس سے ہمیت کی درخواست
 نہ کی اور نیاز مندی نہ لایا اس تقصیر سے ایک عجب رنج اپنے اندر پایا غلہ اُسی طرح چھوڑا اور اُسکے پیچھے دوڑا
 اُسکو شہر کے آدھے راستہ پر پایا بڑی تضرع اور نیاز مندی سے اُسکا راستہ میں نہ روکا اور اُس سے درخواست
 کی کہ گوشہ خاطر میری طرف رکھو اور ایک نظر میرے کام میں ہو کہ تیری برکت سے حق سبحانہ میرے اوپر
 رحم کرے اور گروہ بے میری کشادہ ہو وہ ترک صحرائی بڑا متعجب اور متحیر ہوا کہ غالباً تم مشائخین کے قول پر
 عمل کرتے ہو کہ کہا ہے ہر کیم کو رساںک خضر پہل و ہر تون کو رساںک قدر پہل و گردن میں ترک صحرائی ہوں تھا
 لا حاصل کہ سمجھ اپنا بضرورت دھوتا ہوں اس بات سے کہ تم چاہتے ہو مجھے کیا خبر میری کثرت نیاز سے میں ترک
 میں ایک اثر اور کیفیت پیدا ہوئی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور مجھے کتنی ہی دعائیں دین اور میں نے بہت
 سے کشود اُسکی دعا سے اپنے باطن میں دیکھیں۔ فرماتے تھے کہ اٹھائی میں قوت واہمہ میری بہت قوی تھی
 اکیلا گھر سے باہر نہ نکلتا ایک رات کو ایک امر میرے دل میں آیا اور اُسے زور کیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ
 صبر و قرار نہ رہا اور بے اختیار ہو گیا اور گھر سے تنہا نکلا ذوق اسکا ہوا کہ شیخ ابو بکر قفال کے مزار پر جاؤں
 مزار پر گیا اور ایک ساعت شیخ کی قبر کے آگے میں بیٹھا کچھ خوف نہ ہوا وہاں سے شیخ خاوند ظہور کے مزار کی طرف
 شوق ہوا وہاں بھی گیا اور وہیں بڑا اور وہاں سے مزار خواجہ ابراہیم کہیا گر گیا اور وہاں سے مزار شیخ زین الدین

وہ فارغان پر گیا اور کچھ ڈرائے اندر بنایا کچھ کبھی روحانیت عزیزان کی مدد سے اُس لکپن میں کسی مزار اور موضع
مہیب میں نہیں ڈرا۔ فرماتے تھے کہ ابتداً جلسہ میں کہ غلبہ احوال کا محل تھا راتوں کو مزارات تاشکند کے گرد بچا
کرنا اور وہ مزارات ایک دوسرے سے بہت دور تھے کبھی ہوتا کہ رات بھر سب جگہ گشت لگاتا اور اسوقت
شرعی سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا حلقین کو تو ہم ہوا کہ مبادا کسی عمل ناپسندیدہ میں مشغول ہوں ایک شخص کو کہ برابر
رضاعی اس فقیر کا تھا میرے پیچھے بھیجا کہ میرے احوال کا شخص اور سنجو کرے ایک شیخ خاوند ظہور کے مزار پر قبر
سامنے میں بیٹھا تھا یہ شخص آیا اور میرے پاس پہنچا اور ہاتھ سے مجھے پکڑا اور کا پٹا تھا میں نے کہا تجھے کیا ہوا
کہا مجب چیزیں دکھلائی دیتی ہیں قریب ہو کہ میں مر جاؤں اُسے گھر ہو پنا دیا ہمارے کہنے کے آدمیوں سے جا کر
کہا کہ اُسکی طرف سے اندیشہ نہ کرو اور خاطر جمع رکھو کہ اُسے دوسرا کام پیش آیا ہو ایسی اندھیری رات میں کہ میں
مرد مردانہ اُس مزار پر نہیں جاسکتے وہ تنہا گیا ہو اور شیخ خاوند ظہور کے مقابلہ میں بیٹھا اسکے بعد ہمارے لوگوں
نے جانا کہ مجھے ابتلا واقع ہوئی ہو فرماتے تھے کہ اوائل میں ایک صبح شیخ ابوبکر قتال شاشی کی زیارت گاہ میں
کہ نہایت ہولناک مقام ہو چنانچہ آدمی دن میں دہان دڑتا تھا میں بیٹھا تھا اور تاشکند میں ایک بازار ملی تھا
تھا کہ ہم سے بڑی عداوت اور انکار رکھتا اور ہمیشہ فرصت ڈھونڈتا تھا اور گھات میں تھا کہ ہمیں اندھینا
وہ اسوقت صبح کو ہماری گھات میں تھا جب ہم دہان بیٹھے اور سرد آگے جھکائے تھوڑی دیر میں رہا چانک
کین گاہ سے دوڑتا ہوا نعرہ لگاتا ہوا اور شور مچاتا ہوا ہمارے ڈرانے کے لیے ہمارے اوپر دوڑا کہ کوئی خیال
اسکا نہ تھا کہ اسکے نعرہ اور مدد سے ڈرین یا کوئی ہمیت اُن حرکات سے ہمارے دل میں راہ پائے اسی طرح سر
جھکائے برقرار میں رہا اور قطعاً اُسکی پروانہ کی اُسے جب وہ حال دیکھا تو نہایت شرمندہ ہوا اور اپنے افعال
سے خجالت زدہ ہمارے سامنے روتے روتے منہ کے بل گرا اور زمین چومنی شروع کی اور وہ ایک رات
اور محبوں سے ہوا اور فرماتے تھے کہ ایک اور رات کو شیخ زین الدین کے عارفان گھزار پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ ایسا
ہو کہ شہر سے ایک کن رہے اور اُسکے حوالی میں آدمی کتر رہتے ہیں اور تاشکند میں ایک دیوانہ تھا قد آور اور گھٹا
کہ دن دہاڑے بازار میں لوگ اُس سے ڈرا کرتے اور اُس زمانہ میں ایک آدمی کو اُسے قتل کیا تھا کہ لپٹا لپٹا کر
اس گورستان میں ظاہر ہوا اور میرے سر پر شہر پر پکایا اور شور مچایا کہ یہاں سے اٹھو اور باہر جاؤ میں نے گرتے
اُسکی طہوت مٹ کر نہ کیا اور اپنی نسبت سے نہ بچا اور جو توجہ مجھے تھی اُس سے باز رہا اور وہ اسی طرح نبالہ
اور اصرار کرتا تھا یکا یک دوڑا اور شاخیں درختوں کی کہ مزار پر تعین توڑنی شرع کین اور ایک گھٹا
باندھ لایا اور مسجد مزار میں آیا اور وہاں ایک چراغ جلتا تھا باہر لایا اُسکی یہ غرض تھی کہ اُن لکڑیوں میں
آگ لگائے اور میرے سر پر پھینکے اس کام میں وہ تھا کہ ہوا چلی اور وہ چراغ گل ہو گیا اور اُسکے غصہ کی آگ روشن

ہوئی شور غل مچانے لگا اور جنوں اُسکا بڑا ہار عد کی طرح گرجا اور میرے گرد و دُڑتا تھا اور اپنے آپ کچھ کہتا تھا اور میں مطلق اُسکی طرف التفات نہیں کرتا تھا اور کچھ تردد اور ترنزل اسنے خاطر میں نہیں لاتا تھا دن ٹھیکے اُسکا معاملہ میرے ساتھ یہ تھا جب فجر ہوئی وہ تاشکند کے بازار میں آیا اور پھر ایک شخص کو قتل کیا لوگوں نے ہجوم کر کے اُسکو مار ڈالا فرماتے تھے یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مزارات میں کچھ بہت خیرین پیش آتی ہیں ہرگز میری نسبت واقعہ نہیں بچا سکتا کہ ایک شب پیش ایوان نزار حضرت شیخ طاوہ تھا ور کے بیان میں بیٹھا تھا اچانک ایوان کے اوپر سے ایک سیاہ چیز زمین پر گری اور ٹوٹی تھی تھوڑی ہی تشویش میرے دل میں پیدا ہوئی میں اُٹھا اور چلا گیا ایک بار اور شب کو میں بیٹھا تھا ور خان سرور کے نیچے سے جو پیش ایوان تھے کمانسی کی آواز آئی میں اُٹھا اور اُسکے بیٹھا پھر کوئی چیز ظاہر ہوئی یا وجود ایسا نہ کہ مزارات کے گرد پھرتا تھا فرماتے تھے خواجہ عبدالغفار روح الصمد روح کی نسبت سکتے والے کہ بازاروں میں جا رہے ہیں اُنکے کان میں سب آوازیں ذکر ہوتی ہیں ذکر کے سوا کچھ نہیں مسمیئے ابتداء حال میں ذکر ایسا غالب ہوا تھا کہ ہوا اور ہر آواز سے جو کان میں آتی تھی ذکر مسمیئے تھا ایک شخص تاشکند والوں میں سے کہ اُسکو محمد جہاگیر کہتے تھے ستمول اور ذمیمہ ور تھا اُسنے ایک شب آراستہ کیا تھا اور آدمی بھجوا اور سمرقند سے گائے جانے والے اور عودی اور چنگی اُس ولایت میں بلوائے ایک شب غوغائے عظیم اُسکے یہاں تھا کسی سہرا سی کی ضرورت سے اُس مکان کے نزدیک میں گیا تھا تمام آوازیں آدمیوں کی اور اُسکے عدد و چنگ کی آوازیں مجھے آواز ذکر معلوم ہوئیں اور ذکر کے سوا میں اور کچھ نہیں سنا تھا اسوقت سینہ اٹھا رہا ہواں سال تھا۔

ذکر حضرت کے فقر و تجر و کا شروع احوال میں۔ فرماتے تھے کہ میں مرزا شاہجہ کے زمانہ میں ہر میں بیٹھا تھا اور مجھے ایک پیسے کا مقدور نہ تھا ایک پگڑی میرے پاس تھی کہ چاندی کے چندوے اس میں آویزاں تھے ہر ایک ایک چندوہ کو بندش کرنا تھا ایک دو اور نیچے لٹکتے تھے ایک روز بازار ملک میں گذر ایک فقیر نے مجھے سوال کیا اور میرے پاس کچھ نہ تھا کہ اُسے دوں پگڑی اپنے سر سے اتاری اور ایک نان ہائی کے پاس لیگیا اور کہا کہ یہ پگڑی پاک ہو دیگ دھونے کے بعد دیگ کو اُس سے پونچھ سکتے ہیں اسے رکھ چھوڑ اور اس فقیر کو کچھ دیکھ نان ہائی نے فقیر کو خوش ہو کر دیا اور پگڑی مجھے بڑے ادب کے ساتھ پیش کی میں نے نہیں قبول کی اور چھوڑ دیا فرماتے تھے کہ بہت آدمیوں کی میں نے خدمت میں کی ہیں میرے پاس نہ گھوڑا تھا اور نہ دوسری سواری ایسا سال میں ایک قبا پہنتا تھا کہ روئی اُسکی باہر نکل آتی اور تین سال تک ایک پوسٹ میں پہنتا تھا اور تین سال کے بیچ ایک موزہ تابستان۔ فرماتے تھے کہ اوائل مسافرت میں جاڑے کا موسم تھا کہ مولانا مسافر کے ساتھ شاہرخیہ میں آئے ایک گھر ملا ہے پاس تھا جسکا دروازہ سر کو چھتا اور مکان کی زمین کو چھ بہت نیچی تھی

اور شیخ کے وقت مٹی اور کچر اندرائی تھی صبح کے وقت مسجد میں جاتا اور وہاں غازی پڑھتا اُس جاٹے کی فصل میں
کپڑے میرے بہت باریک تھے شیخ کا آدھا بدن میرا کچر گرم ہوتا تھا۔ فرماتے تھے کہ اب اسباب جمعیت کو جمع کیا گیا ہے
کوئی آدمی چاہیے کہ کام کرے اگر اسباب جمعیت کو سبب تفرقہ اور بیکاری کا بنوین سخت نقصان ہوگا ہرگز ہیکر
مسافروں میں کہ اس کام کے لیے تھے دو لوٹے گرم پانی طہارت کے لیے بے تشویش نہ تھے۔ شیخ بہار الدین
عمر کی صحبت سے وضو اور طہارت کرنے کے لیے کبھی شہر کو جاتا تھا خاطر میں خیال آتا تھا کہ کیا ہوتا اگر شیخ استد
کرتے کہ گرم پانی مسجدوں میں طہارت فراق کے لیے اسی جگہ میسر ہوتا اور میر نہ تھا جتنے خود حرمہ اور شمع اور
آب طہارت اور جگے طہارت اور حمام اور ابترج سب کے کھانے پینے کا یا روں کے لیے مہیا کر دیا ہی ہجوم
مشاغل سے بیشتر فرصت بہت غنیمت ہو۔ فرماتے تھے کہ پانچ سال ہم ہرات میں رہے ایک وقت تھا کہ ہرات
میں دوبار اور تین بار شیخ بہار الدین عمر کے گھر میں جاتے اس مدت میں وہاں دوبار کچر کھایا اور سبب ہوا
کہ میر فرور شاہ کا بھائی میر محمود شاہ شیخ کے یہاں آیا تھا طاہر گوشت چانول پکایا تھا ہم اور مولانا سعد الدین
باہر بیٹھے تھے کھانا ہمارے سامنے لائے اور اکیلا اور شیخ نے سبب سے افطار کیا دانت موجود تھے بہت
سبب کھائے اُن دنوں دانت میرے درد کرتے تھے تھوڑے سبب موافقت کے طریق میں نے بھی کھائے
فرماتے تھے کہ ہم اور مولانا سعد الدین ایک دن شیخ کی خدمت میں گئے تھے اُس روز ہوا نہایت صاف تھی شیخ چاہتے تھے
کہ دعوت کون مجھے کیا کہ مولانا جلال الدین کے پاس جاؤ کہ تمہارے لیے کھانا تیار کرے اور یہ مولانا جلال الدین
انکا برادر طرقت تھا اور شیخ و متولی فرار خواجہ سہرہ کا مال آگہ میں نے کبھی متولی کا کھانا نہیں کھا یا شیخ کے
کہنے سے میں گیا مولانا جلال الدین نے اُس بڑی ندی میں سے کہ فرار کے سامنے ہو پھلی کپڑی تھی جو
منقال ہوئی اُسکے کباب بنائے اور پیاسے سامنے لائے اُسکے بعد بہت عرصہ کے اقبہ میں شہول ہوئے مولانا سعد الدین من
اشارہ کیا کہ چلو ہم اٹھیں اور باہر آئے۔ فرماتے تھے کہ استاد فرخ تبریزی ایک شخص تھا میرزا شاہ رخ کے زمانہ میں پڑھایا اور صراف شمار
لوگوں کا چوہری تھا اور خانوادہ خواجگان قدس السداد و اہم سے اُسکو بہت اعتقاد تھا اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ سے تعلیم
القیات خاص اپنے پایا تھا وہ جانتا تھا کہ ہرات میں کیک کھانا میں نہیں کھاتا غزوہ ماہ رمضان میں قسم کھائی تھی اور حیل کیا کہ اگر کھانا
اُسکے گھر میں ذرہ افطار کرنا بی اُسپر حرام ہو جاتی مجھے رت رمضان کی شب وہاں ہو پڑا فروغ تھا اُس سے بہت ندرت اور شفقت
میں نے کچھین اور اُن دنوں کو ہر قدر ترقی تھی کہ کسی خدمت سے اُسکی کمالات کرتے جب تمہا صحت ہوئی وہ دیکھا تھا اُسکے پیے کو ذرا
دینا کہ پی دے اور اُسکے سوا اور تین بھی ہیں حضرت نے ابتدا میں سے انتہا تک ہرگز کوئی بد بخت نہ کیا قبول نہیں کیا مولانا احمد کا زیری علیہ السلام
ایکے وغیرہ تھا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تعلیم کے ساتھ شرف ہوا تھا اور متولی کامل لکھتا تھا بعد وفات حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کے حضرت کے یوسفیہ نے کی اولی سے اپنے ہاتھ جا رہا۔ بابک لکھتا تھا اور کچر پیے منہ بنایا اور اُسکے کام میں قضا ط کی تھی اور کچر پیے

طریق سمرقند بھیجا اور التماس کی کہ حضرت اسکو بہنیں جب آپ کی نظر مبارک میں گزرانا فرمایا کہ اس جامہ کو پہن سکتے ہیں اور اس میں سے بوسے صدق آتی ہو لیکن مجھے تمام عمر اپنی کوئی چیز کسی سے قبول نہیں کی خدمت مولوی میں ہمارا ملوث سے عذر خواہی کر دیں اس عکین کو مع چند بند کا فغہ کے ہدیہ کے طور پر مولانا احمد کے لیے کاریز دیں بھیج دیا۔ ایک دن حضرت جنگل میں جو کئی فرسنگ شہر سے دور تھا چلے جاتے تھے اور ایک جماعت کثیر اصحاب اور خدام سے سوار پیدل آپ کے محافظ کے ساتھ تھی اور ٹوپل رہی تھی اچلاناک دور سے چند خیمہ دکھلائی تھیں اور وہاں سے تین آدمی اس طرف کو آئے اور ان کے ساتھ کوئی چیز تھی اور جلد جلد حضرت کی سر راہ پر آئے تھے حتیٰ کہ گڈنڈی پر راستہ رکھ دیا یہ مقدم ان کا لے گودن کا تھا ایک بکرا فرہ آدمی کی گودن پر رکھے ہوئے اور ایک بہت بڑا پیالہ دہی کا بھرا ہوا دوسرے کے ہاتھ میں راہ کے درمیان آپ کے محافظ کی زمین پر زانو رکھا اور خادمان نے گھوڑا اور محاذ ٹھہرایا پس آسنے نیاز مندی سے کہا خواجہ نمبر سے یہ بکرا حلال ہو کہ آپ کی نذر کیا ہو اور یہ پیالہ حضرات کا پاک ہو کہ لایا ہوں تاکہ آپ نوش کریں حضرت نے فرمایا کہ میں کسی کی نذر اور میرے نہیں لیتا اپنا بکرا اپنے گلے لیا لیکن حضرات تیری لیتا ہوں اور قیمت دیتا ہوں کہا حضرات کی اس جنگل میں قیمت نہیں ہوتی اور کچھ قدر نہیں فرمایا کہ کسی کی چیز قیمت نہیں بچہ خدام سے کہا کہ ایک شاہر خوجا اسکو دے اسوقت دہی اپنے سامنے نگایا اور کچھ بھر سب یار دن نے سوار دپادہ سے پیلا اور مردان ہوئے —

ذکر حضرت کے نہایت درجہ تمول کا۔ حضرت فرماتے تھے کہ جب ہم ابتداء اہرات میں تھے حضرت سید قاسم تبریزی کی ملازمت میں بہت جاتے اور آپ کا سنہ آتش جمہور اپنا دیا کرتے اور فرمایا کرتے اے ترکستان کے شیخزادہ جس طرح کہ یہ ناخوش سہارے آس پاس قریب ہو کہ دنیا تیرے آس پاس ہو اور جس وقت حضرت سید یہ بات فرماتے مجھے کچھ دنیا نہ تھی اور کمال ترک و تجرد میں تھا حضرت بائیسویں سال میں تھے کہ ان کے مامون خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ آپ کو تاشکندہ وطن الموت میں تحصیل علم کی نیت سے سمرقند لائے اور آپ کے شغل باطنی کا غلبہ تحصیل علم ظاہر کی مائع ہوا اسوائے صحبت اور ملازمت عزیزان اس سلسلہ قدس اللہ ارواحہم کی چاہت کی ہو اور اس کام کی طلب میں رخ کیا چنانچہ اس مقصد کا ذکر تیسری فصل میں لکھا جائیگا اور مدت دو سال و تین ماہ میں اس خانوادہ کے بزرگوں کے پیچھے پھرے ہیں اور چوبیسویں سال میں شہر ہرات لائے اور پانچ سال ہرات میں شایخ وقت کے ساتھ صحبت کی اور تیسری برس کی عمر میں وطن الموت کو لوہا لائے اور وہاں کھیتی شرمع کی اور کچھ شریک ہوئے اور اس کے اتفاق سے ایک جوڑی سیل کی چلائی پھر حضرت کو حق سبحانہ نے انکی زراعت میں بڑی برکت دی تھی نہایت کہ ان میں اسباب اور الماک اور گلہ مویشی حضرت کا اندازہ سے زیادہ تھا جس کا حساب ممکن تھا دوسری بابہ کہ راقم نے شرف آستان یوسی سے شرف ہوا لطفہاں ہکاروں سے مستثنا تھا کہ حضرت کے مندرجہ ہزار اور تین سو سے

زیادہ ٹپھٹپھٹے ہیں اور اندون مشاہدہ ہوا کہ کتھے ہی کھیت اور خرید سے حقے حضرت مخدومی مولانا نور الدین عجمی
جامی قدس اللہ سرہ اسامی نے انساب یوسفیہ زلیخا میں حضرت کے متاقب کے درمیان اسکا اشارہ کیا ہے
جہاں کہ فرمایا ہے بہت ہزارش مزرعہ در زیر کشت است کہ ز اور رفتن را بہشت است + ترجمہ اسکی کشت
میں ہزار مزرعہ ہیں کہ بہشت میں جانے کی راہ کو قوشہ ہے۔ اُسوقت میں کہ راقم اینخود آستان بوسی
جاتا تھا قرشی میں بہو نچا اور ایک شب کو حضرت کے کارندوں میں سے ایک کے بیان بھراہ کہتا تھا کہ
میں قتل جو بیار قرشی کا ہوں جو ایک مزرعہ تیرہ سو مزرعہ میں کا ہے حضرت سے میں نے پوچھا کہ اس ندی
کتنی جوڑی ہیل کی زراعت ہوتی ہے کہا ہر سال آبپاشی کے لیے ہر جوڑی پر ایک آدمی باہر جاتا ہے
میں ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔ ایک روز حضرت نے کسی قریب سے فرمایا کہ میں ہر سال ہرقند کے خاص
ہزار ہوں سے اسی ہزار میں غلہ ہرقند کی تول سے اپنا خرچ عشر دیوان سلطان احمد مرزا کا ذمہ دار لگاتا
ہوں اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے میرے مال میں بڑی برکت دی ہے کہ ہر خرمن کا غلہ جو کوت اور اندازہ لگاتا
واقع کار ہزار میں کوت کرتے ہیں تول کے وقت چودہ پندرہ سو میں ہوتا ہے ایک ملازم جو حضرت کے
بعض انبار غلات کا تعلق اس سے عقاکت تھا کہ غلہ کا خرچ کبھی پیدا دار سے زیادہ ہوتا اور آخر سال میں کھٹا
کہ ہنوز انبار خانہ میں بہت غلہ باقی رہتا اور مشاہدہ اس حال کا زیادہ تعین کا سبب ہوا حضرت سے اکیلا
یہ بات میں نے پوچھی فرمایا کہ مال ہمارا فقر کے واسطے بڑا ایسا مال کی خاصیت ہے۔

ارشاد ایکدن حضرت اس آیت کو کہ یہ کہی کہ سنی میں انا اعطیناکم الکوثر فرماتا ہے تھے کہ محققوں نے اس آیت کی تفسیر میں
ایسا کہا ہے کہ وہ اپنے تجھے کوثر یعنی شہود احدیت و کثرت پس جو شخص کہ پیشہ اسکا مقام ہے ہر آئینہ ہر درہ
ذرات کائنات سے اُسکے لیے ایک آئینہ ہے کہ اس میں جمال ذات باقی کا شاہدہ کرنا ہے ایسے شخص کو کہ جسے کائنات
سب سے زیادہ شہود اور تجلی وجود کا سبب ہو اسباب دنیوی کس طرح حجاب جمال مقصود کا ہو جائے اور
مجوی کی صورت اُسکو کیونکر ہو۔ حضرت مخدومی قدس سرہ نے تفسیر الاحبار میں حضرت کی سفتیت میں اس کا
اشارہ کیا ہے جہاں کہ فرمایا ہے بہت زورچان نوبت شامینشی + کو کہ فقر عبید اللہ + لکہ حضرت فقر الہی
خواجہ احرار عبید العداست + روسے زمین کش نہ سرو نہ بہت + در نظرش چون روی مکتہ عن است
یک روی ناخن چہ برست آیدش + کو کہ ہر فقر شکست آیدش + لکہ ہر احدیت دلش + صحت کثرت صحت
ساعلش + ہست + ران لہ نا قریب + قہ نہ قوسے فلک یک جاب + ترجمہ لشکر فقر عبید
نے عالم شہنشاہی کی نوبت بجائی۔ جو کہ فقر کی آزادی سے بزدار خود خواجہ عبید اللہ احرار ہو
روسے زمین جسکا نہ سہ نہ بڑ ہو اسکی نظر میں ایک ناخن کا رخ ہو۔ ایک رخ ناخن جو اُسکے ہاتھ

گلے کب اسکی راہ فقیرین کشمکی آوے۔ اُسکا دل دریائے احدیت ہی کرت کی صورت اُسکے کنارہ کی سیب
ہو۔ اُس دریا میں جسکا عمیق نیا فتنہ ہو۔ آسمان کی نوریت کا تہ ایک جاب ہو

ا ذکر حضرت کی خدمت اور شفقت کا خلق کے گروہ خاص و عام کے ساتھ

حضرتِ ابتداءِ حال۔ سے انتہا و رتبہ کمال تک آشنا اور بیگانہ کی خدمت اور شفقت کے اور دوست دشمن کی
رعایت اور انانیت کے حلیم و لدادہ تھے اور مجالس میں خدمت کے اندر سب پر سبقت کرتے رہے فرماتے
تھے کہ میں جس وقت سمرقند کے مدرسہ مولانا قطب الدین صدر میں تھا دو تین بیمار سرخچہ کی جسمیں دانہ
ہوتے ہیں بیماری کرنا تھا وہ مرض کی شدت سے بے شعور تھے اور اُنکے بچھونے دھونے کے لائق ہوتے تھے
میں اُنکو دھوتا تھا ایدائیسے دو رکرتا اور یہ واقعہ جلد جلد ہوتا اور مجھے بوجہ بیماری داری اور اُسکے لازم کے مرض
سرخچہ ہوا جس رات کہ مجھے تپ محرق تھی تین چار پانی کے گھڑے لایا اور کپڑے اور لیٹر بیماریوں کے دھونے
فرماتے تھے کہ جب میں ہر رات میں تھا سحر گاہوں کو پیر ہر نہ کے حمام میں جاتا اور لوگوں کی خدمت کرنا بھی ایسا ہوتا
کہ پندرہ سولہ آدمیوں کی خدمت کرتا اور اس خدمت میں اشیاء نیک و بد سیاہ سفید اور غلام آزاد کی
نکرتا اور کبھی ایسا تھا کہ گرم خانہ حمام میں پانچ چھ آدمی کی خدمت کرتا اور لوگوں کی خدمت کے بعد میں بھاگتا
تا کہ کسیکو تشویشِ اجرت کی نہوا اور اگر ہو مجھے نپاوے آخر حیات میں فرمایا کرتے از بس کہ حمام میں بہت شین
میں کرتا تھا حمام کی گرمی سے طبیعت میں کوفت پہنچا ہی اس وجہ سے حمام کی رغبت اب نہیں ہوتی حمام کم
تشریف لیجاتے تھے اور یہ وجہ کہتے۔ فرماتے تھے کہ طریقہ فواجگانِ قدس اللہ تعالیٰ ارواحم میں بہت اور خاطر
اسکی طرف مصروف ہوتی ہو کہ وقت کا تقاضا کیا ہو ذکر اور مراقبہ اسوقت ہو کہ جب خدمت کوئی نہیں
سے راحت کسی مسلمان کو پہنچے وہ خدمت کہ موجب قبول دل ہو ذکر اور مراقبہ پر مقدم ہو۔ بعضے گمان
کرتے ہیں کہ اشتغالِ نوافل عبادت کے ساتھ اولے خدمت سے ہو خدمت اور محنت کا ثمر دل میں جگہ پاتا ہو
جلبتِ القلوب سے حب من احسن الیہا اسکی مہین ہو۔ بچے قلوب کی سرشت میں اُس شخص کی محبت ہو جو اُنپر حقا
کرے ہرگز ثمراتِ نفلوں کے اُس اثر اور نتیجہ کے برابر نہونگے جو کہ محبتِ مومنین ہو۔ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ
بہار الدین اور اُنکے تابعین قدس اللہ تعالیٰ ارواحم جو آسانی کسی کی خدمت قبول نہیں کرتے تھے اس
جہت سے ہو کہ خدمت اور تواضع منجملہ احسانات ہو اور جب محسن ضروری اور بقدر محبت کے علاوہ اُن
ہو ہر گاہ جعفراتِ تمام محبت سے مشغول نفی طلق میں ہیں اور نہیں چاہتے کہ اُنکو کسی طرح کا علاقہ ہو دے تو باطن
کوشش اور اہتمام رکھتے ہیں کہ جب تک ہو سکے خدمت کو بہن نہ قبول خدمت اور ایسے شخص سے خدمت
قبول کرتے ہیں جسمیں لیاقت اسکی پاتے ہیں کہ روز بروز اُنکے طور طریقہ سے بہرہ مند ہوں اور اسکا علاقہ

عالم سے بوجہ قبول اور التفات خاطر ان حضرت کے کتر ہوا اور ایک عالم اُسکی جمعیت باطن سے آباد اور روشن ہو۔ فرماتے تھے کہ میں نے یہ طلق کتب عوفیہ سے نہیں لیا ہوں بلکہ لوگوں کی خدمت سے لیا ہوں یہ کہ مجھے سکھایا ہو لیکن خدمت کی یہ خاصیت ہو۔ فرماتے تھے کہ ہر کسی کو ایک دروازہ سے لائے ہیں مجھے در خدمت سے لائے ہیں یہی وجہ ہو کہ خدمت پسندیدہ اور مختار اور محبوب میری ہو جسکی مجھے امید و یقین ہو اُسکو خدمت کا حکم دیتا ہوں اور یہ بہت پڑھی بہت تراکم نگہ کرے یا کشد + اُن سقف گاہ ماہ ازین نروبان نخواہ + ہمت کبریائی کے کنگورہ تک مجھے لیجاتی ہو اُس چھت کے لیے زمینہ اس سے بہتر مت چاہ۔ پھر فرمایا کہ میں اسطرح پڑھتا ہوں کہ۔ خدمت تراکم نگہ کرے یا کشد

ذکر حضرت کی رعایت اور ادب کا تمام حقائق کے ساتھ

حضرت ہمیشہ غلام اور ملازمین کمال آداب ظاہر و باطن کے ساتھ اتعاف رکھتے تھے اور صحبت اور خلوت میں آداب ظاہری اور باطنی کی رعایت کرتے۔ راقم حروف جس زمانے میں کہ ملازم استیفاء ولایت تھا اور شب و روز ملازمت اور خدمت میں رہتا چار مہینے پہلی دفعہ اور آٹھ مہینے دوسری دفعہ ہرگز نہیں دیکھا کہ حضرت نے انگریزائی ہو یا کھانسی وغیرہ سے بلغم اور پانی دہان مبارک سے باہر نکالا یا ناک سنی ہو اور ہرگز نہیں دیکھا کہ غلام اور ملازمین کسی رات دن میں چار زانو بیٹھے ہوں اور خدمت سولانا ابو سعید ادہی علیہ الرحمۃ کہ اس آستانہ کے ملازم تھے اونٹین شل سال وہیں رہے فرماتے تھے کہ جس مدت میں میرا قیام حضرت کی خدمت اور ملازمت میں تھا کسی صحبت اور خلوت میں کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے چھلکا وانہ انگور اور سیب و امروہ و آبی وغیرہ کا دہان مبارک سے نکالا ہو اور ہرگز نہیں دیکھا کہ ناک صاف کی ہو یا بلغم منہ سے باہر نکالا ہو یا وجود دیکھ لکھی کبھی زکام نہ لے ہوتا تھا اور ہرگز کوئی چیز جو موجب بہت اور نفرت بلع ہو حضرت سے نہیں دیکھی گئی اور آپ کے کسی عضو سے کوئی حرکت نامقبول صادر نہیں کی ہمیشہ غلام اور ملازمین کمال ادب اور حسن معاملہ سے متعلق اور متعلق تھے۔ جناب سید عبدالقادر مشہدی مدظلہ العالی سلطان ابو سعید کے زمانہ میں سمرقند گئے تھے اور آپ کی صحبت میں پہنچے فرماتے تھے کہ ایک شب میرا فریاد فون محلہ کشیر کا ملازمت حضرت میں آیا اور ارادہ کیا کہ وہ شب آپ کی صحبت زندہ رکھے اور فیروز اُس مجلس میں حاضر محتاج نماز عشا کی طرح چلے آئے فرمایا کہ میری ہمارا مہمان ہو چاہتا ہو کہ ہمارے ساتھ آج کی رات اچھا کرے اور مہمان کی جانب کی رعایت لازم ہو ہم بیچہ اردن کے ساتھ بیٹھیں گے تم جو ان ہو جاؤ اور سوؤ اور تمہاری خاطر میں آئے صبح کو آئیں گے لکھا اگر اجازت ہرقتیر بھی ہو فرمایا کہ اگر بیٹھنے کی قوت باقی ہو تو کوئی مانع نہیں ہو فقیر تین اور آدمی کے ساتھ حضرت کے اصحاب سے اُس مجلس میں بیٹھا اور میں اول شب سے دم صبح تک آپ کے احوال کا ترجمہ

حضرت جس طرح دو زانو کہ اول شب میں بیٹھے تھے ہرگز اس زانو سے اُس زانو پر نہ بیٹھے اور مطلقاً کسی عضو سے یہ حرکت صادر نہ ہوئی یہاں تک کہ مسجد کی نماز کو اٹھتے جب نماز سے فارغ ہوئے پھر اُسی طرح ایک قرار پر از روئے ممکن ماطلوع فجر بدون اس کے کہ غنودگی اور انگلی کا نشان آپ سے ظاہر ہوا اور فقیر باوجود قوت جوانی کے ایک با دو ساعت میں زانو بدلتا تھا اور تکلف سے مینڈ کو مالتا تھا اور میرزا بھی برکت التفات حضرت سے کہ حرکت کرتے تھے حالانکہ وہ درمطوب تھا اور نیند کے آثار بھی ظاہر تھے حضرت اسی طرح مراقبہ میں تھے یہاں تک کہ صبح ہو گئی زان بعد نماز صبح کے لیے اٹھتے اور نماز عشا کے وضو سے پڑھی اور اس حالت کا مشاہدہ میرزا اور تعجب فرما کر موجب در سبب مزید حسن اعتقاد اور اخلاص کا حضرت کی نسبت ہوا۔

ذکر حضرت کے ایثار و شفقت اور مرحمت کا اصحاب اور تمام درویشوں کی نسبت جو تھا حضرت کے لطف و کرم کی حد و نہایت نہ تھی ہمیشہ اپنی محنت اور مشقت اختیار کرتے اور خدام کی فرحت اور راحت کو اپنے نفس پر اِثثار فرماتے۔ خدمت میر عبدالاول علیہ الرحمہ اپنے مسموعات میں لکھتے ہیں کہ ایک بار ادائل بہار میں ملازم اور خدام کا گروہ حضرت کے ساتھ ولایت کش کو جاتا تھا شام قریب تھی اور شب کو بغیر پھاڑ میں توقف کیا غامدوں نے شے مٹڑے کیے بعد از نماز مغرب بارش نے گھیر لیا حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس شے کی طہارت میں تردد ہے میں یہاں نہیں رہتا اصحاب ہاں رہیں اور اس بارہ میں مہربانی کر کے مبالغہ کیا اور اُس شے کے سوا اور شے نہ تھا بموجب اور حضرت کے فقرا اور اصحاب اُس شے میں رہے اور اُس رات کو دن تک منہ گزرا بار بار اور سیلاب روان ہوئی صبح ہوئی اور نماز فجر کی پڑھی بعضوں سے عنایت کر کے ایسا فرمایا کہ ہلکے شرم آتی تھی کہ ہم شے میں رہیں اور بار لوگ منہ میں بھیگیں اور جو کچھ خیمے کے حق میں فرمایا ایک پہرہ تھا تاکہ بار لوگ بے تردد رہیں۔ بعض اصحاب نے نفل کی ہو کہ ایک مرتبہ گرمی کی فصل میں کہ مواہبت گرم تھی حضرت مزرعہ موسومہ بڑا ورد کو گئے اور فقرا و اصحاب ساتھ تھے اُس کا فون کے کاشتکار لوگ ایک ادنیٰ خیمہ رکھتے تھے اُسے حضرت کے لیے ایک جگہ برپا کر دیا اصحاب کو حجاب آتا تھا کہ آپ کے ساتھ ایک تاجمین اور اُس کے سوا اور سایہ نہ تھا جب ہوا گرم ہونے لگی حضرت گھوڑا طلب کرتے تھے اور فرماتے تھے چاہتا ہوں کہ بعضے اہم کام دیکھوں اور سوار ہوتے تھے اور صحرا میں جاتے تھے اور دھوپ میں پھرتے تھے جب ہوا بہت گرم ہوتی تھی شگافہاے زمین اور پانی کے بنائے ہوئے گڑھوں کے سایہ میں کہ آج تمام بدن سایہ میں نہ تھا جوت سر مبارک آپ کا سایہ میں رہتا آرام کرتے اسوقت تک کہ ہوا اعتدال پراتی بعد از ان اُس الاجتی یعنی ادنیٰ خیمے میں آتے تھے چند روز کہ وہاں تھے معاملہ یہ تھا بالآخر اصحاب جان گئے کہ حضرت نے اپنے اصحاب کی رشتہ اور فراغت کی خاطر سواری اور دھوپ میں پھرنا پسند کیا تھا۔

فصل سوم حضرت کی ابتداء سفر اور ملاقات مشائخ زمان کے بیان میں

حضرت فرماتے تھے کہ میرے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ بہت چاہتے تھے کہ میں تحصیل علم کروں مگر ہاشکندہ سے اس مصاحبت کے لیے سمرقند لائے اور بہت اہتمام کیا لیکن برابر کہ پڑھنے کے لیے زور دیا مگر عارض ہو گیا جو تحصیل کا مانع ہوا ان کو درجن حصہ لینے سرخچہ قوی ہو گیا اپنے ماموں سے کہا کہ میری حالت ایسی ہے کہ تحصیل نہیں کر سکتا اور تمہیں نہیں چاہو تے کہ اصرار تمام کرتے ہو وہی ازین شبہ ہو کہ میں ہلاک ہو جاؤں ماموں میری اس بات سے متاثر ہوئے اور فرمایا کہ میں تیرا حال اب تک نہیں جانتا تھا آئندہ کو میں نے چاہو دیا جس طرح تیرا جی چاہے پڑھنا قبول ہو و دوسری بار تحصیل کا قصد کیا تھا آنکھ میں درد ہو نہ آکا اور پتلا لپٹس روز یہ بیماری اٹھائی آخر میں نے ترک کیا فرماتے تھے کہ کل جمع میری تحصیل کی مصعبین تھے ابک دو ورق زیادہ نہیں ہو۔ خدمت خواجہ افضل الدین ابواللثی کہ بڑے عالم و سمرقند سے تھے فرماتے تھے کہ حضرت کے کمال ہاں کو ہم نہیں جانتے مگر اس قدر جانتے ہیں کہ آپ نے مجھ پر ظاہر علوم رسمی سے بہت ہی کم پڑھا جو اور ایسا دن کم ہوگا کہ تفسیر تائمی میں شبہ ہمارے سامنے نہ لائیں کہ ہم سب اس سے عاجز ہوں۔ خدمت مولانا علی گویا کہ مولانا علی عوان مشہور ہیں اور بڑے علما زمانہ سے حضرت سے بہت عقیدہ رکھتے حضرت کی مجلس میں بہت آتے مگر بہت کم بات کرتے ایک دن حضرت نے فرمایا کہ تمہارے سامنے ہمارا سخن کتنا نہایت بے ثمری ہو چاہیے کہ تم کو اور ہم سنیں خدمت مولانا نے فرمایا حمان کہ سدا فیاض سے سخن ہو واسطہ ہو بچے ہمارا سخن کتنا اس جگہ بے ثمری ہو حضرت نے فرمایا کہ میں مولانا نظام الدین خاصہ کی خدمت کو سمرقند آیا تھا علیہ الرحمہ میرے باپ نے ایک آدمی آنکے پاس بھیجا تھا کہ میں نے لڑکی اپنے بھائی کی اس کے لیے محفوظ رکھی ہو اگر آپ نہیں آتا اور یہ نسبت قبول نہیں کرتا بھائی مجھے رنجیدہ ہوتا ہو اور اس باب میں بہت الحاج کی تھی خدمت مولانا نظام الدین نے بہت نصیحت کی اور آخر کو فرمایا ہم نہیں جانتے اگر دانگی اور اضطراب اس مشیہ کا ہو کہ کسی جگہ نہ ٹھہر سکے اور کسی کام اور کسی چیز کے ساتھ آرام نہ رکھتا ہو اسوقت معذور ہو ترک تحصیل ہو وین کی تنزیہ سے وہ اس حکایت کو بار بار فرمایا کرتے۔ حضرت نے ابتداء احوال میں کہ ہاشکندہ سے سفر کیا سمرقند اور بخارا وغیرہ میں بہتے بڑے اصحاب حضرت خواجہ بہار الدین اور آنکے اصحاب اور بہت اکابر طبقہ خواجگان قدس الدار و احکم کو دیکھا ہو اور بہتین رکھیں چنانچہ اس سے پہلے جا بجا ذکر سلسلہ خواجگان قدس الدار و احکم میں لکھا گیا ہو اور نیز سمرقند میں بل سکے کہ خراسان میں آئیں حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی خدمت اور صحبت میں مشرف ہوئے اور جب خراسان میں تشریف لائے ہیں دوسری بار خدمت سید قدس سرہ اور بعض دیگر مشائخ کبار ہرات سے ملاقات کی ہو اور انکی صحبت میں مدامت کی چنانچہ بعد از ان

ذکر ہوگا حضرت بائیس سال کے سن میں تقریباً تاشکند سے سمرقند آئے تھے اور چند روز وہاں اقامت کی اور
اوقات میں بائیس حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ کی ملازمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ
کی ہر اور انکی صحبت میں بہت جاتے رہے۔ ایک عزیز بڑے اصحاب حضرت سے فرماتے تھے کہ ایک بزرگ سے
میں نے سنا کہ کہتے تھے ایک روز سمرقند کے مقام مولانا نظام الدین کی صحبت میں گیا اور انکے سامنے بیٹھا آپ
میں نے دیکھا کہ ایک بران آنا نہایت نورانی اور پامیت و مہابت عظیم اور تھوڑی دیر بیٹھا جب کہ وہ باہر گیا
مولانا سسے میں نے پوچھا کہ یہ جوان کون شخص تھا فرمایا وہ خواجہ عبید اللہ جو قریب ہو کہ سلاطین عالم اس کے
مبتلا ہوں اور مولانا درویش احمد سہیلی نے خدمت مولانا عبید اللہ سہیلی سے کہ قدیم اصحاب حضرت سے
ہیں اور سہیلی میں، ماکن تھے کہ مشہور موضع ہے سمرقند میں ایسی نقل کی کہ اس نے کہا میں چھوٹا تھا اور میرا
باپ خدمت مولانا نظام کے مخلصان معتقد سے تھا اور اکثر اوقات خدمت مولانا ہمارے مکان میں رہتے
اور میرا باپ انکی خدمت اور ملازمت کیا کرتا اور اکثر اوقات وہ مراقب رہتے اتفاقاً ایک دن مراقب میں تھے
اور سر آگے جھکائے ہوئے اور میرے باپ انکے پاس کسی کام اور خدمت میں مشغول تھے اچانک مولانا نے
سر اٹھایا اور فریاد بلند کی اور میرے باپ نے اس کام سے ہاتھ اٹھالیا اس فریاد کا سبب آپ سے پوچھا فرمایا
کہ پورب کی طرف سے ایک شخص پیدا ہوا خواجہ عبید اللہ نام اور تمام رحمتے زمین کو لیلیا عجب شیخ بزرگ
اور چنے نام حضرت کا خدمت مولانا نظام الدین سے سنا اور یاد رکھا اور انکے مقدم شریف کے منتظر رہے
اور انکے سایہ سے عشق بادی ہم کرتے تھے یہاں تک کہ سلطان ابوسعید میرزا کا عہد دولت ہوا اور حضرت کو
تاشکند سے کوچ کر کے سمرقند میں لایا اور پہلے پہل جو شخص کہ آپ کی صحبت اور ملازمت میں سمرقند سے
دور راہ ہم تھے اور سعادت خدمت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت شروع احوال میں چندے سمرقند
رہ کر وہاں سے بخارا گئے اور راستہ میں شیخ سلج الدین پرسی کے گائون پہونچے اور ایک ہفتہ وہاں شیخ سے
صحبت رکھی اور وہاں سے بخارا گئے اور مولانا حسام الدین بن مولانا حمید الدین شاشی کو دیکھا اور خواجہ
علاء الدین فہرہ نے سے صحبتیں رکھیں بسا کہ مقالہ کتاب میں خواجگان قدس الہدار و احتم کے تذکرہ کیے
اندر مذکور ہوا بعد ازاں خراسان کی غزنیہ کی اور مدہ مروسے ہرات میں آئے اور مدت چار سال علی الاطلاق
وہاں رہے اور اس مدت میں صحبت سید قاسم تیریزی اور شیخ بہار الدین عمر قدس سرہ باہر میں بہت
کئے ہیں اور حضرت مولانا شیخ زین الدین خوانی قدس سرہ کی صحبت میں بسا اوقات پہونچتے رہے اور چار سال
بعد ہرات سے بدخشان حضرت مولانا یعقوب چرخانی قدس سرہ کی راہ بلخ اور شہر غان سے لیت ہمسار کو
رجوانہ ہوئے۔ مد بلخ میں مولانا حسام الدین پارہا کی صحبت میں پہونچے ہیں چنانچہ ذکر مولانا ہیں گذر لیا اور

و ان سے چھٹیاں گئے ہیں اس نیت سے کہ حضرت خواجہ غلام الدین عطار قدس سرہ کی قبر کی زیارت کر کے بھارت
 ہفتو آئے اور حضرت مولانا یعقوب کو بابا اور انکو دست بھجت دی اور ان سے طریقہ افذ کیا۔ چنانچہ بعد ازیں مذکور
 ہوگا اور اس سفر میں تین مہینے رہے ہیں اور پھر بھارت کو مراجعت کی، اکیس سال دیگر کم و بیش وہاں رہے اور ان کا
 وقت کی صحبت پر مدد و مست کی اور بعد ازاں گیارہ سال بھارت میں اقامت کو ہوئے تو وطن مالوت میں حج
 ارادہ کیا اور تاشکند میں مقیم ہوئے اور زراعت کے کام میں مصروف ہوئے اور شغل کاشتکاری پر اقامت
 کیا حضرت فرماتے تھے کہ اٹھیس سال کی عمر میں شہر ہائے مزد میں رہے پانچ سال پیشانی واپار سے تاشکند میں
 ہم آئے اور واقعہ وہاں آٹھ سو چالیس میں ہوا بعد ازاں کہ تاشکند گئے ہیں خدمت مولانا نظام الدین
 رحمہ اللہ وہاں تھے پھر آئے صحبت رکھی اور ان کے درمیان اسوہ عجیبہ واقع ہوئے چنانچہ تھوڑے احوال
 اسی میں کے مولانا نظام الدین کے ذکر میں گزرے

ذکر حضرت کی صحبت کا سمرقند اور خراسان میں حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ سے
 حضرت فرماتے تھے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ سے سیکو عظیم نہیں
 دیکھا مشائخ دہان میں کسی کی صحبت میں کہ آیا ایک نسبت ظاہر ہوتی تھی اور ایک کیفیت حاصل ہوتی
 تھی کہ آخر پٹانے قابل تھی لیکن سید قاسم کی صحبت میں وہ نسبت ظاہر ہوتی تھی کہ ساری دنیا کے
 گرد پھرتی ہو اور انہیں اتر جاتی ہو اور گم ہوتی ہو۔ فرماتے تھے کہ سید قاسم نے ابتدا و حال میں بادرد کے حوالی
 حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہار الدین قدس سرہ سے ملاقات کی تھی اور صحبت رکھی بعد ازاں اپنے تئیں
 آپ کے طریقہ اور نسبت پر رکھا بعض اوقات مجالس صحبت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سید قاسم
 اپنے کو طریق خواجگان پر رکھتے ہیں۔ فرماتے تھے کہ سید کا ایک دربان تھا کہ سیکو بلا اجازت اور رخصت
 حضرت کے سامنے نہیں جانے دیتا خدمت سید نے اس دربان سے کہدیا تھا کہ جس وقت یہ جوان کرکٹا
 آوے اسکو مانع نہو تا کہ وہ آوے اور کہا میں ہر روز سید کی دیوڑھی پر پہنچتا تھا لیکن باوجود اجازت کے
 دو روز اور تین روز میں اکیبار آپ کے سامنے آتا آپ کے آدمی محبوب کرتے تھے کہ آپ اجازت پائے ہوئے
 ہیں کسواسطے ہر روز نہیں آتے اور دیکھو وہ اجازت نہیں ہو ورنہ آپ کے سامنے سے ہرگز نہ گئے کسی خوش
 نہیں آتا کہ آپ کے پاس سے آئے آپ ہی لوگوں کو جلد اجازت دیتے تھے اللہ بے ہرگز نہیں اٹھایا۔ فرماتے تھے
 کہ اکیبار ابتدا سے ملازمت میں مجھے پوچھا کہ بابو تیرا کیا نام ہے اور آپ کی عادت تھی کہ لوگوں کو بابو کہتے تھے میں نے
 کہا عبید اللہ فرمایا کہ چاہیے کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے تاہم شد کلامش قدس سرہ خدمت مولانا محمد قاضی علیہ السلام
 نے اس کلام کے معنی اور شہج میں ایسا لکھا ہے کہ چاہیے کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے یعنی کمال سعی بجا لائے

کہ بندگی حق سبحانہ بروہ اکمل تو کرے اور راقم انخروفت کی خاطر بین جو اس سخن کے معنی آتے ہیں یہ ہیں کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے لیکن وہ اسم کہ تیرا مربی ہو اور مجدد تیرے فیض کا وہ ہو اور درحقیقت حقیقت تیری منظر اس اسم کی ہو اور اب تیرا کہ آخر الامر رجوع اور بازگشت تیری اُس کے ساتھ ہوگی وہ ہو اور اس اسم کے ساتھ مستحق ہونا یہ ہو کہ حقیقت سالک آئینہ ہو جائے کہ وہ اسم اسمین اپنے لوازم کے ساتھ بالکل تجلی کرے اور اپنے منظر سے بوجہ کمال ظاہر ہووے اور وہ اس تجلی کے ظہور آثار و احکام میں اس تجلی کے مستغرق اور مہلک ہو جائے حضرت فرماتے تھے کہ ہمیشہ سید قاسم قدس سرہ کی نظر عاقبت امور پر ہوتی تھی اور شیخ بہار الدین عمریہ نظر رکھتے تھے ایک بار حضرت شیخ کے پاس میں گیا اتفاقاً ایک گروہ فقرائے ملون سے داد خواہی کر رہا تھا اور آپ کے رو برو گفت و شنود بہت تھی شیخ نے میری طرف نظر کی اور فرمایا کہ رات کہاں رہے ہو میں انکا مقصود سمجھ گیا لیکن مناسب حاصل کی ہو کہ ایسے محل میں آئے ہو۔ حضرت فرماتے تھے کہ اگر شیخ عاقبت اور استعداد پر نظر رکھتے ایسا نہ کہتے۔ مولانا فتح الدین تبریزی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ کہا میں حضرت سید قاسم قدس سرہ کی ملازمت میں بہت رہا کرتا اور مسائل تصوف کے ساتھ مجھے شیفنگی تھی اس تک کہ بہت راتیں ایک مسئلہ کے سمجھنے میں دقائق اس گروہ سے دن کوئی عین کہ نیند نہیں آتی تھی۔ ایک بار حضرت سید قاسم کی صحبت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت آئے حضرت سید نے ملاقات کی اور تھخیم تو اضع پوری طرح کی مختار اور دقائق عجیب فرمائے اور ہر بار کہ حضرت ملاقات حضرت سید کو آتے سید بے اختیار حکایات اور اسرار شہید بیان کرنے شروع کر دیتے اور دقائق عجیب اُسے ظاہر ہوتے کہ دیگر اوقات میں مثل اُسے اتفاق نہوتا۔ ایک روز بعد ازان کہ حضرت مجلس سے آئے حضرت سید میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ مولانا فتح الدین اس گروہ عالی کی باتیں اگرچہ بہت خوش ہیں لیکن فقط کہنے اور سننے سے کام نہیں چلتا اگر تو چاہتا ہو کہ سعادت کو پہنچے کہ اہل بہمت کی نہایت تمنا کی چیز ہو تو اس جوان ترکستانی کا دامن پکڑ کر اجمیر کے زمان ہو اس سے بہت کام نکلے قریب ہو کہ بہان نور ولایت سے اُسکے روشن ہو اور دلہائے مردہ ہوائے نفس سے افسردہ اُسکی صحبت شریف سے زندہ ہوں اور مجھے ہمیشہ حضرت سید قاسم کے اشارہ کے موافق آرزو حضرت کی ملازمت کی رہا کرتی سلطان ابوسعید میرزا کے زمانہ تک کہ حضرت تاشکند سے سمرقند میں آئے ہیں اکثر اوقات حضرت کی ملازمت میں ہوتا تھا اور جو کچھ حضرت سید نے اشارت کی تھی اُس سے زیادہ مشاہدہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سید کی نظر عاقبت اور استعداد مردم پر تھی اور اس بات کی تائید میں وہ شخص ہو کہ بیشتر حضرت کے قول میں گذرا کہ حضرت سید فرماتے تھے کہ جس طرح یہ ناخوش لوگ ہمارے گرد رہتے ہیں قریب ہو کہ دنیا کو دیر سے ہو حضرت فرماتے تھے کہ حضرت سید قاسم کی صحبت میں کوئی ناخوش بجز چند مہرہ کے نہ تھا کہ

جو کچھ آدمی انکی نسبت کہتے تھے وہ چیز میں سے ایک بھی یا تو یہ کہ آپ سر عطا قدر پر مطلع ہو گئے تھے اور جان گئے تھے کہ یہ اس حالت پر ہیں کہ ایسے ناخوش آپ کے گرد بیٹھنے اور ان لوگوں کی نگہداشت سے چارہ نہ تھا یا یہ کہ جس طرح دیوار باغ بیوہ دار پر کانٹے لگاتے ہیں تاکہ اُس سے چور نہ اور جانہ۔ ان کی رکاوٹ ہو جائے آپ نے بھی ایسے آدمیوں کی راہ دی تھی تاکہ حال پوشیدہ رہے اور اپنی حقیقت کی حفاظت نظر اغیار سے ہو فرماتے تھے کہ میں حضرت سید کے پاس بیٹھا تھا کہ پیر کیل نام جو آپ کے مریدوں سے ایک شخص تھا کہ معارف اور حقائق ان لوگوں کے بے قحاشا علانیہ دیر اندہ کہتا تھا اور اسمیں مباحثہ کرتا تھا آنکلا جون ہی انکی نظر حضرت سید پر پڑی رنگ اسکا متغیر ہوا اور ہر لحظہ ایک رنگ سے بدلتا تھا از بسا سیر کی فوڈ اسکے پان میں تو ی تھی ہر قدم کہ آگے آتا تھا ایک بار اپنا سر زمین پر رکھتا تھا اور حضرت سید فرماتے تھے ہلہ درویشان ہلہ درویشان اسی طریقہ پر کہ مشغول ہوتے ہو اسی پر رہو اور کوشش کرو تاکہ اوسط میں نرم ہو گیل پھر اسی طریق سے کہ سامنے آیا تھا پیچھے ہٹتا ہوا داتا غایمان نک کہ باہر آیا اسکے نکلنے کے بعد حضرت سید نے فرمایا کہ کیا کروں اسکی استعداد میں اسطورہ کے سوا دوسری چیز کی گنجائش نہیں ہے اسی چیز کے کمال کا میں نے حکم دیا کہ سوا سٹل کہ کمال ہر چیز کا اسکے قدم ان سے بہتر ہو۔ فرماتے تھے کہ حضرت سید قاسم نے فرمایا تو کچھ جانتا ہو کہ اس زمانہ میں حقائق اور معارف کم ظاہر ہوتے ہیں سبب کہ بنیاد کام کی تصفیہ باطن پر ہے اور تصفیہ کی بنا قلم حلال پر جو کہ اس زمانہ میں قلم حلال کم ہونا چاہا باطن صاف نہیں رہے کہ اسرار اور معارف اتنی اُس سے ظاہر ہوں اور اس تقریب سے فرمایا جس زمانہ تک میرا ہاتھ کار میں چلتا تھا طاقیہ ہزار بیچنی سفر نکار ٹوپی میں سیٹا تھا اور اُس سے قوت اپنی بنانا تھا جب فالج کے سبب ہاتھ میرا بیکار ہو گیا اب دادا کا کتب خانہ جو در شہ میں ملا تھا اسکو بیچا لاد بھارت کا سرمایہ بنایا اور اسوقت میری فوت اسی سے ہے اسیں سے کھاتا ہوں حضرت سید کی احتیاط گھما۔ تو میں ایسی بھی گرا اور آدمی دوسرا عقیدہ رکھتے تھے اور وہ غیر واقع تھا لوگوں نے ان مریدوں سے جو نہ گئے کہ یہ تھے استدلال کیا تھا اور وہ قباب آنکا تھا۔ تو تھے کہ قدرت سید بڑے عالی اہمیت تھے آپ کے آدمی اور ملازم بطریق کسب مشغول تھے جو کچھ پیدا کرتے تھے کم اور مردت کے سبب صرف ہو جاتا تھا انکا ترہ اور شفقہ بہت تھی اگر سننے کہ کسی با طالب علم اور کوئی شخص بیمار ہو پتہ پتہ کرتے آدمی اسکی عیادت کر دیتے اور شہر کے واقع دیتے بھی تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مجھے ستر تین حصہ ہوا تھا (فلفہ) میں سے۔ خجہ نام اس کا جو کہ سرخ سرخ دانہ بدن پہلو کر کے تین سوزش کے ساتھ تھوڑا میں اچھا ہوا تھا اور آٹا ہست کے دن تھے اور میں انطب الدین حیدر کے مدرسہ میں رہا کرتا تھا اچانک مولانا سعد الدین کاشغری آئے اور کہا تمہیں بشارت ہو کہ حضرت سید قاسم شریف لائے اور مجھے اتنی قوت

نہ تھی کہ فوراً انکی خدمت میں جاسکوں میں نے کہا کہ تم جاؤ ابھی مجھے اتنی قوت نہیں ہو کہ انکی خدمت میں پہنچ سکوں
 بعد از چند روز نے اجماع میں نے طاقت اپنے میں پائی سنا کہ حضرت سید حمام میں آئے ہیں جو شیخ ابو اللیث کی
 خانقاہ کے دروازہ پر ہوں وہاں میں گیا ایک ساعت بعد حضرت سید حمام سے نکلے اور تخت روان پر بیٹھے
 اور اُس تخت کو چار آدمی اٹھایا کرتے اتفاقاً ایک آدمی غیر حاضر تھا ایک پایہ میں پکڑ لیا بڑا بار میرے اوپر پڑا کہ میں
 جھک گیا قریب تھا کہ میری ناک زمین پر پہونچے اور تخت روان میرے ہاتھ سے گر پڑا اندیشہ خوب کو اپنے میں جل کر
 وہ اندیشہ جمعیت اور حضور تمام کا موجب ہوا اور بڑی قوت اپنے میں پائی کہ امیر شاہ ملک کے در سے تک تخت روان
 کو میں لگیا اسکے بعد مریدان حضرت سید نے مجھے کہا اس وقت تو آدمیوں کے سلک میں آیا کہ بارانات کو اٹھایا
 انتہی کلامہ اس سخن کو اُس تقریب سے فرمایا کہ کہتے تھے اپنے تین اندیشہ ہائے خوب میں سرور کرنا چاہیے لیا
 خاطر میں آتا ہے کہ اپنے کو اندیشہ ہائے خوب سے خوش کرنا وہ کہ جانے کہ وہ نفس الامر میں ایک جسم مسواہی
 کہ منظر اسما و صفات اور معتدرافعال حق تعالیٰ کا ہوا ہے جو صفت اور فعل کہ اُس سے ظاہر ہو و حقیقت
 دوسری جگہ سے ہو ہیں چاہیے کہ ہمیشہ بندہ اپنے تین اس اندیشہ سے خوش رکھے سمیت شادی جاوید کن از دوست تو
 تائبہ گنجی چھو گل در پوست تو بہ ترجمہ شادی جاوید اپنے دوست سے یہ کر کہ مثل گل تو نکلے پوست سے بہ
 فرماتے تھے کہ خدمت سید قاسم نے کہا کہ مولویوں کی جنس سے دو شخص کو میں نے دیکھا کہ انکو ذوق صوفیہ تھا
 ایک مولانا جانی رومی اور دوسرے مولوی ناسر محمدی۔ حضرت سید قاسم قدس سرہ ابتداء حال میں مجنون اور
 مجذوب لوگوں کے گرد بہت پھرا کرتے فرمایا کہ میں روم میں تھا لوگوں سے مجذوبوں کا حال پوچھا کرتا تھا کہ کھانے
 گانوں میں ایک مجذوب قوی الحال ہی وہاں میں گیا اور اُسکو دیکھا پہچانا مولانا جانی تھا کہ تبریز میں باہم
 تحصیل کرتے تھے ترکی میں اُس سے کہا کہ مولانا جانی میں نے دانیس سین کہا دانیس دم مولانا سید حسن میں نے
 کہا مجھے کیا حال پیش آیا کہ میں بھی تیری طرح گشتہ تھا ہمیشہ ہر چیز مجھے ہر طرف کھینچتی تھی ناگاہ ایک چیز دکھلائی دیا
 اور مجھے سب سے اڑا لیکر میں زبان ترکی رومی کہا و نیکلاندوم و نیکلاندوم یعنی میں آسودہ ہوا
 میں آسودہ ہوا۔ حضرت فرماتے تھے کہ ہر ایک حضرت سید یہ حکایت کہتے آسودا انکی آنکھوں سے ٹپکتا تھا معلوم
 ہوتا تھا کہ سخن مجذوب اُنکے باطن میں اثر کر گیا ہے۔ فرماتے تھے کہ حضرت سید نے فرمایا کہ شہر سبزوار میں
 ایک مجذوب تھا اسکے دیکھنے کو میں گیا خاطر میں گذرا کہ آیا بابا محمود طوسی بہتر ہے یا یہ مجذوب فی الحال
 میری طرف متوجہ ہوا کہا اتنا سونوں اتنا مولوں کہ بابا محمود کو پانی پیشاب کا بہا لیا جائے۔ والد راقم انیرون
 علیہ الرحمہ ایسا کہتے تھے کہ بعض عزیزوں سے میں نے سنا ہے کہ جب حضرت قاسم قدس سرہ نے اس مجذوب
 سبزوار سے جو میری روانہ مشہور ہو اور قرآن کی اُس دیار میں معروف ہو ملاقات کی اور خاطر میں لائے کہ

آیا یہ تیرہویا بابا محمود اور اُس نے وہ سخن جو حضرت سے نقل ہوا کہا اور اُس کے بعد کہا کہ بابا محمود میرے ترکش کا ایک تیرہویا۔ حضرت سید سنوار سے طوس میں بابا محمود کے پاس گئے اور میردوانہ کی بات اپنی خاطر میں لائے کہ کہا تھا بابا محمود میرے ترکش کا ایک تیرہویا بابا محمود نے سرستینِ نمد سے باہر نکالا اور کہا یہ ہے اور بے پیکان۔ حضرت فرماتے تھے کہ ایک شیخ ابنِ یمن نے دیکھا کہ ایک بڑے شاہراہ میں کھڑا ہوں اور اُس شاہراہ سے باریک باریک پگڈنڈی بڑھ کر کوئی ہو اچانک میں نے دیکھا کہ خدمتِ شیخ زین الدین خوانی علیہ الرحمہ ایک راہ کے سرے پر کھڑے ہیں مجھے پکڑا اور کہا قال البنی علیہ السلام السماع اہل اللہ امد ترجمہ سماع اہل اللہ کے لیے سزاوار ہو پس اشارہ کیا کہ آؤ تاکہ اس راہ سے تجھے اپنے گاؤں میں لے جاؤں اور میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ اُس شاہراہ سے دوسری راہ پر جاؤں اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت سید قاسم قدس سرہ سفید گھوڑے پر سوار اُس شاہراہ سے نکلا اور کہا یہ شاہراہ شہ کو جانی ہو آ کہ شہر میں پہونچاؤں پھر مجھے اپنا ردین کیا اور اپنے پیچھے بھجلا لیا اور اُس شاہراہ میں آئے۔ بعض فرماتے ہیں کہ تھے کہ اشارہ اس معنی کی طرف ہو جو حضرت سید نے اپنے بعض اشعارِ عارفِ شاعرین فرمایا ہے۔ من اذن شہر کلانم نہ ازان وہ کہ توئی بہ باہمہ خلق جہان دار و مداری دارم بہ ترجمہ میں نہ اُس شہر سے ہوں اور نہ اُس وہ ہے کہ ہو بہ ساری دنیا سے مجھے رہتا ہے یہ اردو میں

ذکرِ صحبت حضرت کا شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ سے

حضرت فرماتے تھے کہ مجھے مشائخِ خراسان میں سے شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کے اطوار بہت پسند آتے تھے اکثر اوقات بیٹھتے تھے جو کوئی اُن کے دیکھنے کو آتا تھا اُسکی خاطر اور طبیعت کے مناسب ہوتا کرتے۔ اور کسی طرح اپنے کو متاثر نہیں کرتے تھے اس قدر تھا کہ بسا اوقات چلا اختیار کرتے اسوجہ سے کہ طریق اُن کے مشائخ کا تھا۔ فرماتے تھے کہ پانچ سال کی مدت میں کہ ہرات میں تھا کبھی ایسا ہوتا کہ ایک ہفتہ میں دو تین بار شیخ کی صحبت میں جاتا مجھے شیخ کی صحبت سے زیادہ فائدہ نہ تھا اس مقدار سے کہ اپنی نسبت کو شیخ کی صحبت میں زیادہ روشن پایا تھا۔ حضرت میر عبد الاول علیہ الرحمہ نے اپنے مسموعات میں لکھا ہے کہ حضرت کا فرمایا جب میں ہرات میں تھا خواب میں دیکھا کہ ایک مکان سے میں گذر کرتا ہوں کہ شیخ زین الدین خوانی سے اُس کو خلق ہو اور اُن کے مرید اور اصحاب مجھے صلاح دیتے ہیں کہ بیانِ رموزِ دہان میرا دل راغب نہواں دہان سے گذر گیا جیسا جگہ ہو چکا کہ بہت خوب اور تروتازہ تھی ایسا معلوم ہوا کہ شیخ بہاء الدین عمر کا مکان ہو دیکھا کہ ایک حوضِ پانی سے بھرا ہوا ہے نہایت صاف اور ایک میدان ہے بہت وسیع اور حضرت شیخ حوض کے کنارے بیٹھے ہیں چاہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز ادا کریں وہاں نزار بہت خوب نظر آیا جب حاضر ہوا شیخ بہاء الدین عمر کی

ملقات کی خواہش زیادہ تر ہوئی اور انکے پاس میں بہت جاتا تھا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ
 ٹرے اکابر اصحاب کو میں نے دیکھا شیخ زین الدین کا طریقہ میرے نزدیک ایسا نہ معلوم ہوا جیسا کہ طریقہ
 شیخ بہار الدین عمر کا بہت خوب معلوم ہوتا تھا تمام دن بیٹھے رہتے جو کوئی آتا اسکے مناسب بات کہتے اگر کوئی
 چلے بیٹھتے تمام شد کلام او قدس سرہ فرماتے تھے جس وقت شیخ بہار الدین عمر کے یہاں جاتا اول سہراہ
 شیخ زین الدین کا مکان ملتا اپنے کو سببتوں سے خالی کرتا تھا اور اپنی باگ کو چھوڑ دیتا شیخ زین الدین
 کے یہاں جانے کو جی نہ چاہتا شیخ بہار الدین عمر کے یہاں جانے کو خاطر کشش کرتی۔ فرماتے تھے کہ اکیلا
 شیخ زین الدین کے یہاں میں گیا تھا انکو استغراق تھا مولانا محمود حصاری جو آپ کو خلفاء شیخ سے
 گردانتا تھا ایک جماعت اصحاب کے ساتھ حاضر ہوئے اور ایسا پایا کہ شیخ کی تصنیف جو ایک کتاب ہے
 اسے شیخ کے سامنے پڑھیں وہ لوگ پانوں زمین پر راتے تھے اور کھانستے تھے حرکات ناخوش کرتے تھے
 کہ شاید مراقبہ سے شیخ باہر آویں کہ سبق کا وقت گزرتا تھا اور شیخ حاضر نہ تھے آخر کو کہا کہ ان باتوں پر
 کچھ نہیں ہوتا اولیٰ یہ ہو کہ باطن میں شیخ کے ساتھ ہم مشغول ہوں تاکہ اپنے حال پر آویں پھر پچھین اور
 خاطر دن کو شیخ پر جمایا شیخ حاضر ہوئے اور فرمایا سبق پڑھنے کو آئے بلکہ شیخ اور اصحاب بیٹھے اور پڑھنے
 پڑھانے میں مشغول ہوئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مجھے یہ بے ادبی مولانا محمود اور عام اصحاب شیخ سے مافوق کی
 کہ ایک بزرگ کو ایسے حال سے اپنے سبق پڑھنے کے لیے باہر لاویں اور فرمایا کہ میان خاطر کسی پر جانی اور اسکو
 لات مارنا اور گردن مارنا برابر ہو اس جہت سے شیخ زین الدین کے یہاں میں بہت کم جاتا تھا۔ فرماتے تھے کہ
 جس ہودہ کہ خدمت زین الدین مولانا محمود حصاری اور درویش عبدالرحیم رومی کو اجازت ارشاد دیتے
 تھے اور انکی ولایت میں بھیجتے تھے میں اس مجلس میں حاضر تھا بعض محدثوں نے حضرت سے نقل کی کہ وہ
 اکیلا میں شیخ بہار الدین کے یہاں گیا جیسا کہ انکی عادت تھی پوچھا کہ شہر میں کیا خبر ہو میں نے کہا دو خبر فرمایا
 وہ کیا ہیں میں نے کہا شیخ زین الدین اور انکے اصحاب کہتے ہیں ہمدان دست اور سید قاسم اور انکے اتباع کہتے
 ہیں کہ ہمہ اوستہم کیا کہتے ہو شیخ نے فرمایا کہ شیخ زین الدین راست کہتے ہیں اور انکے کھڑے ہوئے کہ دلیل
 سے قول شیخ زین الدین اور انکے اصحاب کی تقویت کریں جب میں نے کان لگا کر سنا تو وہ سب دلائل
 سید قاسم اور انکے اتباع کے سخن کی تقویت کرتے تھے میں نے کہا بامعنی یہ دلائل قول سید قاسمیان کو استہزا
 کرتے ہیں شیخ نے پھر اور دلائل قوی بیان کئے ہودہ بھی تقویت قول سید قاسم اور انکے اتباع کی کرتے
 تھے اسوقت میری خاطر میں آیا کہ باطن میں قول سید قاسمیان کا اعتقاد ہونا چاہیے لیکن اپنے ظاہر کو شیخ
 زین الدینان کے اعتقاد پر دیکھنا چاہیے۔ حضرت فرماتے تھے کہ خدمت شیخ بہار الدین عمر کو میں بالمش کرتا تھا وہ میں

نہیں کرتے اور میں ترک نہیں کرتا تھا آپ کو استفادہ ایسا تھا کہ جیسے کوئی سوتا ہو سواری پر نیک آدے کسی کوئی فائدہ ہوتا اور کہتے مگر رسم تمھاری ولایت کی یہ ہو میں کہتا کہ ہاں شیخ کہتے تھے کیا اچھی جگہ جو دہان کوئی جائے - فرماتے تھے کہ شیخ بہار الدین عمر کی خدمت میں بہت جاتا تھا مجھے کہتے آؤ شیخ زادہ میرے شانے مل میں آپ نے شانہ مبارک بہت ملا کرتا اور کبھی موزہ انکے یا نوکں سے اٹھتا ہرگز کوئی مجھے انکے پاتا بہ کی خوشبو سے خوش نہ آئی

ذکر ملاقات حضرت کامولانا یعقوب چرخي قدس سرہ کی خدمت میں

حضرت فرماتے تھے کہ اول بار جو ہرات میں گیا چل دفران میں پہونچا ایک سوداگر بہت بہ صوبت رہا کے دروازہ پر بیٹھا تھا میں ایسا سمجھا کہ بطریق خواجگان قدس الدارہ اہم مشغول ہو میں نے پوچھا کہ یہ طریقہ کس بزرگ سے محض پہونچا ہو جیسا کہ طریق بازاری اور تاجروں کا ہوتا ہو فی الفور ظاہر کیا اور کہا ہفتو میں ایک بزرگ ہیں ناما حضرت خواجہ بہار الدین سے کہ انکو مولانا یعقوب چرخي کہتے ہیں نسبت مجبانی پہونچی ہو اور آپ کے فضائل اور شواکل کا بیان کیا اور بہت کچھ سنا لیا میں نے چاہا کہ میں سے حاجت کہ ان بعد از ان مولانا یعقوب کی ملازمت میں حاضر ہوں ہرات میں گیا اور وہاں چار سال توقف ہوا اور خدمت شیخ بہار الدین عمر نے روکتے میں اہتمام کیا چار سال کے بعد لغتو کی طرف میں روانہ ہوا جب ولایت چغانیان میں پہونچا ضعف و بیماری کی وجہ سے کہ عارض ہوئے تھے اور بیش روز تپ لرزہ آیا تھو سکا کہ جلد وہاں سے باہر لو اور بعض آدمیوں نے نواحی چغانیان میں خدمت مولانا یعقوب کی غیبت بہت کی اور اس مدت بیماری میں اس سبب سے کہ پریشان باتیں سنیں فتور عظیم داعیہ ملاقات میں انکے آگیا آخر الامر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس قدر مسافت بعد قطع کی اچھا نہیں کہ آپ سے ملاقات نہ کروں جب میں گیا اور انکو دیکھا بہت التفات کیا اور ہر باب سے باتیں کیں جب دوسرے دن آپ کی ملازمت میں پہونچا نہایت ہی غصہ کیا اور سختی اور ورشتی سے پیش آئے خاطر میں آیا کہ انکا عصب نسبت اس کے عطا کلام غیبت سنی اور جو فتور کہ اسکی وجہ سے ہوا تھا اگرچہ تصریح نہ کی لیکن یہ کہا کہ زبان اور حقیر آدمی ہو کہ کشتی کے آئے کلام مہینے سے پیشتر بخانے حضرت نے فرمایا کہ مجھے یقین ہوا کہ سبب آپ کے غصہ کا استماع اس غیبت کا اور وہ ملازمت میں فتور تھا ایک ساعت کے بعد اس سے پھر ملطف کے طریق سے پیش آئے اور التفات اور عنایت بہت کی اور کیفیت اپنی ملاقات کی حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ سے بیان کی اور بعد از ان کیفیت ملاقات حضرت کے خواجہ نے ہاتھ دہاڑ کیا کہ آجیت کر طبیعت میری انکے ہاتھ پکڑنے پر نہ بڑھی اس وجہ سے کہ آپ کی پیشانی مبارک پر ایک سفیدی تھی اس مرض کے مشابہ جو موجب نفرت طبیعت کی ہوتی ہو آپ نے میری طبیعت کی کراہیت دریافت کی اور ہاتھ دہاڑ کیا

سے پہنچ لیا اور بطریق طبع اور لبس کے اپنی صورت بدل کر ایسی صورت سے ظاہر ہوئے کہ اختیار ہاتھ سے تاننا نہ نزدیک ہوا کہ بچہ وہ نہ حضرت مولانا سے لپٹ جاؤں آپ نے پھر اپنا ہاتھ دراز کیا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور فرمایا کہ ہاتھ تیرا ہاتھ ہمارا ہی جسے تیرا ہاتھ پکڑا اُسے ہمارا ہاتھ پکڑا خواجہ بہار الدین کا ہاتھ پکڑتے ہوئے میں نے بے تامل ہاتھ مولانا یعقوب کا پکڑا بعد از تعلیم طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی بروجہ نفی و اثبات کرا سکود قوت عدوی کہتے ہیں خدمت مولانا یعقوب نے فرمایا کہ جو کچھ حضرت مولانا بہار الدین قدس سرہ سے بہکوا ہو چکا ہے یہ ہو اگر تم بطریق جذبہ طالبان کو تربیت کرو تمہیں اختیار ہے۔ کہتے ہیں کہ بعضے یاروں نے حضرت مولانا یعقوب سے پوچھا کہ اُس طالب کے شیخین جسے اس وقت طریقہ تعلیم کیا ہے کیونکر ہو نہ ادا کیا کہ تمہیں اختیار ہے اگر جذبہ کے ساتھ چاہو تربیت کرو خدمت مولانا نے فرمایا کہ طالب ایسا چاہیے کہ مرشد کے پاس آوے اور سب کام تیار کیے ہوئے فقط موقوفہ اجازت کا ہو اسکو فوت ہو جو کچھ کہیں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن قدس سرہ نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ ایسا سنگا گیا ہے کہ خدمت مولانا یعقوب فرماتے تھے کہ جو طالب ایک غریب بزرگ کے پاس آتا ہے خواجہ عبدالعزیز جیسا ہونا چاہیے پراغ مہیا کیا ہوا اور تیل تہی موجود صرف گندک اُسے رکھنی چاہیے بقیہ حضرت فرماتے تھے کہ خدمت مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ انصاف دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب خدمت مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ سے اجازت چاہی تمام طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بیان کر دیے اور حسبِ بطریق رابطہ ہو چکے فرمایا اس طریقہ کے کہتے ہیں دہشت نگرناستندون کو پہونچانا

مقصد دوم ذکر میں بعضے حقائق و معارف اور دقائق اور لطائف اور حکایات و امثال کے کہ حضرت سے درمیان صحبت و احوال کے بیواسطہ سنے گئے اور تین

فصل پیشتل ہر

فصل اول معارف اور لطائف کے ذکر میں جو معنی آیات و احادیث و کلام اولیاء میں فرماتے تھے
فصل دوم اُن حقائق و دقائق اور اُن حکایات کے ذکر میں کہ مشائخ سلف و خلف قدس اللہ ارواحہم سے نقل کیے
فصل سوم سخنان خاص کہ ہر باب سے حضرت کی زبان مبارک پر گزرتے تھے اور وہ خطابات کہ حضرت سے اہل ہدایت و نہایت کو صحبت میں صادر ہوتے تھے

فصل اول اُن معارف اور لطائف کے ذکر میں کہ آیات و حدیث اور کلام اولیاء کے معنی میں فرماتے تھے اور معانی آیات و حوالہ رشحات کے ضمن میں وارد ہوتے ہیں -

رشحات آیت اللہ محمد سدر رب العالمین میں فرماتے ہیں کہ حدیث کی ایک ہدایت ہے اور ایک نہایت ہے ہدایت

وہ ہو کہ اُس نعمت کے مقابلہ میں جو بندہ کو دی ہو حمد کتنا ہو اس واسطے کہ وہ جانتا ہو کہ نعمت کو زیادہ کرتی ہو اور نہ تھا حمد کی یہ ہو کہ حق سبحانہ نے مثلاً اُسکو ایسی قوت دی ہو کہ اُس قوت سے حق عبودیت قائم ہو نماز روزہ حج زکوٰۃ اور مثل اسکے ایسی نعمتوں کے مقابلہ میں کہ سبب قرب اور رفعت حق سبحانہ ہو اسی حمد کتنا ہو بلکہ نہایت حمد یہ ہو کہ بندہ جانے کہ حامد اُسے منظر سے غیر حق سبحانہ نہیں ہو کمال بندہ کا اسکے سوا نہیں ہو کہ جانے کہ وہ معدوم ہو کہ نہ اسے ذات ہو اور نہ حقیقت ہو اور نہ فعل ہو اس اندیشہ سے اپنے تئیں خوش کر کہ اُسکو منظر اپنی صفات کا کیا ہو۔

رشتہ آیت وقلیل من عبادی الشکور میں فرماتے تھے کہ شکوہ حقیقت میں وہ ہو کہ نعمت میں نعمت دینے والے شاہدہ کرے اور فرمایا کہ امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ اگر نعمت سے لذت پانے والا ہو دے تو شکوہ کے منافی نہیں ہو اگر لذت کا پانا اس بہت سے ہو کہ رسول کا سبب ہوتا ہو۔

رشتہ آیت فاعرض عن ذکرنا کے معنی میں فرماتے تھے کہ یہ آیت دوسنی کے ساتھ تاویل کی گئی ہو ایک وہ ہو کہ ظاہر آیت سے سمجھی جاتی ہو اہل اُس گروہ سے کہ جس میں ہمارے ذکر سے اعراض کیا ہو کہ وہ منکر اور غافل ہیں اور دوسرے وہ کہ ایک گروہ ہیں کہ کمال استغراق اور ہستلاک سے شہود مذکورین صفت ذکر کی آنے سے دور ہو گئی ہو اگر فرضاً ان لوگوں کو ذکر کی تکلیف دین تو انکو ذکر مانع شہود مذکور سے ہوا پس حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہوئے کہ ایسے گروہ سے اعراض کریں جنہوں نے اعراض ذکر سے کیا اور شبہہ مذکورین مستغرق ہوئے اس معنی سے انکو ذکر کرنے کی تکلیف نہ فرمادیں۔

رشتہ آیت وکو توامع الصادقین کے معنی میں فرماتے تھے کہ صادقین کے ساتھ ہونا اسکے دو معنی ہیں ایک کنیت یعنی ہونا محب صورت ہو اور وہ یہ ہو کہ اہل صدق کے ساتھ مصاحبت اور مجالست کو اپنے وقت کے لازم کرے تاکہ اُنکی دوام محبت سے باطن اُسکا انوار صفات و اخلاق اُنکے سے منور ہو اور کنیت محبت معنی ہو اور وہ یہ ہو کہ باطن کی راہ سے طریقہ رابطہ کا قبول کرے اُس طائفہ کی نسبت کہ اسے تقاطع واسطہ ہونے کا کچھ نہ ہو اور صحبت کا حصر اسمین نہ کرے کہ ہمیشہ اُنکے سے ناظر ہو بلکہ ایسا کرے کہ صحبت دائمی ہو صورت سے معنی میں عبور کرنا کہ ہمیشہ واسطہ نظر میں ہو یہ اس معنی کو برسپیل دوام رعایت کرے اسکے سر کو اُنکے سر کے ساتھ مشابہت محاد ہونے کی حاصل ہو اس واسطے سے جو کچھ مقصود اصلی ہو حاصل اُسکی حقیقت کو ہو گا۔

رشتہ اسی آیت کے معنی میں فرماتے تھے کہ جو کچھ اصل و واجب الاشارة سے سمجھا جاتا ہو یہ ہو کہ چاہیے کہ اُنکو ارتباط کسی ایک صادق سے ہو صادقین وہ گروہ ہیں کہ جو کچھ سبب بغیر ہیں اُنکی چشم باطن کے سامنے سے اُنکے میں روح صدق اُس نیزہ کو کہتے ہیں کہ جو کچھ نیزہ کو راستی اور نہر سے چاہیے رکھتا ہو جو کچھ حقیقت

انسانی کو چاہیے اسکے ساتھ منجملہ ہوتا کہ اپنے درجہ کمال کو پہنچا ہو سوا اسکے کہ توجہ راست جناب حق سبحانہ میں برسیل دوام ہوا اور کچھ نہیں ہو۔

رشتہ اسی آیت کے معنی میں فرماتے تھے کہ میت با عاشقان نشین و ہمہ عاشقی گزین + باہر کہ نیست عاشق با او مشوقین + پیش استاد دی کہ از نحوے بود + جانش گردش از و نحوی شود + باز استاد دی کہ او محوی بود + بان شاگردش از و محوی شود + ترجمہ عاشقوں کے ساتھ بیٹھے اور سب عاشقی قبول کر اور جو کوئی عاشق ہوا اسکے پاس مست چھٹک اُس استاد کے پاس جو کہ نحوی ہو جان اُسکے شاگرد کی اُس سے نحوی ہوگی۔ پھر استاد کہ محوی ہوا اسکے شاگرد کی جان محوی ہوگی۔ آدمی اس جہت سے کہ استعداد پوری اثر قبول کرنے کی اُسکو بہشتیوں سے حاصل ہو اس امر کا مامور ہوا کہ کوئی عمل یا کثرت جو حق سبحانہ سے اس گروہ کی صحت یا برکت سے واقع ہو مقابلاً و مفادست کر سکتا ہو جذبہ من جذبات الحق تو ازلی عمل انقلبن ترجمہ ایک کثرت سنسہاے حق سے برابر عمل دو جہان کے ہوتی ہو اسکی تائید کرنے والی ہو۔

رشتہ کلمہ لا الہ الا اللہ میں فرماتے تھے کہ بعض اکابر نے ذکر لا الہ الا اللہ کو ذکر عام کہا ہو اور ذکر اللہ کو ذکر خاص اور ذکر ہو کو ذکر خاص الخاص اور ذکر لا الہ الا اللہ کا خاص الخاص ہو سکتا ہو کسواسلئے کہ تعلیمات حق سبحانہ کے لیے نہایت نہیں ہو اور اُس صورت میں ہرگز مکرر متصور نہیں پس ہر آن میں ایک صفت کی نفی کرتا ہو اور ایک صفت کا اثبات پس ابدالاً بادل نفی و اثبات سے خلاص نہیں ہوتا۔

رشتہ فرماتے تھے کہ معنی لا الہ الا اللہ بعضوں کے نزدیک کہ اللہ اسم ذات ہو من حیث ہو وہ ہو سکتے ہیں کہ لا الہ نہیں ہو اللہ کہ عبارت مرتبہ الوہیت سے ہو یعنی ذات مع الصفات الا اللہ مگر ذات بحت سب سے خالی۔ اس معنی کو بہت آپ سے دور نہ رکھنا چاہیے کسواسلئے کہ جب دل اغلیہ سے خالی ہو تو مشہور ہو جز ذات مقدس کے کوئی نہیں ہو اور یہ نسبت بتدیان خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کی میسر ہو سمجھا جو سمجھا صریح بانگ دو کردم اگر درہ کس ست + اور اسی معنی میں فرماتے تھے کہ بتدیان طریق خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کو اول قدم میں چاشنی غلیت بہت کی حاصل ہو۔

رشتہ آیہ کریمہ قل اللہ ثم ذرہم کے معنی میں فرماتے تھے کہ مراد وہ ہو کہ نفس ذات کے ساتھ متوجہ نہ صفات کے رشتہ اس آیت کے معنی میں یا ایہا الذین آمنوا آمِنُوا فرماتے تھے کہ اشارہ ہو تکرار عقود یعنی ایمان کا کہ اس گروہ کے نزدیک عبارت ہو عقد قلب بحق سبحانہ کا انفر کیا ہو کہ اس عقد کی تکرار کر دینے سعی کر دے کہ جانو کہ یہ وصفت تمھارے حصہ سے نہیں ہو۔

رشتہ اس آیت کریمہ کے معنی میں منہم ظالم لنفسہ و منہم مقصد و منہم سابق بالخیرات کے فرماتے تھے کہ چاہیے

مستم ظالم لنفسہ اشارہ اس کردہ کی طرف ہو کہ اپنے نفس پر ظلم بآن معنی کیا ہو کہ جو کچھ اسکی مراد ہو لذت اور شہوت سے اسکو محروم کیا ہو اور سب احوال میں اسکی مخالفت لازم رکھی ہو تاکہ قبول موصیت کا مستعد ہو اس تحقیق کی نظر سے یہ کردہ مقصد ان سے مقدم ہوں اور مقصد ان سابقان بکرات سے۔

رشتہ ۱۱ اس آیت کے معنی میں سوار علیہم انذرتم ام لم تنذرتم لایومنون فرماتے تھے کہ شاید اشارہ اس کردہ کی طرف ہو جی آدم سے کہ قلب میں نہیں پروا دے ہوئے ہیں جو ایک کردہ ظالم کہ میں کہ انکو غایت مستغفران سے مشہود ذاتی میں کوئی آگاہی اسکی کہ غیر ذات حق سبحانہ کے کوئی موجود ہو نہیں ہو رہا گاہ یہ کردہ کسی چیز سے آگاہ نہیں ہو تو ضرور کسی چیز پر ایمان نہ رکھتے ہو گئے ناچار لایومنون وصف ان بزرگواروں کا آیا رشتہ ۱۲ اس آیت کے معنی میں لمن الملك الیوم لہ الواحد القہار فرماتے تھے ملک سے دل سالک کا مراد ہیں یعنی جب حق سبحانہ ایک لہ پر تہ احدیت سے تجلی کرے اس دل میں اپنے غیر سے نشان نہ چھوٹے پس اس دل میں صدائے لمن الملك الیوم والے اور جب اس مملکت میں غیاب نہ دیکھے آپ ہی جو اب دے کہ لہ الواحد القہار صدائے سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق دل فی الدارین غیری اور انکے مثال اسی مقام سے رشتہ ۱۳ اس آیت کے معنی میں یا ایہا الناس انتم الفقراء الے اللہ فرماتے تھے کہ سب آدمی محتاج محتاج کے ہیں اور ہر گاہ حق تعالیٰ اپنے علم قدیم سے جانتا تھا کہ آدمی حسب تقاضائے بشریت روٹی پانی اور اسباب دنیاوی کا محتاج ہوگا لاجرم بھال فیومیت کو مظاہر اشیائے ظاہر کیا تاکہ آدمی جس چیز کا محتاج ہوئی ا محتاج بحق سبحانہ ہو باہین وجہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ فیوم ہو۔

رشتہ ۱۴ ایک دن بعض حاضرین مجلس کو سیاست اور ملامت کہتے تھے اور باتیں فرماتے تھے اس درمیان میں فرمایا کو چون اور دروازہ پر بہت پھر وہ کام کرو کہ تم سے کوئی نفع حاصل کرے صبر ہو سکے اپنے تئیں گم کرو کوشش کرو کہ مشہور احدیت کثرت میں حاصل ہو۔ بعضوں نے معنی انا اعطینا ک الکونین ایسا تفسیر کیا ہو کہ دیا مجھے تجھے کو شریعت شہود احدیت کثرت ہیں۔

رشتہ ۱۵ آیت کل یوم مہولی شان میں ہاتھ فرماتے تھے اور اس اثنا میں ایک قریب سے فرمایا کہ بقاء بعد الفنا کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ بعد ازاں کہ سالک مشہود ذات کے ساتھ متحقق ہو اور اسی سے سچ تمام پایا اور استغراق اور غیبت سے شعور و حضور کی طرف نمود کر کے منظر تجلیات اسما و فعلی کا ہوتا ہو اور اسما کو نیا کے آثار کو اپنے میں پاتا ہو اور ان اسما سے ہر ایک اسم میں امتیاز کرتا ہو اور ہر ایک اسم سے ایک خط خاص حاصل کرتا ہو۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک آن اور ہر جزو لایجزیے میں زمان سے اپنے اندر ایک اثر آثار اسما ذاتیہ سے کہ اس کے لیے خارج میں مظاہر نہیں ہونے پاتا ہو اور آثار ذاتیہ آثار قسم قسم کے

مندان اپنے باطن میں پاتا ہو اور باعتبار اختلاف آثار کے ہر ایک اوستہ زمانہ میں زمانوں سے امتیاز کرتا ہو اور یہ امر بہت نادر اور بہت بلند ہو اور افراد انسانی سے فرد کامل ترکواہل ولایت سے یہ بات نادر طور پر نکل ہوتی ہو اور آیت کل یوم ہوتی شان بیان کرنے والی اس معنی کی ہو۔ بہت ہر دم ازین باغ بری میرسد تازہ تراز تازہ تری میرسد ترجمہ ہر دم اس باغ سے ایک پھل پیدا ہوتا ہو تازہ تر ایک تازہ سے پہنچتا ہو۔ اور جو کچھ بعض احادیث کے معنی میں کہتے تھے وہ اکٹھے رشحات میں وارد کئے جاتے ہیں۔

رشحات اس حدیث کے معنی میں کہ القناعۃ کنز لاینینہ فرماتے تھے کہ قناعت ہمارے نزدیک یہ ہو کہ اگر نان جو بغیر حقے آٹے کے کوئی شخص پائے آرزو کرے کہ چھپے ہوئے آٹے کی ہو اور اسکو بھی اُس قدر کھائے کہ باقی نانوں جنبش نماز پڑھنے کے لیے کریں اور فرماتے تھے کہ اس طور پر رہنا چاہیے کہ کھانے پینے میں ہمیشہ ملین ہو اور اُس چیز پر قناعت کرنی چاہیے کہ اُس سے فرو تر نہ لوں اپنا دست مبارک کھولا اور فرمایا جب کوئی بھوکا ہو ایک کف دست کلوٹی یا آٹا اُسے کافی ہو جسے ایسا کیا آسودہ ہوا۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص جنگل میں جا پڑے مثلاً اگر سمین پانی ہو نہ آبادی اور کسی راہ سے طعام کی امید نہ ہو اور اسکو کھانے کے لیے کوئی تشنگ نہ ہو اور اُسکے باطن میں بھی کوئی تفرع زاری نہ ہو کہ کہہ سکتے ہیں کہ اُس مرد کو حقیقت قناعت حاصل ہوئی ہو۔ رشحات اس حدیث میں التکریم المتکر صدقہ ترجمہ غور و خرد و ن کے ساتھ کرنا صدقہ ہو فرماتے تھے کہ تکر دو قسم ہو مذموم اور محمود مذموم خلق خدا پر منظم ہوتا ہو اور انکو حقارت سے دیکھنا اور اپنے تئیں اُن سے بڑا اور بہتر دیکھنا اور تکر محمود ہے تو جہی ماسوے اللہ کی طرف اور منظم ہونا غیر حق سبحانہ پر بھیغی کہ جو غیر حق سبحانہ ہو وہ اسکی نظر میں حقیر اور سقیم ہوا در علاقہ اُن کے التفات کا اُس سے منقطع ہو جائے یہ تکر اصل ہو اور مرتبہ فنا کو پہنچا دینے والا ہو۔

رشحات فرماتے تھے کہ حدیث میں وارد ہوا ہو کہ شیمینی سورۃ ہود اس بنا پر ہو کہ سورہ ہود میں استقامت کا امر واقع ہو جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے فاستقم کما ادرت اور استقامت ایک امر بہت سخت اور مشکل ہے اور استقامت استقرار اور ٹھہرنا حد وسط میں ہو تمام افعال اور اقوال اور اخلاق اور احوال میں اُس پر کہ تمام افعال میں ضرورت سے صا و نہ ہو اور کسی بیشی طریق میں سے محفوظ ظاہر ہو اسی سبب سے کہا ہو کہ کام استقامت رکھتا ہو اور ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اعتبار نہیں۔

رشحات اس حدیث کے معنی میں الیوم تسد کل فرجۃ آج کے دن سب روزن بند کیے جائیں فرماتے تھے مسجد بنسین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے تھے آسمین دروازہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا تھا کہ اُن سوراخوں کو بند کر دو اور وہ دروازہ چھوڑ دو جو صدیق اکبر صلی اللہ

عنه کے گھر میں کوٹھاپیس فرمایا الیوم تسدل فرجہ الا فرجہ الی بکراج کے دن بند کیے جائیں سب شکاف گر شکاف
 ابی بکر آ رہا یہ تحقیق اس باب میں سخن رکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو کمال نسبت جی حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت تھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اسکی طرف اشارہ
 کیا کہ تمام نسبتیں اور طریق بمقابل نسبت جی کے مسدود ہیں اور جو کچھ موصول بمقصود ہے اس نسبت کے سوا
 ہے اور رابطہ عبارت اس نسبت جی سے ہے صاحب دولت کے ساتھ کہ اعتقاد واسطہ ہونے کے لائق ہو
 اور طریقہ خواجگان قدس الدار ارحم کا کہ حضرت صدیق اکبر کے ساتھ منسوب ہے اسی نسبت جی کی حقیقت
 ہے اور ان عزیز دن کا طریقہ بحقیقت نگہداشت اس نسبت جی کی ہے۔ ایک دوسرے وقت اس نسبت
 جی کی تحصیل کے بیان میں یہ ابیات پڑھیں ثقیوی بن دریکہ سوی یوسف بازکن + در شکافش فرجہ آغاز کن +
 عشق بازی آن دریکہ کردن ست + کر جمال دوست دیدہ روشن ست ترجمہ ہاں دریکہ کھول یوسف کی طرف
 اور شکاف اُسکے سے فرجہ باشرف + عشق بازی وہ دریکہ کرنا باز + اور جمال دوست سے ہوسہ فراز +
 رشحہ فرماتے تھے کہ بعض بزرگان طریقت خواجگان قدس الدار ارحم نے اس حدیث کے معنی میں لی مع
 وقت کہا ہے ای وقت مستمر شامل لمیع اوقات یعنی وقت دوامی کہ اپنے تمام اوقات پر مشتمل ہووے یعنی
 سر حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہ سے اتصال اور ارتباط بر سبیل دوام حاصل تھا کہ آسمین
 کسی چیز کی گنجائش نہ تھی لیکن قوت در کہ میں بسکنا نام قلب ہو سب چیزوں کی گنجائش ہو مصالح دنیا اور
 جنگ و دشمنان اور معاشرت ازواج طاہرات وغیرہ سے اور بعض حضرات نے کہا ہے لی مع اللہ وقت اکو
 عزیز نادہ ترجمہ میرے واسطے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے ای وقت عزیز نادہ اور فرماتے تھے کہ خدمت خواجہ
 علاء الدین غجدانی علیہ الرحمۃ میل بقول ثانی کرتے تھے اور لکھتے تھے کہ کاملون کو سبیل ندرت یال واقع ہوگا
 رشحہ فرماتے تھے کہ شب معراج کی حدیث میں واقع ہے کہ جب حضرت جبریل سہرا ہی حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے باز رہے فرمایا کہ لودنوت املۃ لا حرقۃ ترجمہ اگر میں نزدیک آؤں انگشت بھرتوں بجائے
 اہل تحقیق نے اُسکے معنی میں کہا ہے اگر نزدیک جاؤں بقدر سر انگشت کے اپنے مقام سے کہ شہود ذات
 مع الصفات ہے ہر آئینہ میں جلو آؤں یعنی میں نہ ہوں کچھ اور ہو جاؤں یعنی صفت جلو ہے اور ذات رہ جائے
 رشحہ حدیث ادنی ربی فاحسن ادبی میں فرمایا ایہا بان اعطانی الجنة الجامعة لمجمع حصایض النخوت المرضیۃ الخفا
 المیۃ التي لقیۃ لا یلائم حفرة المحبوب ترجمہ ادب سکھلایا مجھے میرے رب نے اور کیا اچھا سکھلایا یعنی اس طرح کہ
 مجھے عطا کیا جنت جامع تمام لغت پسندیدہ اور خصائل حمیدہ خاص کا جو کہ مقتضی اُس چیز کو ہے کہ بلائم اور
 مناسب درگاہ محبوب کے ہے سلطنت محبت کے حملہ اور غلبہ میں کہ قطب دائرہ توحید ہو کون چہرہ آسمین

کہ ملائم اور پسندیدہ حضرت محبوب کی نہیں کہ مقہور اور مر کفیع نہ ہو اور کون چیز سچاے خصائل حمیدہ اور اخلاق نسیہ سے کہ حاصل نہ ہو بعد از حصول محبت کے محب جمیع دقائق مرادات حضرت محبوب پر مطلع ہو کر اپنے تئیں سوا مرئی اور ملائم حضرت محبوب کے صرف نہیں کرتا سیت استاد تو عشق سست چو آنجا برسی + او خود بزبان حال گوید کہ چکن + ترجمہ استاد ترا عشق ہو پونچے جو وہاں تو + وہ خود بزبان حال کہدے کہ تو یہ کر +

رشحہ فرماتے تھے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو کشف الغطا ولما از ددت یقیناً وہی کہ مناسب استعمال حرف لو کے ہو اور وہ ایک کلمہ ہو کہ معنی اس کے امتناع ثانی ذاب سے امتناع اول کے ہو کسی کے ذہن میں نہیں آئے اور وہ یہ ہو کہ یقین ہمیشہ ترقی اور تہذیب میں ہو کس واسطے کہ کشف غطا ہرگز ممکن نہیں اور یہ بات ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہو چکی ہو کہ ذات من حیث ہو سرگز ظاہر نہیں ہوتی مگر یہ صفات سے ہر گاہ یہ حقیقت ہمیشہ حجاب خفا اور استتار میں رہتی ہو پردہ کا کھلنا ہرگز ممکن نہیں پس یقین لایزال کا تہذیب میں ہوتا ہو۔ اور جو کچھ بعض کلمات اولیا کے معانی کہتے تھے وہ سات رشحہ میں ایراد ہوتے ہیں۔

رشحہ اس سخن کے معنی میں کہ اصحابو مع الدخان لم یطیفوا فاصبحوا مع من یحب اللہ ترجمہ محبت رکھو اللہ کے ساتھ پھر اگر طاقت اسکی تم کو نہ ہو تو ان لوگوں کی صحبت میں رہو جنکو صحبت اللہ کے ساتھ ہو فرماتے تھے کہ صحبت سے یہاں مراد حضور اور آگاہی ہو کہ لازم صحبت ہو کس واسطے کہ مصاحبون کو لازم ہو کہ ایک دوسرے سے حاضر اور آگاہ رہیں ایسا وارد ہوا ہو تو جو ایجادی میں بہ نسبت انسان کے کہ خلقستہ ہیدی ای بالادوصاف المقابلہ ترجمہ پیدا کیا میں نے اسکو اپنے ہاتھوں سے ای ساتھ اوصاف مقابلہ کے۔ یعنی جمیع اوصاف سے اسمین کچھ ہو اور جملہ اوصاف سے حضور ذاتی ہو اس واسطے کہ حق سبحانہ از لا واد اپنی ذات سے حاضر ہو پس جو کچھ کہ حضور آگاہی سے افراد انسانی میں ظاہر ہو ان افراد سے نہیں ہو بلکہ ایک پتلا فتاب حضور ذاتی سے ہو کہ دیوار منظر پر چڑھکا اور اسکو روشن کر دیا انسان کا کمال نہیں ہو مگر اسکی تحقیق اپنے حال کی کر کے جانے کہ جو کچھ اسے حضور وغیرہ سے حاصل ہو وہ اسکا نہیں ہو بلکہ حق کا ہو سبحانہ تعالیٰ اور اسکو اسمین کوئی حق نہیں ہو جو کچھ ہر برات ہندس سرہ نے فرمایا کہ التحقیق تلخیص مصحوبک ترجمہ کہ تحقیق آشکار کرنا اپنے ساتھی کا ہو اشارہ اس معنی کی طریقی

رشحہ اس سخن کے معنی میں کہ بعض محققین نے فرمایا ہو کہ لواقبل صدیق الی اللہ الف الف سنۃ ثم اعرض عنہ لفظ ما فات سنۃ اگر زمانہ ترجمہ اگر کوئی صدیق اللہ کی طرف دس لاکھ برس پیش آئے پھر ایک لفظ اس سے اعراض اور رد گردانی کہ فوت اس سے زیادہ اس سے ہو جسکو وہ پہونچا ہو۔ فرماتے تھے کہ تحقیق اس سخن کی وہ ہو کہ یہ گردہ بزرگوار اس مقام پر پہونچتے ہیں کہ ہر ایک دم میں کسب کمالات ماتقدم کونے ہیں اور حکایت مشہور کہ اس گردہ کے بعض حضرات کی مذکور ہو وہ یہ کہ انکی غمازی خلیفہ کے سامنے کی اور کہا کہ یہ لوگ صوفیہ ہیں

میں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں اگر ایسا ہو کہ انکو قتل کر کے اُس لغزش کو دور کیا جائے تو اجر عظیم اُسکا ہوگا اور جب انکو دار الخلافہ میں حاضر کیا حلیفہ نے اُنکے قتل کا حکم دیا شمشیر زن نے چاہا کہ ایک کو اُنہیں سے گردن مارے دوسرا سامنے آیا اور درخواست کی کہ اول مجھے قتل کر بلا دے اُسکا قصد کیا وہ دوسرا سامنے آیا اور یہی خواہش کی بلا دیران اور عاجز ہوا اور کہا تم مجھ کو لوگ ہو کہ اپنے قتل کے ایسے مشتاق ہو کہ ایک دوسرے پر ہمت اور سبابت کرتے ہو کہ تم اہل ایثار میں اور اُس مقام کو ہو۔ چہ بین کہ ہر دم کسب کمالات سابقہ کرتے ہیں پس ہر ایک اپنی حیات کو دوسرے پر ایثار اور تصدق کرتے ہیں تاکہ اسقدر فرجیت میں یاران دیگر پسند نفس زندہ رہیں اور کسب کمالات کریں یہ سخن حلیفہ تک پہنچے اُسے نگاہ ہو کر اُنکے حال کی تحقیق کی بعد اُسکے کہ اطلاع اُنکے کمالات پہنچی کہ اگر یہ طاقت زینت ہو تو عالم میں کوئی صدیق نہیں ہو اُسوقت انکو غور فرمایا کہ اُنکے اہل ازنیام کے ساتھ خدمت کیا۔ سفرت فرماتے تھے کہ اسکی ایک تمثیل ہے کہ ایک شخص سودیہ کا سرمایہ دار ہے اور اُس سے سوداگری کرتا ہے ایک مدت کوشش کی کہ ہزار دینار ہو گئے اور اس زمانہ میں جو حاصل ہوا اس مایہ سے لا اویہ تجارت کا فائدہ برآئے زانیہ اُس سے جو چاہتے حاصل ہوتا تھا اُس زمانہ سے جو پیشتر سود دینا رہا تھا اُس کا وہ اس زمانہ میں کسب و تجارت سے یا تار ہے مال فوت شدہ اُسکا زیادہ ہوگا مال مایہ سے جو سود دینا رہتے تھے۔

رشتہ فرماتے تھے یہ جو اکابر نے کہا ہے کہ من غفل عینہ عن الصدقۃ عین لم یبتد طول عمرہ اسکے بیٹے ہیں کہ بھڑنا فوت شدہ کے تدارک کے لیے ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا ہے۔

رشتہ اس سخن کے معنی میں کہ بعض عارفوں نے کہا ہے کہ ارباب الحال بیرون عن الاحوال ترجمہ صفا احوال حوال سے تیار کرنے والے ہیں فرماتے تھے کہ استغراق اور استہلاک لینے کم اور فنا ہونا بھی ترقی کا مویشی ہے جو اس واسطے کہ تحقیق کو پہنچا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ ترقی منحصر دوام عمل پر ہے اور استغراق اور استہلاک کا اثر و حقیقت عمل سے باز رہنے کا زمانہ ہے بلکہ استغراق اور استہلاک اُس دامن گاہ کے احکام سے ہے جو کہ غفلت اس موطن میں ظاہر ہوا ہے اگر مقام دنیا میں ظاہر ہوتا مقام عقیقہ میں بطریق اکمل ظاہر ہوتا پس بنا براس تحقیق کے ہے کہ ارباب اہل نے احوال سے تیار اور ہزار سی ظاہر کی ہے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد یار ساقدار نے کچھ کہہ کر حقیقتہ الذکر عبارت عن تجلیہ سبحانہ لذاتہ بذاتہ فی عین العبد من حیث اسم المتکلم ترجمہ ذکر کی حقیقت عبارت اس سے ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ لذاتہ ذات بندہ سے بحیثیت اسم متکلم تجلی کرے اور فرمایا کہ یہ مقام بدن اسکے کہ مدتوں طالب ذکر کوئے تاکہ اسکا دل دوام آگاہی پاوے میسر نہیں ہو بعد ازاں اگر دوسرا حلال لائے اور اس نسبت کو آپ سے سلب کرے

حق سبحانہ کی طرف سے عنایت ہو پس یہ بہت بڑھی بہت ایک جملہ مستانہ مردانہ بکروم + از علم گذشتیم و معلوم رسیدیم + ترجمہ مردانہ کیا حملہ مستانہ اک سمجھنے + معلوم کو ہم علم سے ہو چکے جسے چھوڑا +

رشتہ اس سخن کے معنی میں کہ بعضے بزرگوں نے کہا ہو سبحانہ من لم یجعل للخلق سبیلاً الا بالبحر عن معرفتہ ترجمہ پاک ہو اللہ جسے خلق کے لیے کوئی سبیل نہیں رکھی الا بحر کے ساتھ اسکی معرفت سے فرماتے تھے کہ بغیر معرفت سے وہ ہو کہ معلوم ہووے کہ لا یعرف اللہ الا اللہ ترجمہ نہیں پہچانتا اللہ کو مگر اللہ ہی معرفت مقتضا ترکیب انسانی کی نہیں ہو جو کچھ معرفت ترکیب انسان میں ظاہر ہو وہ از آن انسان نہیں ملکہ نہا آئینہ ہوا ہو کہ اسمین صورت معرفت حق سبحانہ نے عکس ڈالا ہو ایسا بحر منافی معرفت انسان کے نہیں جیسا کہ بعضے گمان لگئے ہیں کہ بغیر معرفت سے جہل ہو اور یہ باطل ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ شیخ ابو بکر واسطی قدس سرہ نے کہا ہو ان کنت قائماً بغیرک فانت فان بلا جمع ولا تفرقہ ترجمہ اگر تو قائم اپنے غیر سے ہو تو تو قائم ہو بلا جمع اور بلا تفرقہ کے جمع سے یہاں کنایہ عمل میں وہ توفیق سے ہو اور تفرقہ عبارت اداسے وظائف عبودیت سے اپنے وصف سے ہو فرماتے تھے کہ جس نے اس سخن کا مفہوم پایا اور ذوقاً اسکا مدرک ہوا خلاص ہوا اور تفرقہ اغیار سے چھوٹا۔

رشتہ فرماتے تھے کہ اکابر نے جمع میں اور جمع الجمع میں ایسا کہا ہو الجمع ما علیہ و مالک علیک جمع الجمع ان جمع مالک علیہ ترجمہ جمع یہ ہو کہ جو اسکے لیے ہو اسپر ہو اور جو تیرے لیے ہو تیرے اور ہو اور جمع الجمع یہ ہو کہ جو اسکے لیے ہو اور جو تیرے لیے ہو اسپر جمع کیا جائے اور فرمایا مرتبہ جمع الجمع کے مرتبہ کو بیان کرنے والی بیت ہو کہ حضرت مولوی قدس سرہ نے شنوی میں فرمائی ہو بہت ماکیم اندر جہان پیچ پیچ + چون الف او خود نذر پیچ پیچ + ترجمہ کون ہم ہیں اس جہان پر پیچ میں + چون الف جسکی ہو گنتی پیچ ہیں۔

فصل دوم ان حقائق و وقایع اور حکایات کے ذکر میں جو مشائخ متقدمین اور متاخرین قدس اللہ ارواحہم سے نقل کرتے تھے اور وہ باون رشتہ کے اندر بیان کیے جاتے ہیں۔

رشتہ فرماتے تھے کہ اہل ارادت بہت کم ہیں اس تقریب سے کہا کہ ایک شخص نے بزرگوں سے ایک کے پاس آدمی بھیجا کہ اگر کسی مرید صادق کا پتہ معلوم ہو ہمارے واسطے بھیج دین اس بزرگ نے جواب بھیجا کہ بیان مرید کم ہیں لیکن شیخ جفت درچا ہو تمھارے واسطے ہم بھیج دین۔

رشتہ فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوانی علیہ الرحمۃ بڑے فضائل اور کمالات کے تھے اور دانشمند و متبحر اس طائفہ سے انکو ارادت صادق تھی وہ کہتے تھے کہ میں اپنے کسی کام سے اسپر و انہیں ہوں الا ایک کام سے اور وہ یہ ہو کہ ایک روز صومالیہ خدمت شیخ زین الدین علی کلال جو شیراز کے بڑے شیخ تھے طائفہ

مشغول تھے اور میں نے کلینج سہنبا اُنکے لیے اپنے رخساروں پر جھسا کہ اُس سے استنجا کیا۔
 رشحہؒ یہ بھی اُس سے نقل کی کہ کہتے تھے اگر صورت ایک درویش کی دیوار نقش کرین اُس دیوار کے نیچے سے
 بادب گذرنا چاہیے۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ جب شبلی کو اس طریق کی ارادت پیدا ہوئی اور باب اُنکے اُس زمانہ میں حاکم واسطہ
 کے تھے محمد خیر کے ہاتھ پر جو مشائخ وقت سے تھے توبہ کی اور انابت لائے محمد خیر نے اُسے جنید کے پاس بھیج دیا
 صاحب کشف المحجوب نے کہا ہر کہ یہ بھیجا نہ اس جہت سے تھا کہ وہ تربت شبلی سے عاجز تھے بلکہ ادب
 جنید کا لیا گیا اور شبلی بھی خولیشان جنید سے تھے جنید نے سات برس اُسکو پیشہ کرایا اور کہا اُسکی قیمت
 اُن نظام کی رد میں دے کہ ایام حکومت میں تجھے صادر ہوئے بعد ازان سات برس اور پانچ خانہ اور ملہارت خا
 پر رکھا کہ ڈھیلے استنجا کے اور آب ملہارت اصحاب کا مہیا کرتے تھے چودہ برس بعد اُسکو طریقہ یقین
 کیا اور ریاضت کا حکم دیا۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ سہل بن عبداللہ تری قدس سرہ نے مدت دراز ریاضت کچھ بھی اور ہمیشہ ذکر
 میں مشغول رہے اور اُس نے کہ ایک روز خون اُسکے دماغ سے روان ہوا ہر قطرہ کہ زمین پر پڑا نقش اللہ کا
 بنا بعد ازان کہ ایسی مشغولیاں کی تحقیق اُنکے پیر نے اُنکو یادداشت کا حکم دیا۔

رشحہؒ دوبار حضرت سے استماع ہوا کہ فرماتے تھے سخن خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کا ہر کہ شیخی کا
 دروازہ بند کر باری کا دروازہ کھول غلوت کا دروازہ بند کر اور صحبت کا دروازہ کھول اور دوسری مرتبہ میں
 یہ ابیات فتویٰ سے پڑھیں ابیات خرفہ آموزی طلقیش فعلی است + علم آموزی طلقیش قولی است
 فقر خواہی آن بصحبت قائم است + لزبانہ کار سے آید نہ دست + ترجمہ پیشہ سیکھے راہ اُسکی فعلی ہو +
 علم سیکھے راہ اُسکی قولی ہو + فقر چاہے محبتوں میں رہ تو ساتھ + نازبان کا لم کے تیرے اور نہ ہاتھ۔

رشحہؒ فرماتے تھے کہ بعض اکابر دین نے رضوان اللہ علیہم اجمعین کہا ہر کہ بعد نماز عصر ایک ساعت ہو کہ چاہے
 اُس ساعت میں بہتر اعمال کے ساتھ مشغول ہووے بعضوں نے کہا کہ بہترین اعمال اُس ساعت میں
 محاسبہ اسکا ہر کہ ساعات شب در روز کا حساب کریں کہ کس قدر اُس میں طاعت میں صرف ہوا اور کس قدر
 معصیت میں جو کچھ طاعت میں صرف ہوا ہو اُسکا شکر سکھ اور جو معصیت میں گزرا اُس سے استغفار
 کرے۔ بعضوں نے کہا ہر کہ بہترین اعمال وہ ہیں کہ اپنے تئیں کسی ایسے شخص کی صحبت میں رکھ سکی
 صحبت میں اُس چیز سے کہ غیر حق ہو سب جانہ طول ہوں اور جناب حق سبحانہ میں مائل اور مغذب اہل تحقیق
 نے کہا ہر کہ بہترین اعمال وہ ہیں جنکی مشغولی میں رہنے کے سبب غیر حق سبحانہ طول ہوں اور حق سبحانہ کی طرف مائل ہوں۔

رشتہٴ احسن معنی میں کہ اچھنی کی صحبت موجب قبولیت کا ہوتا ہو فرماتے تھے کہ ایک روز فتور شیخ ابو زید قدس سرہ کے وقت میں پڑا فرمایا کہ تلاش کرو ہماری مجلس میں بیگانہ پیدا ہوا ہو کہ یہ فتور اس کے سبب سے ہو بعد از جستجو سے یثیق کہا بیگانہ نہیں ہوتا فرمایا کہ عصا خانہ میں تلاش کرو تلاش کی عصا بیگانہ پایا دور پھینکا فی الحال اپنے وقت کو پایا اور وہ تفرقہ جمعیت سے بدل گیا۔ اور فرمایا کہ خواجہ احمد سیوی کو بھی قدس سرہ ایک روز نسبت میں فتور ہوا ہو فرمایا کہ بیگانہ اس صحبت میں ہو کہ اس کے سبب سے سرشتہ نسبت گم ہوا ہو بعد از تلاش بسیار صفت نعال میں بیگانہ کا جو پایا پایا ہر پھینک دیا فی الحال جمعیت اور صفائی وقت حاصل ہوئی، اور وہ تفرقہ اور کدورت دور ہوئی بعض مخدوموں نے فرمایا کہ ایک اصحاب بیگانہ کی پوشاک پہنے ہوئے تھے اور صبح کو وقت انعقاد صحبت کا تھا حضرت کی مجلس میں آیا تھا بعد از لحظہ حضرت نے فرمایا کہ اس مجلس میں بوسے بیگانہ آتی ہو پس اس عزیز سے کہا کہ یہ بوجھ سے آتی ہو شاید بیگانہ کا لباس تو نہ پہنا ہو وہ عزیز اٹھا اور مجلس سے باہر آیا اور وہ کپڑے اتار ڈالے اور پھرتا ہوا۔

رشتہٴ ۹ فرماتے تھے کہ ارباب تحقیق کے نزدیک انسان کے اعمال اور اخلاق کا اثر جہادات پر پڑنا ثابت ہو حضرت شیخ محمد الدین بن العربی قدس سرہ نے اس باب میں تحقیقات بہت کی ہیں اور ان جہادات کا اثر قبول کرنا اس حد تک ہو کہ اگر ایک شخص افضل عبادت کہ نماز ہو ایسی جگہ ادا کرے جس پر کسی جماعت کے بڑے اعمال و اخلاق کا اثر ہو پنا ہو تو اس عمل کا بہا اور جمال اس عمل کے برابر نہیں ہو کہ ایسی جگہ ادا کرے کہ اہل جمعیت کی جمعیت سے اثر پذیر ہوئی ہو یہی سبب ہو کہ دو رکعت نماز کی جو حرم مکہ میں پڑھی تشریف رکعت کے برابر ہو جو دوسری جگہ پڑھی ہو رشتہٴ ۱۰ فرماتے تھے کہ اس نسبت کے طالب کو عمل کرنا حضرت عزیزان کی رباعی پر ضرور ہو رہا غمی باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت + دز تو نرسد زحمت آب و گلست + از صحبت دے اگر تبترا نکندی + ہرگز نمکند روح عزیزان بجلت + ترجمہ جس کیسے ساتھ تو بیٹھا اور دل تیرا جمع نہوا اور تجھے زحمت آب گل لینے طبیعت کی دور نہوئی۔ صحبت اس کی سے اگر تو بزار نہو تو ہرگز روح عزیزان معاف تجھے نہ کرے گی۔ رشتہٴ ۱۱ فرماتے تھے کہ شیخ ابو طالب کی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ کوشش کرو کہ تجھے غیر حق سبحانہ درکار نہو جب تو ایسا ہو جائے تو کام تیرا لو پا ہو گیا دوسری بات اگر کچھ بھی ظاہر نہوا حوال اور مواجید اور کرامات سے تو غم نہیں ہو۔

رشتہٴ ۱۲ فرماتے تھے تو حید اس زمانہ میں یہ ہو گئی ہو کہ بازاروں میں لوگ جاتے ہیں اور سادہ ہو کر گریہ کر کے نظر کرتے ہیں کہ حق سبحانہ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں اس مشاہدہ سے خدا پناہ میں رکھے۔ پس فرمایا کہ حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ اس ولایت میں آئے تھے آئے مریون کی ایک جماعت نے ان کو

پھر حق تعالیٰ اور امداد و لکون کو پیدا کرتی اور اُنہی تعلیق رکھتی اور کہتی کہ ہم صورت جمیلہ میں جمال حق سبحانہ کا نشانہ کرتے ہیں کبھی حضرت سید فرماتے ہمارے یہ سور کمان گئے ہیں اس سخن سے ایسا مایوس ہوا کہ وہ گروہ حضرت سید کی نظر باطنی میں بصورت خاک معلوم ہوتے تھے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ مشائخ طریقت نے قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم اپنی اصطلاحات میں لفظ شاہد اور مفتون بالشاہد کا استعمال کیا ہے بعضوں نے اُسکے معنی ظاہر لہجہ کے ہیں کہ شاہد سے مراد شاہد صوری ہے اور مفتون بالشاہد سے وہ گروہ کہ رابطہ عشق و محبت کا مظاہر جمیلہ کی نسبت رکھتے ہیں پس فرمایا کہ نسبت نہایت خراب اور پر خطر ہے اور اُس میں نفس کو دخل ہو ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ فرض کر دو ہم نفس مشاہدہ صوری میں کوئی دخل اور خطر نہ ہو آخر خطر روحانی خود باقی ہو اور اُسکا انکار نہیں کر سکتے اور جس طرح کہ سالک کو نفسانی لذتوں سے کہ پروہ تار یک ہو گذرنا واجب ہو مخلوط روحانی سے جو پردہ نورانی ہو بھی گذرنا لازم ہے۔

رشتہ اکابر طریقت قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے کہا ہے جو بھو اور گالی کہ دوسرے سے تیری نسبت واقع ہو چاہیے کہ تو حقیقت میں جانے کہ تو وہ ہو اور اگر تجھے سو رکنا وغیرہ کہیں تو یقین کر کہ تجھ میں اُن صفات سے ایک حصہ ہو اس واسطے کہ آدمی ایک نسخہ جامع ہو اور جیسا کہ صفات ملکی رکھتا ہے صفات سبعی اور اہیسی سے بھی خالی نہیں ہے۔ سید الطائیف جنید قدس سرہ کے پاس ایک شخص اکابر سے بیٹھے تھے شبلی اُسے اُس بزرگ نے بنید کے سامنے شبلی کی بہت تعریف کی جب اُسکی بات ختم ہوئی جنید نے فرمایا کہ یہ سب تعریف اس سوز کی تمنے کی ہے وہ بزرگ بہت شرمندہ ہوئے کہ میری تعریف کے باعث شیخ نے شبلی کو خاک کہا مگر شبلی کے ظاہر اور باطن میں اُس بات سے سیطرہ کا اثر کرا بہت ظاہر ہوا اور کوئی توفیر نہیں فرماتا فرماتے تھے کہ درویشی وہ ہے کہ پیر پر اُت قدس سرہ نے فرمائی ہے کہ خاکی بختہ دانی بران رنجہ نہ پستیا را ازان گروی و نہ کت پاسے را ردی اور خلاصہ درویشی یہ ہے کہ سب کسی کا بار اٹھائے اور کسی پر بار نہ رکھے نہ صورت میں اور نہ معنی میں۔

رشتہ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ کی بلاؤں پر صابر بلکہ شاکر ہونا چاہیے کہ واسطے کہ حق تعالیٰ کے یہاں ایک دوسرے سے زیادہ سخت بلائیں بہت ہیں۔ فرمایا کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ دو بھائی جوڑوان تھے کہ ایک حمل سے پیدا ہوئے اور اُنکی پیٹھ چبکی ہوئی تھیں جب بڑے ہوئے ہمیشہ شکر اُتھی کہا کرتے کسی نے اُنسے پوچھا کہ باوجود ایسی بلکہ کے کہ تم پر کیا شکر گزاری کی جگہ ہو انھوں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ حق سبحانہ کے پاس سے سخت تر بلاؤں ہیں اس بلا پر ہم شکر کرتے ہیں مبادا کہ اس سے

بلایے عظیم میں مبتلا ہوں ناگاہ ایک انہیں کامر گیا دوسرے نے کہا دیکھو یہ سخت تر بلایا پیدا ہوئی اب اگر اس کو مجھے قطع کرتے ہیں میں بھی مریا ہوں اور اگر قطع نکرین تو مجھے مردہ کشی کرنی چاہیے جب تک کہ وہ افسردہ ہو کر گھر رشتہ فرماتے تھے کہ شیخ ابوزید قدس سرہ نے کہا ہر کہ تیس سال حق سبحانہ سے میں نے بائیں کین اور حق سبحانہ سے بائیں سنین خلق نے جانا کہ آنے لگتا اور آنے سنتا ہوں معنی اس سخن کے یہ ہیں کہ جو منظر سے ظاہر ہو وہ منظر سے نہیں ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ فرماتے تھے میں نے دو آدمی کو مبارک میں دیکھے زاد ہا اسد تعالیٰ شرفاً و کرامتاً ایک بڑا سمیت بلند اور دوسرا بہت کم سمیت پست سمیت وہ تھا کہ طواف میں کیا کہ درخانہ میں حلقہ پڑھے ہوئے تھا اور ایسے بزرگ مقام اور ایسے عزیز میں حق سبحانہ تعالیٰ سے غیر حق سبحانہ تعالیٰ سے کوئی چیز نامک با تھا اور بلند سمیت تھا کہ بازار میں میں نے پچاس ہزار دینار کے قریب سودا خرید و فروخت کیا اور اس وقت ایک لکھ کو اس کا دل حق سبحانہ سے غافل نہوا اس جوان کی غیرت سے خون میرے دل سے نکلا رشتہ فرماتے تھے کہ ابوزید قدس سرہ راہ میں جاتے تھے ایک بھیگا ہوا کتا ان کے سامنے آیا انہیں سے دامن بچا کتے نے زبان فصیح سے کہا کہ تیرا دامن اگر مجھ سے لگ جاتا تو رے پانی سے پاک ہو جاتا مگر یہ دامن کہ تو نے بچایا اور اپنے کو پاک تر خیال کیا کس پانی سے دھویا جائیگا۔

رشتہ ایک شخص نے حضرت کی مجلس میں اہل مراقبہ کی طرح گردن کج کی تھی اور اپنے تئیں مراقبہ اور مشغول ظاہر کرتا تھا آپ اُس پر حفا ہوئے اور فرمایا کسی نے مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کی صحبت میں سر جھکا ہوا تھا فرمایا سرا دینا کر میں دیکھتا ہوں کہ مجھے دھوان اٹھتا ہے مجھے مراقبہ سے کیا نسبت برسوں تجھے اسنے کے چھل تیار کرنے اور بنجاست پانائون کی دور کرنی چاہیے تب اس لائق تو ہوگا کہ اس طریق سے تیرے ساتھ بات کہ سکین مراقبہ خود ابھی کہاں ہو۔

رشتہ جن وقت کہ حضرت ایک نفیر کو خراسان کو الٹ جانے کی اجازت دیتے تھے فرمایا کہ جب میں خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمہ کی خدمت سے جدا ہوتا تھا کہا اپنے دل میں ٹھہرا کہ فلا نے موضع تک اپنی نسبت سے غافل نہ تھا اور جب تو وہاں پہونچے دوسرے موضع کا نام لے اور وہاں تک اپنے کو نسبت پر قائم رکھ اسی طرح موضع موضع اور منزل منزل اس نسبت کی ورزش کر جب تک کہ ملکہ حاصل ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ سید الطائف ضیید قدس سرہ سے مشغول ہو کہ فرمایا مرید صادق وہ ہو کہ ایک سال کے قریب بائیں طرف کا فرشتہ کوئی چیز نپا وے کہ لکھے اس بات کے یہ معنی نہیں ہو کہ مرید معصوم ہو کہ اس مدت میں اُس سے گناہ نہ ہو بلکہ یہ اس معنی میں ہو کہ فعل اس کے کہ بائیں فرشتہ کچھ لکھے اس کے تدارک میں مشغول ہو۔

اور اُسے اپنے سے دفع کرے کسی وجہ سے ہو۔

رشتہ ۱۲ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ گرانی خلق سے اٹھانی چاہیے اور وہ نہیں ہوتا مگر کسب حلال سے دست بکار دل بیار طریق خواجگان قدس الدار و احتم بن الیکل مرتضیٰ رشتہ ۱۳ فرماتے تھے کہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ دل کی زندگی کے بہت درجہ ہیں زندگی دل کی حامل نہیں ہوتی مگر اقتصاد اور میانہ روی سے اور اقتصاد دوام ذکر ہو خواب اور بیداری میں خواب میں یہ ہے کہ خواب میں دیکھے کہ ذکر کرتا ہے اس ذکر کو جو خواب میں کہتے ہیں حضرت شیخ محی الدین بن العربی اور بعض دیگر مشائخ طریقت قدس الدار و احتم موجب ترقی نہیں کہتے ہیں اس واسطے کہ ترقی وابستہ عمل کے ساتھ ہے کہ علم سے پیدا ہو جو خواب میں دیکھا جاتا ہے کہ ذکر میں مشغول ہو اس قبیل سے نہیں ہے رشتہ ۱۴ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر کی مداومت اس جگہ پہنچتی ہے کہ حقیقت ذکر جو ہر دل کے ساتھ ایک ہو جاتی ہے اس بات کے معنی ممکن ہے کہ یہ ہوں کہ جب حقیقت ذکر ایک امر ہو منزہ حرف و صوت سے اور جو ہر دل کے عبارت لطیفہ مدرک سے ہو نہ بھی آمیزش کم اور کیفیت سے منزہ ہو پس بسبب کمال شغل کے یہ لطیفہ اس امر منزہ از حرف و صوت سے مل جاتا ہے اور وصف یکی اور یگانگی ظاہر اس حال میں ذکر بسبب استیلا و مذکورہ الیہ حقیقت ذکر میں کوئی فرق و تمیز نہیں کر سکتا اس واسطے کہ دل کو اُس کے تذکور کے ساتھ ارتباط اس بیخ کا ہو گیا ہے کہ یہ تذکور کو اُس میں گنجائش نہیں ہے۔

رشتہ ۱۵ فرماتے تھے کہ میں ایک بار حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت میں گیا اور آپ ایک جماعت کے ساتھ مولایون سے مباحثہ کر رہے تھے اور میں خاموش تھا جب نارغ ہوئے مولانا نے میری طرف مطلب ہو کر کہا سکوت اور آرام بہتر یا حدیث اور کلام اور پھر فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں اگر یہ مرد اپنی قیدستی سے رہا ہو گیا ہے جو کچھ کرے تابع نہیں ہے اور اگر گرفتار خودی ہے جو کچھ کرے اُس پر تادان ہے حضرت نے فرمایا کہ جتنے مولانا نظام الدین سے کوئی سخن اس سے بہتر نہیں سنا۔

رشتہ ۱۶ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ شریعت طریقت اور حقیقت کو سب چیز میں بیان کر سکتے ہیں مثلاً جو ٹھوٹا ہونا جسکی نسبت نہیں واقع ہو اُسکو اگر کوئی شخص سعی و مجاہدہ سے کہ بطریق استقامت ہو زبان سے دور کرے کہ زبان سے اختیار صادر نہ ہو یہ شریعت ہے لیکن باوجود اسکے ممکن ہے کہ باطن میں ارادہ جمع ہوٹھ بولنے کا باقی ہو سعی اور مجاہدہ اس میں کہ باطن سے ارادہ جمع ہوٹھ بولنے کا دور ہو تو یہ طریقت ہے اور ایسا ہونا کہ اختیار اور بے اختیار اُس سے جمع ہوٹھ نزد نہ ہونہ دل سے اور نہ زبان سے یہ حقیقت ہے اس بات کو خدمت مولانا سے بہت نقل کیا کرتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ شروع جذبہ میں مجھ سے کہا کہ اس بار میں کیونکر تو آتا ہو میں نے کہا اس شرط سے کہ جو کچھ میں کہوں اور چاہوں وہ ہو جائے خطاب پہونچا کہ جو ہم کہیں اور چاہیں وہ ہوتا ہو میں نے کہا اسکی مجھے طاقت نہیں ہو پندرہ رات دن مجھے مجھے چھوڑ دیا میرا احوال خراب ہو گیا اور میں خشک ہو گیا جب نا اسیدی کی سرحد تک پہونچا خطاب آیا کہ خبردار جو تو چاہتا ہو وہ ہوتا ہے رہ ہر چند حضرت نے فرمایا کہ مقامات حضرت خواجہ بہار الدین اسقدر لکھا ہو لیکن خدمت مولانا یعقوب چرخ علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ سے نقل کی کہ جب خطاب پہونچا کہ خبردار جو تو چاہے وہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے کیا کہ قطعی موصل ہو۔

رشتہ ۲۹ ایک روز حضرت نے یاروں سے تیز ہو کر فرمایا کہ تم اس طریق کا بار نہیں کھینچ سکتے یہ طریق بہت باریک ہو اپنی مراد سے درگزرنا اور دوسرے کی مراد پر قائم ہونا ایک بڑا کام ہو تم سے یہ کام نہیں ہوتا اگر میں کہوں کہ اب جاؤ اور خود کیا فی کو اور بہت پرستی کرو گے الحال میرے اوپر کفر کا فتوے لگاؤ یہ کام تمہارا کام ہو تم کہاں اور یہ طریق کہاں پس فرمایا کہ مہمان خانہ میں حضرت خواجہ بہار الدین کے قدس سرہ دو مولوی کہ آپ کی خدمت میں رہتے تھے ایمان کی بحث کرتے تھے گفتگو انکی دور دراز کھینچی حضرت خواجہ اس گفتگو کو سنتے تھے آخر کو ان دو عزیزوں کے پاس آئے اور فرمایا کہ اگر تم ہماری صحبت چاہتے ہو تمکو ایمان سے درگزرنا چاہیے یہ لوگ بہت مضطرب ہوئے اور ایک مدت تک اس خطاب میں رہتے تھے ایمان تک کہ آخر اُس سخن کے معنی انپر ظاہر ہوئے۔

رشتہ ۳۰ ایک دن حضرت نے ایک شخص کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر صحبت خواجہ بہار الدین قدس سرہ سے تجھے نسبت حاصل ہوئی ہو اور اُسکے بعد دوسرے بزرگ کی صحبت میں جا پڑے اور اُس سے بھی کوئی نسبت پائے تو کیا کرے خواجہ بہار الدین کو تو چھوڑ دے یا نہیں پس فرمایا کہ ہر ایک دوسری جگہ سے کہ وہ نسبت پائے چاہیے کہ تو اُسکو بھی حضرت خواجہ بزرگ سے جانے اور فرمایا کہ ایک مرید قطب الدین حیدر بکاشی شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی خانقاہ میں آیا جو کھابست تھا اپنے پیر کے گانون کی طرف منہ کر کے کہا شہاب الدین قطب الدین حیدر شیخ شہاب الدین اُسکے مال سے واقف ہوئے خادم کو فرمایا کہ کھانا اُسکے واسطے لایا جب دویش کھانے سے فارغ ہوا پھر کسے اپنے پیر کے گانون کی طرف منہ کر کے کہا شہاب الدین قطب الدین حیدر کہ ہکو کہیں تو نے فروگذاشت نہیں کیا جب خادم شیخ کے پاس گیا اُس سے پوچھا کہ کیا تو نے اُس کو پکڑا پایا کیا ایک ذیل آدمی ہو آپ کا کھانا کھاتا ہو اور قطب الدین حیدر کا شکر کتا ہو شیخ نے فرمایا کہ مریدی اُس سے سیکھنی چاہیے کہ جہان فائدہ پاوے اپنے شیخ کی برکت سے جانتا ہو کیا ظاہر میں اور کیا باطن میں۔

رشحاتؒ اس تقریب سے فرماتے تھے جب مرید صادق کوئی شیخ زیادہ کامل اپنے شیخ سے پاسے جائز ہو کہ کامل سے قطع کرے اور اکمل سے ملے اور فرمایا شیخ ابو عثمان حیری نے کہا ہو قدس سرہ کہ مجھے شرم سے خیال تھا کہ اس گروہ کے ذوق اور وجد سے بہرہ مند ہوں اتفاقاً شیخ یحییٰ بن معاذ رازی کے وعظ میں جانکلا دیان میرادل آرام سے ہوا اسکا ملازم ہوا پھر شاہ شجاع کرمانی کی صحبت میں گیا جب اسکے سامنے ہوا تو مجھے اپنی مجلس سے نکلوا دیا اور فرمایا کہ وہ رجا پردہ ہو اُس سے کام نہو سکیگا اپنے دل میں کہا کہ میرا سر اور یہ ہستانہ ایک مدت مجھے اپنی صحبت میں جکڑی اور حیدرہ اُسکی ملازمت میں رہا اس درمیان میں اسے شیخ ابو حفص حداد کی زیارت ارادہ کیا قدس سرہ میں بھی اُسکی ملازمت میں تھا جب شیخ ابو حفص کی صحبت ہوئی میں بالکل بے اختیار ہو گیا مگر میں شاہ شجاع سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں رجاؤں جب چلنے کا وقت ہوا شیخ ابو حفص نے شاہ سے کہا اے ہکو اس جوان حیری سے دل خوش ہو اسے یہاں چھوڑ دو مجھے چھوڑا اور چلے گئے اور کام میرا صحبت اور خدمت میں شیخ ابو حفص کی تمام ہوا۔

رشحاتؒ فرماتے تھے کہ اکابر دینی سے ایک مسجد کے دروازہ پر پونچے شیطان کو دکھیا کہ نہرا سپر اُس مسجد سے نکلا اُس بزرگ نے نظر کی ایک مرید دکھیا کہ مسجد میں نماز ادا کرتا ہوا اور دوسرا مرد اُسکے پاس تکیہ لگائے سوتا ہوا اُس سے پوچھا او ملعون اس مسجد میں کیلئے تو آیا تھا کہا میں چاہتا تھا کہ دوسرے نماز اس نمازی کی فاسد کردوں مگر اُس سوئے ہوئی کی ہیبت اور خوف نے مجھے نہ چھوڑا اُس سے میں ڈرا اور باہر نکل آیا۔

رشحاتؒ فرماتے تھے کہ سید قاسم قدس سرہ نے کہ ایک روز میں مولانا زین الدین ابوبکر تابا دی کی مجلس میں بیٹھا تھا اور ایک مرد کہ مرید کسی ایک شیخ وقت کا تھا اُس مجلس میں حاضر تھا خدمت مولانا نے اُس سے پوچھا کہ اپنے شیخ کو تو زیادہ دوست رکھتا ہو یا امام اعظم ابو حنیفہ کو اُس مرد نے کہا کہ اپنے شیخ کو خدمت مولانا اس بات سے بہت غصہ ہو گئے اُس درجہ کہ اس مرد کو گٹا کہا اور اُسٹھے اور گھومین آئے اور میں وہیں بیٹھا تھا ایک لمحہ بعد خدمت مولانا باہر نکلے اور مجھے کہہ کہ اُس مرد پر ہم خفا ہوئے اور اُسکے منہ پر پڑا کہا آؤ چلین اور عذر کریں خدمت مولانا کے ساتھ میں بھی چلا وہ مرد راہ میں ملا اور کہا میں عذر خواہی کو آتا تھا اور چاہتا تھا کہ اکی مدت میں عرض کروں کہ اتنے برس سے امام اعظم کے مذہب پر میں تھا اور کوئی ایک صفت تاخوش مجھے نہیں لگی اور چند روز اس بزرگ کی خدمت میں تھا سب تاخوش باتیں مجھے جاتی رہیں اگر ایسے شخص کو امام اعظم زیادہ دوست رکھوں تو کوئی مانع ہو اگر کتابوں میں لکھا ہو کہ یہ دوستی بُری ہو اور اُس سے منع کیا ہو تو اُس سے پھر غلطی خدمت مولانا نے اُس سے بہت عذر خواہی کی اور استعفاء کیا۔

رشحاتؒ فرماتے تھے مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ کے ساتھ میں شیخ بہار الدین عمر کی ملازمت میں تھا

باتاتھا اثنار رائین مولانا سعد الدین کہتے تھے ایک قطب جاستا ہوں کہ میرے باطن میں تصرف کرے اور مجھے خلاص کرے ایسی باتیں ہوتی تھیں جب شیخ کی ملازمت میں پہنچے اور شیخ نے سعد الدین سے کہا قطب کا تصرف کیا کرتا ہے اس گروہ کا تصرف اس سے زیادہ نہیں ہے کہ بعض پردہ اور موانع کہ کسی کی استعداد پر گر پڑے ہوں انکی وجہ کی تاثیر سے دور ہوں اور وہ استعداد موانع کے دور ہونے سے ایک علیہ کو قبول کرے اور سالک اپنی استعداد سے جو امر کہ مقصود ہے پالیتا ہے حضرت نے فرمایا کہ حضرت شیخ بہار الدین عمر نے خدمت مولانا سعد الدین کی مراد کو نہیں پایا انکا مقصود اور تھا طریقہ خواجگان قدس الدار و احسن میں ایک تصرف ہوتا ہے اس طرح پر کہ دل سے متوجہ باطن طالب ہوتے ہیں اور اس توجہ کے سبب اسکے باطن کو انکے دل سے ایک ارتباط اور اتصال حاصل ہوتا ہے اور اس ارتباط اور اتصال سے ایک اتحاد انکے دل اور طالب کے باطن کے درمیان واقع ہوتا ہے کہ انعکاس کے طریق سے ایک پر تو انکے دل سے اسکے باطن پر چلتا ہے اور یہ ایک صفت ہے کہ انکی استعداد سے ناشی اور پیدا ہونے والی ہے کہ بطریق انعکاس اس طالب کی استعداد کے آئینہ میں ظاہر ہوتی ایسے امر کو اپنی استعداد سے نہیں طلب کرنا چاہیے لیکن اگر یہ ارتباط متصل ہو جو کہ بطریق انعکاس حاصل ہوئی تھی صفت دوام قبول کرے خدمت مولانا سعد الدین ایسا طلب کرتے تھے کہ اپنی استعداد کے باہر سے حاصل کریں نہ یہ کہ جو کچھ انکی استعداد میں ہے ظاہر ہو۔

رشتہ ۳۵ راقم السیوف کہتا ہے بعض محققین نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اعیان ثابت سے جو موجود خارجی ہو گئے ایک اسم خاص کے منظر ہو گئے خصوصاً ملائکہ کہ مرجع انکا وہی اسم ہے جسکے منظر ہو گئے اور انکا حضور اور انکی ملائکہ اس اسم سے ہو گئی ہے اور ہرگز اس سے تجاوز دوسرے اسم کی طرف نکلیا اور آیت کریمہ و اما اللہ مقام علوم اس بات کی خبر دیتی ہے برخلاف انسان کے کہ وہ تیرگی ظلمی اور جہولی کی رکھتا تھا اپنی خصوصیت اور شخصیت اور تعین انسانیت سے گریزان ہوا اور کامل توجہ ایک چیز کے ساتھ اپنی خصوصیت اور تعین سے ہٹا دیا اور اس وجہ سے با حقیقت کا حامل اور امر بے نہایت کا پائے والا ہوا جو دائرہ استعداد بشری اور تعین انسانی سے خارج ہے۔

رشتہ ۳۶ فرماتے تھے کہ صاحب بحر الحقائق شیخ نجم الدین دایہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے افسوس ہے کسی نے قدر صحبت اولیائے جانی اور خیائے گار۔

رشتہ ۳۷ فرماتے تھے کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہے اسکے ساتھ بیٹھ کہہ گی تو وہ ہو جائے گی وہ تو ہو جائے یا دونوں حق سبحانہ میں کم ہو جائیں اور نہ یہ رہے اور نہ وہ رہے۔

رشتہ ۳۸ کسیکو حضرت کی مجلس میں خطرو گذرا کہ کیا ہو جو حضرت میرے باطن میں تصرف کریں حضرت اس کے

باطن پر آگاہ ہوئے فرمایا کہ کمال تصرف اس وقت ہوگا کہ میرے توہم باطن یا توہم باطن جانچ کر پیرات قدس سرہ کے اس سخن کو زبان پر لائے کہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دیربانی رہتے تھے طلب آب زندگانی ناگاہ فرار سے بچنے کی بجائے حشر آب زندگانی چندان بخورد کہ نہ وہ بے اندازہ خرقانی۔

۳۹ فرماتے تھے کہ شیخ ابوسعید بن ابی الجہل سے منقول ہے کہ زانیہ جو سادات شافعیہ نے مشائخ طریقت سے قدس العدار و احکم مابیت توفیق بن جن کہا ہے بہترین اور تہمتیں۔۔۔ یہ اتوال کا یہ جو کہ القیوف صرف اور ہما ہوا سے یہ ترجمہ تصوف وقت کا نرج کرنا اس پیر میں کہ وہ اس کے اسطے ماحم ہو۔

۴۰ فرماتے تھے کہ شیخ ابو السعد ابو عبد اللہ نے اصحاب اپنے سے کہا جو کہ میرے سامنے سوکے گوشت کے ساتھ مست آؤ تازہ گوشت کے ساتھ آؤ۔ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود شیخ ابو السعد کا اس سخن سے ہمت کا سکھانا ہے نہ اصحاب کا جو بیٹے ارادہ حقائق مردم کے ساتھ میرے ساتھ مست آؤ بلکہ اس چیز کے ساتھ آؤ کہ وہ خاصہ تہہ ارا ہوا ہے۔ تمہاری پیشگاہ دل سے سرزد ہو۔

۴۱ فرماتے تھے کہ سید الطائف جنبیہ قدس سرہ نے کثرت سے اپنے تھے ایک دن معارف ان کے بے اختیار بلند ہوئے دیکھا کہ اہل مجلس کو لیاقت آئی اور ان کی نہیں جو فرمایا کہ بتجو کر شاید کوئی قرب میں ہو کہ اسکی استعداد اور قابلیت ان حقائق کا جذب کر لی ہو بعد از تلاش اب یار سین بن منصور علاج کو پایا کہ ایک گوشہ میں بیٹھا تھا اور سر گریبان میں جھپکایا شیخ نے فرمایا کہ اسکو مجلس سے نکال دو۔

۴۲ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین فرماتے تھے علیہ الرحمۃ شیخ وہ جو کہ کوئی شخص اپنے تئیں مریدوں کی نظر میں متجمل اور آراستہ بکمال کرے کسو اسطے کہ جب تک جمال نورانیہ مرید کا مراد کے ساتھ اور صفت محبت کی کہ موجب جذب اور تصرف کے وہی ہو کہ کم نہیں ہوتی اور اسکو تدارع عقل کے ساتھ ہم جانتے تھے لیکن ہمیں اسکی فرصت نہیں ہو کہ ہمیشہ تکلف کریں اور اپنے تئیں باجمال و تکلف میں تاکہ سبب فتور عقائد لوگوں کا ہو اسی سبب سے جو کہ نہ ہو کہ انگلی، ڈھکی میں کرنی اور اچھی پکڑی ہاتھ وغیرہ ان چیزوں سے کہ زینت ظاہر سے تعلق رکھتی ہو۔

۴۳ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا یعقوب چرمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ترمذ میں ایک شیخ کی صحبت میں ہو چکا کہ بڑا سادہ اس میں کرتا تھا کہ مرید کا کام شیخ کے بغیر نہیں چلتا اس میں نے کہا آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم وانتم علیکم نعمتہ ترجمہ آج کے دن کامل کر دیا میں نے تمہارے رب نے دین تمہارا اور پوری کر دی میں نے تمہارے اوپر نعمت اپنی کے مضمون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور سنت کے بموجب عمل کو ختم کام پر اور کفایت ہو اور لازم نہیں ہو کہ کسی کو مجب ظاہر ہو اور مقتدا ہو اس شیخ نے یہ سخن حضرت خواجہ بزرگ

خواجہ بہار الدین نقشبند قدس سرہ نے عن من کی حضرت خواجہ نے استسنان فرمایا اور مقرون بقبول کیا۔
 رشحات ایک روز تقریب توقیر اور تقطیع سادات کے فرماتے تھے کہ جس دیار میں کہ سادات رہتے ہیں میں نہیں
 چاہتا کہ اُس دیار میں رہوں اس واسطے کہ بزرگی اور شرف انکا بہت ہو اور میں اُنکے حق تعظیم پر قائم نہیں کر سکتا
 پس فرمایا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن مجلس درس میں چند بار اٹھ کھڑے ہوئے اور کسی نے اسکا سبب
 نہیں جانا آخر ایک شاگرد نے اسکا سبب پوچھا فرمایا کہ ایک لڑکا سادات علمی کا ان لڑکوں میں ہو کہ سادات
 کے سخن میں کھیل رہے ہیں ہر بار کہ اس درس کے حلقہ میں آتا ہو اور میری نظر سپر پڑتی ہو اُسکی تعظیم کے لیے اٹھتا ہوں
 رشحات فرماتے تھے کہ اکابر سمرقند سے ایک شخص کو میں نے کہا کہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ
 مر گیا ہو تو اُسکی تعبیر کیا ہو اُس نے کہا کہ بزرگوں نے کہا ہو اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 مر گئے ہیں اُسکی تعبیر یہ ہو کہ خواب دیکھنے والے کی شریعت میں کوئی قصور اور فتور ہو اور وہ مرنا
 صورت شریعت کا ہو یہ بھی مثل اُسکے ایک رنگ رکھتی ہو۔ حضرت نے فرمایا ہو سکتا ہو کہ کسیکو حضور مع
 اللہ ہوا ہو ناگاہ وہ نہ رہے تعبیر اُس مرنے کی یہ ہوگی یعنی نسبت حضور اور شہود اُسکی نابود ہوئی تراجم انجوت
 کہتا ہو کہ حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس اللہ سرہ السامی نے اس سخن کی دوسری تفسیر
 کی تھی اور فرمایا کہ ہو سکتا ہو کہ حکم آیت کریمہ افرایت من استخ باللہ ہواہ ایک کو اپنی ہواؤں سے خواب دیکھے وہ
 نے اپنا خدا بنایا ہو اُسکے دل سے نابود ہو جائے وہ مرنا خدا کا عبارت نابود ہونے اس ہوا سے ہو پس یہ خواہ
 دلیل اس پر ہوگی کہ حضور اور زیادہ ہو۔

رشحات فرماتے تھے کہ کشف قبور وہ ہو کہ روح صاحب قبر کی تمثیل ایک صورت مناسب کے ساتھ صورت
 مثالی سے ہو اور صاحب کشف اُسکو اُس صورت میں مجسم بصیرت مشاہد کرتا ہو لیکن ہر گاہ شیا میں
 کو قوت ہو کہ مختلف صورت اور شکل کے ساتھ متماثل اور متشکل ہوں اسوجہ سے ہمارے خواجگان قدس اللہ
 ارواحہم اس کشف کی وقعت اور اعتبار نہیں کرتے اور انکا طریقہ اصحاب قبور کی زیارت میں یہ ہو کہ جب نئی گلی
 قبر ہو پچھین اپنے متین سبب نسبتوں اور کیفیتوں سے خالی کرتے ہیں اور نظر نہیں دیکھتے کہ کیا نسبت ظاہر ہوتی ہو اس
 نسبت سے حال صاحب قبر کا معلوم کرتے ہیں اور طریق انکا مردم بیگانہ کی صحبت میں ہو اسبطور پر ہو کہ جو اُنکے
 سامنے بیٹھے اپنے باطن میں نظر کرتے ہیں جو کچھ اُس شخص کے آنے کے بعد ظاہر ہو جانتے ہیں کہ وہ نسبت اچھا
 سے ہو اور اُنکو اُس میں کوئی دخل نہیں ہو بموجب اُس نسبت کے اُسکے ساتھ زندگانی کرتے ہیں لطف سے یا قہر
 سے اور حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اسکو نکلی مقابلہ کیا ہو اور حضور اس حسی کا سبب کیا ل
 جلا اور صفائے کہ ہو کہ اُنکے باطن روشن کو حاصل ہو اور آپ نے اُنکی حقیقت کا نقوش کو نیر سے پاک اور

صاف ہوا ہو اور سبب کمال محاذات کے کہ اس ذات بے کم و کین کے ساتھ ریلھے بجز تہلی ذاتی اسمین کچھ نہیں رہا اور حسب وقت کہ اُسکو اپنی طبیعت پر چھوڑ دے، سو اُس اور سبب کینت کے کوئی اور چیز اسمین ظاہر نہ ہوگی پس جو کچھ اسمین ظاہر ہوگا اُنکے حصہ سے نہ ہوگا مگر بواسطہ اہل شیعہ جس ہوگا کہ اسمین عکس ہوا اور اس قول کی تائید میں فرمایا کہ ایک روز خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ نے فقیر سے کہا کہ آج مزارات ولایت شاش کے طواف کو ہم جاتے ہیں اُنکے ساتھ میں کیا خدمت مولانا ایک قبر پر بہت شیعہ اسکے بعد پوری کیفیت کے ساتھ اُٹھے اور فرمایا اس قبر والے پر نسبت جذبہ غالب تھی اور وہ قبر پر ابراہیم لکھا گیا کہ تھی کہ اپنے زمانہ کے مجتہدوں سے ہوا ہو بعد ازاں دوسری قبر پر گئے اور ایک لحظہ ٹھہرے پھر فرمایا آئے اب فرمایا نسبت علیہ اس قبر والے پر غالب رہی ہو اور وہ قبر شیخ زین الدین کو سے حرقان کی تھی کہ علیہ بانی سے ہوئے ہیں۔

رشتہ فرماتے تھے کہ ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہوا ہو کہ ترقی بعد موت کے جو سخن حضرت شیخ محمد بن العزلی کا اسکی طرف ناظر ہو اُنھوں نے فرمایا ہو کہ ایک تہلی میں جنیات سے ابوالحسن نوری کے ساتھ میں جمع ہوا مجھے بوسہ دیا اور مجھے سیراب ہوا میں نے کہا کہ کیا تو نے نہیں کہا توحید کا شہد خیر سے سیراب نہیں ہوا شریا میں نے کہا نبی ذوق عالی سے حاصل کرے غیر سے نہیں لیا اور اسکے سوا اہل تحقیق کی بہت باتیں ہیں کہ ترقی بعد الموت پر دلالت کرتی ہیں سہرا تم ایسے معروف کتاب ہو کہ حضرت شیخ محمد الدین قدس سرہ نے فتوحات کے مقامات میں فرمایا ہو کہ اُن لوگوں میں سے کہ ترقی بعد الموت کی نفی کی ہو ایک شیخ ابوالحسن نوری ہو نہیں اسکا حال موت کے بعد دو امر سے خالی نہیں ہو یا علم الیقین سے جانا کہ ترقی بعد الموت واقع ہو جانا کہ واقع نہیں ہو اگر نہ کہ واقع ہو تو دعا ثابت ہو اور اگر جانا کہ واقع نہیں ہو تو یہ علم دوسرا ہو کہ بعد از موت آسے حاصل ہوا پس بہر حال ترقی بعد الموت واقع ہو۔

رشتہ ایک من صفت فقیری میں فرمایا کہ حق سبحا نے غوث الاعظم سے یہ خطاب کیا ہو کہ یا غوث الاعظم قل اصحابک با اختیار الفقر ثم بالفقر عن الفقر فاذا تم فقر ہم فلاحم الا انا۔ ترجمہ اے غوث اعظم اپنے اصحاب سے کہدے کہ فقر اختیار کرو پھر فقر کا حکم دے فقر سے پھر حبیب اُنکا فقر تمام ہوا تو وہ نہیں ہیں مگر میں۔

رشتہ فرماتے تھے کہ بعض بزرگان طریقت قدس الدار و احسن نے کہا ہو کہ کوشش کرنا کہ عمل اپنا تو قربین نہ لیا جائے اس سخن کے معنی گویا یہ ہیں کہ چاہیے کہ توجانے کوئی عمل تیری طرف منسوب نہیں ہو حق سبحانہ کی توفیق کے ساتھ قائم ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ بعض اکابر طریقت کا سخن ہو کہ حق سبحانہ مرتبہ احدیت میں اگر چاہے اپنے تئیں پہچانے اس سخن کے معنی یہ ہیں کہ حقائق مجرورہ انسانی کے مرتبہ میں کہ بعض کی اصطلاح میں مرتبہ واحدیت عبارت

سے ہو اگر چاہے ایک علم اور سہ تعداد خاص اپنی طرف سے عطا فرمائے کہ اُس علم و استعداد کے ساتھ جو میں انسان اُس کو پہچانیں اور سرگاہ اُس کو بڑا اُس کے علم کے انہیں پہچان سکیں پس پہچاننے والا اُس کا خیر اُس کا نذر۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ایک شب خواہر باقی کو الم بتاؤ کہ نہ آئی میں بھی اُس کے الم سے سو یا پس فرمایا سخت ل وہ شخص ہو جسے علاقہ کسی سے ہو اور اُس کے دروسے صحیح نہ ہو بلکہ چاہیے کہ ایسا ہو کہ جس چیز کو بڑا کہہ رہے ہوں اُس سے بچیں ہو۔ اکیار گھوڑے کے کوڑا مارا پنا پنا اُس کے پہلو سے خون ٹپکا ابو یزید بطنامی کے پہلو سے بھی خون ٹپکا۔ اس سن میں جو حضرت نے فرمایا اشارہ مقام جمع کے ساتھ متحقق ہو گیا ہو اور بیان اس مقام کا ذکر حضرت حقائق مہا بھی مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی میں جہان کے اُنکی ملاقات مولانا شمس الدین محمد سے مذکور ہوئی ایک رشحہ میں وارد ہوئی ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ بہار الدین عمر قدس سرہ کی مجلس میں ہم تھے آپ سے کسی نے پوچھا کہ بعض محققین نے اوائل حال میں کہا ہو کہ ممکن نہیں واجب ہو اور آخر اُس سخن سے پھر یہ ہیں اور کہا بلکہ واجب عین ممکن ہو سبب اسکا کیا ہو حضرت شیخ نے جواب میں اُس شخص کے کہا کہ پہلے شخص کو عدم استقامت کے عالم میں کہا اور دوسرا حال استقامت میں جسے نصرت نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا کہ فرق ان دونوں سن میں کیا ہو کسی نے گستاخی نہ کی اور کچھ نہ کہا اور حضرت نے بھی اس سبب سے کہ ایک جماعت اور انسانی سے آئی تھی کچھ نہ فرمایا۔

فصل سوم خاص باتوں میں جو ہر باب سے حضرت کی زبان مبارک پر گذرتی تھیں اور ان خطابوں میں کہ حضرت سے اہل برایت اور نہایت کے ساتھ صحبت میں صادر ہوتی تھیں اور وہ ایک سو میں شیخین وارد ہوتی ہیں۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ بہار الدین عمر قدس سرہ نے مجھے پوچھا کہ ہستی کو سفر مترا اقامت میں نے اپنے کو جواب سے عاجز ظاہر کیا اور ادب کی رعایت کی آپ نے اصرار سے فرمایا کہ کمو میں نے کہا سفر میں مبتدی کو پریشانی دل کے سوا کچھ حاصل نہیں پس حضرت نے فرمایا کہ سفر اُصول مبارک ہو کہ صفت تمکین کی حاصل ہوئی ہو ہمارے اعتقاد میں مبتدی کو سفر مناسب نہیں ہو اُسے گوشہ میں بیٹھنا چاہیے اور صفت تمکین حاصل کرنی چاہیے شخص کہ اس طریقہ میں مشغول ہو اپنے ہی شہر اور ولایت میں رہنا اولیٰ ہو کسوا سطلے کہ اپنے آشنا اقارب اور لوگوں کی ملامت اُس کو نافع ہوتی ہو اس بابت سے کہ خلاف شریعت کوئی کام کرے اور کسی فعل ناپسندیدہ کا مرتکب ہو۔ اور بعضہ مشائخ اس کے برخلاف گئے ہیں اور کہا کہ کہ مبتدی کو سفر کرنا چاہیے تاکہ وطن اور بھائی بندوں کی مفارقت کے سبب اُس کو خلاص عادات رسمی اور

ترجمہ برائے سخت ترین بلا انبیا پر ہو پھر اولیا پر پھر ان کے بعد رجب بدرجہ اور اچھے لوگوں پر۔ اس معنی کی طرف ناظر ہو اور ہم اس طائفہ کے مستحقین اور کوئی شخص بیمار سے یا رون سے اس عقیدہ پر نہیں ہو۔
 رشتہ ۷ فرماتے تھے کہ صاحب وجد و حال راہ میں جاتا ہو اور ایک کئی اسکے راستے میں سوتا ہو اس کے گناہوں کو بخش دے کہ آپ آسانی سے گزر سکے جب گزر جائے اور اپنے اندر غور کرے اور وہ وجد اور حال باقی رہے تو جاننا ہے
 چاہیے کہ وہ ایک مکر کرے اسی سے اس کی نسبت ہو کہ باوجود اس فعل کے وجد و حال کو اس کے پاس نہیں دیا
 رشتہ ۸ فرماتے تھے مکر اسی دو میں ایک نسبت عوام کے اور دوسرا نسبت خواص کے جو مکر کہ نسبت ہو
 ہو بہم دنیا نعمت کا ہو باوجودیکہ خدمت میں تقصیر ہو اور جو کہ نسبت بخواص ہو باقی رکھنا حال کا ہو اور جو کہ
 ترک ادب ہو۔

رشتہ ۹ فرماتے تھے کہ وہ طائفہ کہ نسبت خواجگان قدس الہد اور اہم کی ورزش کرتے ہیں ان کا دو مشغل اسطور کا ہو کہ اگر کوئی شلاکھیت کی سنجائی کے لیے پئی داروں سے لڑائی جھگڑا واقع ہو کہ سر اس کا ٹوٹ جائے اور خون اس کے منہ پر نہ پڑے اور ظاہر میں لڑائی جھگڑا اس سے نمایاں ہو تو باطن کی رو سے کوئی کدورت اور کراہیت اس کے دل میں نہ ہو بلکہ ان کی جفا سے خوشوقت ہو اور ان کو معذور رکھے اسی میں جو وہ کرتے ہیں اور اپنی نسبت سے غافل نہ ہو اور انقطاع دل حق سبحانہ سے نہ کرے۔

رشتہ ۱۰ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ دو ام ثبلی ایجاد کی کے ساتھ متوجہ تمام موجودات کا پوچس جو لوگ کہ اپنے اختیار سے گوشہ پکڑتے ہیں اور اس کو خلوت اور عزلت نام رکھتے ہیں کیا عذر رکھتے ہیں اگر ایسی عظیم الشان غلطی کو باطل سمجھتے ہیں نہایت جاہل ہیں اور اگر اس کو حق جانتے ہیں تو اس کے حق پر قیام کیوں نہیں کرتے۔ اور ایک کام کا گوشہ اپنے اوپر نہیں لیتے۔ جو کہ وہ کہ شرف استغراق سے بجمع میں ایسے مشرف ہوئے ہیں کہ دنیا کے اشغال میں نہیں رہتے وہ دوسری بات ہو۔

رشتہ ۱۱ فرماتے تھے کہ اس بات کا بھید کہ نسبت خواجگان قدس الہد اور اہم کی بلا اور صورت تفرقہ میں یا وہ ظاہر ہوتی ہو یہ ہو کہ یہ نسبت محبوب ہو جب محبوب کو خلوت میں بلا کہ وہ حجاب میں ہو جاتا ہو۔

رشتہ ۱۲ فرماتے تھے اس نسبت کی لطافت اس طرح کی ہو کہ نفس توجہ اس کے طرف مانع اس کے ظہور کی ہو جیسا کہ مظاہر جمیل میں یہ بات ظاہر ہو کہ جب ان کی طرف خوب متوجہ ہوں محبوب ہوتے ہیں اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ لطافت اس نسبت کی اس طرح کی ہو کہ اگر ایک کئی کو بے سبب ٹھیک مار دینے نسبت جاتی رہے۔

رشتہ ۱۳ فرماتے تھے کہ الاشیا میں باضداد ہوتا ترجمہ چیزیں اپنی اضداد سے پہچان پڑتی ہیں مثلاً خلی مخلوق ضد مشغولی بحق سبحانہ ہو اور جب ضد کو ضد سے کراہت ہوتی ہو تو مکروہ سے محبوب کی طرف منجذب ہوتا ہو

یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ کے لوگ بازاروں میں اور از نام خلق کے مقامات میں جاتے ہیں اور بیٹھتے ہیں تاکہ بوجہ ضدیت خلق اور کربہت کے انکے شغل سے دل حق سوا نہ کی طرف منجذب ہوتا ہے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اس نسبت والوں کو ابتدا میں صحبت غیر طائفہ کی کہ نسبت اپنے غالب ہو بڑے فتور کا سبب ہوتا ہے اگرچہ وہ صحبت اہل زہد و تقویٰ کی ہو اور یہ نہ انکار زہد و تقویٰ کا ہے کہ وہ نہایت صفا اور نیت میں ہے لیکن چونکہ اس گروہ پر زہد و تقویٰ غالب ہے اس نسبت کے لوگوں کو انکی صحبت میں وہی نسبت حاصل ہوتی ہے اور اپنی نسبت شریفیہ سے کہ سب نسبتوں پر فائق ہو باز رہتے ہیں اس واسطے کہ حکم غالب ہے دیکھو کہ بدون اور میگانون کی صحبت کی کیا تاثیر ہوتی ہے اور ان سے کیا نسبتیں بریک حاصل ہوتی ہیں۔ رشحہ فرماتے تھے کہ اس جماعت کے پاس نتیجہ کہ تمھارے اوپر غالب نہوں تاکہ تمکو نہ بکھا جاوے اور غالب نہوں یعنی مجھ پر نفس اور ہوا کے قوی نہوں اور تمھیں نکھاوے یعنی تمھارے وقت کو ضائع نہ کریں۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جس کی کو اس طریقہ کا ارادہ ہو اور اس اثنا میں خطرہ کچھ اُسکو پریشان کرے چاہے کہ بہت استغفار کرے اگر اس سے دفع نہو ایسی جگہ جائے کہ عورتوں سے دور ہو اگر اس سے دفع نہو ایک مدت روزہ اور قلت غذا پر مداومت کرے اور علاج کرے کہ قوت شہوی کو تسکین حاصل ہو اور اگر اس سے دفع نہو تو قبرستانوں کے گرد بھڑے اور مردوں سے عبرت لے اور بزرگوں کی اراہ سے صحبت پاسے اگر اس سے دفع نہو زندوں کے آرد ہو اور اہل قلوب سے بالظنون سے گدگری کرے شاید کہ مابہ اس خاطر کا اُس سے اٹھالیں اور اُسکو اس مابہ میں ضائع نہ چھوڑیں۔

رشحہ فرماتے تھے نکاح انبیا اور اولیا کہ مناسب ہے کہ باہر انکے حق سبحانہ سے محبوب نہیں ہوتے اور عوام الناس کو بھی لائق ہے کہ انکے سبب مرتبہ حیوانیت کی تکمیل کرتے ہیں لیکن جو گروہ کہ درمیان میں ہیں اور طریقہ کی آرزو رکھتے ہیں انکے لیے بہت نامناسب ہے ایک ساتش جو حق سبحانہ کے ساتھ اندھے نکالیں بہتر نہراں فرزند سے ہو کسوا سے کہ اُس میں ہزار فائدہ اور نفع اور اس میں محض فتنہ و غرر ہے۔ رشحہ فرماتے تھے کہ بالفرض اگر میری پانسویس کی عمر ہوتی اور سب استغفار میں خرچ کرتا ہوں اُس گناہ کا تدارک جو مجھے صادر ہوا نہ کر سکتا اور وہ گناہ کہ خدائی ہے۔

رشحہ اگر ان باتوں میں کہ حضرت سے نقل ہو میں کسی کو تشویش ہو کہ کہ خدائی سنت ہے پسندیدہ اور اسکی تعریف آیات قرآنی سے ظاہر ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت پس اسکی نفی کرنی روا نہیں ہے اس دفعہ کا جواب یہ ہے کہ بیان پر نفی نہ بطور اطلاق کے ہے بلکہ نسبت بعض اشخاص کے ہے کہ انکے حال کے اثنائے تہذیب ظاہر اور باطن کی ہے اور مخفی نہ ہے کہ ہر زمانہ میں بموجب حکمت الہی کے جو کچھ مناسب حال

طالبان اور مصلحت کار مریدان ہو اولیا اور اہل ارشاد کی زبان پر جاری ہوتا ہو کہ یہ لوگ دارشان علوم محمدین علیہ
مصدر باب الصلوٰۃ والسلام پس ہر گاہ اس زمانہ میں مناسب حال متبدیان طریقت کے شیوہ بخرد اور فراغت کا
ہو لاجرم حضرت نے جو حکیم الہی ہیں اور جامع حکم نامتناہی کے پورے کا ایما کیا اور تاہل سے پرہیز بتلایا۔

رشتہ ۱۲۱ حضرت ایک دن مجلس کے حاضرین سے ایک کو مخاطب کر کے تعلق اور عشق بمطابق جمیلہ سے متعلق
تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے اس نسبت کا مشاہدہ ایک قاز سے کیا ہو کہ اسے صاحب جمال سے تعلق ہوا
تھا جان وہ ہاتھ قاز اسکے پیچھے جاتا سنا ہو کہ ایک شیر کی بھی یہ حالت تھی پس ایک غیر ضروری امر میں کہ
جسکے شریک حیوانات ہوں گرفتار ہونا اور عمر شریف کا اُس میں صرف کرنا مقتضی ہمت نہیں ہو لیکن اگر کسی
استعداد اس ڈھنگ کی آن پڑی ہو کہ بے اختیار نسبت جی میں گرفتار ہوتا ہو وہ دوسری بات ہو بعد از
یہ عبارت فرمائی کہ نصیحت ناصحان را در کار خانہ گرفتاران راہ نیست ترجمہ نصیحت گروں کی نصیحت کو
گرفتاروں کے کارخانہ میں راہ نہیں ہو۔

رشتہ ۱۲۲ فرماتے تھے کہ جب ارباب جمعیت کی صحبت میں نشست ہو اور دل حق سبحانہ کے ساتھ جمع ہووے اور
آرام پاوے وہاں احتیاج ذکر کرنے کی نہیں ہو کسو اسطے کہ غرض ذکر سے اس نسبت کا حصول ہو ذکر اسو اسطے
ہو کہ جو محبت کہ دل میں مضمر اور پوشیدہ ہو ظاہر ہو۔

رشتہ ۱۲۳ ایک دن حضرت نے یہ ابیات پڑھیں بیت تا بہاد ہو اشارت میکنی + یا بجز ہا عبارت میکنی +
بندہ حرنے نیاید از تو کار + بعد کن تا از رہبت نیز غبار + ہا بنگین واو را از لہ کن + بندہ شوبی ہا وادش یا کرت
ترجمہ ہا و ہوسے اگر اشارت ہو تری + حرف ہا سے یا عبارت ہو تری + حرف کا تو بندہ ہوسے کار و بار +
سعی کر ہا وے تری رہ سے غبار + ہا گراوے واو کو آزاد کر + بندہ ہوبے واو و ہا بس یا ذکر + بعد از ان
فرمایا کہ یہ ابیات اشارت اُس نسبت سے ہو جو صحبت میں حاصل ہوتی ہو جو نتیجہ صحبت کا ہو ہا اور ہو کہ
توسط سے نہیں ہو۔

رشتہ ۱۲۴ فرماتے تھے کہ جب کسی کی صحبت سے نسبت دواسکی نگاہداشت کا طریقہ اسکے ساتھ ہو کہ ایسی صورت
کو کہ تلو اُس شخص سے کہ اسیت نہویں وجہ ہو کہ کہا ہو شیخ کو چاہیے کہ اپنے کو مرید کی نظر میں محبوب کر سکے
کسو اسطے کہ پیدا کرنے والا اُس محبت کا کہ اس نسبت کے ظہور کا سبب ہوا وہ ہو پھر جس وقت اُس سے
کراہت ہو وہی کہ ضد محبت ہو محبت دور ہوگی اور جب محبت گئی تو نسبت نہ رہیگی۔

رشتہ ۱۲۵ فرمایا کرتے کہ جو شخص اس گروہ کی صحبت میں آوے چاہیے کہ اپنے کو مغفلس ظاہر کرتے تاکہ انکو اس پر رحم آوے
رشتہ ۱۲۶ فرماتے تھے ماضی طریقہ خوابگان قدس الدار و احکم کا ہمیشہ کے پیش آمد جناب سبحانہ میں اسطے کہ

کہ اُس میں آدمین کسی طرح کی کلفت نہ ہو۔

رشحہ^{۱۸} فرماتے تھے کہ مقصود کلی وہ ہے کہ لطیفہ مدد کو علی الدوام حق سبحانہ میں ہمیشہ کی پیش آمد واقع ہو جسے چاہے
کہ پیش آمد واقع ہونا کہ تو مقبل ہو۔

رشحہ^{۱۹} فرماتے تھے کہ خواجگان این سلسلہ قدس المدار و احتم ہر رزاق اور رقام سے نسبت نہیں رکھتے انکا کارخانہ
بلند ہے۔ خواجہ اولیاء کلان علیہ الرحمۃ نے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کے بڑے اصحاب سے ہیں بخارا کی
مسجد صیرافان میں چلہ خواطر کیا تھا یہ کام اندازہ عقل و ادراک کا نہیں ہے یہ بات دائرہ ادراک سے باہر ہے
پوچھا ہے کہ خلوت و راجحین کیا ہے فرمایا ہے کہ خلوت و راجحین وہ ہے کہ بازار میں تو آوے اور بازار یون کی آواز ترے
کان میں نہ پڑے یہ بزرگوار ایسی مشغولیاں رکھتے تھے اس طریق کو آسان نہ سمجھنا چاہیے۔

رشحہ^{۲۰} فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس المدار و احتم کو آسان نہ جانو حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
باوصف کمالات ظاہری اور باطنی کے ہمیشہ خواجگان قدس المدار و احتم سے رسائل ہمراہ رکھتے تھے اس سبب
سے کہ کلمات قدسیہ کو ہمیشہ مطالعہ کریں اور ہمراہ رکھیں ناگزیر ہے۔

رشحہ^{۲۱} فرماتے تھے کہ خطرون کی پہچان کامل طور پر مختصر خواجہ عبدالخالق تیان کے طریقہ میں ہے قدس المدار و احتم
باین وجہ کہ انکو پاس انفاس میں کمال احتیاط ہے۔

رشحہ^{۲۲} فرماتے تھے کہ جو کچھ اس طریقہ سے ہمارے اعتقاد میں ہے یہ ہے کہ ہمیشہ دل بسبیل ذوق اور لذت کے آگاہ
یعنی سبحانہ رہے اور اس معنی کو اعمال مناسب کے ساتھ کسب کرتے ہیں ابتداً اسکی یہ ہے اور نہایت
اسکی یہ کہ کسب کو کچھ دخل نہ رہے اور یہ معنی ملک نفس اور ملکہ ہو جاوے۔

رشحہ^{۲۳} فرماتے تھے ایسا یقین حاصل کرنا چاہیے کہ کوئی پانی اُسکو بہانہ لیجائے اور کوئی آگ اُسے جلانے
مثلاً کسی کو ایک یقین حاصل ہوا ہے کہ گندم موجود ہے کوئی چیز اس یقین کو دور نہیں کر سکتی برخلاف اُس شخص
کے کہ گندم کو تکلف اپنے منہ میں کھاتا ہے بہت ایسا ہووے کہ گوناگون اشغال کے سبب اُس سے
غفلت ہو جائے۔

رشحہ^{۲۴} فرماتے تھے کہ یہ بہت مجھے بہت پسند آئی ہے بہت براستان ارادت کہ سرخدا شے +
کہ لطف دوست بردیش دیکھ نکشود + ترجمہ براستان ارادت پر کئے شب رکھا + کہ لطف دوست
کی کوئی نہ اُسکے رخ پہ کھلی + بعد از ان فرمایا کہ جبکہ باطن میں نسبت ارادت نے ظہور کیا چاہیے کہ اُسکو
حق سبحانہ کی طرف سلفت غلیم جا کر اُسکے حق پر قیام کرے اور اُسکے حق پر قیام کرنا اُسکے سامنین ہے کہ بہت
جناب حق سبحانہ میں متوجہ ہو کر اپنی ہستی کو صرف اُس جناب کے کردے تحقیق کے نزدیک ثابت

ہوا ہے کہ وجدان طلب پر مقدم ہو اور اس حدیث کو کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **طلب** شیا وجدہ ترجمہ جسے ایک چیز طلب کی اور کوشش کی تو اسکو پایا اس طرح سے تفسیر کیا ہے کہ من وجد شیا طلبہ ترجمہ جس شخص نے ایک چیز پائی اسکو طلب کیا اسواسطے کہ جب تک حق سبحانہ کسی دل پر درایت کے ساتھ تجلی نہ کرے اس دل کو حق سبحانہ کی طلب اور ارادت کی بستحداد حاصل نہیں ہوتی اور نتیجہ اس تجلی کا یہ ہے کہ وہ جناب حق سبحانہ کی طرف مائل اور منجذب ہوتا ہے پس اول دل بندہ تجلی ارادی حق سبحانہ کا واجد اور یا بندہ ہوتا ہے اس کے بعد طالب اسکا اور مرید ہوا اور اسکے لیے ایک تمثیل ہے کہ وہ یہ ہے کہ ایک شخص ایک دریچہ کے نیچے سے گذرتا ہے اچانک ایک صاحب جمال نے دریچہ سے اس پر طرہ کیا اور اس کے دل کو لگیا اور اس کے باطن میں میل اور انجذاب اس صاحب جمال کی طرف پیدا ہوا پس اس صورت میں وجدان طلب اور ارادت پر مقدم ہو۔ بعضوں نے سوال کیا ہے کہ ہر گاہ جب مقدم ہو تو پھر طلب سے کیا فائدہ ہو اسکا جواب یہ ہے کہ طلب حفظ کے پورا لینے کے لیے ہو دوسرے یہ کہ جو وجدان کہ طلب پر مقدم ہو پر وجہ اجمال ہو اور فائدہ اسکی طلب میں یہ ہے کہ وہ اجمال الفضیل پاتا ہے۔
 رشحہ ۳۳ فرماتے تھے کہ مرد کی قیمت اسکی حرکت بدرکہ کے موافق ہو جو اس گروہ قدس المدار و اہم کے حقائق کی طرف ہو۔

رشحہ ۳۴ فرماتے تھے کہ کام نہ یہ ہے کہ توجہ اور مراقبہ کریں بلکہ کام وہ ہے کہ سب کاموں کو تابع ایک مقصود کریں اور اور اک خاص تمام اشیا میں پیدا کریں۔

رشحہ ۳۵ فرماتے تھے کہ عمل کو محبوب رکھنا چاہیے نہ حضور و جمعیت کو کسواسطے کہ حضور اور جمعیت علیا میں اور نادر الوجود ہو اور اختیار میں نہیں ہو اور اسکا جانا رہنا کسل اور فتور کا موجب ہے بخلاف عمل کے کہ وہ ایک کسب ہے اور اختیاری اور اسکا وظیفہ کرنا باعث جمعیت اور حضور کا ہو بانخاصیتہ ایسا دہ ہے کہ حضور اور جمعیت میں فتور راہ پاتا ہے پھر یہ دو بیت پڑھیں ابیات خالقنا این سکم در باطن است راہ جانم سوی تو ناہمین است یا حکم شرع در کارش فلن یا بکلمہ در نمکسارش فلن ترجمہ خالق میرے جب تک یہ کتا میرے باطن میں ہو میری جان کی راہ تیری طرف خطرناک ہو یا شریعت کے حکم سے اسکو کام میں لگایا یا نکل نمکسار میں پھینک دے۔

رشحہ ۳۶ ایک روز بعض حاضرین کی نسبت تنبیہ کے لیے فرماتے تھے کہ جب تمکو میری صحبت میں نسبت حاصل ہوئی پھر آتے ہو اور اگر گفت ہو سچے چل جاتے ہو یہ ایک سچ کا لٹکا ہے جو شخص کہ ایک فیئر کے پاس ذوق اور حال کے لیے آتا ہے یہ ایک سخت عارضی ہے نہ ذاتی بعدہ یہ سیت پڑھی بیت درد

چونکہ شراب شوق امیر نیری پے باید چو خمار گروت نگر نیری۔

رشحات^{۳۸} ایک دن حضرت معارف دلا وزیر اور لطافت شوق انگیز فرما رہے تھے اور ایک شخص نے حاضرین سے اپنے کو بالکل اُن باتوں میں مچو کر دیا تھا اور بڑے شوق و شغف سے گوش ہوش استماع پر رہے ہوئے چھٹے نے فرمایا کہ تم بھی سخن کے سننے کا میل رکھتے ہو اپنے کو اُسکے مضمون کے ہاتھ جو سننے ہو دینا چاہیے سخن ایک ہو کتنے سننے سے کام نہیں چلتا۔

رشحات^{۳۹} فرماتے تھے کہ کلام کے واسطے ایک جمال ہو جس کسی پر حق سبحانہ نے عنایت کی اُس پر ظاہر کیا ہی چہ ہو کہ حق سبحانہ نے انبیاء علیہم الصلوٰات والسلام کو کلام کے ساتھ بھیجا نہ جذب و تعریف کے ساتھ۔

رشحات^{۴۰} فرماتے تھے زبان آئینہ دل ہو اور دل آئینہ روح اور روح آئینہ حقیقت انسانی اور حقیقت آئینہ حق سبحانہ حقائق غیبی غیب ذات سے یہ تمام بعید مسافتیں قطع کر کے زبان پر آتے ہیں اور زبان سے صورت لفظی قبول کر کے اُن لوگوں کے کان تک پہنچتے ہیں جو ہر خدا و حقائق کی رکھتے ہیں۔

رشحات^{۴۱} فرماتے تھے کہ سخن کا جمال ہو کہ سامع کو سامع سے ملے لیتا ہو اور سخن کو جمال نہیں دیتا مگر تکلم اولیا چہ یہ ابیات پڑھیں ابیات سہ نشان بود و سہ راز نخست آن ہمینی + کہ چور وی دی بہ بینی دل تو باو گراید + دوم آنکہ در مجالس جو سخن کند زمینی + ہمہ راز ہستی خود بحدیث می ربايد + سوم آن بود معنی ولی اخص عالم + کہ زہیچ عضوا و را حرکات بدنیايد + ترجمہ ولی کے تین نشان ہیں اول یہ کہ جب اُسکا منہ دیکھے تیرا دل سکا مائل ہو دوم یہ کہ جب وہ مجلسوں میں معنی سے سخن کہے سب کو حدیث کے ساتھ اپنی ہستی سے لجا سہ تیسرے یہ ہو کہ معنی میں ولی خاص ترین عالم ہو کہ اُسکے کسی عضو سے بُری حرکت نہ ہو۔

رشحات^{۴۲} فرماتے تھے کہ بعض اکابر کی مین نے ملازمت کی اُنھوں نے دو چیز عنایت فرمائیں ایک یہ کہ جو کچھ کہتے ہیں جدید ہوتا ہو نہ قدیم دوسرے جو مین کتابوں مقبول ہوتا ہو نہ مردود۔

رشحات^{۴۳} دوسری مرتبہ کہ راقم اینجور حضرت کی آستانہ بوسی سے مشرف ہوا ایک قصیدہ حضرت کی تعریف میں لکھا اور اُس میں تھوڑے معارف صوفیہ درج تھے کہ بعض ابیات اُسکے یہ ہیں ابیات یار برداشت پڑہ از رخسار + این تمشون یا اوسے الا بصار + لعل آفتاب طلعت او + طلعت من مشارق الاطهار + ہمہ ہا بلاک این اشراق + ہمہ ذرات محو این انوار + ہمہ راصاف ساخت این نور + ہمہ را پاک خست است این نار + لعل اوست و دیکین و مکان + جلوه اوست بر زمین دیسار + نیست تکرار و تخیل او + گرج باشد برہن ز حد شمار + لیکن آن از تحد و انشال + می نماید بصورت تکرار + جملہ فدا کون آنکہ است + کہ در ان جلوه میکند رخ یار + دہر آئینہ بآئینی + می نماید بجا شفق دیدار + گاہ مستور در پس پردہ +

گاہ مشہور پر بازار گاہ در پردہ می نواز ساز گاہ بے پردہ می در لہزار + پردگی اوست ماہمہ پردہ +
 پردہ ساز اوست ماہمہ تار + تاشود نقش پردہ شان حاصل + از تاشاے نور آن رخسار + ایو زیندا
 غیر در پردہ + خیز و بردار پردہ پندار + گردین پردہ باز می خواہی + روسے دل سوے نقش بندان آرد +
 آن قیامان بار گاہ الست + دان ندیمان صدر صفہ یار + ہمہ در برم شوق شاہ نشان + ہمہ در رزم
 عشق شاہ سوار + ہمہ عالی فرمان میان اعلی + شاہ ابرار خواجہ احرار + ترجمہ یار نے پردہ رخسار
 اٹھایا۔ کمان تم جاستے ہو ایل نظر۔ اسکی مہر صورت کا لمحہ نظر کے مشرق سے طالع ہوا۔ تمام
 اس روشنی میں فنا۔ اور تمام ذرہ ان انوار میں محو ہیں۔ سب کو اس نور نے صاف کیا اور اس
 آتش نے سب کو تمام جلادیا لیکن دکان میں اسکا لمحہ ہو اور این بائیں اسکا جلوہ ہو۔ اسکی نقل میں تکرار
 نہیں ہو اگرچہ شمار سے باہر ہوں۔ لیکن تجدید امثال سے وہ تکرار کی صورت معلوم ہوتا ہو۔ تمام ذرات جہان
 آئینہ ہیں۔ کہ آئین یار کا رخ جلوہ کرتا ہو۔ ہر ایک آئینہ میں ایک طرح سے عاشقوں کو دیدار دکھاتا ہو۔
 کبھی پردہ میں پوشیدہ ہو اور کبھی مشہور پر بازار ہو کبھی پردہ میں ساز بجاتا ہو۔ کبھی بے پردہ تار نور اُٹھاتا ہو
 وہ پردہ دار ہو ہم سب پردہ ہیں پردہ ساز وہ ہم سب تار ہیں۔ تاکہ انکے پردہ کا نقش حجاب نور رخسار
 ہو جائے ایو کہ غیر کے گمان سے پردہ میں ہو اٹھ اور گمان کا پردہ اٹھا۔ اگر اس پردہ میں یار چاہتا ہو تو دل
 رخ نقش بندوں کی طرف لا۔ وہ بار گاہ الست کے رہنے والے ہیں اور صفہ یار کے مصاحب ہیں۔ سب
 بزم شوق میں مثل شاہ اور سب رزم عشق کے شہسوار ہیں سب عالی اور ان سب میں اعلیٰ شاہ ابرار
 خواجہ احرار ہیں۔ اور برادر طریقت مولانا موسیٰ نے کہ اس آستانہ کے خاص خادم اور اس دولت خانہ
 کے محرم تھے یہ تعصیدِ خلوت میں حضرت کی نظر مبارک سے گذرانا دوسرے دن حضرت نے فیر کو مخاطب کر
 کہا کہ میرزا شاہ رخ کے زمانہ میں ہم بہرات میں تھے اور حضرت سید قاسم قدس سرہ کے اشعار مشہور ہو گئے
 تھے بعض جوانان نو عمر نے ان اشعار کے مثل توحید آمیز اشعار کے ظاہر حضرت سید کے حقائق اور معارف
 باطنی جو پھیل گئے تھے ان جوانوں کے باطنوں سے بے اختیار ظاہر ہوئے اگرچہ وہ سخن انکے حسبِ حال نہ تھے
 لیکن چونکہ انکی استعداد نے ان حقائق و معارف کی منظریت کو قبول کیا تھا اسوجہ سے یہ لوگ اپنے تمام
 اپناے جنس سے امتیاز رکھتے تھے۔

ترجمہ فرماتے تھے ایک پر سے جو بہرات میں دروازہ ملک کے باہر کھلے پویش سیتا تھا ایک دوسرے شہنا
 میں نے سنے اس سے بڑے مذاق اس طائفہ کی آتی تھی پھر اس سے رعایت ادب میں نے ایسی کی کہ
 کسی راہ اور کسی بازار میں اس کے قدم سے میرا قدم ان دوسرے کی عزت کے سبب آگے نہ بڑھا۔

رشتہ فرماتے تھے کہ اگر میں سنوں اور جانوں کہ ملک خطا میں کوئی اس طائفہ کی باتوں کو سیدھی راہ سے کہتا ہے میں جاؤں اور اسکی ملازمت کروں اور منت کش ہوں۔

رشتہ اول سخن جو پہلے پہل حضرت سے مقام قرشی میں سموع ہوا ہی یہ تھا کہ فقیر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک نیرنگ نے کہا ہے جو ایک علم ہو کہ اسکے اصول کو ایک ہفتہ میں کر سکتے ہیں مجھے ارمان ہوتا تھا کہ کیا ہوتا کہ درویشی بھی ایک کتاب میں لکھی ہوتی کہ ایک ہفتہ میں سیکھ لیتے اور جو متدود ہے سہولت سے حاصل ہوتا لیکن ایک درویش نے کہا ہے کہ درویشی آسان کام ہے۔ ایک آئینہ ہے بادشاہ کی طرف اسکا منہ ہے اور دہشتی یہی ہے کہ آئینہ کا منہ پھیر دے۔

رشتہ غلوت خاص میں ایک فقیر سے کہتے تھے کہ علامہ علوم متداولہ کا تفسیرِ حدیث اور فقہ ہے اور خلاصہ انکافصوف اور موضوع اس علم کا بحث وجود ہے اسواسطے کہ کہتے ہیں تمام مراتب الہی اور کوئی میں نہیں ہے مگر ایک وجود ظاہر بصورتِ علمیت نہایت مشکل اور باریک ہے عقل اور خیال نے انہیں غور کرنا موجب گمراہی اور زندقہ کا ہے اسواسطے کہ اس عالم میں کہتے اور سوروغیرِ حیوانانہ غیثہ اور انواعِ نباتات اور پرک وغیرہ سے بہت میں اطلاق وجود انہر کرنا نہایت قیاحت اور بُرائی ہے اور سستی اٹکا کرنا اور خارج کر دینا موجب شکستگی قاعدہ اور خلاف اصطلاح اس طائفہ کے ہے تو صاحبِ زکا پر واجب ہے کہ نقوش کو نیسے اپنے مراتب حقیقت کے تصفیہ میں مشغول ہوں اور اس شغل سے دوسرے امور میں توجہ نہ کرے اسوقت تک کہ زکیہ اور تصفیہ محل سے پر تو وجود کا لطیفہ بدرجہ پر چکے اور یہ بات جیسی کہ یہ ظاہر ہو جاوے۔

رشتہ دوسری مرتبہ قصہ کا شان میں کہ وہ ایک گائون ولایت قرشی کا بنہا را کی طرف ہو صحبت میں خاص فقیر کو مخاطب بنا کر یہ ابیات پڑھیں ابیات تو مباشر اصلا کمال اینست و پس در و کم شود حال اینست و پس ای کمان ویر با بر ساختہ صید نزدیک و تو دور انداختہ سخن اقرب گفت من جل لورید تو فکندہ تیر فکرت از بعد ترجمہ جو تو برگزمت رہ ہی فقط کمال ہے جا انہیں کم ہو پس ہی وصال ہے ایک تیر و کمان بہت سے بنائے شکار نزدیک اور تو نے دور تیر ڈالا۔ سخن اقرب الیہ من جل لورید کہا تو نے اپنی فکر کا تیر دور پھینکا۔ زبان بود التفات کر کے بہت سی باتیں کہیں کہ بعضی انہیں سے یہ ہیں کہ جب سے تو آیا ہے تیرے حال پر ہم تو نہیں ہوئے مگر چاہیے کہ اسکو تو سمجھ لے کہ بہت چیزیں جو نہیں درکار ہیں تجھے ملتی ہیں اور بہت چیزیں کہ درکار ہیں انکے بجائے قرار پا چکین لیکن تجھے انکی خبر نہیں ہے اور تمثیلاً فرمایا کہ خر بوزہ جب پھل سے نکلا اور مرتبہ پھل کو چلا ہر آن میں ایک خامی جاتی ہے اور اسکے بجائے پھل آتی ہے اور اسکو خبر اسکی نہیں ہے اور کوئی جس اسکا ادراک نہیں کر سکتی اور اگر کاشتکار اس سے کہے کہ بہت خامی تجھے ملتی ہے تو

اور بہت بھنگی اُسکے بجائے اگئی وہ یقین نہ کر گیا لیکن جب مرتبہ بھنگی پر پہنچے اور اپنے اندر نظر کرے سر سے پاٹون تک پنجمہ دیکھے اور جانے کہ کاشٹکار نے سچ کہا تھا اور ان باتوں کے درمیان میں حضرت پر گریہ عظیم غالب ہوا اور آپ کی چشمہاے مبارک سے آنسو گرتے تھے غالباً نسبت گریہ اور رقت اُس مخاطب کی تھی کہ انعکاس کے طریق پر حضرت سے ظاہر ہوئی اور اسد دانا تر ہو۔

رشحات پہلی دفعہ کہ مجھے شرف ملازمت حاصل حضرت سے ہوا پوچھا کہ کہاں کا ہو میں نے کہا سبزوار میں پیدا ہوا لیکن ہرات میں نشوونما پائی آپ مسکرائے اور فرما کہ کہاں ایک سنی سبزوار میں جاگرا اور سایہ دیوار میں بیٹھا ایک خطہ بعد سر اٹھایا تو ایک رافضی کو دیکھا کہ دیوار پر بیٹھا ہی پاٹون لٹکائے ہوئے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے نام امانت کے لیے اپنے کف پار لکھے سنی کو غیرت دین آئی ایک چھری نکالی اور اُسکے کف پائین اس زور سے ماری کہ دوسری طرف نکل گئی رافضی نے فریاد کی کہ یارو دیکھو کہ خارجی نے میرے چھری ماری رافضیوں نے ہر طرف سے ہجوم کیا اُٹتی کو گھیر لیا کہ ہمارے یار کے چھری کو واسطے مار دی کہ اُس ازدحام اور غوغا میں تلف ہوتا ہوں تو ایک جیلہ کیا اور کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنا حال کمون میں بھی تمھاری بخشش سے ہوں میں نے چاہا کہ اس دیوار کے سایہ میں آرام کروں اور راستہ کی تکان اُتار دوں جب میں بیٹھا اور اوپر کو نگاہ کی تو دیکھا کہ اس شخص نے ایسے نام کو کہ میں ہرگز نہیں دیکھ سکتا لا کر میرے سر پر رکھ دیا مجھے بہت ناخوش معلوم ہوا یہ سبب تھا کہ چھری ماری کہ ان ناموں کو میرے سر سے دوڑ کرے رافضیوں نے جو یہ بات سنی اُسکے ہاتھ چوڑے اور آفرین کی اوردہ اس جیلہ کے ساتھ اُن لوگوں سے نجات پاگیا اُسوقت حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم ایسے شہر کے ہو بعد ازاں فرمایا کہ مشائخ وقت سے ایک شیخ روافض کی سرزمین میں پہنچا ایک گروہ اُنکے غالی دیرینہ لوگوں میں سے قافلہ شیخ کے کنارہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رکھنے لگا اور تاشا بستہ کہا اصحاب شیخ اسکے درپے ہوئے گا انکو جزو بیعت کرن شیخ نے فرمایا کہ انکو بخیدہ نہ کرو یہ ہمارے ابو بکر کو گالیان نہیں دیتے ابو بکر ہمارے اور ہیں اور انکے ابو بکر ہیں یہ لوگ اپنے ابو بکر کو مہوم کو گالیان دیتے ہیں کہ خلافت بے استحقاق چھین لی اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے نفاق رکھنا روافض نے کہ یہ بات شیخ سے سنی مقننہ اور متاثر ہو کر طریق باطل سے منحرف ہوئے اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی بعد ازاں پوچھا کہ تیرا باپ کیا کام کرتا ہو اور کیا اُس کا نام ہو میں نے کہا دعا عطا ہوا اور مولانا حسین نام سے پڑایا میں نے اُسکی تعریف سنی ہو کتے ہیں کہ بہت فضائل اور کمالات رکھتا ہوا اور اُس کا وعظ مقبول خواص عام ہو پھر فرمایا کہ مولانا شہاب الدین سرامی علیہ الرحمۃ کہ استاد شیخ زین الدین خوانی اور مولانا یعقوب چرخي کے تھے قدس سرہا سمرقند میں آئے اور چاہا کہ مسجد جامع میں وعظ کسین خدمت مولانا محمد عطار سمرقندی کے

بزرگان طبقہ خواجگان سے ہیں اور کمال علم و تقویٰ اور زہد و عروج سے راستا و نسبت قوی اور لطافت تمام انگوٹھی اس مجلس میں حاضر تھے خدمت مولانا شہاب الدین نے منبر پر چڑھنے کے وقت پایہ کو بوسہ دیا اور منبر پر چڑھ کر خدمت مولانا محمد نے جب یہ صورت دیکھی تو الحال مجلس سے اٹھتے اور باہر آئے مولانا شہاب الدین منبر سے اتر آئے اور ان کے پیچھے گئے اور پوچھا محمد سے کیا ہے ادبی ظاہر ہوئی کہ آپ باہر آئے اور مجلس میں نہ بیٹھے انھوں نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ خاطر مشغول رکھتے ہیں اور سعی و اہتمام کرتے ہیں کہ کوئی بدعت لوگوں میں نہ رہے تم یہ بدعت کہاں سے لائے کہ منبر پر چڑھنے کے وقت منبر کے پایہ کو بوسہ دیتے ہو یہ کس کتاب اور سنت میں ہے اور ائمہ سلف سے کس امام نے یہ کیا ہے تم جیسے آدمی دانشمند سے جو ایمر واقع ہو رہا ہو اس مجلس میں مصلحت نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مولانا محمد عطا رہیشہ سنت کے اتباع اور دفع بدعت میں کمال درجہ مبالغہ اور اطرار کرتے تھے اور ان کے فرزند مولانا حسن کو خوب ملاحظہ دین و ملت میں والد شریف کے موافق تھا جب راقم انچرف حضرت کی ملازمت سے خراسان میں آیا اور خدمت والد علیہ الرحمۃ کی مجلس میں پہنچا دیکھا کہ منبر پر چڑھتے وقت پایہ کو بوسہ دیا جب گھر میں آئے یہ حکایت مولانا شہاب الدین سے فرمائی مولانا محمد عطا سمرقندی کی کہ حضرت سے سنی تھی والد سے عرض کی وہ ردئے اور کہا یہ ایک نصیحت ہے کہ حضرت نے تیری زبانی میرے واسطے بھیجی ہے اور میری ملاحظہ اور احتیاط بلوغ لازم کی اور حرکات فضول اور ہاتھ پانوں سے منبر مارنے سے باز رہے حضرت کہیں کہیں تقریب و عطا و واعظی والد علیہ الرحمۃ اور راجات حسن التفات کے میرے سامنے آن بڑے واعظوں سے کہ دیکھتے تھے نقلین فرماتے تھے بیٹائی میں سے رویش محمد سمرقندی کے ذکر میں اچکین اور بعضی یہ ہیں کہ ذکر کی جاتی ہیں۔

رشحات فرماتے تھے کہ دو شخص کا وعظ سمرقندی میں مجھے بہت پسند آیا ایک: عطاء قاسم اور دوسرے: وعظ ابوسعید تاشکندی کا اور فرمایا کہ خدمت سید مرثاں تھے ہمیشہ گرسنگی کا اثر اور خشکی لب خدمت سید سے ظاہر تھی یہ بہت خوب نختہ وعظ کہتے تھے انکی مجلس کے کنارہ بہت میں کھڑا رہتا آثار ریاضت اور مجاہد کے افسانے نہایت ظاہر تھے اور انوار طاعت اور عبادت کے انکے بشیرہ سے روشن معلوم ہوتے تھے فرماتے تھے کہ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بڑی جماعت کھڑی ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت موسے کلیم اللہ آتے ہیں اس بزرگ نے کہا میں بھی گیا اور کہا میں بھی انگوٹھیوں جب آئے سید عاشق تھے حضرت نے فرمایا سید اسکے لائق تھے کہ انکو ایسا دکھیں۔

رشحات فرماتے تھے کہ پہلی مرثیہ جو ہرات میں زیارت گاہ پر لکھا تھا دو تین روز میں ربادان سے پلٹ کر مولانا شمس الدین محمد سنوگری کردی کے گانوں میں پہنچا اور وہ علمائے شفق سے تھا اور مرثیہ

شاہ فرنی سے رحمہ اللہ تعالیٰ اُسکی مسجد میں مغرب کے وقت پانسو آدمی ہونگے دوسرے دن علی الصباح وعظ فرمایا تبھے وہ جگہ بہت پسند آئی دو شخص ناشکند کے میرے ساتھ تھے میں نے پچا ہا کہ یہ میرے سبب وہاں ٹھہرین شہر میں آیا دو روز بعد گیا اور ایک ہفتہ رہا اور اُس مسجد میں اکثر اوقات اہل طاعت سے ایک جماعت رہتی تھی ایک روز مولانا شمس الدین محمد وعظ کہتے تھے اور اُس وعظ میں بہت روتے تھے میں کان لگائے ہوئے تھا کہ سبب اُنکے گریہ و زاری کا کیا ہو فرمایا کہ میرزا شاہ رخ کو بادشاہ مسلمان کہتے ہیں میں نے سنا ہو کہ دیوان کھر شاد کو ایک لونڈی کے ساتھ متہم کیا ہو حکم دیا ہو کہ اُسکو سنارہ پر سے گراؤں خالی اس سے نہیں ہو کہ شرع کے بموجب ثابت ہو یا نہیں اگر ثابت ہو اور مارنے چاہیں یا سنگسار کرنا اور اگر ثابت نہیں ہو ابے جہت ایک مسلمان کو اسطور سے کیوں قتل کرتے ہیں بعد ثبوت کے سنارہ سے گرا کر نامشروع نہیں ہو اس سبب سے کہ یہ حکم میرزا شاہ رخ کا حسب شریعت صادر ہوا تھا خدمت مولانا بہت درمند ہوئے تھے اور بے اختیار روتے تھے بزرگان دین کا ایسا حال تھا دین و ملت کا غم لگ کر سب غمون سے زیادہ تھا۔

رشحات فرماتے تھے کہ شیخ ابو عثمان حیری نے اپنے شیخ ابو حفص حداد قدس سرہا سے اجازت چاہی کہ خلق کو وعظ اور نصیحت کوین شیخ نے فرمایا کہ اس خواہش کا باعث کیا ہو کہ شافقت بر خلق کا شافقت کس حد تک کہا اگر عوض تمام عاصیان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھے دوزخ میں لیجائیں راضی ہوں کہ انکو خلاص ہو شیخ نے کہا ایسے شخص کو پہونچتا ہو کہ نصیحت خلق کو کرے پس اجازت دی اور اُسکے منبر کے نیچے بیٹھے اور اُسے وعظ کہنا شروع کیا اُس وقت ایک سائل اٹھا اور کپڑا نگا شیخ ابو عثمان حیری نے فی الحال جبہ بدن سے اتار لیا اور اُسے دیدیا شیخ ابو حفص نے شیخ ابو عثمان کو للکارا کہ اُتر آؤ مجھوئے شیخ ابو عثمان سچن تمام کیے بغیر منبر سے اُتر آئے اور شیخ کے پاس گئے اور کہا مجھے کیا جھوٹ صادر ہوا فرمایا تو نے کہا نہیں تھا کہ باعث نصیحت اور موعظت شافقت بر خلق ہو اگر تجھے برادران مومن پر شافقت ہوتی توقف کرنا چاہیے تھا تاکہ فضیلت احسان اور اُسکے ثواب کی انہیں سے ایک کو ہوتی طریق وہ تھا کہ تو صبر کرتا اگر کسی سے احسان ظاہر ہوتا اور وہ سائل محروم رہتا اُسکے بعد تو اُسپر اقدام کرتا۔

رشحات ایک روز فقیر راقم این حروف نے اپنی خاطر میں یہ بات ٹھہرائی کہ اگر کسی وقت اوقات سے میں وعظ کنونگا حضرت کی زبان مبارک پر اُس باب سے سخن گذرے اور اس نیت سے حضرت کی مجلس میں آیا ایک لفظ بعد فرمایا کہ ایک شخص سامنے ایک بزرگ دین کے گیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وعظ کنوں اُس بزرگ نے عجب جواب اُسکو دیا فرمایا کہ معصیت میں نفع نہیں ہو یہ جواب صحیح ہو کسواسطے کہ پیش از وقت

سخن گستاخ اور نصیحت کرنا معصیت ہو پس فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درجہ سخن پس عالی ہے اس سخن کے بعد فرمایا کہ اب نقل کلام ہم اس طرف کرتے ہیں کہ سخن کہنے کا وقت کب ہو اور اکابر بر لقیقت کو قدس المدار و اہم وقت و عطف کی بابت سخن بہت ہو بعضوں نے فرمایا ہے کہ اس وقت سخن گستاخ و اس کو ہونچا ہو کہ زبان اسکی ناب دل ہوئی ہو اور دل اسکا ناب حق سے فانی۔

رشتہ ۲۵۰ فرماتے تھے کہ جب ننگ نقوش کو نیلہ آؤ تو قوت و راہ سے چھٹا جائے اس کے مقابل خیرات کے پچھنیں ہے رشتہ ۲۵۱ فرماتے تھے کہ جو شخص عمل کو کامل کرے وہ اصل کی برے مددست اس پر سب سوال کا تہ تھا کہ عالم یہ ہوتا ہے رشتہ ۲۵۲ فرماتے تھے کہ اخلاق مردیہ کے دور کرنے میں مشغول ہونا مشکل ہے یا کچھ اعمال بالخصوص ایسے ایسے ہیں جن کا یا منتظر ہے کہ ایک بار کی ایک امر نیا ہو اور مرد کو سب سے خلاص کرے۔

رشتہ ۲۵۳ فرماتے تھے کہ چارے یا روت کو چاہیے کہ وہ امر سے ایک کہ اختیار کریں یا یہ کہ ایک پیڑ و جھال سے قبول کریں اور زراعت میں مشغول ہوں اور سب مشغولیوں میں اپنے کو نگاہ رکھیں جیسا کہ طریقہ فقر ارنا نوا دہ خواجگان کا ہے قدس المدار و اہم یا اپنے تئیں گرا دیں اور ہونے نمونے سے اندیشہ کریں اور خوب کوشش کریں کہ اپنی خواستگی کو دوسرے کی خواستگی میں کم کریں تاکہ سعادت عظیم سے کہ فناء فی اللہ ہو مشرف ہوں پھر یہ بیت پڑھی بیت تو در آنگن خویش قسم نوزد است و خواہ ماتم باش و خواہی سوز باش ترجمہ تو اپنے کو چھو اور دماندہ کر دوست سے نیرا حصہ خواہ ماتم ہو یا جتن ہو۔

رشتہ ۲۵۴ فرماتے تھے کہ مردان غیب ہر زمانے میں اس صالح شخص کی صحبت کی ملازمت کرتے ہیں جو عمل بہت سے کرے اور رخصت سے بچے یہ لوگ ارباب رخصت سے گریز کرتے ہیں رخصت پر عمل کرنا کام کمزور و رکی ہو طریقہ خواجگان قدس المدار و اہم کا غمیت ہے۔

رشتہ ۲۵۵ جس وقت کہ غمیت اور احتیاط کا امر فرمایا کہ فقر اور طعام میں احتیاط لازم سے ہو باورچی پاک ہو اور شعور و آگاہی سے ایندھن چوٹے میں رکھے اور آگ جلانے میں طعام میں کہ اس پر غضب کیا ہوتا یا پریشان یا حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ اس میں سے کھاتے اور کہتے کہ اس طعام میں تاریکی ہے کہ ہمیں اس کا کھانا جائز نہیں۔ حضرت جاڑے کے نہایت سرد موسم میں کہ بہت برف گرمی نمی تل کلان نشان گائون میں جو سردی سے چھپیل ہے ایک صبح ظہارت کو باہر آئے اور باورچی خانہ کے در سے گذرے اس موقع پر دو غلام باورچی بڑی بڑی دھن پانی سے بھر کے آگ جلانی اور پانی اصحاب کے لیے گرم کرتے تھے اور اس کام میں باہم معمولی رد و مزہ کی باتیں کر رہے تھے حضرت کھڑے ہوئے اور غلاموں کو سامنے بلا کر خفا ہوئے اور کڑی لہجے سے کہ انکو مارین اور اس عتاب و خطاب میں فرمایا انا تم نہیں جانتے کہ پانی گرم کرنے اور کھانا پکانے میں کس

حاضر رہنا چاہیے اور زبان بے معنی باتوں سے نگاہ رکھنی چاہیے تاکہ اُس پانی سے وضو کرنا اور اُس طعام سے کھانا دل میں نور حضور و آگاہی پیدا کرے اور پانی جو غفلت سے گرم کوبن اور کھانا غفلت سے پکائیں اُس پانی سے وضو کرنا اور اُس طعام سے کھانا تاریکی غفلت کی باطن میں پیدا کرتا ہو خدمت مولانا لطف اللہ کہ حضرت کے مقبول مقرب تھے اُن غلاموں کے گناہ کی معافی چاہی حضرت نے عفو کیا اور طہارت غایت میں گئے۔
 رشحہ ۵۹ فرماتے تھے کہ بعض صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے جو آواز کو اختیار کیا اُسکا بھید یہ ہے کہ اُن بزرگوں کی نظر اصل مقصود پر تھی اور صفائے فطرت سے جانا ہے کہ مقصود اصلی وہ ہے کہ حقیقت انسانی کو فیودالہستہ سے رہائی حاصل ہو اور آزادانہ کے سننے میں آنکویہ بات حاصل ہوئی ہو اس واسطے اختیار کی اور حکمت اس میں کہ بعض ائمہ نے جائز نہیں رکھا یہ ہو سکتی ہے کہ ہر گاہ فی کو اہل ہو اور بدعت نے لیا اور سنا اُسکو شعار و ڈھار اپنا جایا تو اُن بزرگوں نے انکی شرکت کے ننگ سے اُسکو ہٹا چھوڑ دیا اور اپنے مقصود سے درگزر کر تحصیل نسبت جمعیۃ میں دوسرے اسباب سے تمسک کیا ہے۔

رشحہ ۶۰ ایک دن مجلس شریف میں حضرت کی ایک شخص نے تکلف اپنے تین نسبت بخودی اور کیفیت ہتھوڑا رکھا حضرت نے اُس پر متوجہ ہو کر بیت پڑھی کہ بیت کج مع میا بہ تہمت مستی کہ در طریقہ دارا نشانہاست ازان شاہ بے نشان + ترجمہ تہمت مستی اور بہانہ بیہوشی سے بیڑھی بانکی طرح مست آکر طریق میں اُس نے نشان سے ہمارے پاس نشانیاں ہیں۔

رشحہ ۶۱ فرماتے تھے کہ جب تک مرید کی نسبت نے قوت نہیں پکڑی اور اسمیں متکون اور مستقر نہیں ہوئی ہو سکے ساتھ نرمی اور غمخواری کرتے ہیں اور اُسکی جانب جاتے اور اُس سے مواخذہ نہیں کرتے اور جو اُس سے ہوتا ہے افعال اور اخلاق نالائیم سے تو اُسکا تحمل کرتے ہیں لیکن جب اُسکی نسبت قوی ہو گئی اور اُسکو اس طریق کا تعین حاصل ہوا اور کام اُس سے پڑا چاہیے کہ ہر دم اُسکا پاسیان رہے تاکہ اُس سے ایسا اور صادر نہ ہو کہ کسی خاطر کی گرائی اور کراہت کا سبب ہو اور اگر کوئی اور اُس سے سرزد ہو مواخذہ کرتے ہیں اور تنبیہ کرتے ہیں۔
 رشحہ ۶۲ فرماتے تھے کہ بعض نے کہا ہے کہ شیخ ایسا چاہیے کہ مرید دن کو کھائے جو شیخ ایسا نہ ہو اُسے شیخ نہیں کہتے اور مرید کے کھانے کے معنی یہ ہیں کہ شیخ ایسا ہو کہ باطن مرید میں تصرف کرے اُسکے برے اخلاق کو دفع کرے اور اخلاق حمیدہ اُسکے بجائے قائم کرے اور اُسکو حضور و آگاہی کے درجہ کو پہنچا سکے۔

رشحہ ۶۳ ایک روز حضرت اصحاب سے کہتے تھے کہ تم میں سے ایسا کون ہے کہ اسمیں میں را اور زیادہ تصرف نہیں کیا ہر بار چلے جاتے ہو اور ضائع ہوتے ہو کسی کو کہ ایک دانگ برابر نور پیشگاہ سے کراہت کیا چاہیے کہ اُس نور سے اپنے مصلح بنادے اور اُس نور سے اپنی تاریکی دیکھے اور اپنے تین بیج سے اٹھالے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ چند روز میں زندہ ہوں تم سب نہیں کرتے اور خدا میں نہیں ہوتے کب ہو گے اس فرصت کو غنیمت جانو کہ ایشیان ہونگے اور ایشیانی سے فائدہ نہ ملے گا۔

رشتہ ۷۵ یسوقت کہ حضرت نے ایک فقیر کو اشارہ بطریق رابطہ فرمایا یہ بیت پڑھی بیت بای کن در اندر نہا خوش راہ دور کن اور اک غیر اندیش را بہ ترجمہ باطنون میں اپنی جگہ کر اور ادراک غیر اندیش کو دور رکھ پس ازان فرمایا کہ اور اک غیر اندیش کو دور دفع کر کہ لوگون کے باطنون میں تو اپنی جگہ کرے۔ یعنی بہترین متوجہ اسکے رہ کہ اپنی جگہ دل مردم میں کرے کہ عبارت مشائخ طوقیت سے ہے جیسا کہ طریق خواجگان قدس سرہ ارد احم کا ہے کہ ہر دم نگہبانی کرنی چاہیے کہ ایسی چیز واقع نہو کہ خاطر پیر کا سبب کر اہست نہو تاکہ اس جگہ پہنچے کہ اسکی سب مراد پیر کی مراد ہو جائے اور پیر کی مراد اسکی مراد ہو اور اس نگہداشت کے سبب اس سعادۂ ہونے کا اس سے بالاتر متصور نہو اور وہ فنا فی اللہ ہے۔

رشتہ ۷۶ ایک فقیر مجالس صحبت میں حضرت کے روئے مبارک کو بہت دیکھا کرتا ایک دن اسے مخاطب کے فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ کے چہرہ مبارک کو بہت دیکھا کرتا کہ زیادہ ہمارے منہ کی طرف نظر کرتا کہ دل کو تو برباد نکوے پھر حضرت نے یہ مصرع پڑھا مصرع دیوانہ شود ہر کہ بسبب رخ ما بہ ترجمہ جو شخص ہمارے منہ کی طرف دیکھے دیوانہ ہو جائے۔ بعد ازان فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ پیر کے دوا برو کے درمیان ہواور اپنے تمام اوقات اور احوال میں پیر کو مطلق اور حاضر اپنے پاس سمجھے تا پیر کی عظمت اور اہست اُس میں تصرف کرے اور جو کچھ مناسب اسکے حضور کے نہیں ہے باطن مرید سے جاتی رہے اور اس معنی کی یہ انتہا ہے کہ پیر اور مرید کے درمیان سے پردہ اٹھ جائے اور تمام مرادات اور مقاصد پیر کے بلکہ اسکے احوال اور مواجہ دید کے معائنہ اور مشاہدہ میں آدین مصرع این کار دولت است کنون تا کر رسد بہ ترجمہ یہ دولت کا کام ہی ہے جیسے کہ نصیحت رشتہ ۷۷ فرماتے تھے کہ خواطر دی اور تقاضا ہائے طبعی کی گرفتاری سے چھوٹنے کی سبیل ایک تین چیزیں سے ہو سکتی ہے اول ایک عمل ایمن خیر سے اپنے اوپر لازم کرے اس قسم کا کہ اس گروہ نے مقرر کیا ہوا ہے طریق ریاضت اختیار کی۔ دوم یہ کہ طاقت اور قوت اپنی درمیان سے اٹھائے اور جانے کہ وہ منجملہ اُنکے نہیں ہے کہ اپنے تئیں آپ سے خلاص اس بلا سے دے اور سبیل نیاز و افتاح دوام تفرغ اور انکسار سے جناب حق سبحانہ میں رجوع کرے چاہیے کہ حق سبحانہ اُسکو خلاص اس بلا سے کرے تیسرے یہ کہ پیر کے باطن اور مہمت سے خواہان مدد اور معادنت کا ہو اور اُسکو اپنی توجہ کا قبلہ بنا دے اس تقریر کے بعد حاضرین سے پوچھا کہ ان تین طریق سے کونسا اچھا ہے آپ ہی فرمایا کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ ہمیشہ پیر سے اشتداد اور اسکی طرف توجہ بہتر ہو کسوا سنے کہ طالب نے اپنے تئیں توجہ بھی سبحانہ سے عاجز

جانکر پیر کو وسیلہ اس توجہ اور وصول بحق سبحانہ کا کہ پاس یہ بات قریب نتیجہ کے حصول کی ہو اور طالب کا مقصد ہو اس سے جلد برآمد ہو گا کہ سمیت پیر سے استمداد کیا کرے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ جو شخص اس گروہ سے کسی کے پاس بیٹھے اُسے کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی حقیقت سے خبردار ہو لیہ ازان یہ تین بیت شغوی سے پڑھیں ایسات من بہر جمعیتے مالان شدم بہ جفت خوش حالان و بد حالان شدم بہ ہرکے از ظن خود شریار من بہ از درونم کس نیست اسرار من بہ سر من از نا کہ من دور نیست بہ لیک چشم و گوش را این نور نیست بہ ترجمہ میں ہر ایک مجلس میں مالان اور گراں ہوا خوش حالان کے ساتھ بھی رہا اور ایہ دون کہ ساتھ بھی رہا۔ ہر کوئی اپنے گمان میں میرا پیر ہوا کسی نے میری مذہب تاش نہ کی۔ پیر انبیاء میرے مالہ سے دور نہیں ہو سکتے اور کان کو یہ نور نہیں ہو کہ میرے بصیرت کو تیرے مالہ سے دیکھتے اور سنے۔

رشتہ ایک ان اہل محبت کی تعلیم میں فرماتے تھے کہ زیادہ بھوکھ اور زیادہ بیداری دماغ کو خراب کرتی ہے اور حقائق و دقائق کے دریافت سے باز کرتی ہے اسی سبب سے بعض اہل ریاضت سے غلطیان وقوع میں آتی ہیں کسی کو بہت بیداری نقصان نہیں کرتی کہ اُس بیداری میں سرد اور فرحت ہوتا ہے وہ سرد اور فرج نیند کا کام دیتا ہے اور دماغ کو میوہست سے نگاہ رکھتا ہے پس فرمایا کہ خواجہ علاء الدین غجدانی علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ طوالیس میں آئے ہم اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ غجدان میں تھے ہم کو بلایا ہم آئے جب رات قریب آئی شیخ محمد درزی طوالیسی کو کہ آپ کے خدام غص سے تھے بلایا اور کہیا یارون کو لیجاؤ اور خدمت کرو ہم شیخ محمد کے گھر گئے نماز مغرب کے بعد حضرت خواجہ آئے اور صنف کے کنارہ پر بیٹھے اور پائے مبارک لٹکائے اور شیخ محمد کو بلایا اور پوچھا کہ یارون کے لیے کیا پکاؤ گے شیخ محمد نے کہا ایک مرغ اور کچل دل میں ہو فرمایا کہ مرغ لاؤ میں دیکھوں کہ مرغ ہو یا لاغری شیخ محمد مرغون کو لائے اور حضرت خواجہ نے ایک ایک کو اپنے دست مبارک میں لیا اور ملاحظہ کیا فرمایا کہ اچھے ہیں بعد ازان اصحاب سے کہا کہ کھانا کھاؤ اور رات کو سوؤ اور صبح صبح ہو ہمارے پاس آؤ پھر کھائے اور گئے اور ہم شب کو دیان رہے اور کھانے کھائے اور سوئے اور صبح باتفاق یاران آپ کی خدمت میں گئے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ ذکر ایک بسولے کی مثال ہو کہ اُس سے خطرون کے کانٹے راہ سے دور کرتے ہیں۔ رشتہ فرماتے تھے کہ کام وہ ہو کہ ذکر میں ہستغراق ہو اسطرح پر کہ اُسکو نہ بہشت کا ذوق رہے اور نہ دوزخ کا خوف۔ خواب اور بیداری سے یکساں ہو شیطان کی گھاقت کہ اس بزرگوار کے پاس پھٹکے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ اگر سکوت صحبت میں اسلئے ہو کہ آگاہی بحق سبحانہ کی حفاظت ہو اور اسکا ملاحظہ نہونہ کما جا

وہ صحبت بہشت کی ہو آیہ کریمہ لایسعون فیما لواءین اشارہ ایسی ہی صحبت کا جو جن لوگوں کا دل محبوب شقی کی گرفتار ہو گیا ہو سب حال میں انکا دل اُس بارگاہ کے ساتھ مقام کلام اور مناجات میں ہو۔
 رشحات فرماتے تھے کہ حقیقین کے نزدیک یہ ہو کہ حق سبحانہ کی طرح ادراک و فہم میں نہیں آتا اور اُس کے ادراک کی راہ بند ہو اور عقل کامل وہ ہو کہ کی طرح اُس کے ادراک کی طلب سے باز نہ رہے پس اس تقدیر پر سکون اور آرام عقل کا مقتضائیں ہو بہت دوست دارد و دوست این اشخاص : گوشش بہبودہ بہ از خفتگی و ترجمہ دوست رکھے دوست یہ آشفنگی : سعی بہبودہ بھلی نہ خفتگی و

رشحات فرماتے تھے کہ ارواح انسانی جو ارتدس میں ہمیشہ مشاہدہ کرتی تھیں جب اس عالم میں اُنکو لائے اور ناسوتی پنجرہ میں قید کیا تو ابدان کے تعلق کی وجہ سے ابدان کی ضروریات کے اندر مشغول ہوئے جیسے مکان رہنے کا اور کپڑے پہننے کے اور کھانا وغیرہ اور انہوں کو باوجود اس شغل کے میل اور مقیداری اپنی قوا کا اصلی میں پہنچنے کی غالب آئی اور مرے ذائقہ بھی اور لذات طبعی کے مانع انکی توجہ بمقام اصلی کے نہیں ہوئے لہذا معلوم ہوا کہ وجود انسانی سے مقصود حصول اس اضطراب کا نہیں ہو اگرچہ لوگ مقصود کو نوع دیگر بیان کرتے ہیں۔
 رشحات فرماتے تھے عبادت اس سے عبارت ہو کہ اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے پرہیز کرنا اور عبادت اس عبارت ہو کہ جناب حق سبحانہ کی جانب ہمیشہ توجہ اور قبالت ہو فرمایا کہ بعضی کتابوں میں تفاوت عبادت اور عبادت میں کہا ہو کہ عبادت ادائے وظائف بندگی بموجب شریعت کے ہو اور عبادت حضور و اکابر کی دل پر صفت تعظیم ہو۔

رشحات فرماتے تھے کہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبادت ہو اور عبادت کا خلاصہ آگاہی بجناب حق سبحانہ صفت تضرع اور خضوع کے ساتھ سب احوال میں ہو۔
 رشحات فرماتے تھے کہ شریعت ہو اور طریقت ہو اور حقیقت ہو شریعت احکام کا اجرا ظاہر ہے اور طریقت عملدرا اور تکلف جمعیت باطن میں ہو اور حقیقت اس جمعیت کے اندر رسوخ ہو۔

رشحات فرماتے تھے کہ معراج دو قسم ہو معراج صوری اور معراج معنوی اور معراج معنوی بھی دو قسم ہو اول مقام ذمیرہ سے صفات حمیدہ میں چلے بانا دوم ماسوا سے حق سبحانہ کی طرف جانا۔
 رشحات فرماتے تھے کہ سیر دو قسم ہو سیر تطیل اور سیر مستدریجہ تطیل بعد و بعد ہو اور سیر مستدریجہ قرب و قرب سیر تطیل مقصود کو اپنے دائرہ کے باہر سے طلب کرنا ہو اور سیر مستدریجہ اپنے دل کے آس پاس پھرنا اور اپنے سے مقصود کی جستجو کرنا۔

رشحات فرماتے تھے کہ علم دو بین علم وراثت اور علم لدنی علم وراثت وہ ہو کہ سبق بعلم ہو جیسے کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر من عمل با علم و رتبہ اللہ علم عالم ترجمہ جسے عمل اُسکے ساتھ کیا جانا اُسکو اللہ عالم اُس چیز کا دیتا ہے جسکو اُس نے نہیں جانا اور علم لدنی وہ ہے کہ سبوق بغل نہ ہو بلکہ بے سلفہ عمل کے حق سبحانہ محض عنایت بے علت سے ایک علم خاص سے بندہ کو بجانب خود مشرف کرے جیسا کہ حق سبحانہ نے فرمایا۔
و علمناہ من لدنا علما ترجمہ اور سکھایا ہم نے اُسکو اپنے پاس سے علم۔ اجر بھی دو ہیں اجر ممنون اور اجر غیر ممنون
اجر ممنون وہ ہے کہ مقابل کسی عمل کے نہ ہو بلکہ محض عطا ہو اور اجر غیر ممنون وہ ہے کہ کسی عمل کے مقابل ہو۔
ترجمہ فرماتے تھے کہ عالم اور عارف میں فرق ہے شلا کوئی شخص مسائل نحو کا علم رکھے کہ وہ قواعد کلیہ سے عبارت ہے کہ فاعل مرفوع ہے اور مفعول منصوب اُسکو علم نحو کا عالم کہتے ہیں نہ عارف اور علم نحو کا عارف اُسوقت کہتے ہیں کہ ہر ایک مسئلہ کو اُن مسائل سے بلا تکلف و توقف اپنی جگہ عمل میں لاوے اسطرح علم نحو کا عالم اُس شخص کو کہتے ہیں کہ اُسکی توجید علم کی رو سے ہے یعنی وحدت افعال و صفات اور ذات کا اعتقاد کیا ہے اور اپنے دل میں قرار دیا ہے کہ لا فاعل فی الوجود الا اللہ ترجمہ وجود میں فاعل کوئی نہیں ہے مگر اللہ ایسے شخص کو علم توجید کا عالم کہتے ہیں اور اگر ایسے وقت میں کہ ہر ایک فعل اور وصف اپنے اور غیر کے مظہر میں ظہور کرے بلال اور تکلف اور توقف کے جانتا ہے کہ فاعل حق ہے سبحانہ و تعالیٰ اُسکو عارف کہتے ہیں اور اگر اس بات کو فعل کے ساتھ جانے یعنی بقوت ایمان اُسکو متعرف کہتے ہیں۔

ترجمہ ایک دن مثال دینے کے طور پر فرماتے تھے کہ سب پرندوں نے اتفاق کیا کہ سمرخ تک پہنچیں ہر ایک پرند راستہ میں ایک عذر کے سبب رگیا مگر جس کی سمرخ سے خبر تھی وہ سمرخ تک پہنچ گیا۔
ترجمہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے خیال کیا ہے کہ شاید کمال انا الحق کہنے میں ہے کمال آمین ہے کہ انا کو دور کریں اور اُسکی ہرگز یاد کریں۔

ترجمہ فرماتے تھے کہ اصل کام بے پیوندی ہے پھر فرمایا کہ میرے نزدیک کوئی شعر اس رباعی سے بہتر نہیں ہے کہ
پہلوان محمود پور یار علیہ الرحمہ نے کہی ہے رباعی جانان بقا غارِ رندی چندند + بامردم کم عید کم پیوندند + رندی چندند
کس نداند چندند + برسیہ و نقد ہر دو عالم خندند + ترجمہ ای یار جوئے خانہ میں چند رندی کھوٹے آدمیوں کے
وہ کم لٹے ہیں کہتے ہی رندی کوئی نہیں جانتا کہتے ہیں دو عالم کے نقد اور آدھار پر ہنستے اور قہقہہ لگاتے ہیں۔ بعد
از ان فرمایا کہ اگر کوئی لا الہ الا اللہ کی حقیقت کو جانے اس سخن سے تاثر جائیگا کہ درحقیقت پہلوان محمود کسی قبیلہ
گرفتار نہیں تھا اور ذاتی تجلی سے مشرف تھا۔

ترجمہ ایک دن بعض اصحاب اور خدام کو مخاطب کر کے باتیں فرماتے تھے اس اثنا میں کہا کہ حاصل یہ کہ گوش
کر لی جاسیے تاکہ دل کو حق سبحانہ سے توجہ دائمی ہو زبان بعد ہو سکتا ہے کہ اُسکو آگاہ کریں اس بات سے کہ تم لوگوں

اُسکی طرف سے اُسکی ذات کے ساتھ ہو اور اُس متوجہ کو درمیان میں کسی طرح کا وصل نہیں ہو۔

رشتہ فرماتے تھے کہ فناے مطلق کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صاحب فنا کو اپنے اوصاف اور افعال کا شعور نہ ہو بلکہ اُسکے یہ معنی ہیں کہ اپنے اوصاف اور اپنے افعال کی نسبت کو اپنے سے بطریق ذوق نفی کرے اور فاعل حقیقی مل کر دیکھ لے۔ یہ ثابت کرے یہ جو صفیہ قدس السداد و اہم نے کہا جو نئی باتیں جنک نہ ارد ترجمہ نفی کو اثبات سے لائی نہیں ہے اسی معنی سے ہے اور فرمایا مثلاً یہ جامعہ میں پہنچے ہوئے ہوں مانگے گا ہر اور رتبہ اسکا علم نہیں کرے گا کیونکہ ہو اور اس سبب سے کہ میں اُسے اپنی ملک جانتا ہوں اُس سے تعلق رکھتا ہوں ذوق نہیں اسکا علم ہوا کہ کیا عاریتی ہو فی الحال تعلق میرا اُس سے قطع ہو گیا حال آنکہ اُس جاسم کو میرا پینا بالاعمال ہے وہ دوسرے سبب سے غائب ہے۔ اسی پر قیاس کر لیا جاسیے کہ سب عاریتی ہیں تاکہ دل ماسو سے اللہ سے شغلیہ اور پاک صاف ہو جائے۔

رشتہ فرماتے تھے وصل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ دل کو بناب حق سبحانہ تعالیٰ سے آگاہی حاصل ذوق کی راہ ہے۔ اور اُسکے غیر سے غفلت اور ذہول ہو جب یہ نسبت متصل ہو دوام وصل سے مشرف ہوا جو بالکلین سے ہمارا حقد ہو وہ یہ ہے۔

رشتہ فرماتے تھے وصل حقیقت میں وہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ دل بسبیل ذوق جمع ہو جب یہ معنی دائمی ہو جائے اُسکو دوام وصل کہتے ہیں نہایت یہ ہے اور یہ جو حضرت خواجہ بہار الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں مراد یہی ہے اور یہ جو فرمایا ہے ہم واسطہ وصول سے زیادہ نہیں ہیں ہم سے منقطع ہونا اور مقصود سے ملنا چاہیے یہی وصل ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر اس نسبت کو تمہارے نزدیک قدر ہوئی چاہیے تھا کہ پتھر دن کو اپنے سر پر اٹھاتے اور فرمایا کہ ہر گاہ تم میری صحبت میں داخل ہوئے مجھے اُس سے کیا اور حق سبحانہ کو اُس سے کیا اور فرمایا کہ اکثر ایسا ہے کہ ہم خلق کے غم میں ہیں اور خلق ہمارے سبب خوشی میں ہو اگرچہ یہ شرک ہے کہ کوئی اپنے شیئین ایسا بڑا بنائے کہ اگر وہ خراب ہو تو عالم خراب ہو لیکن ہم کیا کریں گل یوم ہوئی شان ترجمہ ہر ایک دن وہ ایک شان میں ہو اسکے مضمون نے ہر کو ہمارے بغیر ایسا کلام کیا ہے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ اگر ذکر اس طرح ملکہ ہو جائے کہ دل ہمیشہ حاضر ہو اور ذکر اس حضور میں لذت یاب ہو وہ ابرار سے ہو اور اُسکو حاضر مع اللہ کہنا چاہیے لیکن داخل مع اللہ نہیں کہہ سکتے واصل وہ ہے کہ نسبت حضور کی اُس سے دور ہو اور اپنی ذات سے حق سبحانہ کو حاضر جانے۔

رشتہ فرماتے تھے کہ جو نہایت کہ اُسکو اولیا ہو سچے ہیں وہ ہے کہ مشاہدہ اُنسے غائب ہو یا آنکھ مشاہدہ اُنسے غائب ہو اسوجہ سے کہ آنکھ شافقی میں غایت درجہ استغراق ہو۔

رشتہ ۹ فرماتے تھے کہ تجلی کشف ہو اور اس معنی کا ظہور و طرح ہو سکتا ہو ایک کشف عیانی اور وہ جمال مقصود کا مشابہ چشم سر کے ساتھ دانا الجوارہ میں ہو دوم یہ کہ بوجہ کثرت احضار کے غلبہ محبت کے ساتھ جو کچھ غائب ہو شل محسوس کے ہو کسوا سٹے کے خواص محبت سے ہو کہ غائب کو شل محسوس کر دے یہ نہایت اقدام اہل کمال کا دنیا میں ہو۔
رشتہ ۹ فرماتے تھے کہ آیا اس کام کی نہایت حضور اور مشاہدہ ہو یا فنا اور نیستی جو کچھ اکابر کے کلام سے سمجھا جاتا ہو یہ ہو کہ نہایت حضور اور مشاہدہ ہو لیکن فی الحقیقت نہایت فنا اور نیستی معلوم ہوتی ہو کسوا سٹے کے گرفتار حضور و مشاہدہ کا بھی گرفتار غیر کا ہو۔

رشتہ ۹ فرماتے تھے کہ شہود کے دو معنی ہیں ایک شہود ذات مقدس جو ظہور سے معرا لباس مظاہر میں ہو اور دوسرا شہود وہ ہو کہ اُس ذات مقدس کو پردہ مظاہر سے مشاہدہ کر سبے وصف ہوگی بلکہ کی اور یگانگی کے ساتھ اور اس شہود کو صوفیہ قدس الدار و اہم شہود احدیت در کثرت نام رکھتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد اس شہود میں جتے۔

رشتہ ۹ فرماتے تھے مجھے اُس سے تعجب ہو جس نے کہا ہو مت دیکھ کہ کس نے کہا ہو اور دیکھ کہ کیا کہتا ہو اور کہنا کیا جاسیے تھا کہ مت دیکھ کہ کیا کہتا ہو اور دیکھ کہ کون کہتا ہو لینے کہنے والا پردہ مظاہر سے حق سبحانہ ہو۔
رشتہ ۹ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ نے عنایت فرما کے چند چیزیں صفات سے بندہ کی طرف نسبت کیں اور اُسکو اسکے ساتھ منسوب کیا اور وعدہ وعید کو اُس پر متفرع کیا اور بندہ کا کمال اُس کے سوا دوسرے میں نہیں ہو کہ بہت کوشش کر کے ہمگی اپنے تئیں طریق مستقیم کے سلوک میں صرف کر کے آپ کو اُس جگہ پہنچائے کہ یہ جانے کہ جو کچھ اُسکو حق سبحانہ نے اُس کے ساتھ منسوب کیا ہو اُسکا انہیں ہو درویشی ہی ہو لیکن لوگوں نے اُسکو اور دانا کر دیا ہو۔

رشتہ ۹ ایک دن ایک بزرگ نے مجلس میں حضرت سے پوچھا کہ اکابر صوفیہ قدس الدار و اہم نے کہا ہو کہ کون وجود غیر وجود حق اور هستی مطلق کا موجود نہیں ہو اور پردہ مظاہر سے بنا بر تحقیق ایک ظاہر و اہل اسلام اہل کفر کی نزاع اور مخالفت کیا ہو حضرت نے جواب اُس عزیز کا اُن دو بیت سے غنوی کی دیا ابیات چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد + موسیٰ باموسیٰ در جنگ شد + چون بر سیرنگے سے کان وانشے + موسیٰ و فرعون و انداختی +

رشتہ ۹ فرماتے تھے کہ سر قدر کے جاننے والے مستراح ہیں اور آرام کرتے ہیں لینے جب انہوں نے یہ بتا جان لی کہ سب معدوم اور نیست نابود ہیں اور ان سب کی صورتوں میں ظاہر وہ ہو آسودہ ہو گئے جیسے پانی کہ نہروں میں جاری ہو جب آسنے جانا کہ سمندر کے پھیلنے سے ہو اُسکو ایک لذت اور نرہ اپنی اہل یعنی معبود سے ملنے کا حاصل ہوا اور آرام میں پڑا بیت چون نہ نیستی کہ ظلم نیستی + فارغی گر رُدی و گز نیستی + ترجمہ

جب جس نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہو فارغ اور بخت ہو خواہ جیا اور خواہ مر کیا پیشہ بہ نسبت کہ۔ والہ کیا بات
قدیم اور کلام نفیسہ کے جو مذکور ہوئے حقائق اور معارف بلند اور دقائق و لطائف اجماع حضرت سے
استماع ہوئے ہیں اور بوجہ قصور قوت حافظہ اور غلو راہ و راہوں کے عبارت میں نہ آسکے لیکن بعض آیات
اور اشعار کہ معارف اور لطائف کے درمیان آپ کی زبان مبارک پر گذرتے تھے اور لوح دل پر درخس اور
آئینہ خاطر پر نقش ہوتے تھے یہ ہیں۔

رشمہ جسوقت کہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمہ کو ناوہ بیت کا امر کرتے تھے اس مصرع کو تیری بہت کے
ساتھ پڑھا مصرع چون پلنگان سوی بالائز کن ترجمہ چیتے کی مثال اور پر کی بہت کر۔
رشمہ جسوقت کہ ترک ہستی اور خود پرستی کا حکم دیتے تھے پڑھا مصرع یک قدم بفرق خود نہ وان دگر
درکوی دوست ترجمہ ایک قدم اپنے سر پر کھ دو سرا دوست کی گلی میں۔

رشمہ جب کہ بیان سرسبیت کا کرتے اور ذکر جہر سے منع فرماتے پڑھا مصرع نعرہ کتر زن کہ نزدیک است یا
ترجمہ نعرہ ست گنا کہ زیار پاں ہو۔

رشمہ جب تفاوت قابلیت کا بیان کیا تو پڑھا مصرع اب روزنہ افتد بخانہ نور ترجمہ روزن
کے موافق چاندنی گھر میں آتی ہو۔

رشمہ اس معنی کے بیان میں کہ عشق اور محبت میں مہور معارف و حقائق کا موجب ہو یہ بیت پڑھی بہت
گر عشق نبودی دغم عشق نبودی چندین سخن نغمہ کہ گفتی کہ شنودی ترجمہ جو عشق نہ تو نغمہ عشق کا غم نہ
انتی نادربا بین کون کہتا اور کون سنتا۔

رشمہ اس معنی کے بیان میں کہ دوام آگاہی المونات اور مانوسات کے چھوڑنے سے وابستہ ہو فرماتے تھے
کہ شیخ خاوند ظہور کے ایک رسالہ میں ہو بیت مارا خواہی ہمیں حدیث ماکن و خواباکن زغیرا خوداکن و جمہ
ہمیں تو چاہتا ہو تو ہماری باتیں کر۔ ہمارا عادی ہو دوسرے کے ساتھ مست ہو کر۔

رشمہ بتلجیب کہ طریق توجہ بصورت خاص کے ساتھ اشارت کرتے تھے یہ بیت پڑھی بہت آن دارد آن گار
کہ آنست ہرچ بہت و آنرا طلب کنید زلیان کہ آن کجاست ترجمہ معشوق وہ رکھتا ہو کہ وہ ہو جو کچھ ہو۔
اٹھکی تلاش اور طلب کرو یا رو کہ وہ کہاں ہو۔

رشمہ اس معنی کے بیان میں کہ بغیر ہری اہل رابطہ کو مانع قرب معنوی کا نہیں ہو آپ پڑھتے تھے بہت
گمان بہرہ برقیتم دھرت ازل دل رفت و بجاک پای عزیزت کہ بھجان باقی ست۔ ترجمہ بت خیال کر کہ ہم گئے
اور مجھے تیری محبت جالی ہی۔ پائے عزیز کی خاک کی قسم کہ ویسی ہی محبت باقی ہو۔

رشحہ غنائے ذاتی حق اور ادراک اسکے سے بحر خلق کے بیان میں پڑھتے تھے بیت دلال غش غبت جانباران
زود نرہ و فریاد کہ نہ جان بچو سے ترجمہ اسکے دلال عشق نے جانبار عاشقوں کی غبت و کمی تو نرہ چلا چلا
لگائے کہ سو جان کے عوض ایک جو۔

رشحہ اس معنی کے بیان میں کہ اہل ظاہر حقیقت عشق سے بیخبر ہیں پڑھتے تھے بیت عشق را بوحنیفہ دین
گفت شافعی را در روایت نیست ترجمہ امام ابوحنیفہ نے عشق کا وعظ نہیں کیا شافعی کی کہیں
روایت نہیں ہو۔

رشحہ طالعون کے صنف اراوت کے بیان میں پڑھتے تھے بیت گوار باب دل رفتند دشر عشق شد
خالی و جهان پر شمس تبریز است کو مردی چو مولانا ترجمہ یہ نہ کہو کہ اہل دل جاتے رہے اور عشق کا شہر
مستان ہو گیا۔ جهان شمس تبریز سے مالا مال ہو مگر مولانا روم کی مثال مرد کمان ہو۔

رشحہ اس معنی کے بیان میں کہ بہت لوگوں کو اس گردہ کی طرف التفات کرنے کے سبب ذوق حاصل ہوا
اور بخور سے ترک ادب میں وہ ذوق نہ پڑھتے تھے بیت بروہ بودی و داوت آمدہ بود چون تو کج
بافتی کہے پر کہ ترجمہ تو بازی لگیا تھا اور داوت تیرے آئے تھے جب تو نے چین کی تو بچہ کوئی کیا کرتے

رشحہ صحبت کی رغبت اور غلت سے روکنے کے اندر پڑھتے تھے بیت شکر تنہا مخور با گل برآمیز کہ در
ترکیب باشد نفع بسیار ترجمہ شکر فانی مت پہچانک بچوں میں اُسے ملا کہ ترکیب میں بہت فائدہ ہو۔

رشحہ اس معنی کے بیان میں کہ صفات بشری اور تقاضائے طبعی اہل کمال اور صاحب نفوس قدسیہ کو شہوت
مقصود سے مانع اور مزاحم نہیں ہوتے یہ قطعہ پڑھا قطعہ موسیٰ اندر درخت آتش دید و سبز تر میشد آن درخت
انرا در شہوت و حرص و صاحب دل و انچنین دان و انچنین انکار ترجمہ موسیٰ نے درخت میں آگ دیکھی
کہ وہ درخت آگ سے زیادہ سبز ہوتا تھا۔ شہوت اور حرص صاحب دل کی ایسی جان اور ایسی پہچان۔

رشحہ قیادیت سے شکایت کے بیان میں فرماتے تھے کہ شیخ ابو بکر فقال شاشی علیہ الرحمہ کے مزار کے دروازے
میں نے لکھا دیکھا قطعہ دانی چہ حکمت است کہ فرزند از پادشانت نذر دارچہ و بدروز و شب عطا دینے دینما
کہ محل حوادث است و محنت وجود تو آدرودہ مراد ترجمہ تو جانتا ہو کیا حکمت اس میں ہے کہ فرزند باپ کا آشنا

نہیں ہوتا اگرچہ رات دن عطا دیتا ہو یعنی اس جہان میں کہ حادثوں کا گھر ہو وجود کی محنت میں تو ہی مجھے لایا ہو۔

رشحہ جسوقت کہ طریقہ رابطہ کا بیان کرتے تھے ثنوی کی مہین پڑھیں ابیات آن کیے را روی او شد
سوی دوست و دان کی را روی او خود روی دوست و روی ہر یک می مگر سید را پس و یو کہ گردی
تو خدمت روشناس و در میان جان ایشان خانہ گیر و در فلک خانہ کند بدین ترجمہ ایک کاشمیر دوست کی طرف ہوا

دوسرے کچھ خود اسکا شہر ہر ایک کا شہر دیکھ اور لفظ رکھ تاکہ نہ مت سے تو رہت ناس ہو جائے۔ انکی جانوں
گھر کر آسان میں چور ہوں رات کا چاند کمر کر آیا ہو۔

رشتہ ۱۱ اس معنی کے بیان میں کہ نیک غالب کے لیے ہر پڑھتے تھے مثنوی ای مراد تو ہمیں اندیشہ باقی تو آخو
ریشہ ۱۲ گر گل بہت اندیشہ مثنوی + و ربود خارجی تو ہمیشہ گفنی + ترجمہ بھائی جان تو فقط اندیشہ ہو اور
باقی تو ہی اور ریشہ ہی۔ تیرا اندیشہ اگر بھائی ہو تو ہا۔ اسی ہو اور جو تو کا شاہی تو بھار کا اندھن ہو۔

رشتہ ۱۳ نکتہ مدت انفرادی نکتہ فراست کے آگاہ کرنے میں پڑھتے تھے بیت آدمی دیدہ است بھائی پوست
دیدہ این باشد کہ دیدہ است + ترجمہ آدمی دیدہ یعنی مغز اور باقی پوست ہو دیدہ ہو کہ پوست ہو

رشتہ ۱۴ جسوقت کہ بیان محبت فرماتے تھے پڑھتے تھے ابیات ہجو یا مبرسوی دست + باتو در زیر
تکلم است اپنے بیت + یا تو فخر بنی است + کیسہ ات + در تو را یعنی ہجو جز و لہات + و لیسہ و راین تو
ہم ذات است + دین برو نہا ہذا فانت است + ترجمہ اندھ کی طرح ہاتھ کی طرف سرست لیجا تیرے ساتھ

کنبل اندر ہو جو کچھ کہ ہو۔ یا تو خرب تیرا ہو اور تعمیلی تیری ہو اور اگر تو عاشق مثل راین ہو تو سوا عشق
مثل و لیسہ کے ملاش مست کر۔ تیرا لیسہ اور راین تیری ذات ہو اور یہ پرونی چیزین سب تیری آفات ہیں
رشتہ ۱۵ سر محبت اور ذکر جہر کے منع کرنے کے بیان میں پڑھتے تھے بیت کار نادان کوتہ اندیش است +

یاد کردن کسیکہ در پیش است + ترجمہ کوتہ اندیش نادان کا کام ہو یاد کرنا اس شخص کو جو سامنے ہو۔
رشتہ ۱۶ شوق اور اضطراب کے حصول کی بابت آپ پڑھتے تھے بیت آب کم خوشنگی اور بدست + تا بچند
آبت از بالا دپست + ترجمہ پانی کی تلاش مست کہ پیاس کو حاصل کرنا کہ پانی تیرے اوپر اونچے سے جوش

کرے۔ اور اسی معنی میں پڑھتے تھے ابیات تشنہ تشنہ گراند کے + تشنہ کجا خواب گران از کجا ترجمہ
پیاسے نہیں سوئے مگر کیتدر۔ کمان پیاسا اور کمان خواب گران۔ چونکہ تشنہ کجا خواب آب دیدہ + بالٹ
یا کہ سبویا سقا۔ جب کہ سو گئے خواب میں پانی دیکھا یا ندی کا کنارہ یا کہ گھرا یا سقا۔

رشتہ ۱۷ اس گروہ کے غلبات شوق و محبت کے بیان میں پڑھتے تھے بیت از عطش گرد در قبح آبی خور
در درون آب حق را بنگرند + ترجمہ پیاس سے پیالہ میں جو پانی ہیں + آب میں حق کو وہ دیکھیں اوچین +
رشتہ ۱۸ اس معنی کے بیان کرنے کے بعد کہ ایک حقیقت ہو منظر کے لباس میں ظاہر ہو یہ ابیات مثنوی

کی پڑھیں ابیات گر کشایم بحث این رامن بساز + تا سوال دتا جواب آید وراز + ذوق نکتہ عشق
از من بیرون نقش خدمت نقش دیگر میشود + پس کف خود زیر کان را این بس است + بانگ و در کو
اگر در وہ کس بہت ترجمہ اسکی بحث کو اگر میں سامان کے ساتھ گردن تو سوال اور جواب کو طول ہو۔

ذوق نکتہ عشق کا مجھے جانا ہر نقش خدمت دوسرا نقش ہوتا ہے۔ بس کرتا ہوں زکی آدمیوں کے لیے یہ بہت ہو دو ہانک میں نے لگائیں اگر گاؤں میں آدمی ہو۔

مقصد سوم بعض تصرفات اور امور عجیبہ کے ذکر میں کہ خرق عادات کے طریق حضرت سے ظاہر ہوئے ہیں اور ثقہ اور عادل لوگوں کی نقل سے صحت کو پہونچے ہیں۔ آسمین تین فصل ہیں فصل اول اُن تصرفات کے ذکر میں کہ حضرت قوت غالب کے تسلط سے نسبت سلاطین و حکام وغیرہم کے اہل زمان سے پیش لگیئے ہیں۔ فصل دوم اُن خوارق عادات کے بیان میں کہ بعض بزرگ اور اہل زمان نے سوا اولاد اور کامل اصحاب حضرت کے نقل کیے فصل سوم اُن کرامات اور مقامات کے بیان میں کہ اولاد اور اصحاب کمل نے حضرت سے مشاہدہ کیے اور نقل فرمائی اور ہر نقل کے لانے میں تھوڑا حال نقل کرنے والے کا بھی سبیل اجمال مذکور ہوگا۔

فصل اول اُن تصرفات کے ذکر میں کہ حضرت نے قوت قاہرہ کے زور سے سلاطین و حکام وغیرہم کی نسبت اہل زمان سے کیے ہیں۔

رسوخ حضرت فرماتے تھے کہ ہمیت اس سے عبارت ہو کہ خاطر کو جمع ایک امر خاص پر سطح کرے کہ اسکے خلاف خاطر میں نہ گذرے اور ایسی ہمیت سے مراد مختلف نہیں ہے اصحاب کو چاہیے کہ کبھی کبھی ہمیت کا امتحان کریں اور معلوم فرمائیں کہ انگوٹنا نسبت حضرات اسمائہ میں کس درجہ تک پہونچی ہو اور انکی ہمیت کو کیوں بڑا اثر ہو رہا تھے کہ عشوان شباب میں کہ ہم خدمت مولانا سعد الدین کاشغری کے ساتھ ہرات میں تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ سیر کیا کرتے کبھی کبھی لڑنے والوں کے دنگل میں پہونچے اپنی قوت اور توجہ کو آزمایا کرتے اور دو کشتی والوں سے ایک پر ہمیت مصروف کرتے کہ وہ غالب ہوتا تھا پھر خاطر دوسرے پر مصروف کرتے وہ دوسرا غالب آتا اسطرح کئی بار اتفاق ہوتا تھا اور مقصود وہ تھا کہ معلوم ہو جائے کہ تاثیر ہمیت کس مرتبہ کو پہونچی ہو اور شہر اعتماد ہو۔ خدمت خواجہ کلان صاحبزادہ مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے حضرت سے نقل کی کہ فرمایا حضرت مولانا سعد الدین والد تمھارے کے ساتھ ہم بہت سیر کیا کرتے اور دنگلوں کے گرد پھرتے جب بازار ملک اور خلقت کی بھیڑ میں ہم جاتے تو ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر جاتے اور اپنے درمیان سے کسی کو نکلنے نہ دیتے ایک روز کشتی لڑنے والوں کے دنگل میں ہم پہونچے دو شخص کشتی لڑ رہے تھے ایک نہایت جسم اور گران ڈیل اور دوسرا دہلا پلا ضعیف الجثہ تھا اور جھوٹا جسم اُس ضعیف پر زیادتی کرتا تھا ہمیں اُس پر ترس آیا ہم نے خدمت مولانا سعد الدین سے کہا کہ ہمیت کرو اور توجہ خاطر کہ یہ ضعیف اُس قوی پر غالب آئے تم مشغول ہو ہم بھی مددگار ہونگے اُس کروڑ کے مال پر چا

مشغول ہوئی ایک لحظہ بعد ایک کیفیت عظیم اُس ضیعت الحال تہا پیدا ہوئی ہاتھ بڑھایا اور اُس گران لیل مرد کو زمین کے اوپر سے بھرتی کے ساتھ اٹھا لیا اور سر پر لایا اور میدان کی خاک پر پٹکد یا ایک شور خلقت سے بلند ہوا ار لوگ اُس صورت سے حیران اور تعجب میں رہے اور کسی نے اُس بھیدر اطلاع بنائی اُسوقت مولانا سعد الدین آنکھیں بند کیے ہوئے تھے میں نے اُنکی ہستین کھینچی اور کہا توجہ خاں اٹھا لو کہ کام ہو گیا پھر ہم جلدیے۔

بیشک حضرت فرماتے تھے کہ بزرگوں نے کہا ہے جس طرح کہ معارضہ باقران ممکن نہیں ہو سکتا کے ساتھ بھی سائنہ ممکن نہیں ہو سکتا عارت خلاق ہو مرادات اُس سے غلبہ نہیں ہو شخص ایسی ہمت سے مقابلہ کرے البتہ مغلوب ہو گا ایمان تک کہ کہا ہے اگر کوئی ہمیشہ اپنی خاطر کو ایک امر پر رکھے اور ہمت کسی چیز پر ہرگز نہ کرے قطعاً میرا آدے ایمان اور عمل صالح کی اس میں شرا نہیں ہے جس طرح قلوب صفائی کو تاثیر ہو نفوس شہرہ کو بھی تاثیر ہو۔ مولانا ناصر الدین اتراری نے کہ مولانا زودہ اتراری کے بھائی ہیں اور انکا ذکر تفسیر فی نسل میں اس مقصد کی ابتک نقل کیا ہے کہ حضرت نے خواب میں دیکھا تھا کہ شریعت اُنکے سبب قوت پائی آپ کی خاطر میں آیا کہ یہ مطلب بلا مدد بادشاہوں کے حاصل نہ ہو گا اس واسطے سمرقند کی طرف آئے تاکہ سلطان وقت سے ملاقات کریں اور اُسوقت میں میرزا عبداللہ میرزا ابراہیم بن میرزا شاہ رخ کا ولایت سمرقند کا حاکم تھا اور میں اُس سفر میں حضرت کے ساتھ تھا جب سمرقند میں پہنچے میرزا عبداللہ کا ایک امیر حضرت کی ملازمت میں آیا اس سے کہا کہ اس ولایت میں آنے سے ہماری غرض ملاقات تمہارے میرزا کی ہے اگر تم اس مطلب کے باعث ہوتو تیرے کی بات ہے اُس امیر نے بے ادبانہ کہا کہ میرزا ہمارا جوان بے پروا ہے اسکی ملاقات مشکل ہے اور درویشوں کو اس قسم کی خواہشوں سے لیا کام ہے حضرت نے تیز ہو کر فرمایا کہ ہمکو سلاطین کے اختلاط اور ملنے جلنے کا امر کیا ہے ہم اپنے آپ نہیں آئے ہیں اگر میرزا تمہارا پردا کوئے دوسرے کو یہاں لا دینگے کہ جو پردا کہ جب وہ امیر باہر گیا حضرت نے اُسکا نام سپاہی سے اُس مکان کی دیوار پر لکھا اور تھوک سے اُسکو مٹا دیا فرمایا ہے کہ ہماری مہم اس بادشاہ اور اُسکے امیروں سے پوری نہیں ہوئی اور اُسی روز تاشکند روانہ ہوئے ایک ہفتہ بعد وہ ایئر گیا ایک مہینے بعد سلطان ابو سعید میرزا نے ترکستان کے نواح پر دو دروازے خروج کیا اور میرزا عبداللہ کے اوپر چڑھائی کی اور اُسکو قتل کر دالا۔

قصہ میرزا سلطان ابو سعید کے غالب آئے کا حضرت کی القاص میرزا عبداللہ کے اوپر بعض اصحاب جلیل القدر نے حضرت کے نقل کی کہ ہم ابتداً رجال میں حضرت کے ساتھ فرکت میں تھے ایک دن ودا ت قلم نگار اور لوگوں کے نام ایک کاغذ پر لکھے اور اس درمیان میں لکھا سلطان

ابوسعید اور اس نام کو دستار مبارک کے سرے میں رکھ لیا اور اس نام میں سلطان ابوسعید میرزا کا نام نشان محج نہ تھا بعضے محرم لوگوں نے گستاخی کر کے پوچھا کہ اتنے نام آپ نے لکھے اور اس نام کی آپ نے تظہیر کی اور سردستار میں رکھ لیا یہ کس کا نام ہو فرمایا کہ اس شخص کا نام ہو کہ ہم تم اور اہل تاشکند و سمرقند و خراسان کے سب اسکی رعیت ہونگے چند روز بعد سلطان ابوسعید میرزا کا آوازہ ترکستان کی طرف سے آیا اور اسنے خا دکھیا تھا کہ حضرت نے خواجہ احمد ایسوی قدس سرہ کی اشارت سے اسکے لیے فاتحہ پڑھی ہو اور اسنے خواب میں خواجہ احمد سے حضرت کا نام پوچھا اور یاد کر لیا اور انکی صورت خاطر میں نگاہ رکھی جب وہ جاگا اپنے ملازموں سے پوچھا کہ کئی بزرگ اس نام و نشان کے اس ولایت میں جانتے اور پہچانتے ہو بعضے لوگ کستید واقف تھے کہنے لگے ہاں ایسے بزرگ جو آپ فرماتے ہیں ولایت تاشکند میں رہتے ہیں میرزا نے فی الحال سوار ہو کر تاشکند کی طرف رنج کیا جب حضرت نے سنا کہ وہ آتا ہو فرکت کی طرف گئے وہ جب تاشکند میں آیا حضرت کو نہ پایا تفحص کی تو لوگوں نے کہا کہ وہ فرکت گئے ہیں وہاں سے فرکت کا ارادہ کیا جب قریب پہونچا حضرت نے اسکا استقبال کیا جو نہ ہی اسکی نظر حضرت پر پڑی بقیار ہو کر کہا والدہ کہ یہی ہیں وہ بزرگ جو خواب میں دیکھے ہیں پس آپ کے ہاتھ پاؤں میں گرا اور بہت کچھ نیاز مندی کی اور حضرت نے اسکے ساتھ صحبت کی اور اپنی طرف اسکی خاطر کو کھینچا اور میرزا نے اس صحبت کے اخیر میں فاتحہ کے لیے التماس کی فرمایا کہ فاتحہ ایک ہی ہوتی ہو بعد ازاں لشکر کشی اسکے پاس آن پہونچا اور اسکا ارادہ سمرقند کے لینے کا ہوا اور حضرت کے پاس آکر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ سمرقند جاؤں اور آپ کے التفات خاطر سے میرزا ہوں حضرت نے فرمایا کہ کس نیت سے جاتے ہو اگر نیت یہ ہو کہ شرع کی تقویت اور رعیت پر شفقت رکھو تو جانا مبارک ہو اور فتح تمھاری جانب ہو اسنے قبول کیا کہ تقویت شریعت میں دل و جان سے کوشش اور رعیت کے اوپر شفقت کرنے میں سعی یف کرؤنگا حضرت نے فرمایا کہ اب پناہ میں شریعت کی جاؤ کہ مراد حاصل ہو بعضے اصحاب نے نقل کی ہو کہ حضرت نے سلطان ابوسعید میرزا سے کہا کہ جب دشمن کے مقابل ہو جب تک تمھارے پیچھے سے کوئی بوق جوق نہ آدین دشمن پر حملہ نہ کرنا جب انکا لشکر میرزا عبد اللہ کے لشکر کے مقابل کھڑا ہوا میرزا عبد اللہ کے لشکر نے گھوڑے اٹھائے اور دھاوا کیا اور میرزا ابوسعید میرزا کے لشکر میں نہ کوٹھا دیا اور چاہا کہ سیرہ پر حملہ کریں کہ ایک ہی دفعہ ایک غول کو توں کا میرزا ابوسعید سلطان کے لشکر کے عقب سے پیدا ہوا انھوں نے جو وہ نشان دیکھا انکے دل کو قوت ہوئی اور ایک بارگی میرزا عبد اللہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور پہلے ہی حملہ میں میرزا عبد اللہ کا لشکر مغلوب ہو گیا اور میرزا عبد اللہ کا گھوڑا چڑھ میں پھنس گیا اسی وقت گرفتار کر لیا اور سر اٹا رہا حسن بہادر نے جو اہل یمن کے اراکین سے ہو اور وہ بقیار ہو

حرکت کانقل کی ہو کہ جب میرزا سلطان ابوسعید تاشکند سے لشکر کو سمرقند لکھیا میں ہمراہ تھا دریا سے
 یو یو غور کے کنارہ پر میرزا عبدالمد سے مقابل ہوئے اور صفین آراستہ کین میں سلطان ابوسعید کے قریب تھا
 اور ہمارا کل لشکر تین سو سات ہزار ہوگا اور میرزا عبدالمد کا لشکر نہایت مسلح اور مکمل تھا اس اثنا میں ہمارے
 لشکر سے تھوڑے میرزا عبدالمد کے پاس آئے میرزا سلطان ابوسعید بہت بیقرار ہوئے اور خوف اُن پر غالب
 ہوا اس موقع پر میرزا نے تعجب کی راہ سے کہا ہو حسن تو کیا دیکھتا ہو میں نے کہا سلطان میرے حضرت
 خواجہ کو میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے آگے آگے جاتے ہیں میرزا نے کہا والدہ کہ میں بھی حضرت شیخ کو دیکھتا ہوں
 میں نے کہا میرزا اب دل مضبوط رکھو کہ مہینے دشمن پرستج پائی اس اثنا میں میری زبان پر کدرا کاغی
 قاجتی یعنی دشمن بھاگا اور ہمارے تمام لشکر نے ایک بار یہ عبارت کہی اور مہینے دھاوا کیا اور آدھ گھنٹہ میں لشکر
 میرزا عبدالمد کا شکست کھا گیا اور وہ ہاتھ لگا اور قتل ہوا اور اسی روز سمرقند کی فتح نصیب ہوئی
 نفرت نے فرمایا کہ جس وقت میں میرزا عبدالمد قتل ہوا میں تاشکند میں متوجہ تھا دیکھا میں نے کہ
 ایک قوم سفیر پوش ہوا کے اندر سے زمین پر گری اور اسکو کپڑا اور قتل کیا میں نے جانا کہ وہ میرزا
 عبدالمد ہو کہ اسی دم اسکا کام تمام کیا ہو بعد ازاں میرزا ابوسعید سلطان التماس کر کے حضرت کو تاشکند
 سے ملا کہ سمرقند میں لایا۔

قصبہ میرزا بابر کے محاصرہ سمرقند کے لیے آئے اور اسکے مایوس پھر جانے کا
 میرزا بابر نے میرزا بایستغفر بن میرزا شاہ رخ ایک لاکھ مرد و جوار جنگ آور لیکر خراسان سے سمرقند کی طرف
 متوجہ ہوا یہ میرزا سلطان ابوسعید حضرت کے پاس آیا اور کہا ہوا اسکے مقابلہ کی طاقت نہیں ہو کیا تدبیر کریں
 حضرت نے اسکی تسلی کی جب میرزا بابر دریا سے آمو یہ سے اتر آیا ایک گروہ میرزا سلطان ابوسعید کے
 اہل انفاق کر کے مشورہ کیا کہ میرزا کو ترکستان لیجا میں اور وہاں قلعہ بند ہوں اونٹوں کو لاد چکے تھے
 کہ حضرت کو اطلاع ہوئی اور شہر بانان کو دھمکایا اور فرمایا کہ اونٹوں کا سامان آتا ڈالو اور میرزا کے پاس
 آئے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو جانے کی حاجت نہیں ہو کام ہمیں ہو جائیگا اور میں نے تمھاری مہم اپنے
 ذمہ لی ہو اندیشہ نہ کرو اور خاطر جمع رکھو بابر کی شکست میرے اوپر ہو اور امرانے اضطراب کیا ہو اس
 درجہ کہ بعضوں نے انہیں سے پگڑیاں زمین پر دے ماریں کہ حضرت خواجہ نے ہم سبکو قتل میں کر دیا ہے
 میرزا کو اعتقاد صادق تھا کسی کی بات کو نہ سنا اور توقف کیا اور امرار بابر کی کا یہ قول تھا کہ میرزا
 سلطان ابوسعید کو ہمارے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے قطعاً ولایت کو چھوڑ دینا اور بابر کل جائیگا۔ میرزا
 سلطان ابوسعید نے آخاڑ قلعہ داری اور اس کے مشورہ کا کیا ہو جب میرزا بابر قلعہ سمرقند کے گرد پہونچا

لشکر کا مقدمہ الحبشہ نلیل ہندج تھا عید گاہ سمرقند کے دروازہ پر کھڑا ہوا شہر سے تھوڑے آدمی باہر آئے اور اُسے خلیل گرفتار ہوا اور اُس سے زیادہ پیرانے یعنی مشورہ دینے والا میرزا بابر کے لشکر میں کم تھا میرزا بابر نے قلعہ سمرقند میں اُترا اُسکے آدمی ہر طرف جو رسد کے لیے جاتے اہل سمرقند اُنکو پکڑ کے ناک کان کاٹ ڈالتے میرزا بابر کے لشکر سے بہت لوگوں نے ناک کان برباد کر دیے میرزا بابر کا لشکر نہایت تنگ ہوا اور چند روز بعد بڑی وبا اُنکے گھوڑوں میں پڑی گھوڑے بہت ضائع ہوئے چنانچہ مرداروں کی بدبو سے لشکر اُسکا عاجز ہو گیا آخر الامیر میرزا بابر نے مولانا محمد معالی کو حضرت کے سامنے بھیج کر صلح چاہی مولانا محمد حضرت کی خدمت میں آیا ہر ایک جگہ کی باتیں کیں اُسکے بیچ میں کہا کہ میرزا ہمارا نہایت درجہ بادشاہ فیور ہے اور عالی ہمت جس طرف وہ جھک جاتا ہے بغیر لیے نہیں رہتا حضرت نے اُسکے جواب میں کہا کہ اگر اُسکے داد امیرزادہ شہر کے حقوق نہوتے کہ اُسکے زمانہ میں فقیر ہرات میں تھا اور اُسکے زمانہ کی برکت سے فراغتیں اویستہ تین پائی میں تو معلوم ہوتا کہ میرزا بابر کہاں تک پہنچتا آخر کو صلح کے مقام میں آئے میرزا استدعا کی کہ حضرت باہر آدین اور ہماری صلح کرادیں جب میرزا سلطان ابوسعید سے آپ نے کہا تو اس پر راضی ہو کر اس سے استعفا دیکر خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمہ کہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے مصالحت کے لیے باہر آئے حضرت فرماتے تھے کہ بعد ازاں میرزا سلطان ابوسعید سے پوچھا گیا کہ کس واسطے ہمیں تمہنے اجازت نہ دی کہ میرزا بابر کی صلح کیواسطے باہر نکلیں اور اُسکے پاس جا دین میرزا نے فرمایا کہ بابر ایک جوان بڑا کرپڑ خوشامدی اور لیجھانے والا ہے میں ڈر کہ آپ کو اچانک اُسکے ساتھ میل نہو جائے کہ ہمارا تمام کام برباد ہو اس واسطے کہ جس سے ہمارے امور دین و آخرت کے میں اُنکی عنایت اور التفات پر موقوف ہیں حضرت فرماتے تھے کہ ایسا نہ کہ جب میرزا بابر ایک جماعت ملاحدہ مثل شیخ زادہ پیر قیام وغیرہ کے ساتھ شہر سمرقند کے دروازہ پر آئے تو سمرقند کے نصفے لوگوں سے کہا تھا کہ ہم تمہارے لوگوں اور لڑکیوں کے لیے آئے ہیں اس واسطے کہ لوگوں شہر سمرقند کے باشندوں پر رحم آیا کہ اُنکے درمیان بزرگ اور صلح لوگ بہت تھے اس جہت سے دو تین دن خاطر اُس گروہ کے دفع کرنے میں مشغول کرنی چاہیے تھی فرماتے تھے کہ دشمنان دین کے دفع اور موانع کے رفع میں خاطر کو معروف کرنا عیب نہیں ہوتا سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے باوجودیکہ دریائے توجید میں ڈوبے ہوئے تھے ہمت کو اس میں نہروٹ کیا جو۔ فرماتے تھے کہ میرزا بابر کو تصوف دانی کا دعویٰ تھا اور اُسکی مجلس میں مقدمات تصوف بہت ذکر کیے جاتے تھے شیخ زادہ پیر قیام کہ مصوف تھا میرزا کی ملازمت میں رہا کرتا اور میرزا بابر کو اس گروہ علیہ سے بہت عقیدہ تھا سمرقند کے حصار قدیم کی مشیت پر کر دھ کیے بلند آواز سے مکر کیا تھا کہ عارف کو بہت نہیں عارف کو بہت نہیں اگرچہ ہم نے

سمرقند نہیں لیا اگر اس قدر معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ عارف نے سچے ہلکومت سے خراب کیا۔

رشحاتِ حضرت فرماتے تھے کہ میرزا بابر نے اس سخن کے معنی نہیں جانے اس واسطے کہ عارف ایسی عنایت سے مشرف ہوا ہو کہ وہ اور جملہ اوصاف اسکے عدم آباد میں گئے کہ اُس سے نہ نام باقی رہا ہو نہ نشان جو کچھ اُس سے صادر ہوتا ہو اسکے ساتھ منسوب نہیں ہو آیت کریمہ و ما ریت اذ ریت و لکن اللہ رمی اور آیت کریمہ ما قتلوہم و لکن اللہ قتلہم اس معنی سے خبر دینے والے ہیں اور اگر یہ ایسا ہوتا نسبت بانبیا مشکل ہوتی کہ ایک عالم کو غلبہ قوت قاہرہ سے برہم کر دیا مثل نوح اور یحییٰ علیہما السلام کہ اپنی قوم کو پانی اور ہوا سے ہلاک کیا۔

رشحاتِ فرماتے تھے کہ جو کچھ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات میں فرمایا ہو کہ عارف کی ہمت نہیں ہو اسکے معنی یہ ہیں کہ ممکن نظر بحقیقت و ذات خود کو کچھ نہیں رکھتا اسے جو کچھ اوصاف کمال حاصل ہیں جیسے علم اور قدرت اور قوت اور اذیت بھی عاریت حق سبحانہ سے ہو پس عارف اپنی حد نہ جا کر مقام فقیر حقیقی میں کہ نیستی محض ہو رہتا ہو جیسا کہ اسکی ذات کا مقتضا ہو اور اوصاف عاریشی کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتا لیکن ایک گروہ جو ہوا جس نفسانی اور دوساوس شیطانی سے بوجہ کمال عنایت و تربیت انہی کے خاص پائے ہوئے ہیں چاہیے کہ اپنے باطن کو ارادت اور مشیت انہی کے تابع کریں لیکن جس صورت میں کہ یہ لوگ الہام کیے جائیں چاہیے کہ ہمت کے غلبہ سے ظالموں کے رفع دفع کرنے اور مسلمانوں کو اثر و اثر سے خلاص کرنے میں صرف ہمت کریں اور خاطر بالکل دفع اعدا پر تعین کریں۔

قصہ میرزا سلطان محمود کے آنے کا سمرقند کے محاصرہ کے لیے اور اسکا متعلق ہے رقصہ ہو کہ میرزا سلطان محمود جب کہ حضرت کو خبر ہو چکی کہ میرزا سلطان محمود اپنے بھائی سلطان احمد مرزا کی لڑائی اور قصد محاصرہ سمرقند کے لیے متوجہ ہو رہا ہو رقصہ سلطان محمود کو لکھا۔ رقصہ

رشحاتِ بعد از رفع نیاز اس فقیر کی عرضداشت اپنے حضرت مخدوم زادہ کے ملازمان کو یہ ہو کہ سمرقند کو بلکہ محفوظ اکابر کہا ہو اور لکھا سمرقند کا قصد آپ کی طرف سے مناسب نہیں معلوم ہوتا حق سبحانہ نے یہ نہیں فرمایا اور شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی واقع نہیں ہو اپنے بھائی کے منہ پر لایا کھینچی ملازمان حضرت کے لیے مناسب نہیں ہو اس فقیر نے نہایت ہوا خواہی آپ کی خدمت میں اور غلبہ خدمتگاری پیش کر کے بہت درخواست کی قبول نہ ہوئی لوگوں کے سخن پر اس ولایت کا قصد کرنا اور اس فقیر کی خدمت کا قبول تعجب ہو حال آنکہ میں تمھاری خدمت کرتا ہوں اور لوگ ہوا و ہوس اپنی پکارتے ہیں سمرقند میں مردم عزیز بہت ہیں صلحا بہت فقرا و ساکین بہت ہیں ان لوگوں کو اس سے تنگ کرنا

مناسب نہیں ہو مبادا کیا دل در دگر سے پھر دلی در دمند دیکھ لیا کرے صلحا رہنمونین کہ نکل دل ہوں دُرنا چاہیے
اس فیکر کی التماس کو کہ خدمت بے غرض ہو خالصاً توجہ اللہ قبول کر دایک دوسرے کی مدد سے وہ کام کرو کہ
حق سبحانہ اُس سے راضی ہو کیل دیکھت ہو کر کام جو حالت نقص میں ہیں پورے کر دے حق سبحانہ کے ایسے
بندے ہیں کہ حق سبحانہ کمال عنایت سے کہ انکے ساتھ ہو انکے قصہ اور لڑائی کو اپنے ساتھ قصہ و محاربہ اور جفا
کہا چھو ساج حدیث میں یہ بات مقرر ہوئی ہو بیت پر پیش جسم چو خاک سترم میاگ ستارخ کہ بہت درنگ او
آتش ددریائی کہ ترجمہ میرے جسم خاکستر گون کے سامنے بے ادبانہ مت آ کہ اُسکی تہ میں آگ ہو اور دریا ہو حضرت
نے فرمایا کہ میر فرید ارغون کہ سلطان ابو سعید کے بیٹے امرا سے تھا اور بعد شکست لشکر عراق کے میرزا سلطان محمود
پاس آیا اسکو میں نے پیغام بھیجا کہ لڑائی اور مخالفت سے باز آؤ اب تک نئے نہیں جانا ہو کہ ایک لاکھ آدمی خواجہ
عبدالخالق کے ایک جولاہہ سے معارضہ کر سکا تم مغلوب ہو جاؤ گے خالوادہ ہمارے خواجگان کے متفرق ہیں انکی
خاطر شریف چاہتی ہو وہ ہوتا ہو وہ کسیکے تابع نہیں ہوتے سلطان محمود اور اُسکے امرا باوجود اُس رقعہ اور پیغام
پہنچنے کے متوقف نہ ہو کر محاصرہ سمرقند کو متوجہ ہوئے ایک عزیز حضرت کے خدام آستانہ سے کہ مشیر پانگہ
کرنا تھا اور اُس محاصرہ اور محاربہ میں موجود تھا اُسنے نقل کی کہ جب میرزا سلطان محمود ولایت حصار سے
میرزا سلطان احمد کی لڑائی کے لیے متوجہ سمرقند ہوا لشکر ہشیار اور سامان کثیر کے ساتھ آیا اور علاوہ لشکر
چٹائی کے چار ہزار ترکمان اُسکے ہمراہ تھے میرزا سلطان احمد کو طاقت اُسکے مقابلہ کی نہ تھی چاہا کہ گریز کرے
حضرت کے سامنے نہایت اضطراب کے ساتھ آیا کہ اجازت چاہی حضرت شہر کے مدرسہ میں تھے فرمایا اگر تم
بھاگتے ہو تو سب اہل سمرقند قتل ہو جائینگے شہر وادول مضبوط رکھو کہ میں تمہارے کام کا ضامن ہوں اگر
دشمن مغلوب نہ تو تم مجھے مواخذہ کرنا پس میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے ایک حجرے میں جو ایک درجہ تھا لے گئے
اور آپ اُس حجرہ کی چوٹ پر بیٹھے فرمایا کہ ایک سائنڈنی تیز رو کسی ہوئی اور چند روز کا توشہ اُسپر رکھا ہوا
لاؤ اور اُس حجرہ کے سامنے رو برو میرزا سلطان احمد کے بھلاؤ اور فرمایا کہ اگر میرزا سلطان محمود سمرقند کو
فتح کرے اور اُس دروازہ سے کہ لڑائی کر رہا ہو آوے تم اس سائنڈنی پر بٹھکر اپنے مخصوص لوگوں کے ساتھ
دوسرے دروازہ سے نکل کر بھاگ جانا اس تدبیر سے میرزا کو تسکین دی اور خدمت مولانا سید حسین اور
مولانا قاسم اور میر عبدالاول اور مولانا جعفر کو جو حضرت کے اصحاب اعظم سے تھے اور ذکر انکا تیسری
فصل میں آئیگا بلایا اور فرمایا کہ جلد جاؤ اور اُس دروازہ کی چھت پر چڑھو جہاں میرزا سلطان محمود ہو
اور جب تک لشکر اُسکا فضیحت نہ ہو اور بھاگ نہ جائے تم میرے پاس نہ آؤ اگر بالفرض وہ لشکر شکست
نہو پھر سہ گز میرے بیان تمہاری راہ نہیں ہو وہ چاروں عزیز حضرت کے حکم سے متوجہ ہو کر اُس دروازہ

چھت پر چڑھے اور بیٹھے اور مراقبہ میں مشغول ہوئے خدمت مولانا قاسم نے فرمایا کہ جیسے ہم اُس بچے کے
 اوپر بیٹھے پھر اپنے تئیں بھنے نہ کیجا دیکھا کہ ہم نہیں ہیں سب حضرت ہیں اور اُس معرکہ میں ایسا مشاہدہ ہوا
 کہ تمام عالم حضرت کے وجود مبارک سے ملو ہو وہ عزیز و اس حکایت کا نافل جو کہتا تھا کہ ہم ایک عجات
 سپاہیوں کی پل روان کے اور لشکر سلطان محمود میرزا کے ساتھ خارجہ اور مقاتلہ میں مشغول تھے اور غلبہ
 افکی جانب تھا اور میں دہمدم اُن عزیزوں کی خبر لیتا رہتا تھا جو دروازہ کی چھت پر بیٹھے مراقبہ کر رہے
 تھے میں دیکھتا تھا کہ سر آگے کو تھکائے ہوئے ہیں اور غلط بیٹھے ہیں یہ لڑائی وقت چاشت تک ہوتی رہی
 اور قریب تھا کہ مخالف غالب آوے اور شہر والوں کے ہاتھ پانوں پھول گئے سکے میں تھے کہ اچانک
 یکبار دشت قہقان کی طرف سے ایک تیز تند ہوا ہلی اور لشکر اور لشکر گاہ میرزا سلطان محمود میں لپٹ گئی
 اور اس طرح کا گرد غبار اٹھا یا کہ کسی کو آنکھ کھولنے کی مجال نہ رہی مرزا اور مرکب کو گرد دیتی تھی سوار پیادہ کوڑن
 میں کھینچتی تھی اور خیمہ و خگاہ اور سلاپردہ اور شامیانوں کو اکھیر کر اور ہوا میں لیجاتی تھی اور زمین پر
 ٹپک دیتی تھی ایک بڑا طوفان اٹھا اور قیامت قائم ہوئی اس حال میں سلطان محمود میرزا ایک بڑی
 جماعت امرا اور ترکمانوں کے ساتھ زمین شگافتہ میں کراروں کے نیچے سوار ہوئے کھڑے تھے کہ اچانک ایک
 بڑا ٹکڑا زمین کا اُس کے کنارے سے ٹوٹا اور عجیب آواز ہولناک پیدا ہوئی چار سو مرد اور گھوڑے جو
 اُس سایہ دیوار میں کھڑے تھے دب کر ہلاک ہو گئے اور اُس آواز کی سختی سے ترکمانوں کے گھوڑے بھاگے
 اور سرکشی کرنے لگے ہر چند سواران قوی باز و زبردست نے چاہا کہ گھوڑوں کی باگ کھینچیں کچھ حاصل
 نہوا وہ لشکر آراستہ درہم برہم ہو گیا جو قوت نے بھاگنا شروع کیا اور بڑا خوف اور رعشہ سلطان محمود
 میرزا اور اُس کے لشکر کے دل میں پڑا اپنے تمام امرا کے ساتھ نقصان اور خجالت اٹھا کر گھوڑے انگیز کیے اور شہر
 کے دروازہ سے جب قدر جلد ہو سکا بھاگے اور سلطان احمد کے لشکر کے شہر کے عوام و اواباش کے ساتھ
 پیچھے جاتے تھے اور سوار اور گھوڑوں کو پکڑتے اور باندھتے تھے قریب پانچ فرسنگ شرعی کے لوگوں نے
 پیچھا کیا اور سامان اور سپاہ بید حاصل کیا نافل کتابی اُس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ عزیز دروازہ کے بچے
 پر سے نیچے آئے اور حضرت کی ملازمت میں گئے اور حضرت نے میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے حجرہ سے نکال کر
 تحت سلطنت پر بھیجا اور آپ محلہ خواجہ کفشر کو تشریف لے گئے۔

قصہ حضرت کے صلح کرانے کے ذکر میں تین مخالفت بادشاہوں کے ایک معرکہ میں
 حضرت سے تینوں سلاطین کے تسخیر کے آثار نہایت ظاہر تھے جسوقت اپنے تصرفات کا ذکر کرتے تھے
 تو فرماتے کہ اگر ہم شیخی کرتے اس زمانہ میں کوئی شیخ مزید نہ پاتا لیکن ہمیں دوسرا کام فرمایا کہ مسلمانوں کو

عالموں کے شر سے محفوظ رکھیں اس باعث سے ہکوسلاطین کے ساتھ اختلاف کرنا اور ان کے نفوس کو سسخر کرنا اور اس عمل کے واسطے سے مقصود مسلمانوں کا برآمد کرنا چاہیے تھا۔ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ نے ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر تین چاہوں ایک رقعہ میں بادشاہ خطا کو جو دعویٰ الٰہیت کرتا ہے ایسا کر ڈالوں کہ سلطنت چھوٹ کر برہنہ پا خطا سے خار و فاشاک میں دوڑتا ہوا اپنے کو میرے آستانہ پر پہنچا دے لیکن باوجود اس قوت کے منظر فرمان خداوند کے ہم بین جس وقت کہ چاہے اور فرمان الٰہی پہنچے وجود میں آوے اس مقام کو ادب لازم اور ادب وہ ہے کہ اپنے کو تابع ارادت حق سبحانہ کا کہے نہ حق کو تابع اپنی ارادت کا۔ ایک روز محلہ تریہ میں دیکھا گیا کہ میرزا سلطان احمد حضرت کی ملازمت میں آیا تھا اور حضرت کے سامنے دور سے دوڑنا تو ایسا ادب بیٹھا حضرت نے ایک زانو ٹکالایا تھا اور باقیں فرما رہے تھے مجلس حضرت کی ہیبت اور وحشت سے گوشت اس کے شانہ کالز تھا اور ٹپکے کے قطرات اس کی پیشانی سے ٹپکتے تھے اور تسخیر کے نشانات اس تاثر اور تاثر کے نہایت واضح تھے اس قول کا مصداق قصہ حضرت کے باہم صلح کرانے کا ہے ایک معرکہ میں مسگر زرا سلطان احمد اور میرزا عمر شیخ اور سلطان محمود خان کا جو کہ غانیکہ سے معروف تھا اور اس واقعہ کی صورت برسیل اجمال یہ ہے کہ خدمت مولانا محمد قاضی نے جب کا ذکر فصل سوم میں آئیگا رسالہ سلسلۂ معارفین میں لکھا ہے کہ سمرقند میں خبر آئی کہ میرزا عمر شیخ سلطان محمود خان کو کہ غانان دشت سے ایک خان تھا اپنے بھائی سے لڑنے کی مدد کو لایا ہے اور شاہرخیہ میں باہم جمع ہوئے ہیں میرزا سلطان احمد بھی لڑائی کا سامان تیار کر کے ایک بجاری لشکر کے ساتھ متوجہ شاہرخیہ کی طرف ہوا اور حضرت کو استمداد کر کے اپنے ساتھ لے گیا تو گونامین یہ چرچا تھا کہ میرزا حضرت کو التماس کر کے صلح کے واسطے بیٹھتے ہیں اور حضرت مدت چالیس دن تک سلطان احمد میرزا کے لشکر میں تھے اور آقا تو رخان بن کہ مضافات شاہرخیہ سے ہر فرسکش ہوئے اور میرزا کا ادب یہ تھا کہ حضرت کو لشکر گاہ میں اپنے نزدیک آتے تھے کہ مجمع اور جماعت بہت بڑا ہے ایسا نہ کہ کوئی گستاخ نسبت خدام اور ملازمان حضرت کے بے ادبی کرے حضرت ایک روز بہت خفا ہوئے اور میرزا سلطان احمد سے کہا کہ مجھے کسو واسطے لائے ہو میں خود درجنگ نہیں ہوں اگر جنگ کرتے ہو تو مجھے کسو واسطے لائے اور اگر صلح کرتے ہو تاخیر کا سبب کیا ہے مجھے آئندہ اس کی مجال نہیں ہے کہ تمہارے لشکر دن میں رہوں میرزا سلطان احمد نے فرمایا کہ ہکو کیا اختیار ہو گا اور سپرد اسے ملازمان والا ہیں جو صلاح اور صواب دید حضرت کا ہے ہکو اس کی فرمائش میں چار کانہیں ہے حضرت سوار ہوئے ایک جماعت بموجب اشارت ہمراہ لگئی اور فقیر ملازمت میں تھا اور دعویٰ اردو میں رہا ہے اور حضرت متوجہ میرزا عمر شیخ اور سلطان محمود خان کے ہوئے انھوں نے پہنچ کر حضرت آتے ہیں، اوجھی راہ سے استقبال کو آئے ہیں باہم ملکر شاہرخیہ کو گئے اس ملاقات میں

حضرت نے التفات حد سے زیادہ سلطان محمود خان پر کیا اور اکثر اوقات خطاب میں اسکی طرف متوجہ تھے چنانچہ
صلح کو مقرر کیا اور اسکی کیفیت کو اسطور سے قرار دیا کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ صفت باندھے ہوئے
اور اُن دو صف کے درمیان ایک شامیانہ نصب کریں اور دونوں طرف سے بڑ بڑکنی کے آدمی آویں اور
سلاطین شامیانہ کے سایہ میں نشست کریں اور حضرت آگے یا ہم صلح کرادیں اور قول قرار کریں اخیر وقت تک
حضرت نے مراجعت کی اور آثار قدرت حضرت کے سلطان محمود خان میں دیکھے جاتے تھے علی الصبح سلطان احمد
میرزا کا کل لشکر سوار ہوا مقرر یہ کہ چلتے نہ بہنیں اور سب تمہیار اپنے لگائیں اور موضع تل قنہ میں پھولوں کے
آب میں حضرت پھر شاہر خیا آئے تاکہ سلطان محمود خان اور عمر شیخ میرزا کو اپنے ساتھ لاویں سلطان محمود خان
جلد نکل آیا لیکن میرزا عمر شیخ بہت دیر میں نکلے حضرت نے فقیر کو میرزا سلطان احمد کے دروازہ پر بھیجا کہ عرض کر
میرزا عمر شیخ تاخیر سے نکلتا ہو تم بھی مستعد رہو ہم پر اعتماد کر کے ایسا ہو کہ احتیاط نہ کی ہو کہ حضرت پھر صلی علیہ
وسلم نے فرمایا ہوا عقل توکل مصراع با توکل زانوی اشتربہ بند و ترجمہ رسی باندھ توکل کر۔ توکل کے ساتھ انوکھا
زانو باندھ فقیر میرزا کے پاس گیا اور عرض کیا یہ بھی اپنے لشکر کو آراستہ کر کے حضرت کی طرف متوجہ ہوئے ایک تھوڑے
دور میں لشکروں نے یا نکل ایک دوسرے کے مقابلہ صفت باندھی چلتے کے سوا اور سب تمہیار اپنے بدن پر لگائے
حضرت اپنے اصحاب اور موالی کے ساتھ اُن دونوں لشکروں کے بیچ میں تھے اور شامیانہ کے نصب کرنے
میں گفت و شنود بہت سی ہوئی ہر فریق کہتے تھے اُس طرف کو نزدیک ہو اس نزاع کو طول ہوا یہاں تک
کہ حضرت نے فخر کا وضو اُن دونوں لشکر کے درمیان کیا بعد ازاں فقیر سے کہا کہ سلطان احمد میرزا کے پاس
جا کر کہو کہ میں اکیلا ہوں اور ضعف پیری بھی میری سب تمہیار تمہارے لڑائی کے اپنی پشت پر میں نے
اٹھائے ہیں کہ تم باہم نہ لڑو انتہا کی یہی قوت ہو دوسری طاقت نہیں اگر ہمارا اعتقاد تمکو ہو تو تم اختیار دو
کہ شامیانہ کو جہان وہ چائیں کھڑا کریں جب حضرت کا پیغام میں نے پہونچایا میرزا سلطان احمد نے فرمایا کہ چھوڑو
تاکہ جہان وہ لوگ چاہیں شامیانہ نصب کریں کہ تجھے حضرت کے سوا بھروسہ نہیں ہو ایک معین جگہ میں
شامیانہ کھڑا کیا میرزا سلطان احمد اپنے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ بقدر معین آئے اور شامیانہ
کے پاس بیٹھے بعد ازاں حضرت گئے اور سلطان محمود خان اور میرزا عمر شیخ کو لائے اور وہ بھی ایک
جماعت معین کے ساتھ بقدر مردم میرزا سلطان احمد کے آئے جب شامیانہ کے نزدیک پہونچے اُسے
میرزا سلطان احمد شامیانہ کے نزدیک سے اپنے خواص کے ساتھ استقبال کو آگے بڑھے حضرت
اول سلطان محمود خان کو آگے لائے اور میرزا سلطان احمد سے معافہ کرایا اور انہیں سے ایک دوسرے
سے بغلیکیر ہوا بعد ازاں میرزا عمر شیخ کو آگے لائے میرزا عمر شیخ بھائی کا ہاتھ پکڑ کے ساتھ کھڑا تھا اور دوسرا

اور میرزا سلطان احمد کہ بڑا بھائی تھا اسکی گردن کو بوسہ دیتا تھا اور دونوں روستے تھے اور یہ حال دیکھ کر سب پر گریہ غالب آیا اور اُس مجمع میں ایک عجب شور مچا اٹھا اسکے بعد شامیانہ کے نیچے بیٹھے اور ایسی مجلس باہیبت تھی کہ میں نے نہایت دہشت سے دسترخوان کو اگٹا بچھا یا اور وہ درویش گروا اسپر منتظر کھڑے تھے کہ اگر کوئی صورت دوسری ہو تو ٹوٹ پڑیں اور اسپرین لڑیں کھانا ہم لائے جب کھانہ سے فراغت ہوئی قول قرار کیا اور صلح باہم ہو گئی حضرت نے ناشکند کو میرزا سلطان احمد سے خان کے واسطے لیا اور عہد نامہ فیرنے لکھا فاتحہ پڑھی اور اٹھے راقم انجروں نے بعض مخدوموں سے سنا کہ اسوقت کہ حضرت نے اُن تین بادشاہوں کو ایک شامیانہ کے نیچے باہم بٹھلایا حضرت کے اصحاب سے ایک صاحب اُس معرکہ میں لحظہ بھر آپ سے غائب ہوئے اُس غیبت میں اسپر شکستہ ہوا کہ ایک میدان وسیع ہو جس میں تین شتر مست ہیں منہ کھولے ہوئے ایک دوسرے کا قصد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زخم دندان سے ایک دوسرے کو زخمی کریں اور حضرت اُس میدان میں کھڑے ہیں اور تینوں مست اونٹوں کی مہار ہاتھ پر لٹھی ہو اور انکو لڑنے نہیں دیتے خدمت مولانا محمد خان نے لکھا کہ اُس روز تمام خلق خاص و عام حضرت کے تصرف سے حیرتناک اور مدہوش تھی اور کیدل اور کیزان ہو کر کستی تھی کہ کمال تصرف اور قوت ولایت یہی ہو کہ جو حضرت سے ظہور میں آیا کہ ایک کھ مرد جنگی اس طرح تھے کہ ایک دوسرے سے لڑتے ہلاک کرتے حضرت کی برکت قدم شریف اور عین انکس مہاسک سے ایک ساعت میں وہ تمام نزاع اور دشمنی اور کدورت و لون سے باہر ہوئی اس طرح کہ کسی دل میں نشان اُس صفت کا نہ آیا اور اس امر عظیم کا مشاہدہ سب کے یقین کا حضرت کی نسبت ہوا بعد ازاں کہ یہ مصالحو ہو چکا حضرت نے سلطان محمود خان سے کہا کہ تم ناشکند جاؤ کہ ہم غنیمتیں راہ سے آئیگے اور اُن تینوں لشکر کے درمیان سے اصحاب و خدام کے ساتھ ٹھکر ستوجہ موگلت ہوئے راستہ میں فیر کی طرف رخ کر کے فرمایا ہمارے ان کاموں کو تو کیا کہتا ہو اس واقعہ کو ہر آئینہ لکھنا چاہیے یعنی ایک تاریخی واقعہ ہو۔ خدمت مولانا نجم الدین علیہ الرحمۃ کہ ایک بزرگ خدام اور کارگران حضرت سے تھے اور اکثر اوقات تجارت کے کام میں رہا کرتے اور بہت سرمایہ اسپرین لگا رکھا تھا انھوں نے حکایت کی کہ ایک بار بڑی جماعت کے ساتھ دیارِ طغان ہم جاتے تھے جو سرحدی شہر ملک خطا کا ہوا اور طائفہ قباق پر ہمارا گذر تھا اچانک سومرد کے قریب بڑے ہزار چلتے پوش تھپتھپا بندے ہمارا راستہ رو قافلہ کے لوگوں نے جبکہ اُس گروہ پرانیوہ کو دیکھا گئے بکے رنگئے اور خواری پر دل نہاد ہوئے اور قتل و قید ہونے پر تیار ہوئے اس محل میں میری غلطہ میں آیا کہ لڑائی سے ہاتھ باز رکھا اور حضرت کے سوا

اور مال کو ہزہنوں کے لیے چھوڑ دینا اخلاص و ارادت اور مردانگی اور فتوت کے طریق سے نہایت بعید ہو کر کوئی بات اس سے بہتر نہیں ہو کہ حضرت کے مال پر ہم مارے جائیں کہ یہ موجب سرخروی دنیا و آخرت ہو اسکے بعد انھیں توجہ نام کا حضرت کی خدمت میں کیا اور بیان سے ملوا رہے تھے پھر میں نے اپنے تئیں نہ دیکھا نہ دیکھا میں نے اسے حضرت ہی حضرت ہیں اس قدر میں جانتا ہوں کہ مجھ میں اور میرے کھڑے میں ایک عجیب کیفیت اور عظیم قوت پیدا ہوئی ہے اختیار اُس گروہ پر میں دوڑ گیا اور تلوار چلاتا تھا اور سر اور ہاتھ گراتا تھا کام اُس حد کو پہنچا تھا کہ اُس گروہ نے کاروان کو چھوڑ دیا اور سب نے فرار کیا قافلہ کے لوگ میری جراوت اور شجاعت سے متحیر اور متعجب ہوئے اور میرا تعجب اور تحیر اُن سے زیادہ تھا کسو اسلئے کہ ہرگز مثل اس صورت کے نہیں پیش آئی تھی اور کسی وقت میں نے لڑائی نہیں کی اور کوئی موقع نہ دیکھا تھا یقین کیا میں نے کہ وہ حضرت کا قہر تھا کہ میری بغیر قوت کے مجھے ظاہر ہو جب میں سفر سے واپس آیا اور حضرت کی ملازمت میں پہنچا اول بات جو آپ نے فرمائی یہ تھی کہ جس کمزور آدمی کو دشمن قوی سے کام پڑے تو جب صدق و یقین کے ساتھ اپنی قوت سے باہر آوے البتہ ایک حول اور قوت سے تائید کیا جاتا ہو کہ اُس سے دشمنان میں ملت پر غلبہ کر سکے۔ خواجہ مصطفیٰ رومی ایک تاجر حضرت کے کارندوں میں سے تھا۔ ایک دن بخارا سے سمرقند کو چلا تھا اور شہر سنبر کی راہ سے گیا وہاں سیرک حسن سے کہ دیوان میرزا سلطان احمد کا تھا ملا میرک حسن نے کہا کہ خواجہ مصطفیٰ تو ایک مرد سادہ لوح اور سبے تکلف ہو ایک بات میری ہے تو حضرت سے عرض کر سکتا ہو اُس نے کہا ہاں کر سکتا ہوں ایک نے اصحاب بزرگ سے فعلی کی کہ میں حضرت کی مجلس میں حاضر تھا کہ خواجہ مصطفیٰ رومی شہر سنبر کی جانب سے آیا اور حضرت سے عرض کیا کہ میر حسن دیوان نے ایک سخن کیا اور اصرار کیا کہ یہ سخن حضرت سے عرض کر دینا حضرت نے فرمایا کہ کہو کہ میر حسن کتنا ہے کہ میرزا سلطان احمد کے پاس تھوڑی جگہ رہی ہو حضرت خواجہ عنایت فرما کر اسے بھی بلایں اور ہمیں خلاص کریں اس بات کے سنتے ہی حضرت بہت ہلکے اور غضب آنے لگے ہو چنانچہ ریش مبارک کے بال حضرت کے سیدھے کھڑے ہو گئے دست مبارک دست پر پھر ادا فرمایا کہ وہ کتنا مجھے قصابی کا حکم دیتا ہے اور نہایت بغیر اور غضب سے فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھر میں گئے جو مخدوم کہ حاضر تھے انھوں نے خواجہ مصطفیٰ کو اس پیغام کے ساتھ بلاست کی خود دروازے کے بعد میرک حسن کو ایک واقعہ پیش آیا کہ میرزا سلطان احمد اُس پر خفا ہوا اور فرمایا کہ زندہ اُسکی کھال کھینچیں۔ ایک بار حضرت قرشی جاتے تھے عربی قراہنہ نام کہ حضرت کے اذن اُسکی حفاظت میں رہتے تھے راستہ میں پہنچا اور بہت فریاد کی اور روایا کہ سید احمد سارودہ کہ داروغہ عرب تھا اس نے مجھے بت دکھایا حضرت اُس کے ورد و دل سے بہت متاثر ہوئے اور بغیر ہوئے

مگر کچھ نفر مایا جب سمرقند کی طرف پھرے کو پہنچا سید احمد سار دایک جماعت امرا کے ساتھ حضرت کے استقبال کو آیا بعد از ملاقات کے بات میں مشغول ہوئے کتے کتے تیز ہوئے اور سید احمد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تو ہمارے آدمی کو مار ہیٹ کر ایذا دیتا ہے بارے لقمین کر کہ میں بھی مار ہیٹ کرے کو خوب چٹا ہوں اسدن سے ڈر کہ ہم بھی تیری نسبت اس طریق سے نہیں آئیں اور جنگی سے انکو خست کیا عصر کا وقت آچکا تھا ناز ادا کی اور صبح تک کسی سے کوئی بات نہ کہی ورسیکو اسکی مجال نہ تھی کہ آپ سے بات کرے اسی بفتہ میں سید احمد سار و بیمار ہوا اور مرض میں شدت ہوئی آدمی میرزا سلطان احمد کے پاس بھیجا کہ میرا مرض حضرت کی طرف سے ہو مجھ پر وہ غصہ ہوئے ہیں سبب ایک بے ادبی ہو کہ مجھے نسبت بعضے خدام کے ہوئی میرزا گرم کرین اور حضرت سے میری سفارش کریں چند بار میر درویش امین کہ مقربان میرزا اور مخلصان حضرت سے تھا میرزا کی طرف سے پیغام لایا اور التفات کی درخواست سید احمد کی نسبت کی اور اسکی طرف عفو چاہی حضرت نے تفضل کیا اور یہ گزشتات نہ کی میرزا نے الحاج عد سے گذرانی اور فرمایا سید احمد میرے کام کا آدمی ہو ضرور عنایت فرما کے اسکی تقصیر سے درگذرین اور معاف کریں جب سبب اسعد سے گذر اسقدر نے فرمایا عجیب کام ہو کہ میرزا سید احمد مردہ کی مجھے سفارش کرتے ہیں میں عیسیٰ محمد و نبین ہوں کہ مردہ کو زندہ کر سکے بعد ازان فرمایا کہ ہر گاہ خاطر میرزا کی خواہش ہو اسکی عیادت ہم کریں گے اور سوار ہوئے جب درارک پر پہنچے سید احمد کا تابوت سامنے آیا وہیں سے پلٹ گئے تفضل کی کہ میرزا سلطان احمد نے حضرت کی درخواست پر محصول سمرقند کا معاف کر دیا تھا ایک مدت بعد پھر ایک جماعت نے محصلان سے جنھوں نے پہلے زمانہ میں اس راہ سے فائدے اٹھائے تھے اتفاق کر کے محصول لینے لگے اور وہ بارہ آدمی تھے جنھوں نے لکڑ اور جیلون سے میرزا کو دھوکا دیا تھا اور اس سے وعدہ رشوتوں کا کیا اور اس پر آمادہ کیا کہ وہ بدعت پھر از سر نو کریں یہ خبر حضرت کو پہونچی تیز ہو کر فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاوالدین قدس سرہ نے ایک مدت جلادی کی ہو ہم بھی اُنکے شاگردوں سے ہیں ہم دیکھیں کہ کسکو فائدہ کریگا بعضے مجرموں نے اسی وقت حضرت کی مجلس سے منکروہ بات میرزا سلطان احمد کے کان تک پہونچائی ڈر اور اس ارادہ کو خاطر دور کیا اور اسی دن یغریک کو ان بارہ محصلان سے پہونچی وہ عقیل آدمی تھا فی الحال اس نیت سے باز آیا اور اس عمل سے توبہ کی اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کی اور اس شب میں گیارہ آدمی مر گئے اور صبح گیارہ تابوت محصلان کے شہر سے باہر لگے شیخ ابو سعید آبریز نے خبکا ذکر پہلے مقصد کی فصل اول میں ہو چکا ہے نقل فرمائی ہو کہ ایک بار حضرت ابتدا و احوال اور عنفوان شباب میں ہمارے پاس آئے تھے اور ہم سب فرزند اور متعلقان سمیت حضرت کی خدمت میں مشغول تھے اور حضرت سے آثار جذبات اور احوال پر

مشاہدہ کرتے تھے اور ملاحظہ آتا اور احوال کا ہمارے عقیدہ کو زیادہ کرتا تھا اتنا ایک دن میرا بڑا بھائی روتا ہوا گھر میں باہر سے آیا کہ اسد جو بے بال کے بیٹے نے مجھے تکلیف دی اور حد سے مجھے جھوٹا اس اثنا میں ہماری والدہ نے بڑے اضطراب سے اور زاری اور عجزی سجد کے ساتھ حضرت سے درخواست کی کہ میرے فرزند کے لیے خاطر مصروف کر دو کہ شیخس ایک مرد نہایت فاسق اور ظالم ہو اور بہت فقیر اس سے دیکھ پاتے ہیں ایسا معلوم ہوا کہ حضرت اضطراب والدہ سے متاثر ہوئے عہد کا وقت تھا فوراً نماز کو اٹھتے جب نماز پڑھ چکے کہا کہ یہ گناہ ہماری ناز میں آیا مجھے اس کا کام کر دیا تمہوڑے عرصہ میں اس شخص نے کسی سے نزاع کی تھی اس سے خوبا پیٹ کی چونکہ ہم فقیر آباد اجداد کے وقت سے حضرت کے اور حضرت کے آباء کرام کے مرید غلص تھے ہمارے گھر آیا کرتے تھے دوسری بار جو تشریف لائے میری والدہ نے آپ سے شش کی کہ آپ کی بہت عالی کی برکت سے ہمارے دشمن نے بہت ادب پایا حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو کچھ نہ کہنا کہ کام کیا نہیں ہو بلکہ وہ ابھی دپیش ہو چند روز بعد بادشاہ وقت کے حکم سے گھوڑے کی دمن میں اسے باندھ کر ملاک کر ڈالا پھر اس کے ٹکڑے بن کے جمع کر کے جلاد دیے۔ حضرت کے جملہ مخلصان میں ایک عزیز نے اقل کی کہ ایک دن ایک دولتمند آدمی کہ میرے اور اسکے درمیان سابقہ تھا مجھے گھر لیکر اسے دمن میں آئے حضرت کی غیبت کی اور اس میں سباحت کیا میں بہت ستالم اور غمگین ہوا اور آٹے پھونکنے کی مجال نہ تھی کہ مجھے بڑے اصرار سے لیے جاتا تھا جب ہم اسکے مکان میں بیٹھے اور کھانا لایا اور کراہیت سے ہاتھ بڑھایا اور وہ کھانا نہ کھا سکا کہ اسی وقت اسکے گلے میں ورم ہو گیا تھا اور سردم ملتا تھا تب نوبت یہاں تک پہنچی کہ مطلقاً اسکے گلے سے کوئی چیز نہ اتری اور اسی عارضہ میں ایک ہفتہ بعد مر گیا۔ شیخ زادہ الیاس عشی حضرت کے ابتدا تلہور میں ولایت سمرقند کے اندر شیخ اور مقتدا ایک جماعت کا تھا اور کوہ نور میں جو سمرقند کے نواح میں ہو ایک لنگر عاری کر رکھا تھا اور ذکر جہر کرتا تھا وہ شیخ خدا سے قلی کا پوتا تھا اور وہ مرید شیخ ابوالحسن عشقی کا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے زما دین شیخ اور طبقہ سلسلہ عشقیہ کا تھا ایک روز حضرت جنگل میں جاتے تھے اور دیکھا کہ ایک گروہ کاشتکاروں کی کھلیان دان رہے تھے اور بھوسہ سے دانہ الگ کر رہے تھے پوچھا کہ یہ کس کھلیان ہو کہا شیخ زادہ الیاس کا حضرت گھوڑے سے اترے اور چپک یعنی جہی کہ بیچ شاخ لکڑی ہوتی ہو لیکر اور تمہوڑا بھوسہ دانہ سے الگ کیا زان بعد سوار ہو کر چلے گئے یہ خبر شیخ زادہ کو پہنچی نہایت بگڑا اور ناراض ہو کر کہا کہ خواجہ سنے ہمارا کھلیان برباد کر دیا اور اس درمیان میں اس سے بے ادبی ہوئی اور اس کا سلسلہ شکست ہو گیا خدا سے لانا محمد قاضی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہو کہ مولانا شیخ محمد کشی شیخ زادہ الیاس سے متعرض ہوئے اس جہت سے کہ شیخ زادہ ذکر جہر کرتا تھا ان کے درمیان صل کو طول ہوا مگر کون کی ایک جماعت ولایت کش کی جو شیخ زادہ کی مرید تھی

مولانا شیخ محمد سے خصوصیت کرنے لگی اسکا وہم ہوا کہ مولانا شیخ محمد کو مار ڈالینگے حضرت نے اسوجہ سے کہ ایسا نہ ہو کہ
 اُن ترکوں سے اچانک ضرر مولانا شیخ محمد کو پہونچے نے المجملہ مولانا شیخ محمد سے اظہارِ سیل اور رغبت کا فرمایا اور
 اسکے سوا غرض نہ تھی کہ انکا ضرر مولانا شیخ محمد کو نہ پہونچے ایک جماعت نے اس بات کو شیخ زادہ سے دوسری
 طرح ظاہر کیا اور البسا سمجھایا کہ شاید حضرت کو شیخ زادہ سے کینہ خاطر میں ہو شیخ زادہ نے بہ تامل امیر درویش محمد ترخان
 خط لکھ بھیجا اور حضرت سے تعرض کیا اور کہا کہ دین اور ملت میں یہ کیا سستی آگئی کہ شیخ جو سوداگری اور
 دیہقان اور رراحت اُسکی شریعتِ مستقیم کے قاعدہ پر نہیں ہو تمھارے باطن میں اُسکی یہ سب نعمت ہوا
 اُسکی بات تم کو گون میں اسقدر روان اور موثر ہوا زانجا کہ امیر درویش محمد ترخان کا عقیدہ حضرت کے ساتھ تھا
 اُس خط کو پڑھتے ہوئے نہ کہہ سکا حضرت کے آگے لایا ایک دن یہ فقیر حضرت کی ملازمت میں تھا فرمایا کہ شیخ زادہ
 الیاس کی کتابت تو نے دیکھی کہ کیا لکھا ہو ہماری نسبت اور جو لکھا تھا بیان کیا اور اُس بیان کے درمیان
 تذہب ہوئے اور فرمایا کہ امیر شیخ زادہ جس دن سے کہ میں ظاہر ہوا ہوں کتنے شیخ اور مولانا میرے ہاتھوں تلے
 چھوٹی کے مثال پس یکے میں جبکا حساب خدا ہی کو معلوم ہو یہ شیخ زادہ فقیر کیا کہتا ہو وہ شریعت نہیں
 جانتا ہم جانتے ہیں۔ توڑے ایم میں وہ شیخ کے لشکر میں پڑی اور اُسکے بعضے فرزند اور آدمی اُسکے
 سامنے مر گئے اور سب کے کچھے شیخ زادہ بھی مر گیا۔ قاضی ابو منصور تاشکندی سے منقول ہے کہ اُس نے کہا بعد ازاں
 ظہور حضرت کے زمانہ میں بہت مشایخ تاشکندی تھے جو خلقِ اللہ کو ہدایت کرتے تھے رفتہ رفتہ نسبت اور نابود ہو گئے
 اُس جسدا در دشمنی کے باعث کہ حضرت سے رکھتے تھے جب کہ حضرت باغستان سے تاشکندی سکونت کی نیت سے
 آئے اور قعر آغاز کیا تاشکندی میں ایک شیخ تھا کہ اُس ملک کا مقتدا تھا اور علومِ ظاہر اور علومِ صغیر کا عالم اور اُسکے
 مریدیت تھے چنانچہ پچاس آدمی کو اپنے اصحاب سے اجازت ارشاد کی تھی جب آئے دیکھا کہ حضرت مستعد
 لوگوں کے جذب میں مشغول ہوئے غیرت اُسے آئی ایک دن حضرت کی مجلس میں آیا اس قصد سے کہ کچھ فقر
 اور تعرض کرے جب بیٹھا تو متوجہ حضرت کا ہوا اور آنکھیں حضرت میں گارین اور ہلکی ہمت کے ساتھ اُسکے
 در پہ ہوا کہ بار حضرت کے حوالہ کرے اور حضرت بھی اُسکی توجہ کے دفع میں مشغول ہوئے اور ایک ساعت بعد
 سر مبارک اٹھایا اور دست راست استیں سے باہر کیا اور روال آگے رکھا تھا اٹھایا اور اُسکے منہ پر بار
 اور کہا کیا صحبت ایسے دیوانہ مسلوب العقل کے ساتھ رکھوں کہ اُسکی خاطر میں کوئی معلوم نہیں رہتا پھر اُسکے
 اور چلے گئے جب حضرت نے یہ عمل کیا اور وہ ظن کیا اور اُسٹھے شیخ نے ایک نعرہ ملا اور بیہوش ٹوٹا تھوڑی سی
 بعد آپس میں آیا اور جلد اٹھا اور اُنکے مکان سے باہر گیا اور اُسکے دماغ میں ایک تشویش اور سودا پیدا
 ہوا اور دوسرے دن معلومات اُسکی سب فراموش ہو گئیں اور ایسا ضائع اور اتر ہوا کہ نگاہ بازار میں

پھر کرنا اور اپنے تن بدن کا اسے ہوش نہ دینا کبھی بہتہ میں نہ بہت کو دیکھنا اور تک پیچھے نہ دینا اور ہرگز اتفاق
 کے ساتھ فالیفض نہوتا خواجہ مولانا دلخواجہ عصام الدین کے شیخ الاسلام سمرقند میں تھا ہمیشہ حضرت کی غیبت کرتا
 اور آپ کی نسبت تہمت اور ملامت سکے نہ رہتا ہوتا ایک دن خلاوت میں اپنے نواس سے پریشان باتیں کرتا
 تھا انہیں سے ایک نے کہا اگر خواجہ ولی نعمین لیکن صاحب دولت خود نہ ہو میں اتنا مبالغہ کیوں کرتے ہو
 خواجہ مولانا نے کہا تو سچ کہتا ہو میں بھی جانتا ہوں مگر کیا کروں کہ انہیں نہیں چھوڑتا اور طلب جاہ و ریاست
 کے متقاض سے اس امر میں ناچار ہوں خدمت مولانا محمد قاضی نے لکھا ہو کہ حضرت فراتے تھے کہ بعد ازاں
 کہ میرزا سلطان ابوسعید کے وفات کی خبر آئی ایک راستہ میں خواجہ مولانا سامنے آیا اور کچھ مجھے پھر کر کہا
 خواجہ سلام علیک اور مطلقاً نہ ٹھہرا اور اپنے گھوڑے کو تیز ہانکا حلالاً لنگہ ایک دن پہلے اس نبر سے راستہ میں
 ملا اور نصف فرسنگ شریعتی کے پھر ہمارے ساتھ پورا پوری فکر سے اسے رخصت کیا آج معلوم ہوا کہ وہ ایک کام
 کی فکر میں ہو چند روز بعد ظاہر ہوا کہ خواجہ مولانا نے امر کے ساتھ اتفاق کیا کہ وہ کچھ بھی ہمارے گھر نہ آئے
 اور بات ہماری نہ سنیں اور اعتبار نہ کریں اور فرمایا کہ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ سب مال خواجہ کا لے سکتے
 اور اس اتفاق میں میرزا علی ترخان ہو چکا تھا اور مجلس کے انہیں ہو چکا اسیر و دلش مہ ترخان نے کہا
 کہ مجھے اتفاق کیا ہو تم دائرہ نہ تھے چاہیے کہ تم بھی متفق ہو اسیر عبد العلی نے کہا سب باتوں میں تمہارا تابع ہوں
 پڑا ہوا ہائی ہو بس بات پر تم ہو اسیر میں ہوں اس کے بعد پوچھا کہ تم نے کس بات میں اتفاق کیا ہو اسیر درویش
 محمد نے قصہ خواجہ مولانا کی تہیرا اور اس کے ساتھ امر کے اتفاق کا مشرح بیان کیا اسیر عبد العلی نے سر جھکایا اور
 تامل کیا محض سی ویرا ہر سہ اٹھایا اور کہا کہ تم نے اس معاملہ میں غلطی کی ہو اس واسطے کہ یہ تہیرا ہمارے ساتھ
 اعتبار سے معتبر نہیں ہوا ہو بلکہ معتبر حقیقی حق سبحانہ کے اعتبار سے معتبر ہوا کل اسکی ایک چیت سے ہم
 یست ہو جائیگا اور پھر شہر منگی اور خجالت کے اور کچھ نہ ہو گیا جائے رہو کہ میں اس امر میں تمہارے ساتھ
 متفق نہیں ہوں اور اس مخالفت سے جو کروہ مجھے ہو چکے قبول ہو خدمت مولانا علی عوان کہتے تھے کہ خواجہ
 مولانا کے اتفاق ہوا امر کے بعد میں اسکی ملاقات کو گیا کہنے لگا خوب آئے کہ اس شیخ گنوار کی ملاقات کو ہم
 جاتے ہیں دیکھنا کہ میں آج اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں مولانا اس نے فرمایا کہ مجھے حضرت سے بڑا اعتقاد تھا
 اسکی اس بات سے میں غمگین ہوا ہر چند میں نے تمہاری کہ مجھے رخصت کر دے کیا اور کہا تمہارے سلسلے جو
 کچھ کرنا ہو کر دنگا یہ بات دیکھ کر قریب تھا کہ میں آپ سے باہر ہوں مگر ساتھ جانا پڑا اس روز حضرت خواجہ
 ماترید میں تھے ماترید کو سچا اور میں ناچار ساتھ ہوا اور حق سبحانہ سے کمال تفرغ دزاری پابنا تھا کہ جو بے
 کہ وہ چاہتا ہو میں نہ دیکھوں اور نہ سنوں جب ماترید میں ہم ہو چکے حضرت خواجہ گنبدیامین بیٹھے تھے تہن

کیا جب ہم بیٹھے حضرت خواجہ خود ہمارے واسطے مگر میں گئے اور جو کھانا موجود تھا باہر لا کر اپنے دست مبارک سے مولانا کے سامنے رکھا جب وہ کھانے لگا اور چاہتا تھا کہ حضرت کی نسبت کچھ کہے لب و دہن سنبھالے تھے کہ ناگاہ کوئی دڑتا آیا کہ میرزا اور امرا آتے ہیں حالانکہ خود ان لوگوں سے عہد کیا تھا اور قرار دیا تھا کہ پھر کبھی حضرت خواجہ کے یہاں نہ جائیں گے یہ کیا جانیں کہ وہ کس لیے حضرت کے پاس آیا ہو اس صورت سے وہ فکر مند ہوا جب حضرت میرزا اور امرا کے استقبال کو باہر آئے خواجہ مولانا اور مین چار دیواری کے ایک دیوار سے باہر کی طرف پھانڈ پڑے تاکہ امرا اور میرزا ہمیں نہ دیکھیں اور میں نے اس حالت میں حق سبحانہ کا شکر کیا کہ خیر اسکی سہیودہ باتیں میں نے نہیں سنی دونوں کپڑے اور ڈاڑھی خاک آلودہ نیچے دیوار کے بیٹھے جب تک کہ ہمارے گھوڑے اسطوف سے لگے لکھسیانے اور بجانے ہوئے سوار ہوا اور میں بھی بھاگا اور ہر ایک ایک جانب کو چلا گیا زان بعد میرزا اور امرا بدستور سابق بلکہ پہلے سے زیادہ حضرت کی خدمت میں آنے لگے اور میر عبد العلی ترخان کی رائے صاحب الحج ہوئی ایک دن خواجہ مولانا کی مجلس میں حضرت کا ذکر ہو رہا تھا خواجہ مولانا نے بے ادبی سے کہا اس کو ہیلے کیرے کا ذکر نہ کرو کہ اسکی سر اسر سمیت اسطوف ہو کہ دنیا جمع کرے یہ بات حضرت سے عرض ہوئی حضرت نے فرمایا کہ گو بریلے کیرے کی موت مرے۔ مولانا معروف ولد خواجہ محمد جراح نے کہا میں ہرات میں تھا کہ خواجہ مولانا ہرات میں آیا کہ سو اسٹیلے کہ سمرقند میں نرسنگا بزرگان ہرات ایک دوبار اسکی ملاقات کو آئے دیکھا کہ بہت پریشان اور سہیودہ باتیں کہتا ہو پھر کوئی اُسکے لیے کم آیا آخر کو امیر حقیق کے مدرسہ میں جا کر رہا جو کوئی اُسکے پاس آیا کہ تھا کہ یہ آوارگی جو میرے اوپر آئی اُس شیخ کی کرامات کا گمان نہ کرو۔ ایک دن کسی نے اُس سے کہا خواجہ شمس الماکم اور صاحب اختیار خط سمرقند کے تھے اور پاپ اوکے وقت سے خلق کے مربع و ماب اور غریزہ کرم اور ولایت ماوراء النہر کے خاص و عام سب تابع اور تمھارے خادم تھے بے سبب اخیر عمر میں خواجہ خستہ بیگانہ شہر و سرگودھا مملکت اور رسوائی کے ساتھ پرتے ہو اور کبھی خاطر کو تمھاری طرف میل نہیں تو یہ بات بجز کرامات اُس بزرگوار کے کیا ہو سکتی ہو آخر کو اُسے ایک مرض لاحق ہوا اور اُس مرض میں اپنے آپ ایک مہسل لیا اور میں کبھی کبھی اُس مرض میں اُسکے پاس جاتا ایک دن گیا تو دیکھا کہ نجاست میں بیٹھا ہوا اور نجاست میں ہاتھ دالتا اور ہاتھ مٹھتا ہوا اور اُسکی بوسے خوش ہوتا ہوا اور کہتا ہوا مولانا معروف مہسل کیا خوب چیز ہو اور کبھی نجاست خلیط سے گولیان بناتا اور اُس سے کھیل کراتا اور اُس بیماری میں خوش شہویات اور عطریات سے بہت متنفر اور متنفر ہوتا اس اثنا میں مجھے حضرت کی وہ بات یاد آئی کہ فرمایا تھا کہ گو بریلے کیرے کی موت مرض اور الحن البیاضی ہوا آخر کو اُس اسہال کی نوبت مرض سچ کو پہونچی جو آنتوں کی خراش سے ہوتا ہو اور آنتیں اُسکی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اتریں اور نجاست کے اندر مر گیا۔ یہ بھی خدمت مولانا محمد نے لکھا ہو کہ جس روز مولانا قریب مرگ تھا

مولانا محمد معانی اُسکے دیکھنے کو آئے اُنکھ کھولی اور کہا کہ مولانا تم سے میری درخواست ہے کہ اگر کسی دن حضرت خواجہ کی ملازمت میں جاؤ میری تقصیرات کا عذر کرو کہ جو پہنے کیا وہ نفس و ہوا کے تقاضے سے کیا اور اب سب سے پہلے بازگشت کی عنایت اور کرم سے معاف کر دو اور خذور رکھو اور اس بات پر جان نکلے میں نے یہ بات اچھے محل پر حضرت تکاب پہنچائی بہت اسکا اثر ہوا اور ایسا پایا گیا کہ اُسکے گناہ سے بالکل درگزر ہو گیا۔
فصل دوم خوارقِ حوادث کے ذکر میں جو بعض بزرگ اور اہل زمان نے حضرت کی اولاد اور کامل اصحاب کے سوا نقل کیے ہیں

بعض مہم سے بتایا گیا کہ ایک دن حضرت مولانا سعد الدین کا شغریٰ قدس سرہ اتنے اعمال میں کہ حضرت سے رات دن صحبت اُنکی تھی حضرت کے سامنے حسرت اور افسوس کرتے تھے کہ دریغ اس عمر بجاصل سے کہ اس امت کے قطب زمان اور بزرگ اولیا کی صحبت سے دور ہو کر گذرتی ہے سعی کرنی چاہیے اور آپ کو اس گروہ کی صحبت میں پہنچانا لازم ہے کہ اُنکی برکت صحبت اور ہمین ملازمت سے حضور اور صحبت باطنی حاصل ہو اور اندرونی اعداد نفسی کے شر سے بچت ہو سکیں۔ اور اس طائفہ کی آرزو اور طلب میں سخن کو طول دیا اور بہت مبالغہ فرمایا اور حضرت کو بنور فراست اُسی معلوم ہوا تھا کہ حضرت مولانا سعد الدین نے پچھلے پہر اپنے دل میں سوچا ہے کہ مجھے کسی کی احتیاج نہیں اور طریق روشن ہے کام کرنا چاہیے اور اپنے تئیں تشویش نہ کیا ضرور ہے اور لوگوں کے پاس نہیں جانا چاہیے اور تردد کی حاجت نہیں ہے۔ حضرت نے مولانا سعد الدین سے کہا کہ تم شب کو نہیں کہتے تھے کہ آئندہ مجھے کسی کی حاجت نہیں ہے اپنے کو تشویش دینی نہ چاہیے سخن جو آپ اب فرماتے ہیں اُس اندیشہ کی نفی ہے جو شب کو فرماتے تھے حضرت مولانا سعد الدین کا حال حضرت کے اشراف سے کچھ اور ہو گیا اور تحقیق جانا ہے کہ حضرت کو اطلاع اور اشراف تمام ہے پھر اکثر اوقات حضرت سے کہا ہے تم سے ہو سکتا ہے کہ ہمیں ایسی صحبت رکھو اور التفات کرو کہ تم ہماری مجلس میں اپنی خاطر ہم جمع بائیں ہو سکتے تاخیر کرتے ہو حضرت فرماتے کہ میں حضرت مولانا سعد الدین سے ایسا اختلاط کرتا تھا کہ اکثر لوگوں کو یہ گمان ہوتا تھا کہ میں اُنکا مرید ہوں لیکن باطن میں وہ مجھے مدد چاہتے تھے اور وہی سخن فرماتے تھے۔ قاضی اندجان حضرت کے گروہ بہت ہوتا اور یہ خواہش رکھتا کہ اُسے طریقہ تلامذین اور حضرت مطلقاً التفات نہیں کرتے اور اس بات پر نہ لاتے اور وہ اس وجہ سے نکلے رہتا تھا ایک روز بعض مخلص صحبت خاص میں حضرت کے تھے اور حضرت خوش تھے کہا ہے کہ قاضی اندجان مدت سے اسید کرتا ہے کہ حضرت نظر عنایت اُسپر کریں اور تعلیم طریقہ سے مشرف کریں حضرت نے فرمایا کہ جس کسی کے باطن میں ریاست اور جاہ معلوم کرتا ہوں اور ایسا ہی کیوں نہ ہو کہ دس سال بعد اُسکا اثر ظاہر ہو خوش نہیں آتا کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم

سخن اُس سے کہوں بعض اصحاب فرماتے تھے سمئے تاریخ حضرت کے سخن کی یاد رکھی جب دس برس اس تاریخ سے گزرے حضرت نے دنیا سے رحلت کی تھی وہ قاضی ولایت اندجان میں بزرگ اور رئیس قوم ہوا اور اس یار کامیج و مدار علیہ گیا لیکن طریقہ خواجگان قدس القدر و احکم سے اسکو بہرہ نہ تھا ایک طالب علم سمرقندی کہ اپنے کو طبقہ سالکان میں گردانتا تھا بہت روز تک حضرت کے گرد رہا تھا اور حضرت کے التفات خاص سے ظاہر اس مشرف نہیں ہوا تھا چنانچہ ایک شب اس فقیر سے کہتا تھا کہ اٹھائیس سال ہوئے کہ حضرت کے گرد ہوں اور سفارشیں اٹھاتا ہوں کہ ایسا ہو جو میرے اوپر عنایت فرما دیں اور طریقہ بتلا دیں اور حضرت نے اس مدت میں کچھ رحم نہیں کیا اور یہ بات نصیب نہیں ہوئی کبھی کبھی اس پر آمادہ ہوتا ہوں کہ حضرت کے چھری ماروں یا آپ کو ہلاک کر دوں گو طاقت میری طاق ہو گئی ہو اور کوئی اثر حضرت کی مہربانی کا ظاہر نہیں ہوتا اُس تاریخ کے بعد کہ مجھے یہ بات کہی حضرت کی آخر حیات تک وہ بھی اس امید میں حضرت کے رہا اور کچھ کام نہوا اور سب اصحاب اس بات سے حیران اور متعجب تھے یہاں تک کہ حضرت نے دنیا سے رحلت کی اور حضرت کی وفات کے چند سال بعد خان اور یک سمرقند پرستولی ہوا اور اُس طالب علم کو جاہ پیدا ہوا اور بعض آدمیوں سے شنگا گیا کہ در پے قتل حضرت خواجہ محمد نجی اور انگلی اولاد بزرگوار کے ہوا اور اس میں بڑی کوشش کی اُس حادثہ عظیم کے وقوع سے اصحاب کو ظاہر ہوا کہ حضرت کی بے التفاتی کا سبب انخواف اُسکے باطن کا تھا کہ چالیس سال پیشتر اُس سے حضرت پر ظاہر ہو گیا تھا۔ ایک شخص نے مخلصان سے نقل کی ہو کہ مجھے ایک لغزش ہوئی اور پیچھے پردہِ خجالت کے رہا اور چند روز تک حضرت کی ملازمت میں نہ جاسکا جب اس بات کو بہت زیادہ عرصہ ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا گناہ کرنا اور محبوب ہونا اور صحبت اولیا کا ترک کرنا بڑے نقصان کی بات ہے جو کچھ ہو جانا چاہیے جب میں چلا بڑی شہرِ مندی سے فاتحہ و اخلاص حضرت خواجہ بہار الدین نعمت بند کی روحِ تازہ کرنے کے لیے میں نے پڑھیں اور انکو شفیع لایا کہ مجھے درگزار و معاف کریں جب حضرت کی ملازمت میں ہو سنا مجھ میں نظر کی اور فرمایا کہ اگر ہمیشہ فاتحہ اور اخلاص پڑھنا اور روحِ خواجہ کو تازہ کرنا میرا بہت خوب ہو مگر نے واقع ان چیزوں سے کچھ نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی تمام اوقات اپنے احوال کا تکرار نہ کرے تاکہ اُس سے کوئی امر ناپسندیدہ ظاہر نہ ہو حضرت کے کمالِ شریف سے میرا حال بدلا اور حضرت کے التفات سے پھر دوسری بار ایسی لغزش اور گناہ کے اندر میں مبتلا نہوا۔ میرزا شاہ رخ کے زمانہ میں کہ حضرت ہرات میں تھے مولانا شیخ ابو سعید مجلہ کہ پیر عزیز بزرگ تھے اس وقت میں جوان تھا صاحب جمال اور پاکیزہ معاش تھے اور حضرت اُنکے ساتھ التفات اور گوشہ خاطر رکھتے تھے اُنھوں نے حکایت کی کہ جوانی کے ایام اور التفات حضرت کے دنوں میں جیسا کہ سن شباب کا تقاضا ہے مجھے ایک بار ایک

حسین عورت سے ملاقات کا اتفاق پُر اور وہ میرے مکان میں آئی اور میں نے چاہا کہ خلوت میں اُس سے
 صحبت رکھوں اچانک اس اثنا میں حضرت کی آواز میں نے سنی کہ فرمایا ہو ابو سعید یہ کیا کام تو کرتا ہو اچانک
 بدل گیا اور ایک ہیبت عظیم اور خوف اور خجستہ قوی میرے دل پر غالب ہوا چنانچہ ریشہ میرے اعضا میں
 پڑا میں اچھلی پڑا اور فوراً اُس عورت کو مکان سے نکال دیا تھوڑی دیر میں حضرت پہنچے جیسے حضرت کی نظر میرے
 اوپر پڑی فرمایا کہ اگر نہ تو نیک الہی تیری مدد کرتی شیطان تجھے ہلاک کر دالتا اُسی کی یہ حکایت کی ہو کہ ایک بار
 مجھے شراب کی ہوس ہوئی ایک رازدار سے میں نے کہا کہ جب پہر رات جائے شراب کا کوزہ میرے واسطے
 لاتا رات کے اندھیرے میں شراب کا بھرا کوزہ لایا اور میں نے حجت کے اوپر سے دوپٹہ نیچے لٹکا دیا کہ اُس کوزہ
 اُس دوپٹہ میں باندھ دیا اور میں نے اُسے کھینچا اور کوزہ دیوار سے لگواتا تھا جب کوٹھے کے کنارہ پر پہنچا
 گروہ کھل گئی اور کوزہ گرا اور ٹوٹ گیا اور میں اُس صہرت سے ملول ہوا اور سوریا صبح اٹھا اور پھوٹے
 ٹھیکروں کو اُس دیوار کے نیچے سے دور پھینک دیا اور زمین کو دھو ڈالا تاکہ شراب کی بوجاتی رہے جبے ز
 روشن ہوا حضرت مہربانی کر کے آئے پہلی بار بچہ فرمائی یہ تمہی کہ کوزہ جو تو اوپر کھینچتا تھا اُسکی آواز رات کے
 اندھیرے کان میں پہنچی اگر کوزہ نہ ٹوٹتا تو بجا دل ٹوٹتا اور ہماری ملاقات تجھے پہنچتی نہایت شرمندہ
 اور متفعل ہوا اور بل نہایت کی اور جسے دل بائیل حضرت کی طرف کیا غلطی انہی سے ایک عزیز نے نقل کی
 کہ جب حضرت سفر حصار اور بلازمست مولانا یعقوب چرخ فی قدس سرہ سے واپس ہو کر دوسری بار برات میں آئے
 ہیں راہ سے چلا کر ایک مخلص کے گھر اترے جو دروازہ ملک کے باہر رہتا اور کسب حلال میں مشغول اور خاندان
 خواجگان علی الخصوص حضرت کے ساتھ اُسے بڑا اذیت تھا اور اتفاق سے اُس روز ایک گروہ دوستوں کا آ
 یہاں مہمان تھا اور اُنکے ہمراہ ایک جوان نہایت صاحب جمال اپنے باپ کے ساتھ حاضر تھا کہ حسن خوبی میں
 شہر کے اندر مشہور اور زبانوں پر اُکھانہ کور تھا اور کھانا کھانے کے تھے اور دسترخوان بڑھا چکے تھے اور خیران
 کا ارادہ تھا جب اُس مخلص نے حضرت کو دیکھا پاؤں پر گر پڑا اور بڑی نیاز مندی کی اور حد سے زیادہ تواضع
 بجا لایا چنانچہ مہمان لوگ حیران اور تعجب رہے میں کسو اسٹے کہ حضرت کو نہیں پہچانا اور اُس مخلص کی نفقت
 سے ان لوگوں نے بھی کس قدر توجہ کی گروہ جوان حسن کا مغرور سرگزینہ سے نہ بلا اور حضرت کی طرف کچھ التفات کا
 اُن مخلص نے حکایت کی جب حضرت بیٹھے میں سامنے گیا اور زانو زمین پر لٹکائے اور کھایا روٹی نے
 اُٹھ کر کھانا کھایا ہو اور چوٹھا گرم ہو جو کھانا مرغوب ہو وہی پخت کر اُون قبل اسکے کہ حضرت مان نہیں کریں نہ
 جوان کہ سیر تماشا کا خواہش مند تھا اور چاہتا تھا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں بے ادبانه بول اٹھا اس مرد مسافر
 لیے حاضری لے آؤ اب کھانا بڑھ چکا کیونکہ فرصت کوئی چیز بچانے کی نہیں ہو حضرت نے پہلے تو اُس سے غور

ملاحظہ کیا اور زمان بعد یہ سن اُس سے سنا آہستہ سے کہا چنانچہ میں نے جتنا کہ ابو جوان خوش رو کہ حسن پر کو بہت
 سفر رہا اگر تیرا ساتھ بھی اس صحبت میں سیاہ نگر و نوسیرا گناہ ہو پس یاد از بلند کہا کہ بڑی دور سے ہم آئے
 ہیں اور ہم بھوکے ہیں اور گرم شور با چاہیے میں اسی وقت چھٹا اور تھوڑا گوشت اور چاول اور پنچے اور
 باقی مصالحہ وغیرہ لے آیا اور اُس درمیان میں حضرت نے تھوڑا سکوت کیا اور اُس جوان کا دل اپنی
 طرف کھینچا یکایک میں نے دیکھا کہ وہ جوان بیکار ہو کر بے اختیار تمام لپکا اور حضرت کے روبرو آیا اور کہا
 اگر اجازت ہو تو میں یہ خدمت بجا لاؤں فرمایا کہ کون مانع ہو میں نے دیکھا کہ چوٹے کے سامنے آیا اور
 آستین بٹھا کر اس کے سر سے بازہ لیے اور مجھے چوٹے کے سامنے سے حضرت کے ساتھ بیٹایا اور
 آپ بیٹھا آگ جلانے لگا آگ کی گرمی سے ساتھ اسکا سرخ ہو گیا اور پسینا آیا اور ہاتھ اُسکے اوجھلی لکڑیوں سے
 کاٹے ہو چکے تھے اور کئی بار اپنے ہاتھ سے پسینا منٹھ اور پیشانی سے پونچھا تھا اور دونوں رخسار اور پیشانی
 اُسکی سیاہ ہو گئی باپ اور یار لوگ آفتابہ پانی کا لائے اور کہا منٹھ اپنا سیاہی سے دھو ڈال آئینے ظرافت کی راہ کھائے
 انور فی السواد اور قسم کھائی کہ یہ سیاہی دوزخ و نکر و ن کا جب تک کہ کھانا حضرت کے سامنے نہ رکھوں جب کھانا
 حضرت کے سامنے رکھ لیا گیا اور ہاتھ منٹھ دھوئے اور دھوکا بل کر کے آیا اور کمال ادب کے ساتھ آپ کے
 سامنے بیٹھا اور کھانے میں شریک ہوا اور اُسکو حضرت کے ساتھ علاقہ محبت عظیم پیدا ہوا اور جب تک
 حضرت سہرا میں رہے ہمیشہ ملازمت کرتا تھا اور حضرت بھی اُسپر نظر عنایت فرمایا کرتے۔ حضرت کے
 مخلصان سے ایک عزیز نے نقل کی کہ میری حاضری اسبب حضرت کی خدمت میں یہ تھا کہ میں ایک لڑکی پر عاشق تھا
 اور میل انتہا کو پہنچا میں بیکار ہوا اور اس لڑکی کو مجھے نہیں دیتے تھے جب حصول مراد سے عاجز ہوا اپنے دل میں
 ایک فکر کی اور ایک جیل بنایا اور جھوٹے گواہ نکاح پر کھڑے کیے اور فرکت کو گیا کہ قاضی کے پاس جاؤں
 دعویٰ کروں اور گواہ اپنے پیش کروں اتفاقاً وہ قاضی حضرت کی ملازمت میں گیا تھا میں بھی حضرت کی ملازمت
 میں گیا اور قاضی وہاں حضرت کے پاس تھا میں نے اپنا قصہ حضرت کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا کہ ہم
 درخواست کرتے ہیں کہ اس جھگڑے سے تو درگزر نہ کہ تیری بات سے بڑے صدق نہیں آتی حضرت کے
 سخن سے ایک چیز میرے دل میں آئی اور مجھے متغیر کر دیا اسی وقت میں اُس ہم سے درگزر اور اس جماعت
 کی مخالفت قطع کر دی حضرت تاشکند کے ارادہ سے سوار ہوئے اور سواری کے وقت میری طرف
 ایک نظر کی کہ آتش میرے تن بدن میں لگ گئی ہر چند چاہا کہ توقف کروں مگر نہوسکا بے اختیار فریاد میں
 میرے دل سے نکلتی تھیں پہلے تعلق کا قصہ فراموش کیا اور بیان کا تعلق جانسوز واقع ہوا ایک بڑی
 جہلی گری تھی نہایت گرمی محبت سے موزے اپنے میں نے اُتار لیے کہ ننگے پاؤں اُس برت جین کے

بیچے دوڑتا گیا یہاں تک کہ تاشکند پہنچا حضرت اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے میں پہنچا آگ جل رہی تھی اشارہ کیا کہ گرم ہو اور آپ باہر گئے اُس تاریخ سے حضرت کی ملازمت میں آرام کیا اور ہرگز دغدغہ دوسرے تعلق کا خاطر میں نہ لکھتا اور بالکل غلام ہو گیا۔ محبان حضرت سے ایک عزیز نے نقل کی کہ پیشتر اس سے کہ میں حضرت کی ارادت اور ملازمت سے مشغول ہوں دل گرفتار حسن ایک صورت کا اور ایک جتن ان صاحب جمال سے تعلق محبت مستحکم تھا جب حضرت کی صحبت میں پہنچا اُس صحبت کے اثر سے تعلق خاطر بالکل میرے سینہ سے جاتا رہا اور اُس کے بجائے دل گرفتار حضرت ہوا کیا تاشکند میں حضرت کے سامنے میں بیٹھا ہوا تھا اُس جوان کی صورت خاطر میں لایا دفعۃً میری طرف متوجہ ہوئے اور نام اُس جوان کا لیا اور فرمایا کہ اُس کے سر و کار کو نہ منے برہم کر دیا اور اُس کا حلاقہ قطع کر دیا اُس کو تو یاد کیا کرتا ہی حال لکھ اس صورت پر کسی کو اطلاع نہ تھی اس بات کا مشاہدہ زیادہ یقین حضرت کا سبب ہوا ایک عزیز نے محبان سے حکایت کی کہ جمعہ کے روز میں جامع مسجد گیا تھا باہر آنے کے وقت خدام حضرت کے ایک جماعت سے میں ملا انہیں سے ایک نے یارون کی دعوت بازار کے طعام پر کی ایک آتش پکانے والے کی دوکان پر ہم گئے اتفاقاً خوش منظران بادشاہ سے ایک جماعت مکان میں بھی بہت صاحب جمال اور عجیب و غریب شکل و شمائل اٹکی تھی۔ میں نے یارون سے کہا کہ اس کی طرف تم کیوں نہیں دیکھتے یارون نے کہا یہ امر خلاف شرع ہے میں تو اُس کی طرف کیا دلالت کرتا ہی میں نے کہا اگر بنظر شہوت ہو تو نامشروع ہے لیکن اگر شہوت سے پاک ہو تو کیا پرواہی اور نظر میں پڑیں اور نظارہ ہوئے جب کہ حضرت کی مجلس میں ہم پہنچے فرمایا کہ ان سے آتے ہو میں نے کہا جامع مسجد سے فرمایا یعنی مت کہو عادت باعث جامع مسجد جانے کی ہے اور حضرت سے نشان غصہ کا ظاہر ہوا فرمایا آتش پر کی دوکان جاتے ہو اور جوانان صاحب جمال پر نظر کرتے ہو بعض تم سے کہتے ہیں کہ نامشروع ہے اور بعض تاویل کرتے ہیں کہ اگر نظر شہوت سے پاک ہے تو مضائقہ نہیں ہے اس اثنا میں میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے نظر سے شہوت نہیں کر سکتا تم کہان سے پیدا ہوئے کہ نظر بے شہوت کرو۔ بعض مذہب سے سنا گیا کہ حضرت نے فرمایا سو با جگر خون ہوتا ہے تب سلامت صاحب جمال سے گذرتا ہوں بعض اصحاب عزیز سے مسموع ہوا کہ ایک نے حضرت تاشکند میں مراقب بیٹھے تھے اور ایک گروہ غفلت اور مخصوص لوگوں کا اُس مجلس میں مراقب کر رہا تھا اچانک حضرت نے سر اٹھایا اور آثار تنفرد توحش کے بشرہ مبارک آنحضرت سے ظاہر ہوئے فرمایا ابھی ایسا ظاہر ہوا کہ ایک بڑی کتیا دودھ بھری چھاتیوں سے پیدا ہوئی اور فوٹے اُس کے ساتھ میری مجلس میں آئی حضرت اسی سخن میں تھے کہ دوسرے دس آدمی نمایاں ہوئے اور وہ سولانا علی قوشی لڑنا کر

ساتھ تھا کہ حضرت کی ملاقات کو آیا تھا جب صحبت میں بیٹھے حضرت نے طعام کا ہانا کیا جلد اٹھیں اور چوبلی میں گئے اور اُنکے لیے کھانا باہر بھیجا جب وہ جماعت گئی حضرت باہر آئے۔ ایک روز خراسان کا ایک شخص جس کو قطب سید اودھان کہتے تھے حضرت کی مجلس شریف میں آیا اور وہ ایک فاسق تھا بااعلان اور دائم الخمر کہ عقائد فاسد رکھتا تھا کبھی حضرت کی نظر سے نگذرا تھا جب بیٹھا حضرت نے اُسکو جھڑک کر مجلس سے نکال دیا خدمت میر عبد الاول اُس مجلس میں حاضر تھے دل میں سوچے کہ ایک مرد مسافر اخلاص اور نیا زندگی سے ملازمت میں آیا اگر اُسکو سختی سے نہ نکالتے تو کیا ہوتا حضرت کو اُسکے خطرہ پر اثران ہوا اور اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اُس شخص کا نکالنا اسوجہ سے تھا کہ وہ میری نظر میں سگ بچہ دکھلائی دیا پچھلے سگ کے ساتھ بہتر اس معاملہ میں نہیں کر سکتا میر عبد الاول نے بعد از ان حقیقت حال اُسکی معلوم کی اور اُسکے فسق و فجور اور دائم الخمری اور اُسکے باحت اور اُسکے عقائد کی قباحت پر آگاہ ہو کر جانا کہ سبب اُسکے نکال دینے کا وہ تھا کہ اُسکو بصورت اُسکی صفت کے دیکھا تھا۔

رشتہ حضرت فرماتے تھے کہ اس اُمت میں مسخ صورت مرتفع ہو لیکن مسخ باطن واقع ہو اور علامت مسخ باطن کی وہ ہو کہ صاحب کبیرہ کو ارتکاب کیا ہے سے باطن میں الم اور تاثر نہ ہو اور غایت اصرار کرنے سے فسق اور فجور پر اُس مرتبہ کو ہو چکا ہو کہ جب کبیرہ اُس سے صادر ہو بعد اُسکے باطن میں مذمت اور ملاست پیدا نہ ہو اور اگر اُسکو تنبیہ کریں قساوت اور سخت دلی اُسکی ایسی ہو کہ تنبیہ و خدمت میر عبد الاول ولد بزرگوار حضرت سید تقی الدین محمد کرانی علیہ الرحمہ نے نقل کی ہے کہ جن زمانہ میں حضرت نے التفات فرما کر چاہا کہ صاحبِ ذاد ہی اپنی کو میرے بھائی عبد اللہ کے عقد میں لاؤں تو والدہ سیدہ عبد اللہ اُس عقد میں کس قدر مضائقہ رکھتی تھیں حضرت سید نے فرمایا کہ مضائقہ کا محل نہیں ہو اس سعادت کو غنیمت جانو والدہ نے چاہا کہ اپنے دل کے اطمینان کے لیے حضرت کا استھان کریں دس خوان شیرالِ روغنی میدہ کے اور انہیں دس بڑی قیمتی لینے دس علوایہ ترچہیں کے اور استی خوان مصری سب ایک رنگ اور ایک نقش کے لگا کر حضرت کے پاس بھیجے اور ان خوانوں میں سے ایک کو اور ان توتیوں سے دوسرے کو پوشیدہ اُنکے خادموں سے کیا اور دل میں سوچ لیا کہ حضرت کو چاہیے کہ اس خوان کو اپنے سامنے منگائیں اور اُس میں سے ایک نان توڑیں اور کچھ تناؤں کریں اور فلان قوتی طلب کریں اور تھوڑا اُس میں سے علو اچھین لیں وہ خوان نان کا اور اُس قوتی علو کو انگ ہمارے واسطے بھیج دیں اور باقی نان اور علو حاضرین کو بانٹ دیں۔ جب خادموں نے خوان حضرت کی مجلس میں رکھے ہیں حسب اتفاق حضرت اُس دن تعمیر کے کام پر تھے اور بہت آدمی گارے مٹی کے کام میں لگے ہوئے تھے جب حضرت کی نظر مبارک اُن خوانوں پر پڑی تو خوان انہیں سے اپنے سامنے

منگائے اور دونوں کو کھولا اور اس خوان نشان دار سے ایک ٹکڑا نان کا توڑا اور دو تین لقمہ کھائے اور دوسرے خوان سے وہ توفی نشان دار اٹھائی اور سر رکھ کر غوث اعلیٰ شاول کیا اور اس خوان خاصہ پر کھایا اور اشارہ فرمایا کہ دونوں کو دسترخوان میں لپیٹ کر ایک خادم کے ہاتھ جو اس حرم کا محرم تھا والدہ میر عبد اللہ کے لیے بھیجیں اور باقی نان و حلوا حضرت کے سامنے حاضرین کو تقسیم کروا جب والدہ میر عبد اللہ نے یہ کراہی دیکھی مضطرب ہو کر اس نسبت کے کر دینے میں اہتمام کیا اور اسی دن انہما کو پہونچی۔ واضح ہو کہ امیر نظام الدین کے حضرت کی دختر سے تین پسرا اور دو دختر تھیں لڑکوں میں سے اول خواجہ عبد السمیع کہ میرزا فاؤنڈ مشہور تھے اور سلطان حسین میرزا انارک سہ برہانہ کے زمانہ میں ہرات میں شہید ہوئے اور حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ کے تخت مزار پر مدفون ہیں۔ دوم خواجہ عبد اللہ کہ دو غاوند معروف تھے۔ سوم عبد الوالی کہ خواجہ شاہ مشہور تھے چارم امیر ظہیر الدین محمد پنجم امیر طابر الدین محمد مولانا برہان الدین محمد ولد مولانا کلان زیارت نگاہی علیہ الرحمہ نے نقل کی کہ حضرت شیخ شاہ کی ملاقات زیارت گاہ میں آئے اور جب شیخ کے گھر سے باہر آئے مولانا عبد الرحمن اور مولانا ابو المکارم میرے بڑے بھائی آگے آئے اور ہر ایک نے حضرت سے التماس کی کہ حضرت آگے مکان پر طہین حضرت نے مجھے فرمایا تو کس واسطے نہیں کتا اور ہمیں گھر لیجانے کی مروت نہیں کرتا میں نے کہا کہ یہ آرزو میرے دل کی نہایت قوی ہو لیکن بڑے بھائیوں کے سامنے گستاخی نہیں کرنا فرمایا ہم تیرے گھر چلے ہیں جب تشریف لائے تو ایک دوسرے آئے کا محتاج لینے آتش پکواؤ اس سے زیادہ نکر و فرما برواری کے سبب ویسا ہی میں نے کیا علما اور صلحا اور فقرا گاؤں کے جب واقع ہو گئے کہ حضرت میرے مکان پر تشریف لائے ایک ہی دفعہ آئے شروع ہوئے اور عزیزوں سے دو بڑے صف بھر گئے فرش بچھا دیے کہ سب آدمی بیٹھیں جو گھر کے اندر نہ سمائے والان کی ڈکانوں میں اور گھر کے باہر بیٹھے اس محل میں مجھے خطرہ گذرا کہ یہ سب بزرگ لوگ سوچیں اور حضرت نے دوسرے آئے کا کھانا پکانے کو حکم دیا اور تاکید کر دی کہ زیادہ نکرنا اب کیا علاج کروں حضرت کے خلاف امر کر نہیں سکتا اور جرارت نہیں کہ اس بات کو ظاہر کروں اور اجازت چاہوں کہ اور آٹا گوئد حواؤ اور بہت سا کھانا تیار کروں کہ کثرت عظیم ہو گئی ہو اور مجھے بڑی شرمندگی ہوگی اسی رنج و غم میں تھا کہ حضرت نے سر اٹھایا اور فرمایا سخن وہی ہو جو ہم نے کہا ہو اسی سے موافقت کرو اور زیادہ کا اندیشہ نہ کرو میں کیا جو بچا یا تھا ایک بڑے طغار میں ڈال دیا اور کاسہ کے کاسے اور طبق کے طبق اس کھانے سے بھرتا تھا اور بار بار بھیجتا تھا یہاں تک کہ تمام دو صف اور گھر کا صحن محتاج کے کاسہ اور طبق سے بھر گیا اور ہسایہ کے گھروں سے اور اہل محلہ کے مکانات سے خالی کاسے اور طباق مانگ لائے اور اندر باہر کے سب حاضرین نے کھانا سیر کر

کہا اور کاسطریق والوں کے بھی کھانا گیا اور یہ کرامات تھی کھلی کھلی کہ اکثر لوگ اسپر مطلع ہوئے اور سب حسن عقیدہ حضرت کے ساتھ زیادہ ہوا۔ ایک بار حضرت ناشکند گئے اور بہار کی فصل کا آغاز تھا صبح کے وقت کنار داب پرک کے پونچے اور رات کو اسی تالاب کے قریب ایک نخل کے گھر اترے اس نخل نے حکایت کی کہ جب رات زیادہ آئی اور سوئے کا وقت ہوا حضرت نے مجھے کہا کہ تو ہمارے ساتھ اس میں سو رہو اور میں نے اس مکان میں دو رات حضرت سے ایک جگہ پسند کی حضرت سو گئے ادھی رات کا وقت تھا کہ آپ پکارے فلاںے سوتا ہوا جاگتا میں نے کہا بیدار فرمایا جلدی کر اور جو اسباب اس گھر میں ہیں باہر نکال اور آپ باہر گئے اور جو کوئی اُس حوالی میں سویا تھا اُسکو بیدار کر کے بڑے اصرار سے کہا کہ بہت جلد اسباب اور سواریاں اپنی میرے پیچھے لاؤ اور آپ اُس گھر سے ایک تیر کے پتے پر دور ہوئے اور اونچے پر پھرے اور میں تمام اصحاب اور خدام کے ساتھ بوجہ حسن اعتقاد کے کہ حضرت کے ساتھ تھا جلد تر گھوڑوں اور اسباب سمیت حضرت تک پہنچا اور بعض آدمی کندہ بن خاطر تھے متحیر اور متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ حضرت نے ادھی رات کے وقت یاردن کی نیند خراب کی اور ایک جماعت نے اُٹھنے میں سستی کی ایک ہی بار دیکھا کہ بڑا سیلاب آ پہنچا کہ اُس مدت میں کسی نے اُس ملک کے باشندوں سے سیلاب اس غلطی کے ساتھ نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا اور وہ مکان جس میں حضرت نے آرام کیا غرق آب ہو گیا اور جو سواریاں اور اسباب کہ لوگوں کے ہمال اور کسل سے رہ گیا تھا اُن غرق کو پانی بہا لگیا اور بہت آدمیوں کو پانی کھینچ لگیا اور بڑی محنت سے اُنھوں نے ڈوبنے اور مرنے سے نجات پائی اور اُس سرزمین کو اُس سیلاب نے بہت ویران کر دیا اور اس صورت کے مشاہدہ سے یقین حاضرین کو حضرت کی نسبت حاصل ہوا۔ شیخ عیان ولد شیخ بیان کہ گازرون کے گروہ خطیب سے اور طالب علم پرینز گار تھے عراق سے خراسان آئے اور چند روز ہرات میں رہے بعد ازاں ہمدان آئے اور ایک سال چھ مہینے حضرت کے شرف آستان بوسنی سے شرف یحیٰ و دیکھتے تھے کہ ایام بہار میں ناشکند کی طرف اُٹل ہوئے اور مجھے اجازت دی کہ ملازمت میں گیا جب آپ برگ کے کنارہ پہنچے موقع پانی کے طغیانی کا تھا اصحاب نے میرا گھنائی باندھی اور اسپر بیٹھے اور ایک ایک پانی سے گزرتے تھے حضرت نے بھی ایک گھنائی اختیار کی اور اسپر بیٹھے اور مجھے بھی اپنے ساتھ اسپر بٹھا لیا اور روان ہوئے جب ندی کے منجھدھار میں پہنچے اچانک گھنائی کے بند ڈھیلے ہو کر ٹوٹ گئے اور میں نے دیکھا کہ بندھون کو پانی بہا لگیا اور جڑے ہوئے بانس الگ ہونے شروع ہوئے ڈوبنے کا خوف میرے اوپر غالب ہوا اور میں مضطرب اور بیقرار ہوا اس واسطے کہ پیرا کی نہیں جانتا تھا اور پانی بہت تیز جاتا تھا اور ندی کے کنارہ تک فاصلہ ایک تیر کے پیر تھا اور حضرت بیٹھ کر تھے اور کوئی تردد انکو نہ تھا جب میرا اضطراب دیکھا ایک بار لفظ مبارک اللہ کا

بلند اور پیدیت کے ساتھ زبان مبارک پر لائے چنانچہ میں لرز گیا زان بعد میں نے دیکھا کہ وہ بانس سب جمع ہوئے شروع ہوئے چست اور مستحکم ہو گئے جو پہلے سے بہتر تھے اُس وقت تک کہ ہم کنارہ پہنچ گئے حضرت نے مجھے کہا اٹھ اور نکل آ میں نے چٹکی کی اور کنارہ پر اُتر آیا اور میں دیکھا تھا کہ حضرت تکمیل تمام کے ساتھ اُس گناہی سیدھے کھڑے ہوئے پھر پانی کے کنارہ پر قدم رکھا جیسے نذرت نہ پائوں گھنائی سے اٹھایا ویسے ہی بانس ایں دس سے الگ ہو گئے علماء متقی سے ایک عزیز مولانا محمد بن مولانا سیف الدین نام کہ مولانا نظام الدین شہید سے قرآن اُنکو تھی اور راقم این حروف ہر ات میں اُنکا ہمساہ اور کبھی کبھی استغاثہ علوم کا اُن سے کرتا تھا اکیبار رمضان کے مہینے میں بیمار ہوئے تھے اور بہت نفع ہو گیا تھا اس قدر کہ دوسرے کی مدد بغیر کر دین میں بدل سکتے تھے اور اہل لاہور اصحاب اور شاگرد اُنکے امید تو رکھے تھے اور تجویز و تکفین کی تیاری کر رہے تھے یہاں تک کہ ایک روز اُنکو نفع نہایت درجہ تھا اور سختی مرض کی انتہا کو پہنچی تھی اتفاقاً وہ جمعہ کا دن تھا اور بعض لڑکے مسجد جامع میں گئے تھے اور بعض تجویز و تکفین کے انتظام میں تھے اور یہ شخص ایک کام میں لگا ہوا تھا یہاں تک کہ وہ دہر ہو گئی اچانک کسی ایک شخص نے دروازہ تنہا نہ کھٹ کھٹایا مدد کوئی موجود نہ تھا ایک لونڈی پیچھے سے آئی اور ایکٹ اُنکے سرخ رو سرخ مو قد اور سیاہیوں کی صورت گھوڑے سے اُتر اٹھ ہاتھ گرد آلودہ کہا دور دراز راہ سے سفر مولانا کی عیادت کو آیا ہوں کہنے اُسکے ہمین اندر والائی اور وہ گھوڑے کے سامنے گئی مولانا نے اُنکھ کھولی ایک جوان دیکھا کہ سفر کے آثار اسکی صورت سے ظاہر تھے اشارہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا اُس نے کہا کہ میں ملازمان خواجہ عبید اللہ سے ہوں اور حضرت نے مجھے تمہاری عیادت کے واسطے بھیجا ہے اور صحت کی بشارت دی اور میں نے صبح کی نماز سمرقند میں حضرت کے ساتھ پڑھی ہے اور یہ بات تمہارے ہی کہ مغرب کی نماز اُسی جگہ ادا کروں اور حضرت کی ملازمت میں روزہ افطار کروں خدمت مولوی نے اُس سے جو یہ بات سنی ذرا اپنے میں قوت اور کیفیت معلوم کی بلا مد واسطہ پہنچنے پر بیٹھ گئے اور اُس جوان نے ہاتھ بڑھا کر تھوڑا شربت ہو طاق میں تھا اُسے اُتار کر اور ایک پیالہ شربت بنا کر اُنکو پلا دیا پھر خدمت ہو کر باہر گیا اور گھوڑے پر اپنے سوار ہو کر تیز ہانکا اور نظر سے غائب ہوا اور جب وہ جوان سپاہی خدمت مولوی سے ملاقات اور بات چیت کر رہا تھا والدہ فرزند ان اُس کو میں جو اس کمرہ کے قریب تھا گفتگو سن رہی تھی جب وہ جوان پلا گیا اُنکے پاس آئی اور اُنکو صحت اور قوت کے ساتھ لبتہ پر بھیجا پایا اور شربت کا پیالہ اُنکے سامنے زمین پر دیکھ کر حیران اور متعجب ہوئی اور صورت حال پوچھی اُنھوں نے کہ یہ کب آتا ہے اور اُس دن کی نماز عصر کی کھڑے ہو کر پڑھائی اور دو تین دن بعد صحت کامل پا کر اٹھ اُنکو سے پہلے اور دوسرے دن میں پر گئے ایک عزیز نے حضرت کے اصحاب سے جو ہرات میں رہتا تھا یہ قلعہ عجیب تھا کہ ایک جس اس نشان کا کہ خدمت مولوی گئے ہیں حضرت کے کاروبار میں

بلند اور پیدیت کے ساتھ زبان مبارک پر لائے چنانچہ زمین لرز گیا زان بعد میں نے دیکھا کہ وہ بانس سب جمع ہوئے
 شروع ہوئے چست اور مستحکم ہو گئے جو پہلے سے بہتر تھے اس وقت تک کہ ہم کنارہ پہنچ گئے حضرت نے
 مجھے کہا اٹھ اور نکل آئیں نے چٹکی کی اور کنارہ پر اُتر آیا اور میں دیکھا تھا کہ حضرت میں نام کے ساتھ اس گھنائی
 سیدھے کھڑے ہوئے پھر پانی کے کنارہ پر قدم رکھا تب سے نہرت نے پاؤں گھنائی سے اٹھایا ویسے ہی بانس ایسا دوسرے
 سے الگ ہو گئے علماء متقی سے ایک عزیز مولانا محمد بن مولانا سیف الدین نام کہ مولانا نظام الدین شہید سے قربت
 انگوتھی اور راقم این حروف ہرات میں اُنکا ہمسایہ اور کبھی کبھی استفادہ علوم کا اُن سے کرتا تھا اُنکا بار رمضان کے مہینے
 میں بیمار ہوئے تھے اور بہت نفع ہو گیا تھا اس قدر کہ دوسرے کی مدد بغیر کر دے نہیں بدل سکتے تھے اور اولاد اور
 اصحاب اور شاگرد اُنکے امید تواریکھے تھے اور غمیز اور کفین کی تیار ہی کر رہے تھے یہاں تک کہ ایک روز انگوتھی نفع
 نہایت درجہ ہوا اور سختی مرض کی انتہا کو پہنچی تھی اتفاقاً وہ جمعہ کا دن تھا اور بعض لڑکے مسجد جامع میں
 گئے تھے اور بعض تجیز و کفین کے انتظام میں تھے اور شخص ایک کام میں لگا ہوا تھا یہاں تک کہ وہ دیر ہو گئی
 اچانک کسی ایک شخص نے دروازہ تنخانہ کا کھٹ کھٹایا مگر کوئی موجود نہ تھا ایک لونڈی پیچھے سے آئی اور اُنکے اُنکے
 سرخ رو سرخ مو قد اور سیاہیوں کی صورت گھوڑے سے اُتر اُٹھتا تھا کہ وہ کہا دور دراز راہ سے سفر مولانا
 کی عیادت کو آیا ہوں کہیز اُسکے تئیں اندر والائی اور وہ گھوڑے کے سامنے گئی مولانا نے اُنکے کھوئی ایک جوان
 دیکھا کہ سفر کے آثار اُسکی صورت سے ظاہر تھے اشارہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا اُس نے کہا کہ میں
 ملازمان خواجہ عبید اللہ سے ہوں اور حضرت نے مجھے تمہاری عیادت کے واسطے بھیجا ہے اور صحبت کی بشارت دی
 اور میں نے صبح کی نماز سمرقند میں حضرت کے ساتھ پڑھی ہے اور یہ بات تمہارے ہی کہ مغرب کی نماز اُسی جگہ
 ادا کروں اور حضرت کی ملازمت میں روزہ انظار کروں خدمت مولوی نے اُس سے جو یہ بات سنی فوراً
 اپنے میں قوت اور کیفیت معلوم کی بلا مد واسطے بھپونے پر بیٹھ گئے اور اُس جوان نے ہاتھ بڑھا کر قہور اثر شربت جو
 طاق میں تھا اسے اُتار کر اور ایک پیالہ شربت بنا کر اُنکو پلا دیا پھر خدمت ہو کر باہر گیا اور گھوڑے پر اپنے
 سوار ہو کر تیز ہانکا اور نظر سے غائب ہوا اور جب وہ جوان سیاہی خدمت مولوی سے ملاقات اور بات چیت
 کر رہا تھا واللہ فرزند ان اُس کمرہ میں جو اس کمرہ کے قریب تھا گفتگو سن رہی تھی وہ جوان دلا گیا اُنکے
 پاس آئی اور اُنکو صحبت اور قوت کے ساتھ لیٹہ بیٹھایا پایا اور شربت کا پیالہ اُنکے سامنے زمین پر دیکھ کر حیران اور
 شغوب ہوئی اور صورت حال پوچھی انہوں نے قصہ سب کہ سنایا اور اُس دن کی نماز عصر کی کھڑے ہو کر ٹپھی و
 دو تین دن بعد صحبت کامل پا کر اُنکے کھڑے ہوئے اور دوسرے درمیں پر گئے ایک عزیز نے حضرت کے اصحاب سے جو
 ہرات میں رہتا تھا یہ قصہ سنا کہ ایک شخص اس نشان کا کہ خدمت مولوی لیتے ہیں حضرت کے پکار رہے ہیں

دیکھا ہو کروہ ہمیشہ امور دنیوی کے سرانجام میں حضرت کے مشغول رہتا ہو اور اس حالت کی سی امید کوئی اس سے نہیں رکھتا۔ اول مرتبہ پھر فقیر خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے ساتھ ولایت قرشی میں شرف آستانہ بوسی حضرت سے مشرف ہوا اور چند روز خدمت اور ملازمت حضرت میں حاضر رہا اکثر اوقات مجلسوں کے درمیان فقیر سے خطاب کرتے کہ تو خراسان کیوں نہیں جاتا جا کہ تیرے مان باپ مجھے تشویش دیتے ہیں اور میں اس خطاب سے شرماتا تھا تا آنکہ جب خدمت خواجہ کلان کو خراسان واپس جانے کی اجازت دی مجھے بھی والدین کی خدمت میں واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ خراسان جلد جاؤ کہ مان باپ تیرے مجھے تشویش دیتے ہیں اور یہ سخن مکر فرمایا تعمیل امر حضرت خواجہ کے ساتھ سمرقند سے بخارا کو روانہ ہوا یہ چند روز وہاں ٹھہرے اور فقیر حضرت کے حکم کی تعمیل کے لیے جلد خراسان کو روانہ ہوا اور جب والدین کی خدمت میں پہونچا حضرت کی وہ باتجہ لگتی مرتبہ فرمائی تھی کہ غلام خراسان جا کہ تیرے مان باپ مجھے تشویش دیتے ہیں عرض کی باہم دیکھنے لگے اور بہت روتے اور کہا ایک سچا نشان ہو کسو اسطے کہ ہم ہر نماز فرض کے بعد حضرت کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گریہ وزاری کے ساتھ سمجھتے حضرت سے طلب کرتے تھے اور کہتے تھے یا حضرت خواجہ ہمارے فرزند کو ہمارے پاس بھیج دو اور دوسری مرتبہ کہ حضرت کے حرمیم واجب التعظیم کی نیت باندھی میں نے والدین سے گریہ وزاری التماس کی کہ پھر مجھے حضرت سے طلب نہ کرنا اور حضرت پر چھوڑ دو جب آستانہ بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس مدت میں ہرگز کبھی وہ الفاظ زبان مبارک پر نہ لائے اور خراسان جانے کا اشارہ نہ کیا۔ حضرت کے مہمان مخلص سے ایک عزیز نے نقل کی ہے کہ سمرقند میں چار مہینے ایک غلام میرا غائب رہا اور دنیا سے وہی ایک غلام میری قسمت کا تھا سمرقند کے گرد نواح میں کوئی جگہ نہیں تھی کہ بار بار میں وہاں نہیں گیا اور جستجو نہیں کی ہر چند میں سعی کرتا تھا مگر وہ جگہ نکلتا تھا لیکن کوئی نشان اُسکا نہیں ملتا تھا نہایت حیران اور ناچار ہو گیا کہ وہ غلام میرے ہاتھ پاتھ تھا اور اُسکی بیعت بہت احتیاج تھی اور پریشانی میں پھرا کرتا دفعۃً ایک صوا میں حضرت سوار پڑے اور صیحا اور مواتی کی ایک جماعت کوئی ملازمت میں تھی میں نہایت اضطراب کے ساتھ آگے بڑھا اور حضرت کے گھوڑے کی پکڑ کے بڑی نیاز مندی کے ساتھ واقعہ حیرانی اور گھمبابت کا اظہار کیا اور کہا میری شکل حضرت ہی آسان کر نیکی فرما ہم گنوار آدمی ہیں ہم ان باتوں کو کیا جانیں ڈھونڈنا چاہیے تاکہ وہ ملجاوے اور میں اسی طرح الحاح اور اصرار اور تضرع وزاری کرتا رہا اور نہایت ناچار میں سے اپنے غلام کو حضرت سے مانگتا تھا اسوجہ سے کہ میں نے سنا تھا کہ اولیاء اللہ کو اُسکے مثل تصرفات ہوتے ہیں کہ کچھ کہہ دیتے ہیں یا کہ غائب کو حاضر کر دیتے ہیں ہر چند حضرت اس بات کو اپنے سے بعید کرتے تھے لیکن حضرت کے گھوڑے کی باگ ڈچھوڑی چونکہ میں نے حضرت کو از حد جائے پٹا

نیا یا تھا تو کوئی علاج نہ کیا تھوڑی دیر سکوت کیا پھر فرمایا اس گائون میں جو سانسہ نظر آتا ہو بھی تلاش کیا تو
میں نے کہا بارہا گیا ہوں اور تلاش کی اور محروم پھر آیا فرمایا پھر تلاش کی کہ وہ کہاں ہو گا اور میں
اس گائون کو چلا ہوں ہی گائون کے کنارے پہنچا غلام کو دیکھا کہ گھڑا پانی سے بھر کے اپنے سامنے رکھا ہے تو میرا
شفق اُٹھ گیا جب میری نظر اُس پر پڑی بے اختیار میں چلا گیا ہو غلام اتنی مدت تو کہاں تھا وہ بولا
کہ میں تمہارے گھر سے نکلا ہی تھا کہ ایک شخص نے منجھ بھانپا اور غلام لیکھا اور کسی کے ہاتھ بیچ دالا اور اُسکی نیت
میں ہوتا تھا کہ آج اُسکے ہاں ایک مہمان آیا تھا مجھے لہذا کہ ایک گھڑا پانی بھولا کہ کھانا تیار کروں میں گھر لے کر
پانی بھرنے آیا اور پھر پانی نکالا تو اپنے تئیں یہاں موجود دیکھا اور نہایت حیرت اور دہشت سے چپ اُٹھ گیا
رہا میں نہیں جانتا کہ یہ صورت خواب میں دیکھتا ہوں یا سیداری میں۔ میں سمجھا کہ ایک نصرت کی گرفت سے ملوڑ میں آیا
ہو اس حال کے مشاہدہ سے میرا حال متغیر ہو گیا فی الفور غلام کو آزاد کر دیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور
یہ صورت میرے ہونے کی حضرت کی خدمت میں ہوئی اگرچہ حضرت بوجہ اسکے کہ مسلمانین نفع ہوئے اور ائمہ دین نے
خوشی دیا سفر حج کے بدلے سے منوع تھے اور نظام حرمین شریفین زاہدانہ شرفاء اکرامیہ نہیں گئے لیکن خدمت میں
عبدالوہاب شیخ الاسلام عراق کئی بار نقل کرتے تھے کہ یہ میں حضرت شیخ عبداللہ علی کی ملازمت میں پہنچا تھا جو بعد
حضرت قطب المعرفین شیخ عبدالکبیر بنی قدس سرہ کے مقتدا سے اہل حسمہ و رجب عالمان علم شریعت و طہارت
تھے ایک روز حضرت کے مناقب اور خصائل سے کب قدر شیخ عبداللہ علی سے کہنے لگا فرمایا حاجت تعریف اور توفیق
کی نہیں ہو میں نے حضرت سے یہاں بہت صحبت رکھی ہو اور ملازمت بھی کی ہو اور کھڑے ہوئے اور اس قدر خصوصیات
اور حسن عادات حضرت کے بیان کیے کہ وہ نہراوار اسکے تھا کہ برسوں حضرت کے مصاحب ہیں بعض اشاعت متبر نے
حضرت مولانا زادہ فرماتی سے نقل کی جو خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور مذہب مولانا کی وفات
کے بعد انھوں نے حضرت کی بہت ملازمت کی ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ ایک دن حضرت کے ساتھ میں آیا
موضع یہاں دوسرے موضع میں جاتا تھا اتفاق سے جاڑے کی فصل تھی اور دن بہت گرم ہوا ہوتا تھا زمین
سحر کی نماز پڑھی اور بالکل شام ہو چکی تھی اور دوپہر میں زبردستی آگئی تھی اور ابھی منزل و شرع راہ ہی اور
اُس صحرا میں کوئی آبادی نہ تھا اور آرمگاہ نہ تھا مجھے خطرہ ہوا کہ بوقت ہو گیا اور راہ خوفناک اور ہوا سرد اور سخت
بھید ہوا کیا ہوتا ہے حضرت تیز بکھوڑے کو چلاتے تھے جب بہت یہ نظر دوبارہ آیا اور غلبہ آئے کیا سنبھل کر
فرمایا است و روار ترود نکرو اور تیز بکھوڑے کو چلائی پورا آفتاب غروب ہو گا کہ نہ لیں مقصود کو ہم پہنچنے پر فرمایا
اور گھوڑے کو اگیرہ چابک مارا اور بہت تیز چلا گیا اور ہم بھی حضرت کے پیچھے تیز چلتے تھے اور ہر دم آفتاب کو دیکھتے
تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایسا ہی آفتاب افق کے کنارے ٹھہرا ہوا ہے کسی طرح کا غروب نہیں کرتا اور اسکے ساتھ

ہو کہ گویا اُسے کسی نے میخ سے جڑ دیا ہو بیان تک کہ اُس گائون کی چار دیواری کے قریب ہم پوسنے اُس وقت دفعۃً آفتاب ایسا غائب ہوا کہ کوئی نشان سرخی اور سفیدی متفق کے جو غروب کے بعد ہوتی جو باقی رہے اور عام یکساں تار یک ہو گیا اس قدر کہ رنگ اور شکل نہیں دکھائی دیتی تھی حیرت اور تعجب مجھے غالب آئی اور مجھے یقین ہوا کہ وہ تصرف تھا کہ حضرت نے دکھلایا آخر میں بی طاقت ہو گیا گھوڑا اٹھایا اور حضرت کے نزدیک چلایا اور کہا کہ میرے خواجہ جیسے تہہ فرمائیے کہ یہ کیا اسرار تھا جو میں نے دیکھا فرمایا کہ یہ طریقت کے شعبہ دن سے ہو۔

فصل سوم اُن کرامات اور مقامات کے ذکر میں کہ اولاد اور اصحاب کامل نے حضرت سے مشاہدہ کیے تھے اور نقل کیے اور نقل کے بیان میں تھوڑا سا احوال نقل کرنے والے کا مجھلا مذکور ہو گا

حضرت خواجہ کلان جو مشہور خواجگان خواجہ رحمۃ اللہ میں فرزند اہل حضرت کے تھے اور انواع علوم ظاہری باطنی آراستہ اور دانشمند اور پختہ اور علوم عقلی و نقلی میں درجہ کمال اٹھو تھا اور علوم کتاب سنت کے حقائق کے اندر ایسے باریک بین اور تیز نظر تھے کہ کوئی دقیقہ انکی نظر حقیقت میں پر پوشیدہ نہ رہتا تھا اور علامہ تہذیب علوم ظاہری کے حضرت کی نسبت باطنی سے بہت بہرہ مند تھے اور بعضے مخدوم جو ہمیشہ انکی ملازمت میں رہے تصرفات اور غوارق عادات انکے سے حکایت کرتے تھے حضرت خواجہ کلان کی بہت تعظیم اور توقیر کرتے تھے اُس سے زیادہ کہ باپ بیٹوں کی کرتے ہیں ایک دن محلہ خواجہ کشمیر میں مشاہدہ ہوا کہ حضرت احاطہ ملکایان کے حجرہ میں تھے دو پٹہ ریشمی شیر شکر کا باندھ بے تکلف بیٹھے تھے اور بعضے خاص اصحاب اور خدام ملازمت میں تھے دفعۃً کوئی خبر لایا کہ خدمت خواجہ کلان آتے ہیں اور وہ ان دنوں ورہین خاصہ موضع میں تھے اور وہ شہر سے دو شرعی دور تھا اور دو تین مہینے میں ایک بار حضرت کی ملازمت میں آیا کرتے تھے اُس کینہ و عناد کے سبب کہ انکا اور خدمت خواجہ محمد یحییٰ چھوٹے بھائی کے درمیان تعجب حضرت نے سنا کہ خواجہ کلان آتے ہیں فرمایا کہ گھر میں اور مرزئی اور موزے میرے قوت و پہلے سر مبارک سے اُتار اور گپڑی باندھی اور موزے چڑھائے اور مرزئی کا پنی اور اٹھے اور چند قدم خواجہ کلان کے استقبال کو گئے پھر خواجہ کو حجرہ میں لائے اپنے پاس سب اصحاب سے بالاتر بیٹھلایا اور ایک گروہ علما اور موالی سمرقند کے بھی خواجہ کے ہمراہ آئے بعد اسکے کہ تھوڑی دیر سکوت کیا حضرت نے خواجہ کلان سے کہا سخن کہو اور فائدہ دو خواجہ کلان نے توضیح کی اور حضرت نے تفسیر میں اٹھائی اور کھولی اور ایک آیت میں گفتگو شروع کی اور خواجہ کلان نے اُس آیت میں بہت سے اقوال علما ظاہر اور حقائق اہل باطن کے بیان کیے چنانچہ دانشمند حاضر کے استفسار و تہجیر سے متحیر ہوئے بعد ازاں خواجہ کلان لائے اور جب فارغ ہوئے ایک لحظہ بعد خواجہ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت نے چند قدم مشایعت کی اور

پہنچ گئے اور موزے آتے اور دوپٹہ باندھا ایک روز حضرت نے انکے شہر سے خواجہ کلان کی پرش کی غمیت سے دسین کی طرف گئے اور فقیر پیدل اکیلا پیچھے سے نہ لے کر آیا اور راستہ بھولا اور سرگردانی اٹھائی اور اس رات بہتہ میں جا کر سوئے جن دسین پہنچا حضرت دوسرے گاؤں کو تشریف لے گئے تھے لیکن وہاں خواجہ کلان کی شرف ملازمت حاصل ہوئی اور انھوں نے اس سے پیشتر اس فقیر کا نام نہ سنا تھا اور بال علیہ الرحمہ کی بعض تصنیفات میں تھیں جب فقیر کو پہچانا بہت مدد ملی کی اور وہ الگ کمال پونچھ رہے تھے۔ فرمایا میں نے سنا جو کہ ایک دفعہ ایک تاشہ بہت ہر خواہ نام یا خاص اور دقائق تفسیر اور دقائق تادیل میں بے نیاز اور بے عدیل ہیں یہ باتیں مہربانے لگیں تھیں یا تہ یا اگر کوئی برادر و سلاما علی ابراہیم بن ہالہ شہر کے پیر اور احوال عالم اور ظاہر و باطن کے بہت بیان کیے اور حکماء کی تہلیل کہ وہ کہتے ہیں مراد اس سے اتنے غیب زدانی اور کمال کا ہے کہ نہ تو اس کے نام نہ غیب کا ہو اسکو رکھا یا تو نیز مقدمات معقولہ حکماء سے ثابت کیا کہ اگر کتب فقیرانہ پر دقت اسکی ماہیت کو عارض ہوئی اور اس بیان معنی کے اثبات میں اس قدر زمانہ و قیوت اور احوال میں تحقیق کے بیان کیے کہ اگر کوئی اسکو نہ سمجھتا تو اسکا ایک رسالہ بن جاتا بعد ازاں فقیر کو تین شبانہ روز اپنے پاس رکھا اور سونے کے وقت کے سوا اکیلا بچھوڑا اور تین شبانہ روزی میں حسب ظاہر و باطن التفات کرتے تھے اور عنایات فرماتے اور خلوت میں حضرت کے اذکار اور ملازمت کے شرائط کی اشارت کرتے اور اس کردار عالی کے طریقہ کے دقائق سے بہت نکتہ باریک بیان فرماتے تین روز بعد فقیر کو رخصت کیا اور سوار محلہ خواجہ کشمیر میں واپس بھیج دیا اور یہ خواجہ شاہ بخت خان کے ظہور اور سہیلانی ازبک میں ہر قدر سے اندجان کی طرف بھاگ گئے اور وہاں انتقال کیا پھر انکو جانب تاشکند سے لائے اور حضرت شیخ ابو بکر قتال شاشی قدس سرہ کے مزار فائض الانوار میں نزدیک قبرستان مولانا نظام الدین خاموش کے دفن کیا۔ خدمت خواجہ کلان فرماتے تھے کہ شروع احوال میں جب کہ حضرت تاشکند میں رہتے تھے ایک بار پہنچی نے خواہش کی کہ فراست دار ضعیفہ سالی ہمایک عیادت کریں حضرت نے فرمایا کہ عیادت ضرور نہیں اور منع کیا زان بعد فرکت چلے گئے پھر بھی نے حضرت کے جانے کے بعد دو تین روز گزرے کہ اس ضعیفہ کی عیادت کا قصد کیا اور اپنے دل میں کہا کہ حضرت فرکت گئے ہیں ایک ہفتہ کو بیمار پڑی کر آؤں اور صلہ رحمہ بجالاؤں جب قدم بکھرے باہر رکھا جو حضرت کو دیکھا کہ سوار ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ عیادت کو جاتی ہو انٹی پھر دو تین دن میں کہ تم بھی بیمار ہو جاؤ گی اور کچھ عیادت کرنا پڑے گا وہ واپس آئیں جب گھر میں پانچوں رکھا بیمار ہو گئیں۔ اور پھر خرق کے سبب بہتر پڑیں چند روز بعد حضرت فرکت سے واپس پہنچے پھر بھی کی عیادت کو آئے اور فرمایا کہ کسو اسلے چاہیے بیمار کو پوچھنا اور بیمار ہونا۔ اور یہ بھی خدمت خواجہ کلان نے فرمایا کہ کچھ میری زبان عارف سے تھیں اور حضرت کے التفات کے باعث درجات بلند کو پہنچیں کچھ بھی

حضرت سے نفیس کرتین اور کتین کہ حضرت جوانی کے ایام میں تاشکند میں تھے جبوقت کہ حضرت کو قبض عارض ہوا
کئی بار گھر سے باہر جاتے اور پھر اندر آتے اور ہر بار کہ گھر میں آتے بطریق خلع و لبس کے دوسری صورت میں ظاہر ہوتے اگر
بالغرض اس بار آتے ہر بار دوسری صورت میں ہوتے چنانچہ بوڑھے بچے حرم کے بیگانہ کی شکل کا دھوکا کھا کر فریاد کرتے
اور حضرت اس صورت کا خلع کر کے مسکراتے اور اس سے قبض دور ہوتا اور یہ صفت خلع اور لبس کی حضرت سے
اکثر وقت کی حالت میں دیکھ پڑتی اور حضرت کے منہ پر نایاب و لبس کے ہر جو کچھ حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن
جامی قدس اللہ سرہ السامی نے لغات الانس میں لکھا ہے کہ جناب ارشاد مآب خواجہ ناصر الدین خواجہ عبد اللہ
ادام اللہ تعالیٰ ظلال ارشاد عظمیٰ عارف الطالبین فرمایا کہ جب میں حضرت مولانا یعقوب چرخ کی صحبت میں
پہنچا آپ کے چہرہ مبارک پر تھوڑی سفیدی تھی مشابہ اس کے جو موجب نفرت طبیعت ہوتی ہو اور میرے ساتھ
لباس سیاست اور سخت کلامی میں ظاہر ہوتے اور اس قدر سختی کی اور درشتی کہ کہ قریب تھا کہ میرا بلن
اُسے منقطع ہو جائے اور مجھے یاس تمام حاصل ہو میں بہت غمگین ہوا دوسری بار جو آپ کی مجلس شریف میں پہنچا
میرے اوپر ایک محبوب کی صورت ظاہر ہوئی کہ ہرگز کیوں ایسا محبوب نہ دیکھا تھا اور میرے ساتھ بہت
لطف کیا اور اسوقت کہ حضرت خواجہ یہ سخن فرماتے تھے اس فقیر کی نظر میں بصورت اُس عزیز کے نکلے کہ مجھے لطف
ارادت اور محبت تمام کا اُس کے ساتھ تھا اور تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ وہ دنیا سے گئے تھے اور فی الحال اُس کا
خلع کیا مجھے وہ تصور ہوا کہ شاید وہ صورت یہی میرے خیال میں رہی ہو بعد ازاں بعض ہمراہیوں سے میں نے
سنا کہ اُسے وہی مشاہدہ کیا تھا اور اس فقیر کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ خلع اور لبس اُس کے شعور اور اختیار میں تھا اور اثبات
اُس مجبیٰ کا کہ خدمت مولانا یعقوب چرخ سے نقل کیا راقم انخوف نے خدمت مولانا حاجی مزاری اور حافظ علی
روحی سے کہ دونوں اصحاب حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تھے سنا کہ ہم اُس روز ہمراہ حضرت مولانا
نور الدین عبد الرحمن جامی کے تھے وہ خلع اور لبس حضرت سے مشاہدہ کیا کہ بصورت حضرت مولانا سعد
قدس سرہ کے نکلے تھے اور یہ صورت ہرات میں برب جوئے انجیل بمنزل سیدنا سلطان ابوسعید میرزا کے
زمانہ میں واقع ہوئی تھی خدمت خواجہ کلان علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ اُس تاریخ میں کہ حضرت نے ہنوز میرزا سلطان
ابوسعید کی التماس سے تاشکند سے سمرقند کو کوچ نہیں کیا تھا ایک شخص حضرت کے خدام سے سمرقند
جاتا تھا حضرت نے اُس سے کہا کہ وہاں سے ہمارے واسطے چند قوتی یعنی مرتبان خالص شہد کے لیتے آنا
اُسے سمرقند میں مرتبان تلاش کر کے شہد سے بھرے اور اُن کے منہ بند کر کے اٹھایا اور چلا آفاقا
سمرقند کے بازار میں ایک کام کے لیے تھوڑی دیر ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا اور مرتبانوں کو اپنے اُن کے
رکھا اچانک ایک خوبصورت عورت مست جو بزاز کی آشنا تھی وہاں پر آئی اور دکان کے کنارے بیٹھی

اُس بزاز سے بات چیت کرنے لگی اور اُس خادم نے دو تین نظر حرام ناشایستہ اُسکی طرف کین پھر اُس سے نظر پھیرا اور مرتبانوں کو اُسکے سامنے سے اٹھا کر تاشکند لایا جب حضرت کے مکان پر پہونچا حضرت نحوراگے تھے ان مرتبانوں کو حفاظت سے رکھ کر چاہا کہ پیچھے سے جاسیئے اچانک حضرت اُن پہونچے وہ مرتبانوں کو سامنے لایا جب نظر مبارک حضرت کی اُسپر پڑی خشمناک ہوئے اور فرمایا کہ ان مرتبانوں سے بوسے شراب آتی ہے اور اُسکی نسبت تیز ہو کر فرمایا کہ اے بے سعادت میں نے تجھے شہد منگایا تھا تو میرے لیے شراب لایا ہے وہ بولا کہ میں شہد لایا ہوں جس مرتبان کا منہ کھولا شراب سے بھرا تھا پوشیدہ تر ہے کہ حضرت خواجہ کلان دانا حضرت سید تقی الدین کرمانی کے تھے اور اُنکے حضرت سید کی صاحب زادی سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں خواجہ نظام الدین عبدالمادی اور خواجہ خاوند محمود اور خواجہ عبدالحق ادام اللہ ظلال افضالہم اور حضرت خواجہ کلان کو بعد از وفات دختر حضرت سید کے دوسری نسبت خواجہ محمد نظام سے ہوئی جو اولاد صاحب ہدایہ سے تھے اور اُنکی صاحب زادی سے تین پسر اور دو دختر پیدا ہوئیں اُنکے خواجہ عبد العظیم اور خواجہ عبد الشہید اور خواجہ ابوالفیض اور نیز حضرت خواجہ کے ایک اور لڑکا خواجہ محمد یوسف نام تھا

حضرت خواجہ محمد مستحیٰ رحمہ اللہ

یہ فرزند دوم حضرت کے نہایت محبوب اور مقبول حضرت کے تھے چنانچہ آخر حیات میں حضرت نے خواجہ کو اپنا قائم مقام کیا اور اپنے مزار فائض الانوار کی تولیت اُنکے سپرد کی ہر گاہ کہ خدمت خواجہ حضرت کی مجلس میں حاضر ہوتے تو حضرت تھاق و تھار معارف بہت کہتے اور ان باتوں میں مخاطب خدمت خواجہ ہوتے بالکل آپ کے اصحاب کبار عالم عارف حاضر ہوتے تھے حضرت مجددی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی خدمت خواجہ محمد یحییٰ کے نہایت معتقد تھے اور تعریف فرماتے تھے ایک روز کہتے تھے کہ خدمت خواجہ محمد یحییٰ طریقہ خواجگان قدس الہار و اہم کے ساتھ پوری مناسبت رکھتے ہیں نسبت علیہ خدمت خواجہ کلان خواجہ پر غالب ہو اور نسبت جذبہ خواجہ محمد یحییٰ پر جن ایام میں کہ خدمت خواجہ محمد یحییٰ ہارین تشریف لائے تھے ایک دن فرمایا کہ مولانا محمد رجبی کی ملاقات کو ہم جاتے ہیں تو بھی ساتھ رہ اُسکے ساتھ میں گیا اور خدمت مولانا بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ اُس سکان سے کہ متصل جامع مسجد تھا باہر کھڑے اور خدمت خواجہ سے ملاقات کی اور سکان میں لگیئے اور صحبت گرم رکھی اور اول سے آخر تک وہ مجلس سکوت کے ساتھ بسر ہوئی دوسرے دن میں مولانا کی خدمت میں گیا فرمایا فلانے کیا لطافت اور حسن استعداد ہے جو خدمت خواجہ کو حاصل ہو کل جو صحبت میں بیٹھے میں ایسا شیفہ اُنکے لطف نسبت کا ہوا کہ نزدیک تھا کہ میری ذات سے فریاد نکلی یہ بات اُنکی خدمت خواجہ سے میں نے عرض کی خوشدل ہوئے اور فرمایا کہ میں نے

کل صحبت مولانا میں اپنی نفی اور انکاشات کیا جو کچھ مجھے دکھایا وہ آپ سے دکھایا ہی خدمت خواجہ بھارت دفات
حضرت کے حضرت کے مزار فاضل الانوار پر بطریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بڑی مشغولی رکھتے تھے اور
خاطر شریف نسبت جمعیت پران عزیزوں کی جہاتے تھے اور کئی سال انکا وظیفہ یہ تھا کہ جب عشا کی نماز جماعت
سے ادا کرتے تھاکم باتیں چمکڑا لاکر مضبوط باندھ لیتے اور قبر مبارک حضرت کے مقابل ہونا اور قریب میں بیٹھا
کرتے اس طرح کہ ہاتھ پائوں انکے حرکات فضول سے محفوظ رہتے اور نماز تہجد کے سوا نہیں اٹھتے لاجرم اصحاب
انکے آثار نسبت سے صحبت میں وہی جمعیت حضرت کی پاتے تھے اور بہت اثر قبول کرتے۔ ایک شخص اہل خراسان سے
جو غلہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے ارادت اور اخلاص تمام رکھتا تھا حضرت کی وفات کے بعد بے قرار
گیا تھا وہ کہتا تھا کہ محلہ خواجہ کشمیر میں حضرت کے مزار پر خواجہ محمد یحییٰ کی ملازمت میں جایا کرتا اور انکی صحبت
سے حضور تمام پاتا ایکے زانکی دیوڑھی پہن گیا اور آپ حرم سرا میں تھے والان میں ٹوکا پنچہ پہنچا اور انکا انتظار
کر رہا تھا اس اثنائ میں مجھے یہ خطرہ ہوا کہ حضرت کبھی کبھی مستعدوں کے باطن میں تصرف کیا کرتے تھے اور انکو عالم
بنیادی اور بے شعوری میں پہنچا دیتے تھے آیا خدمت خواجہ کو تصرف نہیں یا کوئی قابل نہیں کہ اسکی جمعیت پر
خاطر مصروف کوہن اسی اندیشہ میں تھا اور اس خطرہ نے میرے اوپر غلبہ کیا اچانک خواجہ باہر آئے اور میرے
پاس بیٹھے اور تھوڑی دیر سکوت کیا بعد ازاں فرمایا اگر اہل تصرف انواع اقسام کے ہیں بعضے ماذون اور
مختار ہیں کہ حق سبحانہ کے اذن اور اپنے اختیار سے جسوقت چاہیں جسکے باطن میں چاہیں تصرف کریں اور اسکو
فنا اور بنیادی کے مقام میں پہنچا دیں بعضے اس قبیل سے ہیں کہ باوجود قوت تصرف کے سوا انکی طبیعت میں
اور جب تک پیشگاہ سے مامور نہ ہوں کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور بعضے ایسے ہیں کہ کبھی کبھی ایک صفت اور ایک
حالت اپنے غالب ہوتی ہو کہ اس حال کے غلبہ میں جسوقت مغلوب ہوں مریوں کے باطن میں تصرف کرتے ہیں
اپنے حال سے اپنے اثر ڈالتے ہیں پس جو شخص کہ نہ مختار نہ مامور نہ مغلوب اس سے چشم تصرف
اور اسکی امید رکھنی چاہیے اور اس کہنے میں ایسا التفات کیا کہ مجھے ایسی کیفیت حاصل ہوئی کہ میں بنیاد ہو گیا اور بنیاد
اور اپنے اور غیر سے غافل ہو گیا اور بنیادی بہت دیر تک رہی جب افاقہ مجھے ہوا اور آنکھ کھولی دکھا کہ اس کا پنچہ
پر ایک پہلو سے لٹا ہوا ہوں اور خدمت خواجہ انگریز بند کے مراقبہ میں بیٹھے ہیں فی الحال میں اٹھ بیٹھا اور مجھے
یقین ہو گیا کہ خدمت خواجہ صاحب تصرف میں خدمت خواجہ بہت غیور اور تند خو تھے اور نہایت محبت سے حضرت پر
بڑی غیرت رکھتے تھے جب کبھی حضرت کی مجلس میں آئے اصحاب انکے خوف سے صحبت کو چھوڑ جاتے کسواسطے
کہ بعضے لوگ خواجہ سے صدر اٹھا چکے تھے اور خواجہ تین بار اصحاب کی غیرت سے حضرت کی صحبت اور ملازمت
ترک کر کے مجلس کو چھوڑ کے سفر حجاز کو چلے گئے پہلی دفعہ ہجرات تک اور تیسری دفعہ تہجد

گئے لیکن ہر بار کہ خواجہ نے سفر اختیار کیا حضرت نے قوتِ جاذبہ اور توجہِ باطن کے ساتھ خواجہ کو راہِ ہی سے واپس کر لیا ایک روز خواجہ نے قرشی میں نماز ظہر کے بعد حضرت کے ساتھ خلوت کی اور اپنے احوالِ باطن کو عرض کیا اور حضرت نے مہربانیاں فرمائیں اور صحبتِ بہت کرم رہی اور اصحابِ باہر تھے یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا اور موزن کو اس صحبت اور خلوت کی خبر پہنچی اول وقت اذانِ یحییٰ و حضرت و صفو کے لیے اٹھے اور بوقتِ غنِ بغیر تھا ہوئے ادھر سے رینگے اور خواجہ کو یہ گمان ہو کہ شاید اصحاب نے غیرت اور رشک کر کے موزن کو قصدِ آہستہ رکھا کہ جلد تر اذان کدے اور صحبتِ برہم کر کے نہایت غیظ اور غضب سے باہر آئے اور اصحاب سے کہا کہ اب میں چلا اور حضرت کو تمھارے واسطے چھوڑا تاکہ میری فراحتِ بغیرِ فراغت سے صحبت رکھو اور اسی لحظہ بدون اسکے کہ حضرت سے رخصت سفر کی حاصل کرین سوار ہو کر سفرِ حجاز کے ارادہ پر خراسان کی طرف چلے چنانچہ بہت عرصہ بعد نوکرون اور ان کے متعلقوں نے واقف ہو کر اونٹ اور خیر اور اسبابِ سفر مرتب کر کے جلدی سے پیچھے پیچھے لگائے اور دریائے آمویہ کے کنارہ خدمتِ خواجہ سے ملے جب خواجہ قرشی سے صبح کو روانہ ہوئے اصحاب میں شور و غوغا پڑا اور وہ قصہ حضرت سے عرض کیا اور حضرت خواجہ کے جانے سے غم نہ ہوئے اور ایک قاصد فوراً خراسان کو حضرت مخدومی مولانا نور الدین عیالہ بن جانی قدس اللہ سرہ السامی کے پاس بھیجا کہ اگر ہو سکے تو خواجہ کو واپس بھیجیں اور جب خواجہ ہرات میں آئے مزار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ پر خواجہ ابوالبرکۃ لکھنؤ آئے اور حضرت مخدومی تقدسات واپس پہنچنے کے حسن عبارت اور لطف استعارات سے درمیاہن لائے اور خواجہ نے اب اور توانیغ کی راہ سے کہا کہ اس سفر کی غنیمت ایسی خاطر میں مقرر ہوئی ہے کہ اس کے دفع کرنے پر قادر نہیں ہوں حضرت مخدومی نے کچھ نکھا اور حضرت کا قاصد ایوس پھر گیا اور خواجہ ایک ہفتہ بعد جانبِ شہرِ نیر متوجہ ہوئے جب نیر دین پہنچے ہر دفعہ جو وہاں سے جانے کا قصد کرتے تھے انکو تپِ حرق آجاتی اور جب ارادہِ فسخ کر دیتے فوراً تپ دور ہو جاتی آخر کو جاناکہ حضرت نہیں چھوڑتے تا آنکہ جن ایام میں کہ بمقامِ نیر آئے ایک شب خواب دیکھا جب بیدار ہوئے اسی رات کے اندر بڑے اضطراب سے بخود بستر سے اٹھ کر چوتھا پندر طویلہ میں گئے اور ناصد گھوڑے کی منگی پیچ پر سوار ہوئے کہ موزہ پہنے اور زین بکھینچنے کی مہلت ندی لو کر چاکر تھپٹ کے آگے گئے خواجہ نے فرمایا کہ موزہ اور کھوڑا بکھینچ کر میرے پیچھے آؤ کہ حضرت نے مجھے بلایا ہے اور دیر کرنے کی مجال نہیں ہے پھر گھوڑے بے زین کو اڑ لگائی اور بہت جلد خراسان کی طرف متوجہ ہوئے اور نوکر چاکرون نے بڑی جلدی اور ٹھیکرتی سے اسباب اور سامانِ دو سری منزل پر خواجہ کے پاس پہنچایا جب ہرات پہنچے ٹھہرنے کی مجال نہ تھی راقم اینجور سے بھی آپ کی رفاقت اور ملازمت میں سمرقند کو گیا اور وہ سفر شروع ماہ ربیع الآخر ۷۷۷ھ سو تیرا نوے میں تھا اور

باوجودیکہ اس فقیر کے پاس گھوڑا اور ساندنی راہوار زور آور تھی چل دختران سے آگے ہمراہی نکر سکا اس
 جہت سے کہ خواجہ نہایت تیز جاتے تھے اور گھوڑا آپ سے بہت تھکا جاتا تھا بار بار دل میں آتا تھا کہ خواجہ کی
 خدمت میں عرض کروں کہ وہ ارادہ سفر حجاز کا کیا تھا اور یہ مراجعت جلدی کیا ہو پھر ادب کا لحاظ رکھتا تھا تاکہ
 وہ خود اظہار کریں جب چل دختران میں پہونچا ہوا تو فرمایا فلانے میں بہت تیز جاتا ہوں اور تو میری ہمراہی
 سے تشویش میں پڑتا ہو چاہیے کہ تو میرے نوکر دن کے ساتھ جو اونٹ والے ہیں فراغت سے آئے تاکہ سمرقند
 میں جیسے ملے اور شاید تیری خاطر میں گذرے کہ وہ غنیمت مصمم حجاز کی کیا تھی اور یہ مراجعت جلدی سے کیا ہو
 حال یہ ہو کہ ایک شب نیر کے مقام میں سفر حجاز کا غم خیزم کیا خواب میں نے دیکھا کہ حضرت آئے اور میری کفش سمرقند کی
 پھیر دی جب میں جاگا قلق اور اضطراب اور شوق اور جذب حضرت کی طرف اپنے باطن میں پایا جیسے مجھے بتیاب
 اور بے آرام کر دیا اور ٹھہرنے کی طاقت نہ رہی اسی آدھی رات کے وقت جگہ سے اچھلا اور جوتا پہنے طولیہ میں گیا اور
 ننگی ٹیچہ جگہ پر سے پر سوار ہوا اور دوڑتے ہوئے جیسا کہ تو دیکھتا ہو روانہ ہوا حضرت کی التفات نے جذب کی گمند
 میری گردن جان میں ڈالی اور کشان کشان اپنی طرف دوڑاتے ہیں اور یقین ہو کہ جب تک حضرت کی خدمت میں
 نہ پہونچوں قلق اور اضطراب تسکین نہ پائیگا یہ لکھ کر گھوڑے کو کوڑا مارا اور یہ جاوہ جلد سیلہ اور فقیر ملازمان اور
 ساربانان کی جماعت سے تیس روز بعد سمرقند میں حاضر خدمت ہوا خدمت خواجہ فرماتے تھے کہ نیر سے پھر کر
 چند عرصہ بعد پھر ارادہ سفر حجاز کا میرے دل میں آیا اور بڑھتا گیا مولانا سید حسن کی خدمت سے توسل چاہا کہ
 میرے لیے رخصت حاصل کریں خدمت مولانا نے فرصت کے وقت حال عرض کیا حضرت نے پوچھا کہ اس سفر سے
 غرض کیا ہو مولانا نے مجھے پوچھا میں نے کہا میری باعث یہ حدیث ہو کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ
 من زارنی متیانکما زارنی حیاً حضرت نے فرمایا کہ ہمیں تیجہ دن کی مسلت جواب کے لیے دو تاکہ میں دیکھوں کہ
 مصلحت کیا ہو تیسری شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے میں نے حضرت
 کے قدم میں سر رکھا فرمایا اپنے باپ کو بلا کہ صحبت رکھیں میں دوڑا اور حضرت کو خبر دی جلدی سے آئے اور حضرت نے
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انگودا ہنی طرف اپنے بٹھلایا اور میں سامنے آئے بٹھیا اور سر آگے جھکا لیا اور آنکھ بند کر لی ایک
 لمحہ بعد سر اٹھایا اور نظر کی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو تن دیکھا اور حضرت نے مجھے ہر چند غور سے دیکھا آنحضرت اور
 انکے درمیان کسی طرح اختیار نہ ہو سکا اور معلوم نہ ہوا کہ آنحضرت کون ہیں اور یہ کون ہیں اسی حیرت اور دہشت
 میں جاگ اٹھا صبح کا وقت تھا اسی وقت وضو کیا اور حضرت کی ملازمت میں آیا دیکھا کہ تہجد کی نماز پڑھ کر مراقبہ
 میں بیٹھے ہیں ہستہ آہستہ میں گیا اور بیجا سربارک اٹھایا اور فرمایا کہ خواجہ غرض تمھاری حاصل ہوئی اور اپنی
 مراد پا گئے پھر ہمیں تشویش ندوم ہوڑے ہوئے اور دیدار غنیمت ہی میں نے سرانکے قدم مبارک پر رکھا اور

بار و دیگر ایسے ارادے باطن میں نہ لایا۔ خواجہ فرماتے تھے کہ نہرت نے مجھے طریق رابطہ کا اشارہ کیا تھا ایک بار اُس
 شغل کے آغاز میں حضرت سکے سامنے میں بیٹھا ہوا تھا اور اصحاب کی ایک جماعت حاضر تھی میری خاطر میں آیا کہ
 توجہ روئے مبارک پر حضرت کے کرنی چاہیے یا حضرت کی چشم پر جب حضرت کی جانب نظر کی آنکشت شہادت دریا
 دو ابرو و مبارک اپنے کے رکھی معلوم ہوا کہ نظر آپ کے دو ابرو کے درمیان کرنی چاہیے بعد اسکے کہ اصحاب پہلے گئے
 اور خلوت ہوئی اُسی طرح صراحت کی اور یہ بھی خواجہ فرماتے تھے کہ ایک بار میرے باطن میں تشویش تھی خاطر میں
 نہایت پریشان حضرت کے پاس میں آیا اور ایک جماعت کا زندہ حساب پیش کر رہی تھی اور انکی گفتگو کو
 طول ہوا میں بہت ملول اور تنگدل ہوا ناگاہ جیسے ایک درخت چڑیوں کا بھرا ہوا در کوئی اُس وقت پر پہنچا
 اور سب چڑیاں اڑیں اور بھاگ جائیں مجھے ایک کیفیت ہوئی کہ میرا باطن بالکل ہجوم خواطر کے سبب مجھے جو پریشانی
 تھی خلاصی اور اطمینان دلی حاصل ہوا اس حال میں حضرت کی طرف میں نے دیکھا کہ چشم مبارک حضرت کی میرے
 اوپر ہو اور تیز تر مجھے دیکھ رہے ہیں پس آہستہ ایسا کہ میں نے ہی سنا فقط فرمایا کہ یہ ہو اور یہ بھی ہو بعد اہلکاران
 سے کہا اٹھو کہ اُس سے مجھے کام ہو جب آدمی چلے گئے حضرت میرے اوپر تیز ہوئے اور فرمایا اس وجہ سے کہ کیکے
 باطن میں کوئی تشویش ہو اُسکی خاطر ہم اپنے کاروبار کو نہیں چھوڑ سکتے اس قسم کی چیزیں خاطر میں نہ لانی چاہئیں
 مبادا کوئی محل ایسا ہو کہ وہاں پوری پسری کی سمائی نہ سعی آئیں کرنی چاہیے کہ کوئی ان چیزوں کے دیکھنے سے دل تنگ
 نہ ہو اور فکر میں نہ پڑے حضرت نے خلوت میں خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمہ سے حضرت امام مہام سعید شہید ابی عبداللہ حسین
 زہبی المدینہ کا بہت کچھ ذکر کیا اور اُن حضرت سے حکامیتین اور احوال بیان کیے اور فرمایا کہ تیری استعداد کو حضرت
 امام کی روحانیت سے مناسبت تمام ہو اور آنحضرت کے شرب سے بہت حصہ تجھے ملے گا نہ حضرت کی وفات
 بعد حبیب شاہ تخت خان ولایت سمرقند پر تسلط ہوا شروع ماہ محرم ۱۰۰۰ھ میں خدمت خواجہ سے مواظفہ
 اور مطالبہ کیا اور تمام وجوہ و اموال و اسباب و املاک آپ کی ضبط کر لی خدمت خواجہ اُن اوقات میں فرمایا کہ
 کہ مجھے امید ہو کہ ان ایام حاشور میں اُس مناسبت کا اثر کہ حضرت نے بار بار مجھے اُسکی بشارت دی تھی
 ظاہر ہو اُن دنوں میں خان نے اُنکو اجادت سفر خراسان کی دی اور آپ مع اولاد و ازواج اور تمام
 متاعا و ملازمان کے خراسان کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت میں ایک بڑی جماعت نے ادا سے اذیکے
 اپنی ناقص رائے سے خواجہ اور انکی اولاد کا خراسان میں پہنچنا اچھا نہ جانا خان سے عرض کیا کہ خواجہ اور انکی
 اولاد کا خراسان روانہ کرنا مناسب نہیں مبادا وہاں کوئی فتنہ برپا کرے صلاح ملک اس میں ہم جانتے ہیں کہ
 میں وہ قتل کیے جائیں خان نے یہ امر تجویز نہ کیا اور اس بات پر اپنے کو نہ لایا اور انھوں نے حد سے زیادہ
 مبالغہ کیا اور نہایت درجہ اصرار کیا چنانچہ خان مجبور ہوا اور کہا جس میں صلاح ملک دین کی ہو وہ کر دے اور مجھے

ایک رابعہ گھوڑا زور آور اپنے خاصوں سے ایک ہزار محرم کو دیا اور اسے خواجہ کے پاس بہت جلد ہی کے ساتھ بھیجا کہ ایک گروہ امراتھارا قصد رکھتے ہیں اور ہمارے رومکے سے نہیں باز رہتے ایک رابعہ گھوڑا مضبوط ہم بھیجے ہیں کہ ہمیں اسپر اور ابھر و سیاہو اور ایک شب بین تینیں فرسنگ لینے توڑے میل جاتا ہو اور ترکان نہیں ہوتی چاہیے کہ فوراً اپنے لوگوں میں سے علیحدہ ہوا اور اکیلے سوار ہو کر خراسان کو روانہ ہوا و اولاد و ازواج و متعلقین کی طرف سے خاطر جمع رکھو کہ ہم انکے حامی اور مددگار ہیں اور ایسا ہم نہونے دینگے کہ نقصان یا اہانت اُنکو پہنچے جب محرم خان کا گھوڑا خواجہ کی خدمت میں پہنچا ازاجا کہ غیرت اور حمیت آپ کی تھی اولاد و ازواج و متعلقین کا تنہا چھوڑنا جائز نہ تھا خان کے محرم سے کہا کہ حضرت نے مجھے خلوت میں ہمیشہ بشارت دی اور اشارہ کیا اور مجھے انتظار ہو اور اسید ہو کہ جو میری چیز ہو میرے سامنے آوے۔ خان سے کہہ دو کہ تمہیں احسان و کرم کیا اللہ تمکو جزاے خیر دے اور گھوڑا خان کو الٹا بھیج دیا اور راہ کرینیہ سے خراسان کو متوجہ ہو گیا تاکہ آنا شکندہ پہنچے کہ تائیس میل سمرقند سے دور ہو راستہ میں تعجب اور تحیر کی راہ سے فرماتے تھے کہ مجھے جنت ہو لینے جانتا ہوں کہ حضرت کی اشارت اور بشارت حق اور صادق ہوگی اور کوئی نشان اُسکا ظہور نہ آیا دیکھیے ہمیں کیا حکمت ہو تھی کہ قصبہ کبرت میں کہ مقامات تاشکندہ سے پہنچے ہیں اور وہ دن سال مذکور سے محرم کا پندرہواں ہو اچانک ایک براغول قوم اذیک کا تین ٹٹو کے قریب سوار خواجہ کے پیچھے سے اُس محرم پہنچے اور خواجہ کو مع دو فرزند بزرگوار خواجہ محمد زکریا اور خواجہ عبدالباقی کے بدرجہ شہادت پہنچا یا اور تمام اولاد و متعلقین کو سمرقند میں واپس لائے اور ایک جماعت سبحان و مخلصان خواجہ اور اُنکی اولاد کی نعشوں کو گھلا خواجہ کفشیہ میں لائے اور اُس روز سمرقند میں کثرت از دوام خواص و عوام سے خواجہ اور اُنکی اولاد کی نماز جنازہ کے لیے ایک قیامت قائم ہو گئی اور جنازہ کی نماز کے بعد جسید مبارک خواجہ اور اُنکی اولاد کا احاطہ ملایان میں حضرت کی قبر کے پاس دفن کیا رحمہم اللہ رحمۃ واسعہ۔ مخفی نہ رہے کہ حضرت خواجہ بعد از وفات والدہ حضرت خواجہ کلان کی ایک پردہ نشین بی بی کو رشتہ داروں سے اپنے حوالہ نکاح میں لائے ہیں اور خدمت خواجہ میں بھیجے اُس سے پیدا ہوئے اور خدمت خواجہ کو شادی بعد حق تعالیٰ نے تین لہیرا اور دو دختر کرامت فرمائی لہیرا خواجہ محمد زکریا اور خواجہ عبدالباقی اور خواجہ محمد امین روح اللہ ارواحہم۔ مولانا سید حسن رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت کے اصحاب اعظم سے تھے اور سابقان و ملازمان قدیم سے بعض مخدوم نے اُنکی نسبت کہا ہے کہ آغاز حال میں جب کہ خدمت مولانا کم سن تھے والد اُنکو تاشکندہ میں مجلس حضرت میں لائے اتفاقاً حضرت کے سنے شہد کا برتن بھرا رکھا تھا حضرت مولانا اُس شہد کی طرف متوجہ اور فریضہ اُسکے چوتھے اس درمیان میں حضرت نے مولانا سے پوچھا کہ صاحب زادہ تیرا کیا نام ہو مولانا نے کہا کہ حمل حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ اُس

لڑکے کی قابلیت تمام سراسر مقدار سے کہ کچھ اسکا شہد سے شیریں ہوا ایسا فریقہ اسکا ہو کہ اپنا نام یا غسل میں لکھ گیا
 نام غسل کے سوا زبان پر نہیں لانا اگر اس کے کام جان کو ایسی چیز سے جو شہد سے زیادہ شیریں ہو چاشنی گیرین
 ضرور اسکی توجہ اور فریقہ کی اس کے ساتھ نہایت قوی ہوگی پس خدمت مولانا کو ان کے والد سے لیکر اپنی کٹنا بیوت
 میں لائے اور مکتب میں بھیجا کہ قرآن اور سواد اسکا روان کیا ہو بعد ازاں تحصیل علوم میں حشر کے امر سے قبول
 ہوئے تھے کہ دانشمند تہجہ ہوئے اور اس عرصہ میں حضرت کے تصرفات باطن سے تربیتیں پائی ہیں کہ مرتبہ کمال ملکہ
 درجہ تکمیل اکمال کو پہنچے ہیں بعینہ بزرگوں سے سنا ہے کہ خدمت مولانا سید حسن متعدد دن کے تصرف باطن میں
 قوت کامل رکھتے تھے لیکن حضرت کی رعایت ادب سے کسی کے باطن میں تصرف نہیں کرتے اور اپنے تئیں اس
 مقام میں نہیں رکھتے بعینہ عزیزوں نے نقل کی ہے کہ چند روز خدمت مولانا سید حسن احاطہ ملایان میں بیمار
 ہوئے تھے حضرت نے اس درمیان مولانا قاسم سے پوچھا ہے کہ مولانا سید حسن کی عیادت تم نے کی ہے فرمایا ہے کہ
 نہیں حضرت نے تیز ہو کر کہا ہے تم سب کیا گمان کرتے ہو؟ لپٹے بھاڑا گمان ہے اس سے برتر ہو چکا ہے مولانا قاسم
 تو ہر ہفت روز چار سال اسکی ملازمت کرنی چاہیے بعینہ عزیزوں نے سنا گیا کہ ایک روز حضرت نے مولانا سید حسن
 کے حق میں یہ عبارت فرمائی ہے کہ مولانا سید حسن کمال کا شخص ہے شیخ رکن الدین علاء الدین قدس سرہ سے کچھ کم تھا
 ان دونوں میں فرق اسقدر تھا کہ شیخ رکن الدین علاء الدین شیخ ہوئے یعنی مستثنیٰ خست اور ارشاد فرماتے تھے اور
 مولانا سید حسن شیخ نہوئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوانی علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ ہدایت شیخ بہار الدین
 عمر اور ہدایت شیخ رکن الدین علاء الدین کی۔ میں نے یہ سخن خواجہ فضل الدین شیخ ابوالشیخ کے دربر و نقل کیا ہے
 غصہ ہوئے اور اسکو بعید جانا لیکن کوئی دلیل اسکے محال ہونے پر نہ رکھتے تھے بلکہ حدیث مثل امتی المطر الحدیث
 دلیل ہوا ہے اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہار الدین قدس سرہ سے بھی منقول ہے کہ فرمایا ہے ہدایت بہار الدین اور
 نہایت ابو نریس لیسطامی۔ یہ سخن خواجہ کا خبی ہو چکا ہو گا لیکن حسن عقیدہ سلف بعضوں کا باعث ہوا کہ اس بات کو دور
 رکھتے ہیں لیکن اس حدیث با روئے اور اکابر متاخرین کے کلمات سے بعید نہیں ہے سب سلف اور متقدمین سب
 خلف اور متاخرین پر فضیلت دار نہیں ہے راقم انچودت جب کہ حضرت ملا خواجہ کنشیرین رہتے تھے اکثر اوقات خدمت
 مولانا سید حسن علیہ الرحمۃ کی ملازمت میں جاتا تھا اور اُسے بہت التفات دیکھتا ایک روز حضرت ایک سفر سے مرجعت
 کر کے ملا خواجہ کنشیرین آئے تھے مرقم کے بادشاہ امراد اراعیان حضرت کی ملازمت میں آئے شروع ہوئے دو تین روز
 فقر صحبت ہائے خاص حضرت سے محروم تھے ان ایام میں یہ بات بہت میری خاطر بہن بھرتی تھی اور یہ تمنا دل میں
 گذرتی تھی کہ کاش حضرت کو سلطین اور حکام سے اختلاط نہوتا اور گوشہ میں وطن کرتے تو اس سے زیادہ طالبوں
 کے حال پر متوجہ ہوتے اس خیال اور ملال کو لیے ہوئے خدمت مولانا کی ملازمت میں گیا دیکھا کہ وہ تین چار پر بزرگ

اہالی اور مولیٰ سرفرد کے ساتھ بیٹھے ہیں اور کتاب احیاء العلوم متعدد نسخہ آگے رکھے اور مقابلہ و فیہج کر رہے ہیں جو ان کے
 مجھے دیکھا تھا باجموڑ کر تھوڑی دیر سکوت کیا بعد ازاں فقیر کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ ایک دانشمند نے نقل کی ہو کہ
 ایک بار حضرت کی ملازمت میں جانا تھا میری خاطر میں آیا کہ حضرت کسوا سٹے پہاڑ کی کھوہ میں نہیں بیٹھے کہ یہ سب تفرقہ
 لوگوں میں کھینچے ہیں اور سلاطین کی آمد رفت اور حکام اور ظلمہ کے ملنے ملنے میں مبتلا ہوئے ہیں اسکی فرصت انھیں
 نہیں کہ طالبوں کی طرف متوجہ ہوں اور خاطر مبارک انکی جمعیت خاطر پر جاوین یہ خطرہ کر ہوا اور ہوا ہوا گناہ جب
 حضرت کے سامنے میں گیا اور بیٹھانی الحال میرے متوجہ ہوئے فرمایا کہ ہم پر ایک مسئلہ مشکل ہوا ہے جس میں پوچھا ہوا
 ایک شخص ہو کہ سلاطین حکام اور ظلمہ اسے سخن کو سنتے ہیں اور اسکی درخواست سے مسلمان لوگ ظالموں کے
 ظلم سے نجات پاتے ہیں اور اس کے سبب رسم و عادت زبردست چر کرنے والوں کی برطرف ہوتی ہو آیا اس کے لیے
 روایہ کہ مظلوموں کو ظالموں کے ہاتھ میں چھوڑ دے اور ایک پہاڑ کی کھوہ میں جائے اور عبادت اور اہل تلو
 کی تربیت میں مشغول ہوں دو کام سے اہم و اعلیٰ اس شخص کی نسبت کو لیا ہوا اور ان دونوں میں سے کس امر میں مشغول ہو
 جو بہتر ہو میں نے کہا کہ عزالت کا ترک اور اختلاط ظالموں کا اس تقدیر پر فرض ہو کہ اس وقت میں عزالت میں
 اور عبادت اور فرد کذاشت مسلمانان بظالمان موجب گناہ اور وبال کا ہو حضرت نے اس سخن کے بعد مسکرا
 ہوئے کہا کہ جب تم خود دفوسے دیتے ہو پس اعتراض کسوا سٹے کرتے ہو خدمت مولانا سید حسن نے اس نقل
 سے اس فقیر کا رفع الم کیا۔

مولانا قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ حضرت کے اجلہ اصحاب اور فادان قدیم اور حبلہ مقبولان و محبوبان سے تھے اُس ملک کے بزرگوار اُنکو
 سایہ حضرت خواجہ کہتے تھے حضرت کی پیروی میں مثل سایہ اپنے سے فانی تھے اور حضرت کے ساتھ باقی ابداء
 حال میں حضرت نے خدمت مولانا کو باغبانی کا حکم دیا یہ صبح کھانسی گردن پر باغ کو جاتے اُنکی بی بی دو ایک
 قرص نان آپکی جیب میں رکھ دیتی اور یہ چلے جاتے جب گھر آتے رات کو کھولتے تو وہ قرص جیب سے اُٹتی مگر ٹپکتے
 بسکہ وہ بطریق خواجگان مشغول رہتے اور ان عزیزوں کی نسبت اور کیفیت کا غلبہ تھا قدس السداد و اہم ہو جاتا
 کہ جیب میں نان ہو یا کھانا چاہیے کھانا اور ایسی حکایات اُنکی فراموشی کی بہت منقول ہیں کہ اسکی تفصیل موجب
 تطویل ہو نسبت غیبت اور کیفیت استغراق و بخود ہی اپنے غالب تھی ایک دن حضرت ایک گائون میں تھے اور
 ایک غیمہ میں بیٹھے ہوئے اور ایک جماعت بزرگ اصحاب اور خدام کی حضرت کے گرد حلقہ باندھے تھی اور حضرت
 وقت بہت خوش تھا اور رنگ رخسار مبارک نہایت روشن اور معارف بلند اور حقائق ارجحہ فرما رہے تھے
 خدمت مولانا قاسم اس مجلس میں ہر دم آپ سے غائب ہو جاتے تھے اور حضرت اُنکو حاضر کرتے اور یہ حالت کر دیتے

ہوئی آخر حضرت تہذیبی ہوئے اور فرمایا مولانا کمر نہیں جانتے ہو کہ جو کوئی دائرہ میں بیٹھا آئے ہوا کر کے گرد بچرنا چاہیے دائرہ سے باہر قدم رکھنا طریق ادب نہیں ہے۔ حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبدالرحمن الجامی قدس اللہ سرہ السامی کسیکو حضرت کے اصحاب سے مولانا قاسم کے برابر اعتقاد نہ رکھتے تھے اور انکی بہت تعریف کرتے تھے بار بار فرماتے کہ مولانا قاسم اس نسبت میں مثل نان شوربا میں چوری ہوئی بٹن میں ہے لیکن درج تمام مساوات اسکا معلوم اس نسبت سے ہے راقم اینجوت نے پہلی مرتبہ کہ حضرت کی ملازمت اور آستانہ بوسی کی غرضیت کی تھی حضرت مخدومی سے اجازت چاہی فرمایا کہ تو کم سن ہے اور حضرت خواجہ بہت مسن ہیں اور فقیر اسوقت میں بائیس سال کی عمر کا تھا فرمایا کہ حضرت خواجہ اب طالبوں کی طرف متوجہ نہ ہوتے ہیں مبادا تو وہاں جاے اور جلد ملول ہو اور اگر ایسا ہی تجھے جانا ہے تو چاہیے کہ مولانا قاسم کی خدمت میں زیادہ جانا اور ملازمت انکی اکثر کرنا میں نے کہا اگر عنایت کرے دو ایک کلمہ بطور سفارش کے انکو لکھ دیجئے باعث نیک التفات کا ہو گا حضرت مخدومی نے مولانا قاسم کی خدمت میں یہ رقعہ لکھا کہ بعد از عرض و نیاز سندی و شکستگی معروض آنکہ خدمت مولوی مولانا غفر الدین علی نے کہ نسبت بفقیران التفات خاطر بہت رکھتے ہیں ملازمت آستانہ ولایت آستانہ کی زمین بوسی کی آرزو میں توجہ کی ہو شک نہیں ہے کہ عین عنایت سے ملحوظ اور اس آرزو کے حصول میں ملحوظ ہو گئے ہیں والا کرام الفقیہ عبدالرحمن الجامی جب کہ خواجہ کلان ولد حضرت مولانا سعد الدین کا شغری تہذیبی سر کی رفاقت اور ملازمت میں شرفی کے مقام حضرت کی شرف آستانہ بوسی سے شرف ہوا وہ رقعہ مولانا کو دیا بوسہ دیا اور کھڑے ہو گئے اور سر پر رکھا اور جب فقیر وہاں تھا ظاہر اور باطناً بہت التفات اور مہربانی کرتے رہے اور دوسری مرتبہ جو بچہ سعادت ملازمت سے شرف ہوا زیادہ عنایت کی اور باتیں درمیان میں لائے اور اپنے حالات ابتدائی کے حکایات کہہ کر تے ایک دن فرمایا کہ اب تہذیبی محبت حضرت میں ایسا گرم تھا کہ ٹھنڈے موسم سرما میں کہ ولایت فرکت سے حضرت کی ملازمت میں آتا رہا ہے برگ سے گذرنا تا الہ میرے پاؤں پر ترخ باندھتا اور کچھ خبر بھیجے اس سے نفوٹی ایک روز خدمت مولانا خلوت میں فقیر کو بچہ باریک آداب و شرائط صحبت حضرت کے مجھے بتلاتے اور آگاہ کرتے تھے فرمایا کہ مجھے کوئی علم اور ہنر حاصل نہیں ہے کہ تجھے مسئلہ اور کوئی چیز سکھلاؤں لیکن چونکہ تو سفارش حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبدالرحمن کی لایا ہے اور ایک جوان نیاز مند تو کچھ بھیجے تجھے دوں اور کچھ بات حضرت کی کہ دوسرے سے نہیں کہی ہے کہوں چاہیے کہ تو جانے کہ حضرت جمیع احوال غلائق پر شرف اور ضمیر دن اور حقائق پر مطلع ہیں جو کچھ ساتھ برس کی مدت میں کر دو پر کتہ راہ و احوال ظاہری و باطنی سے سب پر حاضر اور آگاہ ستھے اور پیش از وقوع اسکے مجھے اسکی اطلاع فرما دیتے تھے اور ساتھ اس معنی کے مجھے ٹھکی یقین کی حاصل ہوئی ہے جب تو نے جان لیا کہ حال اس منوال پر ہو میں چاہیے کہ ہمیشہ وقت حضور حضرت میں تو حاضر رہا و نسبت کی صورت میں دل میں حضرت کا نظر کہ ان اوقات میں حضرت کو سلاطین و حکام کے ساتھ اختلاط ہو اور مشاغل ظاہری آپ کے بہت

ہو گئے ہمیں آپ کو فرصت اس بات کی کہ طالبوں کو لفظی اثبات اور توجہات اور مراقبات تیلادین نہیں رہی جواب
حضرت کی نسبت سے وہ شخص فائدہ حاصل کرے کہ حضرت سے طریقہ رابطہ کی ورزش کرے بہت سے طالب
اویس صد لوگ اطراف عالم سے آئے اور جب یہ سرشتہ نیا یا محروم ہو کر آئے چلے گئے خدمت مولانا محمد قاضی علیہ الرحمۃ
نے اپنے مسموعات میں لکھا ہے کہ مرض اول میں جو حضرت نے مجھے ہرأت کو طبیب کے بلائے کو بھیجا خدمت مولانا
قاسم علیہ الرحمۃ تندرست بننے سے بہت مبالغہ کیا کہ جلد تر طبیب لانا کہ ہمیں آگے حضرت کے مرض دیکھنے کی طاقت
نہیں ہے اور بہت دور تک میرے ساتھ بطور مشالبت کے آئے جب میں طبیب لایا خدمت مولانا وفات پا چکے
تھے کل زمانہ مفارقت کا پینتیس روز تھے حضرت سے کیفیت فوت مولانا کی پوچھی گئی فرمایا کہ ایک دن مولانا قاسم
میرے پاس آئے اور کہا میں اپنے کو خدا آپ پر کرتا ہوں میں نے کہا قاسم تو مرد فقیر ہو اور تیرے متعلق بہت میں
ایسا نہ کر کہا میں تمھارے پاس اس امر میں مشورہ کرنے کو نہیں آیا ہوں یہ کام میں نے کیا ہے اور حق سبحانہ
نے قبول فرمایا ہے ہر چند مبالغہ کیا گیا اُسے جواب میں اُسکے سوا سخن نہ کہا اور اسی پر روانہ ہوا معاملہ ہوا کہ دوسرے
دن مرض حضرت کا خدمت مولانا کی طرف منتقل ہوا اور دنیا سے رحلت کر گئے اور حضرت ایسے تندرست ہو گئے تھے کہ
طبیب کی حاجت نہ پڑی بعضے مخدوم جو وقت وفات مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کے حاضر تھے فرماتے تھے کہ جب مولانا
کو احتضار ہوا حضرت اُنکے سر ہانے تشریف لائے اور وہ حالت نزع میں تھے حضرت پر حاضر ہوئے بعد ازاں بڑی کسر
اپنی چشمہ مبارک کو گوشہ خانہ میں جمائے تھے اور تیز تر دیکھتے تھے اچانک گوشہ خانہ سے نظر پھر کر حضرت کے متوجہ
ہوئے اور حضرت کے روضے مبارک میں علی الاتصال دیکھتے تھے جب تک کہ نفس اُنکا مقطع ہوا اُس محل میں حضرت
نے فرمایا کہ بہشت کو جو قصور وغیرہ کے ساتھ جو کہ آسمین ہے مولانا قاسم کی نظر میں لائے اور آپ عرض کیا اور اُسے سبک
رخ پھر کر ہماری طرف متوجہ ہوا اور منہ ہماری طرف جان تسلیم کی بعض مخدوم نے فرمایا کہ جب مولانا قاسم علیہ الرحمۃ نے
انتقال کیا حضرت نے قبر احاطہ ملایا میں سامنے مولانا علی عمران کے مقرر فرمائی اور اُس اثنائیں کہ شاید کہ بعض اعتراض
کوں کہ وہ ایک عامی کو ایک دانشمند کے سامنے دفن کرتا ہے اور حالانکہ مولانا قاسم کی سوانح چالیس مولانا علی
مخدوموں کے برابر تھی اُسکے بعد گریاں ہوئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم کو اس عالم میں کسی نے نہ پہچانا اُسکا مرتبہ اور
کمال اُس عالم میں ظاہر ہوگا اور حضرت میر عبد اللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے مسموعات میں لکھا ہے کہ روزِ شنبہ
۱۲ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ آٹھ سو اکیسویں عرصہ کے آخر وقت خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ نے وفات پائی
نماز شام کے بعد شرف ملازمت کو میں پہونچا حضرت کو رقت ہوئی اور اعمال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ بڑے
بیان کئے اور فرمایا خدا و بقرہ یا جن میں ہمیشہ تھا ہمارا اب کون رہا ایک لحظہ سکوت کیا اور فرمایا اشتغال کر
توجہ سے اُسے معلوم ہوتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سلوک بے سیرۃ اللہ عرض ہو اور اقبال

بغیر میر نہیں ہو کلمہ لا الہ الا اللہ اسکا ترجمہ ہو خدمت میر نے اس سخن کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اپنے فنا اور تہذیبیہ ملن کی تحصیل کے لئے جسکے ساتھ مولانا قاسم متعفف تھے استعمال مذکور جو سے اولے پر بعض حضرات نے تاریخ وفات خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ میں یہ رباعی کسی پر باقی شمع فقہ قاسم انوار وجود پر مستہماک بحر جمع وہ ریاض شہود و زمان و کہ شریعتہ ہوا در فیض وجود بہ تازی وفات اور فیاض کشود و ترجمہ فقر اکاشم و انوار وجود کا بانٹنے والا فانی در ریاض جمع اور شہود میں ہوتا اس پر کچھ بنایا یا فیض وجود سے محتاج تہذیب ایکے وفات کی لفظ دماغ سے ظاہر ہوئے کہ اس کے اچھے ہو گئے کہ ایک ایسے ہیں۔

ابو سعید الاول رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت کے اصحاب کی بارستے تھے اور حضرت کے شرف دامادی سے مشرف ہوئے ابتدا احوال میں نیشاپور سے ملازم مشہد حضرت میں ماہر اللہ تبارک اور ذائقہ راہبہ انتہا کیا سات برس برابر اس نسبت شریف کی ورزش کی اور ایک شہر اٹھایا اور اکثر اوقات ایسا ہوا کہ جب حضرت کی نظر خدمت میر پر پڑی انکو مجلس سے نکال دیا اور سخن درشت فرماتے تھے سات برس بعد انکو فرزند بی بی قبول کیا اور اپنی دختر شریفہ ایکے ہتھ نکاح میں لائے اور اس شہر لقیہ کو خدمت میر سے تین لیسہ اور دو دختر تھے اور لیسہ ان میر کا ان میر سیانہ و میر شہر معروف اور مشہور تھے خدمت میر فرماتے تھے کہ ابتدا سے زمانہ میں کبھی حضرت کھیتوں اور کانٹوں بن جاتے میں پیادہ پا پیچھے سے جایا کرتا ایسا ہونا کہ رات بچے دیکر اس موضع میں پہونچتا جب حضرت کی چشم مبارک میر سے اور پڑتی فرماتے کہ جب سید زارہ پست ہمت اور بے حمیت تو ہو کہ کھانا کھینے کے لیے میر سے سامنے تو آتا میر اور اسید سوار ہوتے اور دوسری جگہ چلے جاتے میں روتا ہوا پھر انکے پیچھے روانہ ہوتا یہ حاملہ سات برس تک کبھی کبھی بمقتضائے بشریت معنت اور سستی ہوتی پھر اس طرح زندہ کی کہتے کہ ان طور میں گرم نہ ہوتا فرماتے تھے کہ ایک روز میں اپنے حیرہ میں پانوں پھیلائے لیٹا ہوتا اور پٹہ اوپر سے تان لیا اپنے دل میں کہا ابو سعید الاول بہت آدمی ہیں کہ ولایت و ولایت سے محروم ہیں تو بھی انہیں سے ہونست کی حدیسی نہ جو تہذیب نے کھینچی اور زیادہ نہیں ہو سکتی ایک خط گذر کہ اپنے حیرہ میں آہٹ چلنے کی مجھے معلوم ہوئی اسکے باوجود میں نے خیال اُدھار کیا اور اسی طرح سوتا رہا اچانک مجھے سنائی دیا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میر بہ الاول فراغت سے سو کہ تیرے سب کا حسب وخواہ پورے ہو گئے ہیں بچپن ہو کر اٹھ بیٹھا اور حضرت کو دیکھا کہ میر سے حیرہ سے باہر گئے اور میں بہت تونان اسی طرح سوڑو کہ اذتعلق اور اضطراب میں پڑا۔ فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت غیظ غضب کی حالت میں یہی پڑی سے صوفراخت ای جوان تو گوشہ ما گوشہ و بیچون لعل از کشت شہ ما خوشہ تو خوشہ و ترجمہ گل بہت وسیع ہو ای جوان ایک گوشہ تھے ایک گوشہ مجھے۔ تیری کی طرح بادشاہ کے کھیت سے ایک بالی میری ایک بالی تیری

اور پہلی آپ سے سنا اور اپنے مسنونات میں لکھا ہے کہ ایک فقیر رابطہ کے طریق سے مشغول اور ہمیشہ کے اشتغال سے اثر پذیر یافتہ اور اس طریق کے لوازم سے پریشان اور غم آلودہ تھا ظہور خطاب کے شرف سے اسے مشرف کر کے فرمایا بیت چون سن ذیاب دست را در خانه خود رہی و خودی ندانی این قدر این بشکنم آن بشکنم و ترجمہ مجھے خراب اور دست کو تو اپنے گھر میں آنے دیتا ہے ہر اُمید تو اس قدر نہیں جانتا کہ وہ توڑوں یہ نہ توڑوں۔ ایک دن خدمت میں فرمایا کہ حضرت کی برکت التفات سے مجھے ایک نسبت بیواسطہ قول اور زبان اور بغیر کلام اور زبان بلائے حاصل ہوئی تھی اور ہمیشہ براہ بالین آنحضرت سے تائید اور تقویت بدوں کہے اور بغیر زبان بلائے میں پاتا تھا سینہ کو اس نسبت سے ایک انشراح اور دل کو اطمینان و افراح حاصل تھا اور روز بروز ترقی میں تھا یہاں تک کہ ایک مدت اُس کی گئی ایک ایک سبب وہ تائید اور تقویت پہنچ رہی اور عتاب و خطاب کرنے لگے اور قہر و غضب انکا حد سے بڑھ گیا ایسا کہ قریب تھا میرا نفس احیاء کی قید سے باہر ہو میری خاطر میں گذرا کہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ حضرت کی مجلس شریف سے حاصل ہوتا تھا اُس پر حضرت ملاح تھے اور اُسکی تائید اور تقویت میں مدت تک سی کرتے تھے و عنایت التفات کرتے تھے اگر وہ درست تھے پھر کیا سبب ہے کہ اب اُسکے موافق نہیں چلتے اور اگر اس طریقہ خاص میں کہ طریق رابطہ ہو دخل نہ رکھتا تھا کیون نہیں منع کیا اور نہ جھگڑا اور تائید و تقویت کی جب یہ معنی بار بار خاطر میں آئی اور حضرت کی جفا اور جھگڑا بہت ہوئیں اپنے دل میں کہا کہ قیامت کے روز بڑی خلقت کی انبوه میں تمام انبیاء اور رسول اور خواص اولیاء کے سامنے میں سوال کروں گا کہ اس کترین نے اپنے سب کام آپ کے سپرد کیے اور اختیار دیا تھا اور مدت تک التفات اور عنایت بھی رکھتے تھے اگر وہ ضروری تھا اُسکی راہ پر کس واسطے نہیں چلے اور اگر کچھ نہ تھا تو کس واسطے نہ رد کا اور نہ جھگڑا بلکہ تائید اور تقویت آپ نے کی جب اس سوال جواب کے خطرہ نے فقیر کو مقرر کیا اُنکے مجروحہ میں طس گیا اور بیتاب ہو کر یہ چاہا کہ جو کچھ دل میں تھا ہر عرض کروں اتفاقاً آپ کی کتابت میں ایک شخص موجود تھا اسے باہر ایک کام بھیجا اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمام انبیاء و رسول اور خواص اولیاء میں کس واسطے مجھے جھگڑا تو کرنا ہو شکر کہ وہاں میں جھگڑا نہ کرؤں گا بعدہ فرمایا کہ جو عمل کہ تیرے رنج اور الم کا سبب ہوا ہے میں نے کب تجھے کہا کہ اُسے کرنے خود اختیار کیا ہے اُسکی تدبیر تو یہی جانے بعد ازان تیزی سے اترے اور از روئے عنایت اور التفات کے کہا کہ امور میں صبر کرنا لازم اور اعتقاد پیروں کا مریدوں کو ہونا چاہیے کہ جاننے سبب حال اُسکا پیر کو معلوم ہے اور بعضوں کے لیے مصالحت نہیں ہے کہ اظہار کرے بے قول و زبان چاہیے کہ جواب پادشہ اچھا فرمایا وہ شیخ کیا کہ مشرق میں ہو اور مرید اُسکا مغرب میں اور مرید کے سبب احوال سے باخبر نہ ہو راقم انخروفت کے والد علیہ الرحمۃ خدمت میر عبد الاول رحمہ اللہ تعالیٰ سے ابتدا سے حال میں نیشاپور کے مقام چند سال ہم حوجہ اور ہم سبق تھے اور والد سبزواری سے خاص تفصیل کی غرض سے نیشاپور آئے تھے اور حضرت امیر غزالی

ظاہر نیا پوری قدس سرہ کے سامنے جو خدمت میر کے جد بزرگوار اور کمال زہد و تقویٰ اور علوم غامضہ و باطنی کے سیکھنے اور آستہ تھے شاگرد کرتے تھے اور کتب مستہ اور تفسیر حدیث پڑھی حبیب و فقیر سہ قندین حضرت کی آستانہ نبوی سے مشرف ہوا خدمت میر عبد الاول قدیمی آثار کے سبب کہ فیز کے والد سے رکھتے تھے اور بلا خطر رعایت حقوق کہ باہم واقع تھا اس فقیر کے مال پر بہت توجہ رکھتے تھے اور انواع اقسام کے الطاف سے نوازتے تھے اور حضرت کی ملازمت اور صحبت کے آداب اور وفائی سے آگاہ کرتے اور کبھی کبھی اپنے شرف حال کی حکایتیں کیا کرتے۔ فرماتے تھے کہ جب میں سہم قد آیا حضرت کی ملازمت کا قصد کیا اور بیسے حضرت کو دیکھا اسی ایک نظر میں گرفتار حضرت کا ہو گیا اور طریق رابطہ کی ورزش میں مشغول ہوا سات سال برابر حضرت میر ہی توجہ و تکریم کرتے رہے اور اکثر اوقات آثار قہر سے ظاہر ہوتے تھے اور تختیان کرتے تھے اور مجھے استغیر جلا یا اور نگاہ کہ خاک راہ کے برابر ہوا اب جو اپنے تئیں دیکھتا ہوں آپ کو کڑے کھائے دانست کی مثال پاتا ہوں کہ کسی کام کا نہیں اور کسی چیز کے لائق نہیں نیزے اور پردا جب ہو کہ حضرت کی عنایت اور التفات سے تو ڈرتے رہنا کہ اُسکے نیچے ایک قہر پوشیدہ ہو اور حضرت کی جبر کی اور سیاست سے امید دار رہنا کہ اُسکے حق میں لطف اور عنایت چھپا ہوا ہو۔

رشتہ یہ سخن میر عبد الاول علیہ الرحمۃ کا رنگ اسی سخن کا رکھتا تھا کہ ایک دن حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ قہر اپنے اولیاء کی نسبت ظاہری ہو اور لطف اُسین مخفی۔ لطف مخفی وہ ہو کہ وہ چاہتا ہو کہ اُس ظاہری قہر کے ساتھ اُسکی حقیقت کو قیود اور لوازم بشری صاف پاک کر دے اور میر حق سبحانہ کو اپنے دشمنوں کی نسبت لطف ظاہری ہو اور قہر اُسین مخفی۔ قہر مخفی یہ ہو کہ وہ چاہتا ہو کہ اُسکے ساتھ لطف ظاہر سے علاقہ اُسکے بان کا عالم اجسام میں استحکام دے تاکہ اُس گرفتاری کی وجہ سے اس عالم کے قیود میں عالم اطلاق کے کھلنے اور لذات روحانی سے بہ نصیب رہیں۔ حضرت میر عبد الاول علیہ الرحمۃ کا انتقال اوائل ماہ مبارک ذی الحجہ ۱۰۸۰ ہجری میں ہوا جو چالیس دن تخمیناً پہلے شہادت خواجہ محمد یحییٰ سے اور اُسکے فرزند ان بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ اُن رب ربکم رکھا۔

مولانا جعفر رحمہ اللہ کا سلسلہ

یہ خاص حضرت کے اصحاب سے تھے عالم عامل عارف کامل اور کیفیت بخودی اور استغراق کی انہر غالب تھی جب نماز میں کھڑے ہوتے لمبی چوڑی قرأت پڑھتے اور رکوع سجدہ میں بہت دیر لگاتے اور سجدہ سے بمشکل سر اٹھاتے اور انکی چشم مبارک سے آثار غلبہ اور جذبہ کے نہایت ظاہر تھے خود ہر چند حضرت نے چاہا کہ خدمت مولانا جعفر اپنی نسبت باطنی کو کسی شغل ظہری مثل کھیتی کاری یا سوداگری وغیرہ میں جمع کون چونکہ نسبت استغراق اور کیفیت بخودی غالب تھی اسلئے کچھ بن نہ پڑتا جسوقت میں خواجہ جعفر کے محلہ حضرت کی ملازمت میں آنا نسبت سکوت اور غور فکری کی انہر غالب ہوتی اور نسبت کم بات کرتے ایک دن کہا کہ شریف علی

مکمل تعلیم سے میرا دل کند ہوا اور طریق ادب کی طرف کچھ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت کی ملازمت میں پونچا ہوں اور پوچھا کہ بندہ خدا کو کب پہونچے فرمایا کہ جب اپنے سے ٹٹا ہوا اور جاتا رہے جب میں جاگا اس وقت سے میں متاثر ہوا اور صبح ۷۰ سہ کے حجرہ سے نکلا اور حضرت کی خدمت کا ارادہ کیا اور پیشتر حضرت کو دور سے دیکھا تھا لیکن صحبت نہیں ہوئی تھی جب حضرت کی ملازمت میں آیا فرمایا مولانا جعفر کو چہ جانتے ہو کہ بندہ خدا کو کب پہونچتا ہو جب کہ اسکی زندگی میں اپنے آپ سے فانی ہو بعد ازاں مولانا بلال الدین قدس اللہ سرہ کی یہ بیت پڑھی یہ ہے چون تو بنو دی کہ بود جملہ خدا بود پس چوں تو غامدی کہ ماند جملہ خداے گدا ترجمہ جب تو نہ تھا کون تھا سب سے تھا اور پس جب تو نہ رہا کون رہا سب خدا ہو گیا۔ مولانا جعفر کی سیاری موت کے وقت حضرت محلہ خواجہ شہین رحمۃ اللہ علیہ دیہات میں گئے ہوئے تھے جب شدت مرض مولانا جعفر کی خبر حضرت کو پہونچی بڑی جلدی سے روانہ ہوئے حضرت کے پہونچنے تک خدمت مولانا نے انتقال کیا تھا بعد از غسل و تکفین حضرت نے تمام اصحاب اور اہل دول اور خواص و عوام کے ساتھ احاطہ ملایا میں اپنے نماز پڑھی اور اسدن ہوا بہت گرم تھی حضرت جنازہ کے ساتھ قبر کے کنارہ آئے اور گور کن ابھی فارغ نہوا تھا ایک ساعت قبر کے کنارہ بیٹھے رہے اور اس فقیر نے عزائی اپنی کھولی اور باتفاق ایک اور خادم کے حضرت کے سر پر سایہ کیا اور سایہ میں تھے جب تک کہ دفن مولانا سے فارغ ہوئے جب گور کن قبر سے نکلا حضرت نے اپنے دست مبارک سے بند کفن مولانا کا اوپر سے بکڑا اور اصحاب کی مدد سے جو کہ قبر میں کھڑے تھے تابوت سے نکال کر قبر میں اتار اے اے اصحاب نے انکو لہ میں رکھا حضرت قبر کے کنارہ سے اٹھے اور حافظوں نے قرآن پڑھا اور یہ واقعہ ۱۲۹۳ھ آٹھ سو ترانوے میں ہوا بعد از وفات خدمت مولانا برہان الدین خٹلانی اور حضرت نے اُس تعزیت میں تین روز بعد بڑا کھانا دیا چنانچہ اسٹی بکر فقط بریانی کے لیے ہوئے تھے۔

مولانا برہان الدین خٹلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے دانشمند، متبحر اور صغیر میں تحصیل علوم متداولہ کر چکے تھے اہل سمرقند و تھخن کو دانشمند اور زاد کتے تھے ایک مولانا زادہ مولانا عثمان کو اور دوسرے مولانا برہان الدین خٹلانی کو۔ اور خدمت مولانا نے چالیس سال حضرت کی دولت ملازمت اور صحبت کی پائی تھی اور سفر و حضر میں خدمت پر قائم رہے فرماتے تھے کہ ایک بار سلطان احمد میرزا نے فضل رستمان میں کہ سوانح نامہ حلی تھی رستمان کے سفر کا ارادہ کیا اور حضرت سے پیام کہ ہمراہ چلیں حضرت نے بے تالی قبول کیا اور ہمراہ گئے اور ایک جماعت ندام کو ساتھ لے گئے ان میں سے ایک میں بھی تھا اور اُس سفر میں بہت محنت حضرت اور تمام رفقا کی پہونچی ہو کہ ہوا نہایت تنگ تھی میرے دل میں کئی بار آیا کہ اگر حضرت یہ سفر اختیار نہ کرتے میرا کو اصرار کی طاقت نہ تھی اب یہ تمام تکلیف خود حضرت کو پہونچی ہو اور

جو مورث شوق و دلہرہ خدمت مولانا سے تین روز بعد وفات پائی اور حضرت نے تمام اصحاب و اعیان اور خواص و عوام سمرقند کے ساتھ اپنے نماز پڑھی اور احاطہ ملایا میں دفن کیا بعد اُنکے اٹھ روز ہوئے تھے خدمت مولانا جعفر نے انتقال کیا جیسا کہ گذرا طبیب فراسانی بنے علاج مولانا برہان الدین اور مولانا جعفر میں اختلاف کین اور قبیلہ کیا ان ایام میں کہ تعزیت مولانا جعفر علیہ الرحمہ کی درمیش تھی ایک روز حضرت آئے اور غصہ اور بہت تیز ہوئے اور سخت باتیں کیں اور فرمایا تو نے دوا دمی میرے مار ڈالے کہ تمام روسے زمین میں انکا نہ سرنہ تھا اگر ساتھ طبعہ زمین و آسمان کے برابر رسوخ تو ڈال دے پھر بھی اتنی قیمت زیادہ ہو اور تو ایسے دوا دمی میرے مار ڈالے۔

مولانا لطف اللہ خٹلائی رحمہ اللہ

یہ بھائی خدمت مولانا برہان الدین کے تھے اور حضرت کے بزرگ اصحاب سے اور مقبول تھے عالم علوم فروع و طریقت کے اور اپنے ہمیشہ بسط کی صفت غالب تھی اور اکثر اوقات ہنسنے اور مسکراتے رہتے اور مدام حضرت کو شیرین اتون سے مسکراتے کی طرف لاتے اور حضرت بھی خدمت مولانا کے ساتھ اکثر اوقات نہی مذاق کیا کرتے۔ ایک دن مولانا سے سبیل طبیعت پوچھا کہ جس وقت تو سیاہ کرے تو کیسی بی بی کر گیا اسنے کہا سبز شیرین حضرت نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی نہیں جانا تو نے کہ چند روز بعد شیرینی جانی رہتی ہو اور سبزی رہتی ہو اور پھر فرمایا کہ ملا لہان طریق کو کہ خدائی نا شایستہ ہو پھر یہ بیت پڑھی بیت کہ خدا شیت مایہ ہوس است کہ را کن ترا خدا سے است تر حیمہ کہ خدائی کی ہو ہوس تجھ کو چھوڑ کہ خدا ہو بس تجھ کو خدمت مولانا لطف اللہ نے ایسا فرمایا کہ میں صغریٰ کے ایام میں کہ اپنی نکاح میں تھا ایک شب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ایک صورت نہایت حسن و جمال میں اور بھوت ہمیشہ میرے دل میں حاضر تھی جب حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا ایک دن اثناء سخن میں کسی تقریب سے فرمایا کہ آدمی کچھ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو مورتوں میں دیکھتے ہیں اور دفعۃً اس محل پر میری طرف دیکھا اور اسی صورت زیبائے کے ساتھ کہ میں نے اس زمانہ میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا ظاہر ہوئے اور یہ کہ اس صورت کا مشاہدہ موجب گرفتاری کا حضرت کے ساتھ ہوا اور بھی خدمت مولانا نے فرمایا کہ ایک بار دایچ میں کہ سفد سمرقند کا اک گاؤں و بارہ میل پر شہر سے وہاں حضرت کی ملازمت میں تھا اور ایک گروہ مولویوں کا ہمراہ تھا شرح منازل شیخ کمال الدین عبد الزاق کا شی علیہ الرحمہ کی مجلس میں موجود تھی حضرت اُس سے ایک بحث مذکور کر رہے تھے اور مولویوں سے پوچھ رہے تھے جیسا کہ قاعدہ حضرت کا تھا اس وقت کی خاطر میں کچھ کیا عرض کیا فرمایا کہ مذاق سخن اس طائفہ کا دوسرا جو ملاؤں کی تاویلات چھوڑ دیں چپ ہو گیا

اور آپ ہی آپ سوچا کہ جو خاطر میں آیا اچھا معلوم ہوتا ہے، حضرت نے قبول کیوں نہیں فرمایا اس اثنا میں صدرتِ سب کی حضرت سے ظاہر ہوئی اور باتیں کرنے لگے کہتے کہنے کرم ہوئے میں نے اپنے میں نقل اور بارِ عظیم کا احساس کیا اور گمان ہوا کہ سو من کا یو جہ میرے اوپر رکھ دیا اور نہایت گرانی اور بے طاقتی سے بے گناہ گیا اور پیش کی حالت مجھے جاتی رہی اس محل پر آنکھ میری حضرت کے رومے مبارک پر پڑی دیکھا کہ حضرت کا چہرہ نورانی بڑا ہوا شروع ہوا اور لب مبارک ملتا تھا اور کوئی چیز مجھے مسسوع اور منہم نہیں ہوتی تھی اور ایسا بڑا مہاکم تمام گھر کو گھر لیا اور کوئی جگہ خالی نہ رہی اور میں اب اسٹنگ ہوا کہ قریب تھا میری سانس نہ کر کے جا رہے اور یہ حالت مدت تک رہی پھر دیکھا کہ غوثِ اعظم حضرت کا اپنے حال پر آتا چلا اور میں سبک ہوتا تھا حتیٰ کہ حال اصلی پر آ گیا اور میں اس تمام نقل سے خلاص ہوا اور اہل مجلس کو اس ماجرے سے کچھ خبر نہ تھی۔ اور یہ بھی خدمت مولانا نے فرمایا کہ محلہ خواجہ کشمیر کے اندر بلازمت حضرت میں تھا گرم، نہ تھا کہ کڑی پہنہ حرم سے نکل کر حرم میں آئے حضرت کا جنبہ میرا نظریں بہت حقیر معلوم ہوا خاطر میں گذرا کہ یہ سب تصرف ملکوں میں حضرت سے ظاہر ہیں اس جنبہ کے ساتھ محض عنایت اور قدرت حق ہو سچا نہ تعالیٰ اس خطرہ کی آتی ہے اپنا تک نسبت فقیر بمقام عنایت والیقات ہوئی اور باتیں کرنے لگے اور پھر اسی طرح رومے مبارک حضرت کا بڑا ہوا اور اس حد کو پہنچا کہ تمام حرم کے مبارک سے پڑ ہوا اور میں ایک گوشہ میں ہو گیا اور تنگ ہوا اور بہ ستورس و درکت جاتا رہی ایک آواز میرے کان میں آتی تھی لیکن کچھ سمجھ میں نہ آتی تھی اور اس حالت کو طویل ہوا اور میں بیخود تھا صاحب ہوش آیا دیکھا کہ حضرت کا چہرہ مبارک اصلی حالت پر آ گیا۔ اور یہ بھی خدمت مولانا فرماتے تھے کہ شروعات میں ایک بار حضرت کے ساتھ موضع کی نگران کی طرف ہم جاتے تھے اور گھوڑا میرا بہت شست اور بجا ہوا تھا اور اس وجہ سے حضرت کے آگے آگے بڑی تشویش اور محنت سے ہانکتا تھا کہ ایسا نحو حضرت کی سنات سے رہاؤں ناگاہ حضرت میرے عقب سے آئے اور ایک کوڑا میرے گھوڑے کے مارا اور فرمایا گھوڑا تمہارا راہوار نہیں ہے نہ الحال میرا گھوڑا ایسا راہوار ہو گیا کہ ہر چند حضرت تیز چلتے تھے میرا گھوڑا راہواری میں آئے گھوڑے کے ساتھ گیا اور ایک قدم پیچھے نہ رہا اور میں اسکی پیچھے پڑا سودہ ہوا اور جو اصحاب کہ ہمراہ تھے اور حقیقت حال سے آگاہ تھے حیران اور شہدِ حوئے کے اسکے بعد وہ گھوڑا جب تک جیتا رہا اسی طرح راہوار تھا ہرگز کبھی اس کے مستحقِ ظاہر نہ ہوا اور اس احوال کا مشاہدہ میرے یقین کی ترقی کا سبب حضرت کی نسبت ہوا۔

مولانا شیخ ادا م اللہ جلّال افاضتہ

یہ بزرگ اصحاب حضرت سے ہیں اور برسوں حضرت کے امور دنیوی کا انتظام انکی سپردگی میں تھا یعنی اعزہ سے سنگا گیا کہ جب رات کو مولانا اپنے گھر جاتے ہیں غوثی ویرا اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور کچھ کھانا

ناول کرتے ہیں جب اُنکے آدمی لیٹ رہتے ہیں مولانا پچھٹا ہاندھک دم صبح تک قبلہ رو بیٹھتے ہیں اور بڑے اہتمام سے اُس نسبت کو جو حضرت سے حاصل کی ہو ورزش اُسکی کرتے ہیں حضرت مولانا شیخ کی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس نفس اور نفی داشتات پر امور تھے اور اُسکے موید یہ ہو کہ ایک روز خلوت میں کسی تقریب سے فرمایا کہ ایک سانس میں اکیاؤن دفعہ ذکر کیا جاتا ہو ساتھ اسکے کہ ملاحظہ ہو نفی غیر کا اور اثبات مقصود کا اور رعایت بازگشت اور وقوف قلبی اور وقوت عددی بغیر اسکے کہ نفس کو تھی کرے یا دل کو خفقان ہو یا کوئی اثر صورتِ ظاہر ہو ایک دن محلہ خواجہ کفشیہ احاطہ ملایان کے ایک طالب علم کے حجرہ میں ایک جماعت اصحاب مخلص کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت کے تصرفات اور کرامات عجیب و غریب کا تذکرہ ہو رہا تھا اور ہر ایک شخص ایک نقل کرتا تھا اور خدمت مولانا خاموش تھے دل میں آیا کہ کیا ہو کہ یہ بھی اس باب میں کوئی سخن کہیں ایک لحظہ بعد فرمایا کہ سب تصرفات آفاقی اور ظاہری حضرت کے بیان کیے کوئی تصرف باطنی آپکا بیان کیا اچانک کہا کہ آپ کرم کریں اور اس باب سے کوئی حکایت کو فرمایا کہ ابتداً جب میں حضرت کی ملازمت میں پہنچا اور ایک تعلیم سے فیضیاب ہوا بہت جان توڑی اور بڑی ریاضت کھینچی تب تھوڑے تھوڑے نتیجہ اور آثار مشغولی کے ظاہر ہونے لگے اور حضرت کے التفات سے روز بروز آنکو قوت ہوتی رہی تب چند روز بعد کس قدر جمعیت خاطر ملی اور نے الجملہ نسبت آگاہی حاصل ہوئی اچانک حضرت نے مجھے بعض امور زراعت وغیرہ کے انصرام کا امر فرمایا اور دنیا کے امور میں مشغول رہنے سے عمل باطن میں فتور آیا اور وہ نسبت تھوڑی تھوڑی ضعیف ہونے لگی اور مجھے اس جہت سے بڑا رنج ہوا اور حزن بہت دامگیر ہوا میں نے کہا جاؤن اور اپنے دل کا درد حضرت سے عرض کروں اور فرصت تاکتا رہا اور ایک خلوت میں حضرت کے حجرہ کے اندر پہنچا اور میں نے چاہا کہ اپنی پریشانی حال سے ایک شمع عرض کروں فرمایا کہ مولانا شیخ طالق خواجگان قدس السداد و احتم میں خلوت و راتخمن قاعدہ لگی ہو اور اُنکے کار و بار کی بنیاد آپ پر ہو اور یہ اصل لی گئی اس آیت سے ہو رجال لا تلیہم تجارت و ولا بیع عن ذکر السداد ان ہر گون کی نسبت شریفہ محبوب ہو غیرت محبت اسکی مقتضی اسکی ہو کہ محبوب مستور رہے محب غیر متذکب روار کھے کہ محبوب بے پردہ ہو کہ نسبت کو بے پردہ ورزش کرنا اس گروہ کا داب اور قاعدہ نہیں ہو اس سے چارہ نہیں ہو کہ اس نسبت کو کسی شغل کے ساتھ اشغال ظاہری سے جمع کرے میں نے در باطن زاری کی دو امر کی جمع سے میں عاجز ہوں اس عمل میں فرمایا کہ محبت کرو اور حملہ شاید کہ حق سبحانہ ایک قوت عطا فرمائے اور کام پورے ہوں اور اسی حال کے قریب التفات کی کہ جو کچھ تکلف کبھی کبھی نہیں آیا تھا باطن پر غالب ہو اور ثابت نہ گن ہو گیا اور دل اُسکے ساتھ مطمئن ہوا اور خاطر سے تردد گیا اور پھر سب اشغال اور سب احوال میں اور خواب و بیداری میں نصیب العین ہوا اور امدت اسے کا سپر شکر ہو

مولانا سلطان رحمہ اللہ

یہ حضرت کے اجارہ اصحاب سے ہیں اور دانشمند تبحر اور عالم علوم ظاہر اور علوم انیاط لفظ اور حضرت کی اجازت سے سفر مبارک حجاز کا کبا تھا اور حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا و کرامتہ کی زیارت سے بہرہ یاب ہوئے اور پھر ملائین آئے کہتے تھے کہ میں ابتدا و حال میں ایک دن قعبہ ماترید کو جاتا تھا کہ ملازمت حضرت میں پہونچون ہر چند راہ میں سعی کی کہ اپنے تئیں توجہ یا مراقبہ کے طریق سے جمع کر سکون تاکہ جمعیت خاطر کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں یہ بات حاصل نہوئی آخر بطریق نفی و اثبات کے میں مشغول ہوا اور چند ذکر اُس کے شرائط سے کیے تب تھوڑی سی نسبت حضور پر پہل ہوئی اُس نسبت کا حفظ کر کے حضرت کی مجلس میں آیا جب میں بیٹھا ایک لحظہ کے بعد فرمایا کبھی طریق نفی و اثبات سے تو مشغول ہوتا ہو میں نے کہا اکثر فرمایا جب تو بیٹھا تو ایک نسبت ظاہر ہوئی جو نتیجہ نفی اور اثبات کا ہو حضرت کے سخن سے مجھے معلوم ہوا کہ اگرچہ حضور صبح امد ایک ہو لیکن نسبت حضور پر جو ذکر سے حاصل ہوتی ہو ایک رنگ خاص رکھتی ہو اور جو نسبت کہ توجہ یا مراقبہ یا رابطہ سے حاصل ہوتی ہو ہر ایک کا رنگ علیحدہ ہو ان گوناگون رنگ میں فرق کرنا فراست خاص پر موقوف ہو کہ اخف النواص اولیاء اہل اختصاص کو ہوتی ہو جو علم لدنی کی تائید پائے ہوئے ہیں۔ اور اعداد و انا تیرہ

مولانا ابوسعید ادبھی دامت قوائدہ

یہ اصحاب مقبول حضرت سے ہیں اور پیش بریں حضرت کے آستانہ پر حاضر ہوتے رہے کہتے تھے کہ میری غرضی سبب حضرت کی خدمت میں یہ تھا کہ ابتداً جب میں سمرقند گیا مرزا آغ بیگ کے مدرسہ میں چند روز تحصیل علوم کرتا رہا اور بالکل مطالعہ پر جمکا ہوا تھا دفعۃً بے سبب میری طبیعت تحصیل سے برداشتہ ہو گئی اور داعیہ درویشی اور صحبت اور خدمت درویشوں کا دل میں آیا مدرسہ کے تیرہ سے باہر آیا ایک عالم آشنا ملا میں نے کہا تو کہاں تھا اور تیرا حال کیا ہو کہا کہ کوہ نوین شیخ الیاس عشقی کے پاس تھا اور اب اُن کے پاس سے آتا ہوں اور اس قدر اُسکی تعریف کی کہ مجھے اُسکی صحبت کو بہت جی چاہا اس درجہ کہ تیرہ میں پھر ملٹ کر نہ گیا اور غفین قدموں کوہ نور جہان اُسکا فکر گاہ عقاستوجہ ہوا اتفاقاً تیرا گزر حضرت کے مدرسہ کے دروازہ پر ہوا دیکھا کہ اُسی وقت حضرت بھی راستہ سے ہوئے اور مدرسہ کے دروازہ پر اتر پڑے اسنے دل میں کہا کہ حضرت کی ملازمت کبھی نہیں کی اول انکی صحبت رکھوں پھر کوہ نور کو جادوں سو حضرت کے پیچھے پیچھے مدرسہ میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک جماعت یاروں کے ساتھ صف مدرسہ میں بیٹھے ہیں میں بھی گیا اور یاروں کی صف میں حضرت کے روبرو بیٹھا ایک لحظہ سکوت کیا بعد ازاں مبارک اٹھایا اور مجھے مخاطب کر کے یہ بیت پڑھی میت در کوہ چہ میرای بمن باش + امروز معاذ و جیل نیست ترجمہ کیا کہ گنج کوہ میں جا کر آدر میرے پاس رہ + آج کے دن کوہ میں موجود کب ہیں وہ معاذ + یہ لکھا اٹھے اور پڑے

سے نکل کر سوار ہو گئے اور میرے باطن کو اپنی طرف کھینچا اور میں حیران مضطرب رہ گیا اپنے دل میں سوچا کہ حضرت نے ہرگز میرا نام نہیں سنا کیا جانا اور کیا بیت تھی جو میرے اوپر پڑھی سر اسیمہ مدرسہ سے باہر آیا اور مدرسہ میرزا انجلیک کے طلبہ کو میں نے پیغام بھیجا کہ جو کچھ میرے حجرہ میں کتابیں اور اجزاء وغیرہ ہیں حق طلبہ پر اس میں تصرف کریں پھر گیا اور حضرت کے آستانہ کو لازم کیا ایک سال گزر گیا اور اس مدت میں حضرت نے مطلقاً بظاہر التفات نہ کیا مگر میری کشش اور گرفتاری باطنی روز بروز حضرت کے ساتھ زیادہ ہوتی تھی اور اس عرصہ میں ایک قباہ گستاخ سوزنی کی میں گذر آتا تھا جسکے نیچے نہ کرتے تھے انہی ایک سال بعد تھوڑی تھوڑی التفات حسب ظاہر آپ سے ظاہر ہونے لگی۔ اور یہ بھی خدمت مولوی کہتے تھے کہ ایک دن حضرت سے باہر عظیم میرے اوپر پڑا اور وہ بخشش کے لحاظ سے باطن میں حضرت سے مجھے پہونچتی تھی منقطع ہوئی اور اس درجہ قبض میرے اوپر غالب ہوا کہ خوف ملک تھا اور وہ بار او قبض میں شبانہ روز تک اٹھا یا آخر کو میں بیتاب ہو گیا میں نے بعض بزرگوں سے سنا تھا کہ اگر تہجد میں پڑھیں تو اُس کے بعد جو دعا کریں قبول ہوتی ہو ایک شب اس بیتابی میں بعد از نماز تہجد دعا کی کہ خدایا اگر میری ذات میں ایسی چیز ہو کہ حضرت کے مکروہ ہو تو وہ مجھے در کر اور میری استعداد اگر اس طرح کی ہو کہ حضرت کے موجب کدورت کا ہوتا ہوں مجھے دنیا سے اٹھا لے اس آستانہ سے دور ڈال ایسی باتیں مناجات میں کرتا تھا اور بیت رہ یا جب صبح حضرت کی ملازمت میں گیا اول سخن جو فرمایا یہ تھا کہ بھئی گمان کیا کہ ہم کام ایک کرتے ہیں اب جو تمہیں ناخوش آتا ہو اور اپنی مرگ اور دوری چاہتے ہو تو الگ ہو جاؤ اس سخن سے حضرت کے معلوم ہوا کہ وہ باہر اور قبض کہ فقیر کے حوالہ کیا تھا ایک تربیت تھا بعد ازاں مجلس میں انبساط اور انشراح تمام دل میں پیدا ہوا اور حضرت مولوی کے کلام سے یہ تین رشتہ ہیں۔

رشتہ اول کہتے تھے کہ اس کاروبار کا حاصل ذوق یافت اور الم نہ یافت ہو چاہیے کہ طالب جو کچھ پادین واردات جوہر سے ذوق یاب ہوں اور پھر اُس ذوق سے خالی ہو کر اُس چیز کے لیے جو نہیں پائی اور باقی ہو درد مند اور متاثر ہو اس واسطے کہ مقصود بے نہایت ہو جو کچھ اُس سے پادین نسبت اُس کے جو نہیں پایا نیم قطرہ کے حکم میں نسبت دیا میٹ کے ہو پھر اگر کوئی چیز پادین سر جھکائیں اور اُس کے ساتھ آرام حاصل کریں اور اُس کے ذوق میں رہیں اور اُس ذوق کے ساتھ اس عالم سے باہر جائیں ابد آلا باد اسی میں قید اور محبوس رہیں اور ذوق و مواجید دیکھیں جو بے نہایت ہیں محروم اور اگر عمر ابدی کے ساتھ اس یافت اور نہ یافت میں سیر کریں ابھی کچھ نگاہ نہ کچھ راہ چلے۔

رشتہ دوم ایک دن سورہ اخلاص کے آیات کے معنی فرماتے تھے اول موجود کہ حق سبحانہ کی ایجاد سے بلا واسطہ دوسری شے کے وجود میں آیا صادر اول تھا ہر گاہ میدان فیاض سے اظہار صادر اول کا مشابہ زادن یعنی تولد سے بخلاف حق سبحانہ نے اس سورہ میں آیہ کریمہ کم لیکر سے اُس مشابہت کی نفی کی اور ہر گاہ حق سبحانہ نے بعد ایجاد

موجودات اور اہلہما تعینات کے مظاہر الہی و کونی میں بحسب ذات و صفات و اسماء افعال کے ظہور فرمایا اس قسم کا ظہور مظاہر سے زاوہ شدن یعنی مولود شدن کے مشابہ اور مماثل تھا لاجرم حق سبحانہ نے اس صورت میں آیہ کریمہ وَلَمْ يُولَدْ کے ساتھ نفی اس مشابہت کی فرمائی اور ہر گاہ بعد از ایجاد موجودات کے نوع انسان کو بحکم خلق اللہ آدم علیہ السلام نے الرحمن کے دیدار کیا اللہ نے آدم کو صورت رحمن پریم نصیب فرمایا اور اس پر جمیع اسماء کیا اور اس کو اپنی ذات و صفات اور افعال بے نہایت کائنات بنایا جامعیت کی حیثیت سے اس کو مشابہت اور مماثلت ساتھ ذات یگانہ مقدس کے جسکی صفت آیہ قل ہو اللہ احد اللہ احد ہو کہو اللہ ایک ہو اللہ پاک ہو پائے گئے کہ آسمین و ہم تصور کفو کا تھا لاجرم حق سبحانہ نے آیہ کریمہ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ فُؤَادٌ رَحِمَةً میں تھا اس کا کفو کوئی نفی اس مشابہت اور مماثلت کی فرمائی۔

رشتہ کہتے ہیں کہ ایک دن اپنے والد کے ساتھ مجلس وعظ خواجہ شمس الدین کو موسیٰ میں کیا تھا اس مجلس میں خواجہ سے ایک کرامات دکھائی اور ایک آیت کی تفسیر سنائی کہ وہ دونوں عجیب غریب تعین کرامات یہ تھی کہ خواجہ معارف الہی اور لطائف ماثنا ہی میں ایک باریک سخن اور نکتہ غامض فرماتے تھے کہ اہل مجلس سے بعض کو بوجہ پوشیدہ ہونے اس سخن کے اور نہ مکشوف ہونے اس کے معنی کے ایک نمودگی آگئی تھی اور بزرگ میں نے خود کو غیرت آئی فرمایا کہ تم اُنکھتے ہو حال آنکہ میں اگر اس سخن کو مسجد کی چھت سے کہوں اُس پر اثر ہو جائے اور ہلکے سے ڈگمگا جائے جب خواجہ نے اشارہ مسجد کی چھت سے کیا چھت میں ایک کپ کیا ہٹ پڑا اور وہ چھت لکڑی سے پٹی تھی لکڑیوں میں سے چڑاڑ چڑاڑ کی آواز آنے لگی چنانچہ مسجد والے اوپر تلے کرے ہو دروازہ کے پاس پہنچے باہر کو بھاگے اور چوہنبر کے پاس تھے دوڑے اور چوہنبر کے پاؤں میں لپٹ گئے ازاں جا کہ میں کم عمر تھا حاضرین سے بلند تر دوڑا اور چوہنبر کے پایہ سے چٹ گیا اور خواجہ سے نہت و نرنگ بن کر آئے اور پرسکوت کیا بعد ازاں پھر وعظ کئے لگے اور لوگ خوب حاضر اور متوجہ ہوئے اور اس آیت کی تفسیر بھی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو احسن کما احسن اللہ الیک کہوئی کہ جیسی کہ نکوئی کی ہو خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی خدا کی بندہ کے ساتھ وہ تھی کہ سب سے پہلے ازل ازل میں خدا تعالیٰ نے ظاہر ہوتا اور بندہ پوشیدہ پس بندہ کے سنگ یہ بھلائی کی کہ بندہ کو ظاہر کیا اور آپ چھپ گیا پس بندہ کو تعلیم دیتا ہر اور حکم کرتا ہو کہ بھلائی کی جیسی کہ خدا تعالیٰ نے تیری نسبت بھلائی کی ہو یعنی تو بھی اپنے کو نفی وجود سے پوشیدہ کرتا کہ خدا تعالیٰ نے ظاہر ہووے

مولانا محمد قاضی ادا م اللہ برکات افادہ

یہ حضرت کے اصحاب مقبول سے ہیں اور انھوں نے حضرت کے مناقب اور شمائل اور خصوصیات اور فضائل میں ایک کتاب بنائی جو بزم سلسلۃ العارفین، ذکرہ السیدین، اسمیں لائے ہیں کہ حضرت ۱۶۱۲ھ سوچا سی میں شریعت

خدمت میں پہونچا اور بارہ سال کے قریب حضرت کی ملازمت میں رہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر اس پر ہے چونکہ خدمت مولانا لطف اور معارف صوفیہ میں دلدادہ و احکم کے باجائے میں طبیعت بلند اور فہم اجندہ رکھتے تھے لاجرم حضرت حقانی اور قاضی اس گروہ کے فرمائے وقت خدمت مولوی کو بہت مخاطب کیا کرتے کتے تھے کہ ایک روز حضرت نے مجھے استفسار کیا کہ ان باریک باتوں سے جو مجھے سنتے ہو کوئی نقصان اُن عقائد میں پاتے ہو جو مان باپ استاد سے بچپن میں سیکھے تھے میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میں تیرے ساتھ اس رنگ کے سخن کہہ سکتے ہیں خدمت مولانا سے سنا گیا اس سلسلہ العارفین میں بھی لکھا ہو کہ استاد میری ملازمت کی حضرت سے وہ تھی کہ ایک طالب علم کرانی مولانا نعمت نامی کے ساتھ سمرقند سے ہرات کے ارادے پر آیا تھا جب میں وہ شادمان میں پہونچا اور گرم ہوا اور لوگ سبب توقف کیا عصر کا وقت تھا کہ حضرت پہونچے سلام کو گیا پوچھا کہاں کا تو ہو میں نے کہا سمرقند کا پھر باتوں میں مشغول ہوئے اور جتنا کچھ خاطر میں تھا سب ظاہر کر دیا ازاں بعد ایک سخن یہ تھا کہ فقیر کو آوارہ کر کے اس ولایت سے لیے جاتا ہو اس بات کو ایسا ظاہر کیا کہ میری خاطر حضرت کی طرف بہت ہی مجذب ہوئی اور اثناء سخن میں فرمایا کہ اگر مقصود تحصیل علوم ہو یہاں بھی میسر ہو اور اس وقت ثابت ہو گیا کہ میری مخفی باتوں سے کوئی چیز نہیں ہو مگر یہ کہ حضرت اسکے مجموعہ پر مطلع ہیں اور یقین ہو کہ حضرت کو خلق کے باطنوں پر اشراق عظیم ہو باوجود اس علم کے میری خواہش جو سفر کی تھی کم نہ ہوئی کہ بہت سی ہرات کے دیکھنے کو جی چاہتا تھا قرشی کا ارادہ کیا منع کیا اور کہا بجا را کی طرف جاؤ اور صبح حاضر ہوا کہ اجازت مانگوں کسی نے کہا کہ اب میں مشغول ہوں مگر ایک لمحہ گزرا دیکھا کہ حضرت اپنی نشست کی جگہ سے اٹھے اور میری طرف آئے اور فرمایا کہ سچ کہو ہرات درویشی کے لیے جاتا ہو یہ تحصیل علم کو میں نہایت دہشت سے خاموش تھا مولانا نعمت الدین نے کہا درویشیان اسیں غالب ہیں تحصیل کو روپوش کیا ہو مسکرائے اور فرمایا اگر یہ ہو تو اچھا ہو اور میرا ہاتھ پکڑ کے پائین باغ کو چلا اور اس قدر گئے کہ لوگوں سے دور ہوئے کھڑے ہوئے بعد اسکے کہ حضرت کا دست مبارک میرے ہاتھ میں آیا آپ سے غائب ہو گیا اور تھوڑی دیر اس غیبت پر گزرے جب میں حاضر ہوا باتوں میں مشغول ہوئے فرمایا کہ ہمارے خط کو تو نہیں پڑھ سکتا اور حبیب مبارک سے ایک خط نکال کر پڑھا پیٹا اور مجھے دیا اور فرمایا ہماری کتابت کو خوب احتیاط سے رکھنا اور وہ تحریر یہ ہو کہ حقیقت عبادت کی خضوع و خشوع اور شکستگی اور نیازی کو شہود اور غفلت حق سبحانہ سے دل پر ظاہر ہو ایسی سعادت موقوف پر محبت ہو اور ظہور محبت اس پر موقوف ہو کہ متابعت سید الاولین والآخرین علیہ من الصلوٰات اتمنا دامن التحیات اکلہا پر ہو اور متابعت موقوف ہو اس پر کہ طریق متابعت کو جانے پس بظہورت ملازمت علما کی کرنی چاہیے جو دلائل علوم دینی ہیں اور ملازمت اُن علما سے جنہوں نے علم کو وسیلہ معاش دنیوی اور سبب حصول طہ کیا ہو دور رہنا چاہیے اور صحبت اُن درویشوں سے کہ رقص اور سماع کرتے ہیں اور جو کچھ ہوئے تماشائی

اور کھائیں پر ہیز کرنا چاہیے اور توحید و معارف کے سننے سے کہ نقصان عقیدہ کا سبب اہل سنت و جماعت کے مذہب میں ہو دور رہنا چاہیے۔ تحصیل ظہور معارف حقیقت کے لیے کہ متابعت محمد رسول اللہ سے وابستہ ہے صلے اللہ علیہ وسلم کرتی چاہیے والسلام۔ اُسکے بعد لوگوں کے پاس آئے اور مجھے سفر ہرات کی اجازت دی اور فاتح پڑھی اور سوار ہو گئے ہم حضرت کے اشارہ کے موافق بنجارا کو چلے تھوڑی دور ہم راستہ چلے تھے کہ ہمارے عقب سے ایک پیادہ دوڑتا آیا اور دوسری ایک کتابت لایا جو خدمت خواجہ کلان دلا بزرگوار حضرت مولانا سید کا شغری قدس سرہ کے واسطے لکھی تھی کہ حامل رقعہ نیاز سے خبردار ہو شیاء رہیں اسے فرصت ندین کہ بیکار رہے اور جیسے ساتھ چاہے اختلاط کرے اس خط نے بڑی تاثیر کی گویا ایک تیر تھا کہ نرم رسیدہ مسینہ پر لگا دالی لکل حضرت کی ملازمت کا شیفہ ہوا یہاں تک کہ قالب متوجہ بنجارا کا تھا میں بیتاب و بیہ آرام ہوا اور ہرنزل میں ایک چیز واقع ہوئی کہ پلٹ جانا چاہیے مگر یہ عجائب بات تھی کہ سفر کی تشویش خاطر سے نہیں نکلتی تھی بنجارا تک پہنچنے میں چھ سواری بدلی لگیں اور ہرنزل میں ایسی صورت پیش آئی کہ اس سواری میں نہیں سوار ہو سکتا تھا جب بنجارا پہنچا ہوا اور دیشم ہو گیا چند اس سبب سے سفر موقوف رہا اسکے بعد چند بار پھر وہاں سے سفر کا قصد کیا ہر بار ایک عارضہ پیش آیا کہ مانع سفر ہوا آخر کو تپ لرزہ آیا اپنے دل میں کہا اگر آئندہ سفر میں کوشش کرتا ہوں تو مرنے کا خوف ہو بالکل سفر کا خیال خاطر سے میں نے دور کیا بعد ازاں حضرت کی ملازمت کا قصد کیا جب تا شکند پہنچا خیال ہوا کہ لنگر شیخ زادہ الیاس کو جاؤں چونکہ اُسکے رشتہ ارادت میں ہوں آخر انگو دکھا ہونگا اور باطناً ایک قسم کی اجازت چاہی کہ واسطے کہ حضرت کے جذبہ صحبت نے غالب کر کے آرام کر دیا ہو تپ سواری لکھی کتابوں کی خرچین سمیت ایک آشنا کے سپرد کیا اور بازار میں آیا کہ درویشوں سے کسی کو تلاش کروں کہ اُسکے ساتھ لنگر جاؤں ایک شخص آیا اور کہا اپنی سواری کے گھوڑے کو لے آؤ کہ لنگر چلین میں آیا کہ اپنی سواری لیکر جاؤں ایک بولا کہ الان تیر کتابوں کی خرچین سمیت لے کر گیا ہو اور بہت آدمی اسکی جستجو کر رہے ہیں ایک کنبہ میں بیٹھا اور فکر میں سر جھکا لیا اس آشنا میں مجھے خطرہ ہوا کہ طبقہ خواجگان قدس الدار و اہم غیور آدمی ہیں اسقدر میری طرف التفات کر کے متوجہ ہوئے اور خود دوسرے کی زبانت کا ارادہ کرنا ہو اچھا ہو کہ اس سے زیادہ مجھے ضرورت نہ ہو چاہا ہوا اپنے دل میں اس غریمیت سے منحرف ہوا اور ہتھقلی چلی اچانک ایک آواز میرے کان میں آئی کہ تیرا مرکب مل گیا اور کوئی نقصان نہیں ہوا سر اٹھایا دیکھا کہ میرا گھوڑا لاکھ لاکھ آیا ہو وہ آشنا کہنا ہو ایک امر عجیب واقع ہوا کہ تیرا گھوڑا اپنے سائے میں نے ہانڈا تھا اکیلا جو دیکھا تو مرکب نڈا دیا چھینے میں ہوا اور بہت شہار ہو کہ بازار بنگلہ میں کوئی چیز کم ہو گئے اور پھر اپنے اس واسطے کہ بڑا اثر و عام وہاں ہوتا ہی بہت نادر بات ہو کہ بلا کسی نقصان کے ایسا ہو۔ اور اس امر کی خوشی سے مجھ میں ایک کیفیت پیدا ہوئی سوار ہوا اور سہر قند کو چلا

اور شیخ کے لشکر کو نہ گیا جب حضرت کی صحبت سے مشرف ہوا مسکرا کر فرمایا خوش آمدی مجھے معلوم ہوا کہ میرے سب گزشتہ احوال سے بخبردار ہیں بلکہ وہ تمام موانع سفر کے حضرت کی طرف سے ہوئے ہیں اور بھی خدمت مولانا محمد کتے تھے لکڑیاں بارہری شروع حاضری میں کہ حضرت ربا خانہ میں رہتے تھے دل میں آیا کہ خواجہ ذکر باورق سیری کے طوف کو جاؤں جب گنبد مزار کے در پر آیا قبل اسکے کہ گنبد میں قدم رکھوں ایک کیفیت عجیب واقع ہوئی کہ میں گر پڑا اور اپنے اندر ایک درد عظیم پایا کہ مجھے دوہرا کر دیا قریب بھا کہ روح بدن سے نکلا جائے میری خاطر میں آیا کہ حضرت کی صحبت سے باہر آیا اور حضرت کی بلا اجازت مزار کی زیارت کو تو متوجہ ہوا خوب نہ تھا فوراً استغفار کی اور گنبد میں قدم بغیر رکھے واپس چلا آیا جب حضرت کے سامنے بیٹھا پہلی مرتبہ کہا تو نے کیا نہیں سنا کہ بزرگوں نے کہا ہو کہ زندہ بہ انشیر مردہ ترجمہ زندہ بلی مرے شیر سے بہتر ہے اس حال کا مشاہدہ میرے لیے موجب زیادہ یقین کا حضرت سے ہوا بعض اصحاب بزرگوار کہتے تھے کہ جب حضرت کو احقر موت کا وقت ہوا اور ایک جماعت بیٹے پوتے اور خواص اصحاب موضع کے نگران ہیں حضرت کے سرالین پر بیٹھے تھے اس محل میں فرمایا کہ ہر ایک شخص ہمارے لوگوں سے ایک چہین پسند کرے فقر و غنا سے اور پہلے خدمت مولانا محمد کی طرف متوجہ ہو کے کہ اول تو اختیار پسند کر خدمت مولانا نے فرمایا میں نے وہ اختیار کیا جو آپ کا مختار ہو حضرت نے فرمایا کہ ہمارا مختار فقر ہو اسکے بعد ایک اہلکار کو اشارہ کیا کہ چار ہزار شاہرخی مولانا محمد کو دے کہ وہ فقر اختیار کرے کہ اُسکو سرمایہ یعنی جمع پونجی بنائے اور فقر کی فراغت کے لیے جو اسکے گرد ہونگے اور خدمت مولانا نے تعمیل امر کے لیے وہ نقدی

لے لی اور اپنا اور اپنے اصحاب کی معیشت کا سر پایا کیا

مولانا خواجہ تاشکندی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ حضرت کے قدیم اصحاب اور بڑے دکلا سے تھے اور ابتداء حال میں تاشکند کے مقام شرف قبول سے مشرف ہوئے ہیں بعض غریبوں نے خدمت مولانا سے نقل کی کہ فرمایا ابتداء جب حضرت نے خراسان سے اصلی وطن کو مراجعت کی اور زراعت کے کام میں مشغول ہوئے اس وقت میں بیس برس کی عمر کا جوان تھا حضرت کی ملازمت کیا کرتا اور حضرت میرے اوپر بہت التفات کرتے تھے اس بنا پر میں ایک جماعت ہم صحبت نے کہ تحصیل علوم کا ارادہ رکھتی تھی اور سمرقند کے جانے کو مستعد تھی مجھے بہت حقوق دلایا کہ تاشکند میں تیری اوقات ضائع ہوتی ہو اور جاہل اور ناخواندہ رہا جاتا ہو اس قدر کہ میری طبیعت بھی جانے کی طرف مائل ہوئی میں دل میں سوچا کہ اگر حضرت سے جانے کی اجازت چاہتا ہوں غالباً کہ مانع ہوں اس سے کچھ بہتر نہیں ہو کہ رقمہ میں ذوق تحصیل اور سمرقند جانے کا قصہ لکھوں اور حسب وقت حضرت موجود ہوں جہاں وہ بیٹھے ہیں کھڑے ہوں اور جہاں وہ جگہ پر ہوں جب قہر کے مضمون سے مطلع ہوں اور میں حاضر ہوں تو نافع نہونگے اور اس صورت میں اجازت بھی

حاصل کر لوں گا پس رقعہ میں نے لکھا اور دہان رکھا اور چل دیا۔ اتفاقاً اُس دن حضرت اُس مکان میں نہ آئے شام کو مغرب کے وقت آئے وہ رقعہ دیکھا جب بلایا تو میں نہ تھا اُس صورت سے متغیر ہوئے اور فرمایا کہ وہ زبان قلم سے ہمارے ساتھ بات کرنا ہے اور بجلیہ مجھے اجازت چاہتا ہے ہم بھی دیکھیں کہ کس طرح جانیکا اور اُسی دم حضرت بگڑے اور یہ بات فرمائی میں یاران تاشکندی کے ساتھ پہلی منزل میں اُتر اُتھا وقت شام اور وقت خواب کے درمیان درو سر نہایت سخت اور بڑی تپ خورق عارض ہوئی اس قدر کہ مجھے بتیاب اور بے آرام کر دیا فریاد اور نالہ کرنا میں نے شروع کیا یہاں تک کہ وقت شب بیکر کا ہوا اور آدمی سواریوں کے بار کینے میں مشغول ہو گئے ایک یار جو میرے سفر پر باعث کلی تھامیرے گھوڑے کو کسے لگا اور پایا کہ خرچین ڈالے اور سوار کر کے اُس موقع پر درو سر اور حرارت مجھے المصاعف ہو گئی اس درجہ کی کہ میں نے جانا سرسیرا چیرا گیا اور طبعی آگ کے اندر پڑا اور قریب ہلاکت ہو گیا میں نے فریاد کی کہ یارو مجھے چھوڑ دو اور تم جاؤ کہ حرکت اور سواری کا مکان نہیں ہے ہر چند یاروں نے چلنے کا سبب لیا کیا اشارہ سے منع کیا کہ بات کرنے کی طاقت نہ تھی جب یار لوگ ناامید ہوئے اور گئے میں اپنے دل میں سوچا کہ غالباً عارضہ حضرت کے سبب سے ہے کہ میرے جانے پر راضی نہیں ہیں اس حالت میں مراجعت کی نیت میں ملکی فوراً درو سر اور حرارت کم ہوئی شروع ہوئی اس قدر کہ وہ قوت حاصل ہوئی کہ میں اُٹھا اور خرچین گھوڑے پر رکھی اور سوار ہوا اور تاشکند کے راستہ پر روانہ ہوا جو قدم کہ گھوڑا رکھتا تھا اُس عارضہ میں تخفیف ہوتی جاتی تھی ستنے کہ تاشکند کے سوا دین پہونچا اُس صداغ اور حرارت سے کچھ اثر باقی قطعاً نہ رہا تھا نے الحال اپنے گھڑا یا اور اپنا گھوڑا بانہا اور حضرت کی ملازمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا جواب دیا اور تمہیں کیا فرمایا کہ سوا سٹے سمرقند تو نہیں گیا اگر میرے اوپر غالب ہوا زمین کو بوسہ دیا اور اُس بے ادبی کا عفو چاہا عنایت کر کے فرمایا جاؤ خدمت کر کہ میں تیرے سے بہت کام رکھتا ہوں اور امور کلی در پیش ہیں۔ جب حضرت مرزا سلطان ابو سعید کی درخواست پر تاشکند سے سمرقند کو آگئے تمام مہمات دنیوی مولانا خواجہ علی کے اہتمام کے ذمہ رکھیں اور اختیار امور کا اسکے انتظام سرانجام میں دیا اور مولانا کا تعارف مہمات میں اُس مرتبہ کو پہونچا کہ ایک دن میں حضرت کی طرف سے بیس بیس رقعہ بادشاہ زمان اور امرا و دیوان کو لکھتے اور کسی ایک کو بادشاہ کا مضمون رقعہ مولانا سے بتاؤ

کرنا اور تعمیل حکم میں دیر اور سستی کرنا

شیخ حبیب تاج تاشکندی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ قدیم اصحاب مقبول حضرت سے ہیں اور حضرت نے ترتیب سفر و اصحاب کی تاشکند میں اسکے سپرد کی تھی اُسے حکایت کی ہے کہ ایک بار حضرت تاشکند میں بعض یاروں سے خفا ہوئے تھے فرکت کو متوجہ ہوئے یا پھر حضرت کے عقب میں بڑی نیاز مندی اور مسکنت سے معذرت کو گئے جب دہان پہونچے دریافت ہوا کہ حضرت منع

منار میں مولانا سیف الدین سناری کی قبر پر مولانا اسماعیل فکرتی کے حجرہ میں ہیں کہ ولد عزیز مولانا سیف الدین کے تھے
 نوبت یا رتوجہ منار اور حجرہ مولانا اسماعیل کے ہوئے اور وہاں حضرت بصفت ہیبت و جلال متصف تھے جسے
 یاروں میں سے اُس حجرہ میں قدم رکھا اور اُسکی آنکھ نہ فرست پر پری بیہوش ہو کر سر کے بل لوٹا اور قریب اسکے
 ہو گیا کہ اثر حیات اُن سب سے دور ہوا اور آخر الامر رب انا آجبل اُس دیار کی ایک جماعت غلصان کے ساتھ بیٹھ
 اور اپنا سر پر سپنہ کر کے سفارش کی اور حضرت نے اُن غلصوں کی التماس کے سبب گناہ یاروں کا معاف کیا اور طاعت
 و محنت کے آثار نمایاں ہوئے اسکے بعد ایک ایک یا بیہوش میں آتا تھا اور اٹھتا تھا یہاں تک کہ سب اپنے اصلی حال پر آئے

مولانا نور الدین تاشکندی

یہ مقبول اور منظور دن سے تھے ایک روز حضرت محبت ذاتی میں سخن فرما رہے تھے فرمایا کہ اصل مصلح صوفیہ
 قدس العباد و اجماع میں محبت ذاتیہ عبارت از تباہ و تفتیش سے ہے حضرت حق سبحانہ کے ساتھ اس بات کے بغیر کہ
 اُسکا سبب جانیں یا موجب ہیچانین بلکہ وہ ایک میل اور انجذاب و کشش ہو جسکی دفع پر قدرت نہ ہو اور فرمایا کہ
 دوڑ گون سے نوح تاشکندی میں اس نسبت کو تینے یا ایک ہمیشہ ہمارے حلقہ کے گرد بھرا کر تا اور دور جا کر بیٹھتا اور
 گردن ٹیڑھی کر لیتا ایک روز وضو کے لیے میں اٹھا طہارت کی چھانگل کی طرف مبادرت کی جب میں وضو کر چکا اُس
 سے میں نے پوچھا کہ یہاں تیرے آنے کا سبب کیا ہے اور کیوں اس حلقہ کے گرد بھرتا ہے کہا میں بھی نہیں جانتا ہوں لیکن
 اسقدر واقف ہوں کہ جب میں یہاں آتا ہوں اپنے باطن میں ایک کشش اور میل حضرت حق سبحانہ کی طرف پاتا ہوں اور
 اپنے کو سب مرغوبات سے خالی دیکھتا ہوں اُس سے بڑی لذت میرے دل میں پہونچتی ہے اور جب باہر جاتا ہوں اُلتیبت
 سے خالی ہوتا ہوں اور وہ دوسرا لگا بہت خوبصورت تھا اور ہمارے اصحاب سے ملا جلا رہتا تھا اور اُس نوح
 میں بہت آدمی اُسکے ساتھ خاطر کا تعلق رکھتے تھے اور ہمارے اصحاب کو بھی اُسکے ساتھ متم اور
 مطعون کرتے تھے میں نے کہا اُس سے معذرت چاہو تاکہ چلا جائے ہر چند مبالغہ کیا اور ہانکا کچھ فائدہ نہ تھا یہاں تک کہ
 آخر رونے لگا اور بہت اضطراب کیا اور کہا تمکو اس میں کیا فائدہ ہے کہ میں یہاں نہ آؤں اور باہر لوگ مجھے نشوونما
 میں اور میرا دل کشاکش و لغواہ چیزوں میں پڑتا ہے اس حضور اور جمعیت باطنی سے کہ اس حلقہ میں اپنے روز پاتا ہوں
 دور جا پڑوں گا یا رونے اُسے چھوڑ دیا اور معذور رکھا اور کام اُسکا دیاں تک پہونچا کہ اس نسبت کا مطلوب
 ہو گیا اس طرح سے کہ بار بار اپنے گھبراہٹ بھول جاتا اور جس وقت مجھے اُس سے ضرورت ہوتی اور جب چاہتا
 کہ اُسے کام کیوں وہ کام کر چکا ہوتا یا اُس کام میں ہوتا اور یہ سہ صاحب جمال کہ حضرت اُسکا ذکر کرتے تھے مولانا
 نور الدین تاشکندی ہیں۔ بعض اصحاب بزرگ سے ایسا سنا گیا کہ جب مولانا نور الدین تاشکندی میں ابتدا آئے
 طور حضرت میں شرف ملازمت کو پہونچے دو سیر مصری کرمانی حضرت کے سامنے لائے اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ

کسی سے کوئی چیز قبول کرین یہ اُس سے قبول کی اور حافیہ بن کو تقسیم کر دی اور اُس آشنا میں اُسے کہا کہ فائدہ کسی دہ کی صحبت کا یہ ہو کہ کسی کو اُسکے گم شدہ سے یاد دلاؤ مثلاً کسی نے ایک جو اقبہ تھی کھو دیا ہو اور اسے خبر نہیں اچانک کسی کی صحبت میں پہنچا کہ جو اہر کے گم کرنے اور اُسکے گم شدہ سے خبر دے اس صحبت کا فائدہ یہ ہو وہ حاضر ضرور ہووے اپنے جو اہر کے گم ہونے پر اور اُس سے اثر قبول کرے اور پھر اپنے گم شدہ سے خبر دے اس سخن نے اُس میں بڑا اثر کیا اور حضرت کی ملازمت کو لازم پکڑا ہر چند اُسکو اجازت دستہ اور در کر تے نہیں جاتا اور کہتا کہ مجھے اس درگاہ میں کوئی عرض نہیں ہو پھر اُسکے کہ مجھے چھوڑ دین کہ کبھی کبھی حضرت کے دیدار پر بارگاہِ کدیمہ کو اُسکو چھوڑ دیا اور اسے طریقہ رابطہ بتلایا اور اُس نسبت کی ورزش میں از حد مشغول ہوا اور تنویری فرصت میں مغلوب اُس نسبت کا ہوا ایک روز مولانا زادہ فرماتی تھیں کہ اس مقصد کی فصل دوم کے آخر میں اُسکا ذکر ہو چکا ہے طریق مشغولی باطنی مولانا نور الدین پر اطلاع پائی ہو اُس سے پہنچتی کہا ہو کہ اگر وقت نماز میں اس طریق سے تو مشغول ہو تو کفر کو پہنچتی ہو زنا نماز کے وقت اس طریق سے مشغول نہو ناگزیر تحریر یہ سے نماز سے باہر آنے تک سلام کے ساتھ اس نسبت سے تو باز آئے اور اپنے دل کو نگاہ رکھ لے مولانا زادہ کے جواب میں یہ بیت تحریر فرمائی رحمت اللہ کی بھی بیت زان روے کہ چشم تست احوال بہ معبود تو پر نیست اول ترجمہ اس وجہ سے کہ تیری آنکھ بھنگی ہو معبود تیرا اول تیرا ہی ہو۔ یہ خبر عرض مولانا زادہ اور جواب مولانا نور الدین کی حضرت کی عرض میں پہنچائی ہو حضرت نے مولانا زادہ سے کہا ہو کہ ایک شخص کو نماز کے اندر دل الماک و اسباب اور غلام و زہل اور مویشی اور انبار و سائر اشیاء خسیسہ کم قیمت میں جاتا ہو کافر نہیں ہو اگر ایک مومن کا دل ایک مومن سے ملو لڑ ہو تو وہ کس واسطے کفر کو ہو چنے بعض محدثوں سے ایسا سموع ہوا کہ مولانا نور الدین نے آخر اپنے کو حضرت پر فدا کیا ہو اور وہ ایسا ہوا کہ حضرت کو بار اول میں مرض طاعون پیدا ہوا اور داندہ پڑا نیلے رنگ کا بائیں پہلو سے نکلا کہ وہ اشد و صعب ہو اور اُسکا بڑا خطرہ ہو اس واسطے کہ قلب صغیری سے کہ موج حیوانی کا معدن اور حرارت غریزی کا منبع ہو قریب تر ہو اور وہ حضرت کی خدمت میں گیا اور بڑی نیاز مندی سے درخواست کی اور کہا کہ اجازت دیجئے تاکہ میں اس مرض کو اٹھاؤں کس واسطے کہ دنیا میں کوئی امر میرے وجود سے بندھا ہوا نہیں ہو اور حضرت کے وجود مبارک میں لاکھ حکمت اور معصومت اور حق سبحانہ کو حضرت کے ساتھ بہت کاروبار میں حضرت نے فرمایا تو جوان نو عمر دنیا کا دیدار اپنے میں اسیدین اور دل میں تمنائیں رکھتا ہو وہ رونے اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی امید اور کوئی آرزو اُسکے سوا نہیں ہو کہ اپنے آپ کو آپ کے اوپر قربان کروں حضرت نے اُسے اجازت دی اور وہ مشغول ہوا اور اُس بار کے نیچے آیا اور مرض کو کھینچا اور اٹھا لیا اور وہ نیلا داندہ حضرت کے بائیں پہلو سے اُسکے بائیں پہلو میں منتقل ہوا اور حضرت بصحت تمام بستر عرض سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا نور الدین نے سوا میں بیماری پر رکھا اور تین دن

میں بیکار رحمت حق سبحانہ ملا۔ بعضے اصحاب کہ کشف قبور وغیرہ کے ساتھ متحقق تھے انھوں نے فرمایا کہ ایک روز اسی کے قریب کہ مولانا نور الدین نے وفات پائی تھی حضرت کے ساتھ سوار گورستان تاشکند کے پورب کو جوتا ہوا میں گذرتا تھا دیکھا کہ مولانا نور الدین محمد میں پھرے اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت نے فرمایا کہ اسی مولانا نور الدین سیدھا سو وہ پھر گیا اور قبیلہ کی طرف منہ کیا اُسکی وفات آٹھ سو چالیس میں ہوئی کہ تاریخ بلالہ پر

مولانا زادہ اتراری رحمہ اللہ

یہ اصحاب کیا را اور اجلہ مقبولان حضرت سے ہوئے ہیں نام انکا محمد عبدالمدہ اور مولانا زادہ اتراری مشہور ہیں مولانا زادہ اتراری نے کہا ہے کہ جب حضرت کے شرف قبول سے میں مشرف ہوا ایک دن حضرت کی مجلس شریف میں مجھے خطرہ گذر آیا سبب یہ کہ حضرت نے مجھے سبق ذکر کا تلقین کیا اور اُسکا غلبہ ہونا گاہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا ہر کام ہر ایک کے مناسب نہیں ہے ذکر اور لوگوں کے مناسب ہے تمھاری استعداد بہت لطیف ہے تمھیں اُسکی احتیاج نہیں ہے۔ اور یہ بھی خدمت مولانا زادہ نے فرمایا کہ آغاز حال میں کہ حضرت کے بیان میں حاضر ہوا میری خاطر میں ایک خلش تھی کہ پیشتر میں گروہ خشقیان میں تھا اور چند روز اس طریقہ کی ورزش کی ہو ایسا نہ کہ اب سلسلہ ارادت سے میں باہر آؤں گی ارواح سے مجھے زحمت پہونچے گی نہایت فکر زور پر رہی اور یہ دوسو غلبہ کرنا جب فجر کو حضرت کی ملازمت میں آیا مجھے پوچھا کہ مشیخ سے کس طبقہ کے ساتھ تو نے اختلاط کیا ہے کہا پہلے خشقیان سے مجھے ارادت تھی اور اُنکے طریق کی ورزش پر میری خاطر جمی ہوئی تھی فرمایا کہ آج شب کو ایسا دیکھا گیا کہ ایک گروہ مشیخ ترک بڑے سلاح کے ساتھ ہمارے احاطہ اور حویلی کے گرد چکر لگاتے تھے اور کسی طرح اُسکی طاقت انھیں نہ تھی کہ احاطہ کے اندر آسکیں اور تصرف کریں غالباً تمھارے لیے ہوا ہو بعد ازاں میری طبیعت اس سوئے وغیرہ سے بالکل خلاص ہوئی اور یقین کیا کہ آپ کے ظل حمایت اور عنایت میں ہمیشہ آفات ظاہری اور باطنی سے محفوظ رہوں گا اور یہ بھی مولانا زادہ نے فرمایا ہے کہ ایک بار حضرت میرے حجرے میں آئے بخت کرائی اور کہا اسباب باورچی خانہ مولانا خواجہ علی سے ملے لو اسوقت منصرم مہمات اور دکیل علی الاطلاق مولانا خواجہ علی تھے جب کھانا لایا گیا حضرت نے کھانا لایا مگر یاروں نے کھایا بعد کھانا کھانے کے کہا کہ اس کھانے میں بے احتیاطی ہوئی ہے تحقیق کرو اور انہیں مبالغہ کیا بڑی تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ لکڑی میں کچھ قصور ہوا ہے نہایت غضب فرمایا فرمایا کام کی جڑ بنیاد غنا ہے میں احتیاط عظیم واجب ہے اسواسطے کہ بدن پر غلط ہو تا ہے اپنا اثر سالک پر ظاہر کرتا ہے یہ بے فوقی اور پریشانی حقیقت رکھتے ہیں اکثر فقہاء پریشان کے کھانے سے ہی بعض مہذبوں نے نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت فقیروں کی جماعت سے ایک مخلص کے حجرہ میں اصحاب سے صحبت گرم رکھتے تھے اور حضرت کے تصرف کا اثر سب میں ظاہر تھا تاہم جسے کہ جو کوئی اس مجلس میں اگر بیٹھتا تھا اُسکو کیفیت ہوتی تھی کہ پھر اُنہیں نہیں سکنا تھا اس درمیان میں کھانا ملائے خدمت

مولانا زادہ کو پیر استغفران قضا اور اسطرح اپنے سے غائب ہوئے تھے کہ ہر چند انکو بخش دیتے تھے مہوش میں نہ آتے تھے انکے
حضرت کی نظر اس وقت گئی لکھا کہ کوئی مولانا زادہ کو چاہتا ہو کہ اذوقہ میں آئے اور شہ یار کرے اسپر تر ہو کر فرمایا اسکو اسطرح تو بے اختیار
کو تیار ہو کر تو زمین جاتا کہ ہر ایک ہمسے اپنی استعداد کے موافق ایک چیز لیتا جو اس وقت مولانا زادہ ہمسے ایسے حال
کے رہا تھے مشرف ہے کہ وہ جہان کی اسے خبر نہیں ہو اور اگرچہ معلوم ہو کہ وہ کیا حال رکھتا ہو اس کے رشاک لذت سے
لکھا ناچتے نہ لکھا یا جاسے یہ میت پڑھی سمیت این بیٹوہ مشق کبریٰ را بنودہ این واقعہ ہوا الوسی را بنودہ مسکر
چہ مشوی بہا لیت زندہ دلائل نے ہر پہ تراغیبت کے را بنودہ ترجمہ یحشک کا شیوہ کر سکیو نہوا و یہ باجراہ ایک
ہوا الوسی کو حاصل نہوا۔ زندہ دل لوگوں کی حالت کا قبحہ کیا انکار یہ نہیں ہے کہ جو تھے نہیں وہ اور کیسکو بھی نہیں
ہو۔ خدمت مولانا زادہ نے حضرت کے عالم حیات میں ابا زت سفہا کی پانی ہو اور حرمین شہ فیض کی زیارت کے
بعد زاد ہما اللہ شرفا کر اتر دلائل شام میں آئے اور دمشق میں مقیم ہوئے اور ایک ماٹس ملک میں مرجع طالبان
رہے اور وہاں دنیا سے رحلت کی راقم انیوت نے مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی قدس اللہ برہ السامی کے
خط مبارک سے لکھا دیکھا ہو کہ ایک کتاب کی پشت پر یہ کلمات لکے تھے خدمت خواجہ عبداللہ ادام اللہ تعالیٰ
نے مولانا زادہ اترانی اور مولانا محمد عبداللہ دمشق کو لکھا تھا کہ بعد از عرض نیا زمندی یہ التماس ہو کہ محبت اہل
رکھیں کہ آخر حیات میں اس آلائش سے جسکی تعبیر اسکی آلائش سے کرنا باعث حیا ہو چاہیے کہ نجات ہوو اسلام

مولانا ناصر الدین اتراری رحمہ اللہ

یہ پہلے خدام مقبول حضرت کے ہیں اور وہ چھوٹے بھائی مولانا زادہ اتراری کے ہیں آئے لکھا ہو کہ اوائل حال
میں کہ ابھی اہل سمرقند نے حضرت کو نہیں پہچانا تھا ایک جماعت تاشکند سے آئی تھی بعضہ صفات و عادات اور کرامات
حضرت کے نقل کیے اور امور عجیب غریب کہتی تھی ان حکایات کے سننے سے کہ وہ بجز علامت ارباب لایت ہونہیں سکتے
سیری خاطر میں حضرت کی طرف ایک کشش واقع ہوئی مگر اس سبب سے کہ دل ایک منظر جمیل سے متعلق تھا توقف ہوا
اور جب وہ فترت متواتر پہونچیں باوجود گرفتاری خاطر اسطرح کی توجہ پر ارادہ مصمم کیا اور اس طریق کے طالبوں کے ساتھ
تاشکند میں آیا اسوقت حضرت بانٹشان میں تھے کہ کوہستان کے تلپے سے جو جب ملازمت میں پہونچا ہوا جو کچھ
سننا تھا اس سے زیادہ آنکھوں سے دیکھا اور جب از چند روز کہ فصل ربیع نزدیک تھی خاطر مراجعت پر غالب
آئی اور اس جوان کے عشق کے خیال نے دل کو بے آرام کیا اور چاہتا تھا کہ نوروز کے دن پشت کو بہک کی سیر
اور تماشے میں جیسا کہ عادت اہل سمرقند کی ہو موجودہ اس جوان سے ملاقات ہووین اجازت لینے کو حضرت
کی ملازمت میں آیا اور خصت واپس جانے کی چاہی اجازت مذی جیب نوروز کی صبح ہوئی اس جوان اور
پشت کو بہک کی سیر کی یاد نے مجھے ملول کیا اور بڑے غم نے مجھے پکڑا اور حضرت ایک جماعت اصحاب کے ساتھ

سوار ہونے اور ایک گائون کو چلے اور مجھے ہمراہ رکاب لگئے اور اُس سیر صحرائین ہر گز دل کو شکستگی حاصل نہ ہوتی تھی کہ اُس جوان اور سیر آب کو ہک کی طرف بڑا میل تھا اور میں اُس صورت سے نہایت شرمندہ اور منفعل تھا چنانکہ اُس صحرائین ایک لالہ زار پر پہنچے اور پشت اسپ سے ہاتھ بڑھا کر لالہ لیا اور میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ مولانا ناصر الدین تجھے شرم نہیں آئی کہ ایسی محبت اور صحر اور لالہ زار میں یاد جوان اور سیر آب کو ہک کی تو کرتا ہے جب سفر نے بہ بات ظاہر کی میں سر سے قدم تک عرق تشویر میں غرق ہو گیا اور بڑا شرمندہ ہوا حضرت نے جب وہ حالت میری مشاہدہ کی فوراً التفات فرمائی کہ علاقہ محبت اُس جوان کا میرے دل سے بالکل منقطع ہو گیا اور بجائے اسکے حضرت کی محبت ثابت اور قائم ہوئی اور یہ بھی اُس نے کہا ہو کہ جب سلطان ابوسعید مرزا نے سمرقند کو فتح کیا اور حضرت اسکی استدعا سے تاشکند سے سمرقند آئے ایک دن مکان کے پسند کرنے کو محلات اور باغات میں سمرقند کے باہر سیر کرتے تھے یہاں تک کہ محلہ خواجہ کشیر کے اندر پہنچے اور اُس جگہ کو پسند کیا اور میں اُس میں ہمراہ تھا جب رات ہوئی اور حضرت نے اشتراحت کی میرے دل میں آئی کہ حضرت آج بہت چلے ہیں اور جانتا ہوں کہ تھکے ہو گئے اور میں اپنی ذات سے یہ جرات اور بے ادبی نہیں کر سکتا کہ حضرت کے بلا حکم پاس جاؤں اور خدمت کردن کیا ہو اگر حضرت سے امر خدمت کا ہو اس بات کے خطور کے بعد اشارہ کا منتظر تھا آپ فرمایا کہ مولانا ناصر الدین تو بھی تھکا ماندہ ہو اور نہ خدمت موقع کی ہے جب اتنی اجازت میں نے پائی تو جھپٹا اور خدمت لگیا اُس نے کہا ہو کہ شروع احوال میں کہ سمرقند سے حضرت کی ملازمت میں بمقام تاشکند آیا وہاں ایک دانشمند تھکا کتا عالم منطق میں اور تمام علوم ریاضی میں تبحر مولانا میر جمال نام کہ قلندر یہ لباس میں رہتا تھا اور نہ اپنتا اور نماز نہیں پڑھتا تھا اور از رکاب عورت میں نہایت بیباک اور دلیر تھا اور طریق مشائخ اور اولیا کا منکر ہمیشہ حضرت کی خدمت اور غیبت کیا کرتا اور بے ادبانه سخن ناشائستہ کہتا ایک دن ایک مجلس کے اندر میں بچپس گیا کہ وہ دیان موجود تھا حضرت کی شنیت سفاہت کرتا تھا اور خیانت دکھلاتا تھا جب مجھے دکھیا اور جانتا تھا کہ حضرت کے خادموں سے ہوں تعرض شروع کیا اور کہا تم مقتدر ایسے شخص کے ہوئے کہ اُسے نہ علم ہے نہ حال ہے نہ فکر نہ خلوت اور میں آج انکی مجلس میں جاتا ہوں اور اُس سے پوشیدہ بھنگ پیون اور اُس پر حکم کرتا ہوں کہ فلان طعام اور علو امیرے لیے بنوائے تاکہ تم چالو کہ اُسے کوئی باطن اور حالی نہیں ہے اور کام اسکا کوئی اصل اور مخزن نہیں رکھتا میں اُسکے ہڈیاں اور پیودہ گوئی سے نہایت بے وقت اور بے لطف ہوا لیکن اُسکے مقابلہ میں خاموشی کے سوا مصاحت نہ کی تھی اُسی دم اُٹھا اور اُس مجمع سے باہر نکل آیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور وہ میرے پیچھے پیچھے تین طالب علم کے ساتھ کہ وہ منہی دل لگی اور ظرافت اور تعرض اور سفاہت کے درپے تھے ان پہنچے اور بالاتفاق حضرت کی مجلس میں آئے اور میں بہت اندیشہ کے اندر تھا کہ مبادا وہ نادان سبک عقل بیجائی اور گستاخی کرے جب وہ بیٹھا قبل اسکے کہ سخن شروع

کرے تھوڑی بھنگ جامہ بندی آتین سے حضرت کی نظر پکڑ نکالی اور منہ میں لٹی اور چاہا کہ نگل جائے اُسکے گلے میں
اگ لگئی اور سانس اُسکی زک لگئی ہر چہ سچی کی اور بڑی جدوجہد کہ اُسکے گلے سے اتر جائے میسر نہوا آخر حال اُسکا
متغیر ہوا حضرت نے فرمایا کہ ایک ٹمکا بنو سے اُسکے گلے پر ارا اور وہ بھنگ اُسکے گلے سے خلیس کے درمیان
نکل پڑی سب حاضرین اُسپر ہنسے اور وہ اسقدر شرمندہ ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا اور اُسی خجالت میں شاکر دین
سمیت حضرت کی مجلس سے باہر نکل پڑا اور اس قصبہ نے ولایت تاشکنت میں شہرت پائی اور اُس ملک میں نفیحت ہوا
اور پھر وہاں نہرہ سکا اور وہاں سے بھاگا اور پھر کسی نے اُسکا نشان دیا

ہندو خواجہ ترکستانی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے مقبول اور منظور تھے اور قدیم اصحاب سے اور وہ ایک جوان تھا سپاہی ترکستان کے
شیخ نادون سے کہ حضرت نے اُسکے ساتھ التفات کیا ہو اور ایک شغل کا امر فرمایا اور اُس سے احوال غریب اور آہا
عجیب ظاہر ہوتے تھے یہاں تک کہ ایک دن حضرت نے اُسے ایک صحرا میں دیکھا ہو کہ مثل طیور لینڈ پرواز کر ہو این
لگتا ہو حضرت کو یہ طیار اُسکا پسند نہ آیا غصہ ہوئے اور وہ کیفیت اُس سے سلب کر لی اور وہ ہوا سے ایسا زمین پر
گرا کہ اُسکے تمام اعضا چور چور ہو گئے اور نہایت بے نسبت و اجنبی ہو گیا اٹھا اور حضرت کی اور حضرت کے پاس
مبارک پر سر رکھا ہر چند زاری اور تضرع کیا کچھ فائدہ نہوا اور ایک سال کے قریب بے اتفاقی حضرت کی طرف سے
اُسکی نسبت رہی آخر الام ہندو خواجہ نے بیاب ہو کر خشونت اور بے ادبی شروع کی اور حضرت سے کہا کہ میری بہت
اور حالت کو غارت آپ نے کر دیا اگر مجھے واپس دو تو بہتر مرد حضرت کو میں قتل کر دیتا اور اگر حضرت کو نہ پاؤں تو
خود کشی کر لوں گا اس سخن پر بھی التفات نہیں کیا اور وہ ہمیشہ لگاتار میں رہا کیا اتفاقی ایک وقت حضرت کو باغ کے کوچہ
میں پیادہ نما اُسے پایا حضرت پر بخیر کھینچ کر حملہ کیا جہاں کوئی بچاؤ کی جگہ نہ تھی حضرت بطریق قلع بس کے ایک جنگلی
چرواہے کی صورت میں مشکل ہو گئے کہ کالی ٹوپی بال دار سر پر رکھے اور پٹھان سلید قبا بدن میں اور موٹا لٹھ ہاتھ میں
تھاجب اُسے ایک بیگانہ مرد دیکھا ہاتھ اور چھری رو کی حیران اور متعجب ہو کر اپنی جگہ چھری حرکت رکھیا اور اُسکے ہاتھ
کی حرکت بالکل جاتی رہی حضرت نے چھری اُسکے ہاتھ سے لے لی اور صورت اصلی پر آکر مسکراتے ہوئے کہا کہ اگر میں
نتھے اس چھری سے مار دالوں تو کیا کہے وہ حضرت کے سامنے خاک پر ٹہنہ ملکر زار زار اور نہایت درود دل کے ساتھ رہا
آخر کو حضرت نے اُسپر رحم کیا اور پھر اُسکو کام پر لائے اور اُس نے حضرت کے دست مبارک پر عہد کیا کہ پھر ایسی حرکت نہ کرے
اور کلمات و خواہش کو چھپائے اور اُسکے احنایں حسب مقدور کوشش کرے راتم الحروف نے عمر مذہب میں ایک پر عزیز شاگرد
کہ حضرت کے چہرے بھائیوں سے تھے یہ حکایت مثنیٰ اور اُس عزیز نے فرمایا کہ میں نے جوانی میں ہندو خواجہ کو دیکھا تھا اور اُس
سے صحبت رکھی ایک جوان وجہ باہمیت تھا اور جذبات کے آثار اُس سے ظاہر تھے اور یہ باہمی اُنکی مجھ یاد ہو کہ پڑھا

کرنا مقاربا عی برخطہ بصورتے رخ دوست بہین + در آئینہ روئے تو بہان روست بہین + تو دیدہ نداری کہ تو بینی اور
در نہ زسرت تا قدمت اوست بہین + ترجمہ ہر دم رخ دوست دیکھ ایک منظر بہین + ہر عکس رخ آسکا ہی ترے پیکر
میں + آنکھیں نہیں تجھ کو جو آئے دیکھے تو در نہ تو سراپا ہو وہی منظر بہین +

مولانا اسماعیل فرقتی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے قدیم اصحاب اور مقبولان بارگاہ ہیں اور وہ خدمت مولانا سیف الدین سناری کے فرزند ارجمند ہیں
کہ بڑے اصحاب خواجہ بزرگ قدس الدہ سرہ سے تھے اور انکا ذکر فراس رسالہ کے مقالہ میں آچکا ہے اور خدمت مولانا
سیف الدین کے دو فرزند تھے وہ نون عالم عامل اور فاضل کامل بڑے فرزند مولانا سلیمان فرقتی ہیں کہ حضرت خواجہ
محمد یار ساقی سرہ کے شاگرد تھے اور وہ اجازت کہ حضرت خواجہ نے انکے لیے جز حدیث پر لکھی ہو میری نظر سے
گزری ہو اور وہ یہ ہو کہ خواجہ کے خط مبارک سے منقول ہوئی تینا بالمد بجانہ تعالیٰ اجازت صاحب ہذا الجز مصفوء اللہ

مولانا سلیمان بن مولانا سیف الدین نرید توفیقہ و رحمہ اللہ والدہ فی مجلس سماع علی ہذا الفقیر من الاحادیث النبویہ والمواریث لمصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم و طلبوا الاجازۃ العاتقہ فانشد ہذا الفقیر ایما بالمسکون ہذہ الابیات الاربعۃ من کتب الحدیث + اجازت

السلف رحمہم اللہ و رضی عنہم اجمین ابیات اخلاقی ازہرت لکم سماعی + و ما صفت من کتب الحدیث + اجازت
کل ذی دین و عقل + یرید العلم بالطلب الجلیث + علی شرط الاجازۃ فہا حفظہ + من التصحیف و الخطا الخبیث

و اوصیک بتقوی الدنیا + مثالوا البر من رب منیث + کتبہ العبد محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری یوم السبت الثانی
من ربیع الآخر سنۃ تسع عشر و ثمان مائۃ حادۃ و مصلیہ و مسلماً اولاً و آخراً و طناً و ظاہراً ترجمہ اس جز کے رکھنے والے

کے برگزیدہ ہمسران مولانا سلیمان بن مولانا سیف الدین نے زیادہ اسکی توفیق ہو اور اللہ اسکے والد پر رحم کر
جماعت میں اس فقر کے سامنے احادیث نبوی اور حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سماعت کیا اور اجازت

عام طلب کی سو انکے سوال کے قبول کرینگے لیے میں نے یہ چار ابیات پرچین در مالیکہ انکو اقتباس کلام ایک
بزرگ کے بزرگان سلف سے کراہوں اللہ ان پر رحم کرے اور ان سب سے وہ راضی ہو ترجمہ ابیات میرے دوست

یا میرے بزرگو میں نے اجازت نہ کرنا چاہی تھی اور میں نے کوئی حدیث کی کتاب نہیں تصنیف کی۔ اجازت میں نے
دی ہر ایک صاحب دین اور عقل کو جو علم کی خواہش بطلب تمام کرنا ہو۔ اور شرط اجازت کے سوا اسکی خط

کو تصحیف اور غلطی غبیث ہے۔ تمہیں وصیت میں کراہوں اللہ کے خوف سے تاکہ تم اللہ فرما دے سے
درجات ثواب کو پہنچو۔ اسکو لکھ دیا ہے ہذہ محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری نے شنبہ کے دن دوسری

تاریخ ربیع الآخر سنۃ آٹھ سو اٹیس میں در مالیکہ میں حمد کرتا ہوں اور صلوة اور سلام بھیجتا ہوں اول اور
آخر اور باطن اور ظاہر۔ انتہی اور دوسرے فرزند مولوی سیف الدین کے مولوی اسماعیل بن کہ اصحاب قدیم

حضرت سے بین واضح ہو جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے اصحاب میں چار مولانا سیف الدین تھے کہ ان میں سے ہر ایک کا ذکر مولانا سیف الدین مناری کے ذکر میں وارد ہوا اسلک اصحاب حضرت بن بھی باز مولانا سیف الدین تھے اور ہر ایک کا ذکر تھوڑا تھوڑا مولانا اسماعیل فرزند مولانا سیف الدین کے ذکر میں وارد کیا جاتا ہے۔

اول مولانا اسماعیل فرکتی فرزند مولانا سیف الدین مناری کے اور وہ ابتداء سے ظہور حضرت میں تاشکند کے مقام میں شرف قبول نسبت سے مشرف ہوئے انھوں نے فرمایا ہے کہ میں اوائل حال میں بنیت ملازمت حضرت کے بہت سے تاشکند آیا اور حضرت نے بملاحظہ اس نسبت ارادت کے جو میرے والد کو حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے تھی خاطر شریف اس ضعیف کی جانب مصروف رکھی اور مقام عنایت میں ہوئے اور اسی مجلس میں حضرت کے میں التفات سے نسبت بزرگ اور جمعیت قوی حاصل ہوئی اور موجب سرور و انسا ط باطن ہوا جب رات کو سویا خواب میں یہاں دیکھا کہ ایک سفید باز میرے ہاتھ پر ہوا اور مجھے اسلک ساتھ نسبت تسل اور تعیت ہوا چنانچہ میرے ہاتھ پر سے اُتر گیا جب خواب سے اُٹھا قبض اور مال غلیم غالب ہوا اور اُس نے نسبت و جماعت خاطر سے اثر نہ نہایت کے وقت کہ مجلس جمع ہونے کا صل تھا حضرت کی ملازمت میں آیا نہایت اہل اور غلیمین حضرت نے میرے مال کو دریافت کیا اور پوچھا کہ سبب مال کیا ہے میں نے اپنا خواب عرض لیا فرمایا اس خواب کی تعبیر یہ ہو گی جو نسبت میں نسبت خوب حاصل ہوئی جب کہ تم سوئے ہو اور جب کہ اُس کے ذہن سے کسب سعادت اور شہار قائم کر سکتے ہیں بصورت باز کہ اسباب شکار سے ہو دیکھا کہ غلیمین سے ہو شاید کہ بنا بہر توجہ اور اسی کے قریب التفات فرما کر مجلس ہی میں جمعیت اور نسبت خوب ظاہر ہوئی اور قبض مال مبدل بابا ما اور انشان بان ہو گیا اور سرور غلیم حاصل ہوا یہ احوال دیکھ کر میں پھر حضرت کی ملازمت سے ہرگز نہ ہٹا ہوا گا اور سبب میرے وصول اور پرمختگی کا حضرت کے ساتھ یہ تھا حضرت نے فرمایا کہ مولانا اسماعیل فرکتی کے ساتھ اس نسبت سے کہ میرے مولانا سیف الدین مناری کا تھا ہماری خاطر مصروف رہی چاہیے تھی تاکہ اُس کو نسبت خوب اور جمعیت قوی حاصل ہوئے بعد پھر وہ بیان رہتا اور پھر ہمیں وہ جدا ہوا سکنا اور ایک جماعت دیگر بھی پیدا ہوئی اور جمعیت قائم ہوئی اس جماعت کی کفایت یا محتاج کے لیے ضرورت زراعت اور اُس کے سرانجام کے کام میں خاطر مصروف کرنی درکار تھی تاکہ ایک جماعت بفرانت مشغول رہ سکے اور اُنکی خاطر یا محتاج ضروری کے سبب متفرق نہ ہوا اشتغال دنیا اور اُسکی تحصیل کا سبب یہ تھا جب کسی قدر دنیا کو توجہ کیا تو وہ دیکھا کہ ہماری طرف متوجہ ہوئی اور ہر جگہ چھاپ لیا اور آخر الامر اس محقر سے نسل ہماری اولاد کے کاغذ میں راہ پا گیا۔ خدمت مولانا اسماعیل فرکتی نے فرمایا ہے کہ ایک دن ایک جماعت اصحاب حضرت فرکت سے ہمارے گھر تھی اور صحبت بہت خوش گذر رہی تھی اس محل پر سب کی خاطر میں یہ بات آئی کہ کس قدر بڑی سعادت ہوئی اگر حضرت اس محل پر اس گھر میں تشریف رکھتے ہوتے اسی اثنا میں حضرت تاشکند سے آن ہوئے اور داخل مجلس ہوئے

اور آنا کیفیت عظیم حضرت کے بشرہ مبارک سے ظاہر تھے جب حضرت کی نظریا دن پر پڑی اور سبکو جمعیت خاطر دیکھا بیت پر حیحی بیت بر شکر علیہ ای سودائیان ۛ از برائے کورے صفرائیان ۛ ترجمہ لوٹ شکر پر کور سودائینو ۛ کور دیدہ ہونم ای صفرائینو ۛ ایسی حالت تو ہی باطنی اصحاب میں ظاہر ہوئی کہ سب ایک بارگی لوٹ گئے اور دیر بیہوش پڑے رہے پھر ایک ایک حضرت کے التفات سے ہوش میں آنا گيا تھے کہ سب اٹھے اور ہر ایک کی کیفیت عظیم پیدا ہوئی تھی اور اُسکا اثر بعض کے باطن میں تین دن تک باقی تھا اور بعض میں ایک ہفتہ تک اور بعض میں دس روز تک زیادہ حسب تفاوت استعداد و قابلیت کی جیسی تھی دوم مولانا اسمعیل قمری بن اور وہ ایک دانشمند متقی تھے ترکمان تہریر کہ ہرات سے سمرقند آئے تھے اور حضرت کی ملازمت اختیار کی تھی اور اکثر اوقات حضرت کے ساتھ سوار گھومارتے اور حضرت کبھی کبھی اُنکے ساتھ تذکرہ علمی کیا کرتے بعض اصحاب ایسا کہتے تھے ایسا علم نہوتا ہے کہ نسبت علمیہ مولانا پر غالب ہو اور نسبت باطنی ان عزیزوں سے چندان تاثیر نہیں رکھتی ایک بن حضرت قصیدہ شادمان کے جوہر میں بیٹھے تھے اور مولانا اسمعیل قمری ایک جماعت اصحاب دخدام کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت شرح غنی شیخ سعید فرغانی کی جو قصیدہ نامیہ فارسیہ پر لکھی ہوئی خط مبارک حضرت خواجہ محمد پار ساقی سرہ ہاتھ میں لیے تھے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب کو بخط نسخ خوب لکھاؤں کہ سفر میں ہمیشہ میرے ساتھ رہے ہر ایک شخص اہل مجلس سے ایک ایک چیز لکھے کہ میں دیکھوں کہ کسا خط مجھے پسند آتا ہے یہ کتاب اُس سے لکھاؤں پس فرمایا کہ کاغذ قلم دوات لاؤں چونکہ خط نسخ فقیر کا کہ رقم انخروف ہوں کچھ صورت رکھتا تھا میں نے چاہا کہ ایک بیت اپنے حسب حال لکھوں اس بہانہ سے درود عرض کروں ہاتھ میں نے بڑھایا کہ قلم اور کاغذ اٹھاؤں مولانا اسمعیل قمری نے باوجودیکہ اُسکا خط صوبہ نہ تھا پیشدستی کی قلم اور کاغذ جبراً مجھے اُچک لیا حضرت نے فقیر کا ارادہ اور مولانا کی چھین چھپٹ دیکھی اور اُسے خط شکستہ نامطبیع یہ حدیث موضوع لکھی کہ زرخیز تہذیب لاتات تہذیب ان کو اور محبت کو زیادہ کر لیں وہ اٹھا اور حضرت کے دست مبارک میں ہی حب حضرت نے وہ خط نامودہ حدیث خیر صحیح دیکھی دفعہ تیز ہوئے اور فرمایا مولانا اسمعیل تم ہماری محبت ہر روزہ سے تشویش میں ہو کہ تم غیور حاضر رہنے کی آرزو کرتے ہو اب اُٹھو اور دربارہ شہر میں مدرسہ پڑھو تاکہ ہر روز کی ملازمت سے غلام ہو اور اسی مجلس سے مولانا اسمعیل کو ہمراہ مولانا لطف اللہ اور مولانا سلطان اور ایک گروہ مولویوں کے ساتھ شہر میں بھیجا تاکہ وہ مدرسہ میں جو شہر میں حضرت نے بنایا تھا نشست کی اور وہ دوام صحبت اور ملازمت سے محروم ہو۔ سوم مولانا اسمعیل شمس تھے اور وہ مولویت اور اہلیت تمام رکھتے تھے اور حضرت سے ایک تعلیم کے ساتھ مشرف ہوئے تھے در آنا مشغولی باطن اُنسے ظاہر ہوتے تھے اور وہ بھی تہریر کے ترکمانوں سے تھا اور حب خراسان سے ہمراہ مولانا اسمعیل قمری کے گیا اور اُنکے درمیان اشتراک رسمی تھا اس واسطے اصحاب نے اُسکو بمقابلہ قمری شمس کہا اور اُسکے ساتھ مشہور ہو گیا اور حضرت نے اُسے چند سال بعد کہ خدمت اور ملازمت میں رہا تا شکر

رواد کیا تا کہ مدرسہ جو بیان بنایا تھا مدرسہ کا کام کرے اور بقیۃ العمر بیان رہے چہارم مولانا اسماعیل ثالث تھا اور وہ ایک طالب علم خوش طبع تھا کہ کتب متداولہ پڑھی تھیں اور اکثر مشہور کتابیں مطالعہ کیں ہرات سے علحدہ حضرت کی خدمت میں مقرر کیا چونکہ اُس زمانہ میں مولانا اسماعیل قری و شمس دونوں ملازمت میں تھے لہذا اصحاب نے سو میں کو ثالث کہا اور اس لقب سے شہرت پائی بعض اصحاب نے کہا کہ چند روز پیشتر مقرر تھیں اُسکے آنے سے ایک دن حضرت نے فرمایا کہ ایک مرد قابل ہمارے واسطے چاہیے اور انھیں امام میں مولانا اسماعیل ثالث ہرات سے آئے اور حضرت نے ان سے بہت التفات کی اور اتفاقاً اُس مجلس میں ایک بیکارش انکو رہی حضرت کے سامنے تھا ایک خوشہ دکھایا اور اُسکے ہاتھ دیا اسی کے قریب اس میں تعریف کیا کہ حال میں اُنکے فرق آیا اور جب اپنی جگہ بیٹھا غیبت اور بخودی کی کیفیت اُس پر ایسی غالب ہوئی کہ خوشہ انکو اُسکے ہاتھ سے اُنکی گود میں گر پڑا اور بہت دیر اسے غیبت اور بخودی تھی جب وہ ہوش میں آیا کہ خدمت باندھی اور ایک لحظہ فراغت سے نہ بیٹھا اور وہ ایک مرد قوی پہل زبردست تھا اور ملازمت حضرت میں خدمات مردانہ کیں اور جب تک حضرت بعید حیات تھے سفر اور حضر میں حاضر تھا اور حضرت کے بعد انھوں نے جانب جواز غزمت کی جب کہ حرم میں عبادت کی نیت سے اتناست کی تو اُنسی ارض مقدسہ میں دنیا سے رملت کی۔

خاتمہ تاریخ وفات حضرت اور کیفیت انتقال حضرت کا ذکر دار دنیا سے دار آخرت میں

دوسری دفعہ جو اتم ایخروفت شرف آستانہ بوسی سے مشرف ہوا درود شنبہ پڑھیں مہ ربیع الآخر ۹۳۰ھ تھا اپنے سن شریف میں بائیں و بائیں تھے اُس اثنائیں فرمایا تین سال اور بارہ مہینے اور ہوں تو نوے تمام ہوتے ہیں اور حضرت کی ابتدا مرض مزہ محرم الحرام ۹۲۹ھ آٹھ سو پچانوے تھے اور انتقال بدوار القار شب شنبہ اثنیون سلخ ربیع الاول اس سال کے واقع ہوا کہ تمام ایام مرض حضرت کے آٹھ سو پچانوے ہونے کے بارہ روز پیش از انتقال فرمایا کہ اگر حیات باقی پانچ ماہ اور ہو تو نو اٹھ سال کا کمال ہوتے ہیں اور سال عمر کے نوٹھ کو پہنچتے ہیں بعضے عزیزوں نے فرمایا کہ سر اس میں کدیت مرض حضرت کی تو اسی تھی جس قدر کہ سال عمر حضرت کے تھے گویا یہ کہ تحقیق معنی اس حدیث کی کی ہو کہ بیمار ایک دن کا کفارہ ایک سال کا ہو۔ خدمت مولانا ابوسعید ابی ہاشم نے کہ مدت مرض اور نقل حضرت میں شب دروز حاضر تھے اور خدمت و ملازمت پر دامت کرتے تھے ایسا فرمایا کہ شب چار شنبہ پڑھیں ربیع الاول ۹۳۰ھ آٹھ سو پچانوے کو قویل جوت تھی روز چار شنبہ کو سفر تھو خواجہ کفیر سے موضع کمانگران کی غزمت سے روان ہوئے اور راہ میں باغ محلہ قوجیان میں نزول فرمایا شب چہند بیان تھے اور شنبہ کی صبح کو چاہا کہ راہ مصر سے متوجہ کمانگران ہوں شدت مرض اور غلبہ ضعف کے سبب اُس دن اور اُس شب کو مصر میں رہے اور صبح کی صبح کو کمانگران کی جانب روانہ ہوئے اور راستہ میں وہ دم توڑ کر تھے شب شنبہ کی عشا کے وقت کمانگران میں پہنچے

اور سات دن پورے دہان رہے اور جمعہ کی صبح سے آخر روز تک ہر ساعت حضرت کا ضعف زیادہ ہوتا گیا اور آتین ماہ کے عرصہ میں کہ ہماری تحفہ حفظ اوقات نماز فریضہ میں بڑا مبالغہ فرماتے تھے اور ہمیشہ استہام تام کرتے کہ نماز اول وقت ادا کیجئے خصوصاً اُن دنوں جب کہ غلبہ ضعف اور شدت مرض تھی اور جب ضعف اتنا کم ہو چکا اور وہ وقت مغرب شبہ سلخ ماہ ربیع الاول تھا فرمایا کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہو گا عرض کیا گیا کہ ہو گیا ہو مغرب کی نماز اشارہ دن سے پڑھی اور نماز عشا کے وقت سے کچھ گزرا تھا کہ حضرت کا نفس مبارک منقطع ہوا اور جوار رحمت میں چلا اور جب حضرت کو تغیر ہوا اور وہ وقت پیشین روز جمعہ کا تھا اور شہر سمرقند میں زلزلہ عظیم اور غبار بلند ہوا اور اس وقت لوگ مسجد جامع میں تھے اور اکثر خلق مصعوبت مرض سے حضرت کی خبر رکھتے تھے جب وہ بڑی علامت دکھائی ہو اس پر خرم کیا کہ حضرت کی کوئی صورت واقع ہوئی ہو بعد از نماز جمعہ سب خاص و عام شہر سے نکلا کر گمانگران کو متوجہ ہوئے اور عشا کے وقت جب نفس مبارک منقطع ہوا ایک بار اور زمین لرزی ہو اور سخت زلزلہ شہر سمرقند میں دوبارہ آیا اور میرزا سلطان احمد تاملی ارکان دولت اور اعیان ملک کے ساتھ وقت غروب شہر گمانگران پہنچے اور میرزا نے بعد از نماز مغرب حضرت کو دیکھا اور صبح روز شنبہ میر ویش محمد ترخان لعلیت تمام میرزا کے پاس سے آئے اور نقش مبارک حضرت کو محاذ میں رکھ کر متوجہ شہر ہوئے اور ظہر کے وقت محلہ خواجہ کفشیہ میں لائے بین فی القوسل اور کفشیہ میں مشغول ہوئے سب خاص و عام شہر اور ولایت نے احاطہ ملایا میں حضرت پر نماز پڑھی اور اسی حال میں دفن کیا اور حضرت کی اولاد بزرگوار نے دہان عمارات عالیہ کھڑی کی ہیں اور حضرت کی قبر مبارک کو بہترین وضع سے بنایا سنوارا بعض عزیز اصحاب جو انتقال کے وقت حضرت کے حاضر تھے اور بعض دیگر کہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہا تھا ایسا کہتے ہیں کہ جب حضرت کا نفس مبارک قریب الانقطاع ہوا اور وہ وقت مغرب اور عشا کے درمیان تھا اُس گھر میں شمع روشن تھیں اور گھر نہایت منور تھا اس حال میں یکایک مشاہدہ ہوا کہ حضرت کے دو ابرو سے مبارک کے پیچ سے ایک نور بجلی کی طرح چمکا چنانچہ اُس نور کی شعاع نے سب شمعوں کو جو اُس گھر میں روشن تھیں پھیکا کر دیا اور جو شخص اُس گھر میں حاضر تھا اُسے وہ نور دیکھا اور اُس نور کے چمکنے کے بعد نفس مبارک حضرت کا منقطع ہوا اللہ تعالیٰ انکا درجہ علیمین میں بلند کرے آمین سے جنہر انعام کیا ہو بیون اور صدیقون اور شہداء اور صالحین سے اور تازہ کرے روح اُسکے اسلاف کی اور طول دے عمر کو اُسکے اخلاف کی۔ اور حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبدالرحمن الہامی قدس سرہ السامی نے حضرت کے لیے مرثیہ فرمایا ہو اور حضرت کی وفات کی تاریخ میں ایک عربی اور قطعہ نظم کیا ہو اور کل مجبوع اُسکا دیوان سوم میں لکھا ہو اور وہ غزل اور قطعہ یہ ہو قطعہ بیست و نہ ولایت کن درخت بلند کہ عمر با بسراہل فقر سایہ نگندہ چو شاخ سدرہ نہ در سر بلندیش مبتلا چو باغ روضہ نذر میوہ بخشش مانند فروغ آن بفیوض گرم گرانمایہ اصول آن بصفت قدم توی پیونہ بہ نبل بسوہ خداے ہزار

روزی خواب پیشه سازان را بخت کند + ستوده خواب عبید الله آنکه در همه عمر جز از شهو حقیقت دلش نشد فرسند +
 بهر شبست صد و نود و پنج مرتبه عیش + نکرد رحم بر اهل جهان زینج بخت + گزشت پاس شب آخرین از ان بای + که شمع
 جمع رسل را در ورسید از زند + نبود رفتن او همچو دیگران جای + زده هر ماهه ز اسه و سپهر فتنه پسند + چو جذب معنی و دقت
 به عارف آوردی + نه ممکن است که ماند بقدر صورت بند قلع تارنج بهشت صد و نود و پنج در شب شنبه + که
 بود مسلخ به فوت احمد مرسل + کشید خواب دنیا و دین عبید الله + شراب صافی عیش ابر ز جام اجل + قرارگاه دلش یاد بود
 مدارج قرب + معارج درجات + شاید کمال + به تیسره + جو صفت خوابگان او ز نسبت حضرت مین اتفاق به واسطه ابراهیم

قصیده

نقشبندیه عجب طائفه پرکارند همه واقف شده از گردش یک کارند هر زمان بوقلمون و ابرنگ دگرند گرچه در صورت نعمت معنی یارند گرچه مرآت صقیل اند حبش از گنج نه چو زرق و شان خرقه ازرق دارند سر این کثرت مہموم راج حدت عرف خویش را دوخته بر سبزه این آثارند هم نگداشته چون نافه مشک نادر همه شیرین حرکات و شکرین گفتارند چون به مالک الشین شان سفر ابرو نیست لیکن افسرده دلان چون خودشان پائند در سیه خانه صومای فنا کرده نزول کوپی از لورده لائمه بچو سے فشارند بر لب تشنه لبان روح فزایا قوت اند سر دین داری بل بر سر دین ستارند میرسد شان طلب معرفت از غل موجود که همه با بشارت دالہ آن گفتارند	که چو پرکار درین دائرہ سر بر کارند نقشبندی دے بند بہ نقش نیستند وین عجب ترک ز رنگ و بہان ہزارند آب نیل اند دے بر لب قبضہ خوانند گرچہ گلزار غلیل اند صطب را نارند ستر تلبیس بود شیبہ آن عیاران پیشم دارند اذان بر سر مستعارند پاس الفاس بود فعلت ایشان پائند لب کشا یند روان ہر دے عطارند بخم آسا ہمد را خلوت در انجمن بست بہ تن ہستادہ بدل در سہ و رفتارند اہل دل قافلہ کعبہ عشق اند دے خمیہ بر تر زوہ زین نہ تنق زنگارند ماہیانند کہ در بحر صفا راست ہند در کف و سوسہ کیشان ز رشت شمارند شاہد شاہ وجودند درین دار و سل باری از بخت خود این قوم چہ بخورند سیکنم تقصیر کا نہ صفت این مکان آن کہ را شرف از عفت شہ یارند	ہمہ گرد آمدہ ہر مرکز یک دائرہ اند ہر دم از بواجبی نقش دگر پیش آرند گرچہ در ظاہر مانند باطن خاص اند روح محض اند دے بر سر عیسایارند در قبا از روش اہل عباد یاد ہستند تسلیم بعضات علی سبایارند نگذ کثرت آثار در ایشان تاثیر پاسا ہند دے باو شہ اختیارند خامشان دوی وقت سخن طوطی و آ شمع ہر انجمن و رونق ہر بازارند حال ین گرم روان تجسہا خاندہ است این جگر داران قافلہ اسارا ہند ہر یک سدا مانند بمیدان ہباد ہمچو خرچک لب جوی ذکا ز رفتارند دیدہ پاکند بطر روشنی دیدہ پاک نہ چو منہ بر سر عہدہ جوئے دارند ہفت بیت انزل بہ بدل یافتند آن کہ را شرف از عفت شہ یارند
--	---	---

چون صدف گوش نه و جای ماندل کس که بتدبیر کلاه از سر نه بر دارند صورتی اندوخته دشمن معورتها اند بچشم دشمن او نیزه کش و بیاورند گر کایت خاک بگیرند ز سرخ شود زانکه این مردم دگر همه مردم خوانند نور این مردمک دیده بیا که بود که عیون نعمت همه روی خوانند خواجه زمره احرار که شایان جهان بنیواد از هر جبهه روی تو می آرند جا بلانی که سر از رقبه ارست بچسبند گاه حیرت زده و ربا دیه ادا دارند آن حریفان که محارز ساغر عشقت نوشند بیدلان در خم قلاب تو ماهی دارند هر که شد غرق بحر تو فرو و آب رخسار این غزل را که بجز عقد درش نشمارند دو سه رند اند که پیشیاردل و ممتازند در بهمانند دله از دو جهان بپزارند سرمه ها اند که تا سر نهی سر نه بپزند رو ز گندم زدند از چشمت بپاکانند ای صغی مودی آموز از ایشان کل و پیشان او کزو اهل نظر چشم غایت دارند نیر عالم تو سید که از کون و مکانش برو چشمست او بنده و نه تنگ دارند همه با طوق دفا حلقه گوشتان تو اند در چراگاه لاملست خرسبے افسارند تا کسانے که ز احسان تو محسوم زبند گر چه پس بنیواد و سنده و سینه بپایند ماهی بحر تو ام در صفت مدحت پیر اهل ساحل تو صدف ریزه بمقدارند هر گزیش یارب ازین بحر فرونگذارند	پیشدار درین شهر و نه طرارند نه فلک را بیک عریده در چرخ آرند یار آن صورت غمناک که جان طالب است ساقیانند که انگور رسنه افشارند مردی کن مروارید صفت شان چشم مردم دیده بینای اولوالبصارند قطب آفاق شه کون مکان چو آب همه ذرات جان بقیس انوارند دین پنا یا تویی آن قبله حاجات کطق گر عبید اند درین راه و گراجر دارند که سر اسیمه فتاده به تپه منلال بر لب بحر جگر نشنه چو بوتیا رانند بنیواد نه بجناب تو دادم کشتی چون صدفها که لبالب زدند نوارند جاودان غرق درین بحر صفا باد صفت
---	--

رباعی

آن گرم روان که عالم از غلغلہ ملک پر بود سفر نیناد زین مرلستان به پیما صغی چون گلے سوخته پاک اقان خیزان از عقب قافله شان
قطعه عریسی فی تاریخ تمامها رشحات عین حیو و صلحت الی روض الحسنه و فتبارک الله الذی عظمی لوری کائنات
لما رایت تمامها فشرعت فی تاریخه و ما کنت عطشاناله قد فاض من رشحاتها و قطعه فارسیه فی تاریخ تمامها
آمد رشحات با کثر البرکات و چون آب خضر منور عین حیات و یابند محاسن بنجیده صفات و تاریخ تماشا ز حروف
رشحات و ترجمه غزل حضرت مولانا جامی قدس سره باغ ولایت درخت قدیم بلند که آسنه بست عمر اهل
فقر که سر پر سایه دلاشاخ سدره کی مثال نه اسکی بر بلندی مین کوئی همسر یو نه مثل باغ بهشت که میوه بخشی
مین اسکا مانند می اسکی روشنی فیض کرم سے گران مایه می اسکی جزین صفات قدم سے خوب پیوند مین میوه که
بخشنه سے هزار روزنی خوار کی غذا می سایه کی فراخی مین هزار حاجت مند کی پناه می خواج عبید الله سرا با گیا که

کہ تمام عمل اسکا بجز شہود حقیقت کے نہیں خوش ہوا سن آٹھ سو پچانوے میں اہل کی آمدھی نے اُسے پنجے
اکھڑا لایا اہل جہان پر رحم کیا جب ایک حصہ اخیر شب اُس میںے گا کہ اس میں تین تیس سولان نے اُس میں
پانی اُسکا بانا اجماعی مثل اور لوگوں کے نہ تھا زمانہ سے جو حادثہ اسی آسمان بوقت پسند حبیب ککشت
معنی ہمدست کی عارف کی طرف رخ لاوے ممکن نہیں کہ وہ قلم و سحر میں تین بند

ترجمہ قطعہ تاریخی مولانا جامی قاسم

سن آٹھ سو پچانوے میں شب شب کو کہ ماہ و سال بعد رسول اللہ کا روزِ ملت تھا نوابہ دین عبید اللہ نے
شراب دہانی میں جادو دانی کی جام اہل سے نوش کی اُسکے دل کا قار کاہ ان خوب میں ہو جو معارج درجا
مشاہدہ کامل ہو

ترجمہ قصیدہ مصنف رشحات کا خواجگان نقشبند اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی مدح میں

ہم آئندہ نقشبندیہ پر کار اس دائرہ میں سر کام پر گئے ہوئے ہیں سب ایک دائرہ کے
ہر ایک پر ہیں۔ سب واقف ایک پر کار کی گردش سے ہیں۔ انشتہ ہیں بلکہ نقشبندیہ پر بند نہیں ہیں
ہر دم تمجبات سے دوسرے نقش لاتے ہیں۔ ہر وقت بوقلمون لفظ دہرے۔ رنگ سے ہیں اور زیادہ خوب یہ ہے
کہ وہ جہان کے رنگ سے بیزار ہیں۔ ہر چند غلام ہیں مگر باطن میں فاس ہیں اور اگرچہ صورت میں ہیں
میں مگر مہر میں یا ہیں۔ رو و نیل نے پانی میں مگر قہر کے لب پر خون ہیں۔ روح فانی ہیں لیکن خرمیہ کے بار ہیں۔ اگرچہ
آئینہ سیقل کہ ہیں پیش کے لیے رنگ ہیں اگرچہ غلیل کے کلز درجین لیکن لکڑیوں کے لیے آگ ہیں۔ قیام میں بل
عبا کی یاد لاتے ہیں۔ مکاروں کی طرح نیلا فرقہ نہیں رکھتے ہیں تلبیس کا ستر آن عیار دن کا شیوہ ہو عشتا
ملکی کے لباس سے پوشیدہ سیر کرنے والے ہیں اس کثرت سوہوم کا راز اس وحدت محض میں چشم رکھتے ہیں اُسے
استغفار کرتے ہیں۔ انہیں کثرت آثار اپنا اثر نہیں کرتی یہ لوگ مبداء آثار پر اپنے کو جمائے ہوئے ہیں۔ اپنی
عمورتوں کی فصاحت پاس اقدس ہو پاسبان ہیں مگر نیکوں کے بادشاہ ہیں۔ نافہ مشک سے دم رو کے
ہوئے ہیں اور جوب کھولیں تو سوغطار کے دروازہ پر روان ہیں۔ خاموش ہیں مگر بات کہتے وقت طوطی کے
مثل سب شیہ میں حرکت اور شکرین سخن ہیں۔ مثل ستارہ سب کو غلوت در انجمن حاصل ہو ہر مجلس کی شمع اور
ہر بازار کی رونق ہیں۔ آنگو سفر و وطن مثل ماہ بالہ نشین کے ہو۔ تن سے عطر ہوئے اور دل میں سیر
سفر کرتے ہیں۔ حال ان تیریلنے والوں کا شبہا جامدہ ہو۔ لیکن افسردہ دل مثل اپنے جانتے ہیں صاحب دل
کعبہ عشق کے قافلہ میں گریہ صاحب قوت اُنکے قافلہ سالار ہیں۔ صحرا سے فنا میں جو فنا تاریک ہو نزول

کیا ہو اس نورِ دہ زنگاری فلک سے اونچا خیمہ تانے ہوئے ہیں۔ ہر ایک اس نِ امان کی دیوار سیدان جہاد میں ہیں
 ملائت کے پہاڑ کو ایک تنکے برابر نہیں سمجھتے ہیں چھلیاں ہیں کہ دریا سے صفائیں سید سے جاتے ہیں نہ کہ سلطان
 کی طرح لب دریا کو قنار ہیں لب تشنگان کے لیے یا قوت روح فزا ہیں اہل دوسو سہ کے ہاتھ میں زورشت افشار
 ملائم ہیں۔ دیدہ پاک ہیں لہکے دیدہ پاک کی روشنی میں سرمدیاری کے بلکہ سرمدین پرستار ہیں۔ شاہ
 وجود کے صاحب اس عالم میں نہ کہ مثل منصور جنگ جو ہیں۔ انکو مخل وجود سے میوہ معرفت کا ملتا ہو یہ قوم
 اپنے نجات سے نہایت کامیاب ہیں۔ عارف روم کی غزل بے نظیر سے سات بیت جسکے شیدا دلدادہ سب اہل
 حب ہیں تفصیل کرتا ہوں کہ ان ملائک کی تعریف میں وہ گوہر عقد ثریا سے شرف رکھتے ہیں سیب کی طرح کان کھڑے
 اور پاک دل میں اُسے جگہ دے اس غزل کو کہ عقد کی مثال ہیں بہت یا خبر دار اس شہر میں دو تین طرار ہیں کہ
 تیرے سے کلاہ چاند کے سر سے اٹھا لیجاتے ہیں۔ دو تین رند ہیں کہ ہشیار دل اور متوالے ہیں نو آسمان کو ایک لٹائی ہیں
 جگر دیتے ہیں۔ ہیں صورت مگر صورتوں کی دشمنی میں ہیں۔ جہان ہیں الا وہ جہان سے ہزار ہیں۔ اس صفت
 غیب کے یار ہیں جسکی طالب جان ہو اُسکی چشمِ خوش کی مثال خیرہ کش اور بیمار ہیں۔ سر بازار ہیں کہ جب تک
 تو سر نہ دے وہ سر نہ دین ساقی لوگ ہیں کہ انکو نہیں پھرتے۔ اگر خاک کو ہاتھ میں لین تو زورِ خالص ہو جائے
 دن کو گہیوں کاٹتے ہیں اگرچہ شب کو جو بوسے ہیں۔ مردمی کر اور انکی صحبت سے مت جا آدمی ہو اسو سٹ
 کیا آدمی و رسی آدمی خواہ ہیں آدمی و صفی آدمی ان لوگوں سے سیکھ کہ یہ حضرات مردک چشم اولوالابصار کے ہیں چشمِ بینائی
 اس تپلی کا نور کون ہو۔ وہ ہو کہ جس سے عشاق چشمِ عنایت رکھتے ہیں دنیا کا قطب کون دکان کا بادشاہ
 خواجہ عبید اللہ کہ اُسکی عالم نعمتوں کے سب روزی خوار ہیں۔ عالم توحید کا آفتاب کہ کون دکان اس کے
 سے کل ذرات جہان نور کا اقتباس کرتے ہیں۔ خواجہ زمرہ احرار کے کہ دنیا کے بادشاہ اُسکے درخشاں پر
 غلام اور خدشتگار ہیں ساو پناہ دین تو ہی وہ قبلہ حاجات ہو کہ خلق بے اختیار ہر طرف تیری طرف متوجہ ہیں
 سب طوق و فاسے تیرے حلقہ گوش ہیں اس راہ میں خواہ غلام ہوں یا احرار ہوں۔ وہ جاہل کہ تیرے حکم سے
 سرنما کرین ملائت کی چراگاہ میں بغیر رستی کے گدھے ہیں کبھی پریشانی صحرائے ضلالت میں پھرتے ہیں کبھی
 حیرت زدہ بادیہ ادبار کہ میں جو مالائی کہ تیرے احسان سے محروم ہیں بگلے کی طرح دریا کنارے پیاسے ہیں جو حرف کہ
 تیرے عشق کے پیالے سے شراب پیتے ہیں ہر چند مست و بخود ہیں مگر ہشیار ہیں۔ بخود کو تیری جناب میں ہر دم
 لکش ہو بیدل لوگ تیرے کانٹے کے ٹم میں پھلی کی حالت میں ہیں تیرے دریا میں ہیں پھلی ہوں اور تیری صفت
 اور برج سے پڑ ہوں جیسے صدف کہ در شہوار سے پڑ ہو جو شخص تیرے دریا میں غرق ہوا اُسکی آبر و بڑھی جو لوگ ساحل پر
 مثل خروف ریزہ بقیعہ میں۔ ہمیشہ اس بحرِ صفائیں صفی غرق ہو یا اُسی اس دریا سے ہرگز اُسے دور کریں

ترجمہ رباعی مصنف رشحات

وہ گرم روان کہ انگے غل سے عالم
پڑھتا وہ ہنر کر گئے یان سے اسکا
پیارہ صفی مثل سگ سوختہ پا
اٹھتا گرتا ہوا ہو پیچھے پیچھے

ترجمہ قطعہ عربیہ کا تاریخ ختم رشحات میں

ہماری زندگی کے چشمہ کے رشحات باغ تمنا میں پہنچ گئے۔ بزرگ کہو وہ اللہ جسے نفلت کو اسکی برکات دین
جب اسکا اختتام میں نے دیکھا تو اسکی تاریخ میں شروع کیا۔ وہ شو جسکا تین شہنشاہ ہر آئینہ اسکے رشحات سے ریزا ہوا

ترجمہ قطعہ فارسی کا تاریخ ختم رشحات میں

رشحات ہمارا بہت برکات کے ساتھ آیا مثل آب حیات کے جو چشمہ حیات سے نکلے۔ محاسبان سنجیدہ صفات
اسکی تاریخ تمام حروف رشحات سے پائینگے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بسم اللہ تعالیٰ نعت رسالت پناہی رہ نور دان بادیہ جذبات ربانی اور دل سنجگان نازہ محشوق سبحانی کو نو بہرست انشا ہو کہ اگرچہ حال
اولیٰ کو رقم خوارق عادات اصفیا و عظام میں صدائے بین تصنیف ہوئیں اور اکثر ان میں طبع ہو کر پسند عارفان و مقبول جماعت میں
لیکن جس طرح کتاب رشحات زبان فارسی مصنفہ عالم اعلیٰ عارف اکمل کاشف اسرار خفی و جل جناب مولوی فخر الدین علی ابن حسین
الواعظ الکاشفی شہرہ جعفری پسندیدہ خاص عالم ہو اس طرح دوسری کتاب میں فن کی سند اور ریل غزیر میں جو نے تحقیق یہ کتاب
حضرت خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کے مناقبہ فضائل و دروگیر بزرگان دین کے حقائق اور معارف کا مجموعہ جامع ہو اور باوجود بیانات کی تفصیل
ایجاز اسقدر ہو کہ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہو۔ اس کتاب میں ایک مقالہ اور تین مقصد اور ایک تتمہ ہو۔ مقالہ فیخ اجگان سلسلہ
نقشبندیہ قدس سلوک کے طبقات کا اول سے آخر تک کر دے۔ پہلا مقصد حضرت دلایت پناہ خواجہ عبید اللہ قدس سرہ کا باوجود اوقات
اور آپ کی تاریخ ولادت حالات عمر و طوالت و رکب کے اخلاق و اطوار و آثار و سفیر زیارت شایع زمانہ کے ذکر ہیں جو دوسرا مقصد
طبعی حقائق و معارف حکایات امثال کے بیان میں ہو کہ حضرت مروج سے مصنف کو ایام محبت میں سمجھ ہو تیسرا مقصد بعض تصوف کا
ذکر ہیں جو حضرت سے بطور فرق عادت ظاہر ہو۔ تاہم حضرت کی تاریخ وفات وغیرہ میں جو۔ چونکہ یہ کتاب بان فارسی میں تھی اور
عامة عموم نفع بخش عالم تھی اسلئے بلطف فی سانی خاص و عام فارسی ضمنا حقیقت کی تازہ جوا لانا کہ معرفت صاحب حالات سلیہ انک مقامات علیہ السلام
علیم بانی مطبع فیوض نیرانی اسوۃ العلماء و حید الزین جناب سے لانا مولوی ابو الحسن صاحب ابن تعمیل دار حال نشین عمر فیض مدظلہ نے از
جانب مطبع ترجمہ اس کتاب کو اچانکہ زبان امد و سلس عام فہم فرمایا پس الحمد للہ النہ کہ اس زبان پرکتہ عنوان میں یہ ترجمہ رشحات زبان ہزار
حسن انتظام اور مزید بہت نام سے باہر آگے لکھنا اطمینان ہے صفحہ ۱۳۳۳ مطبع نامی شہر نزدیک دور کشی نو لکشتو صاحب سیائی اسی
واقع کھنڈ میں طبع ہو کر سرور افزا دلہائے مشتاقان ہو اللہ تعالیٰ مقبول عالم فرمائے آمین

